www.KitaboSunnat.com

MAU
مکتبہ الاسید
HYDERABAD

پاکیزہ نسل
اور
صالح معاشرہ

کیوں اور کیسے؟

تالیف
حافظ محمد ساجد اُسید ندوی

تقدیم:
فضیلۃ الشیخ مظہر علی مدنی حفظہ اللہ

تقریظ:
فضیلۃ الشیخ محمد اشفاق سلفی مدنی حفظہ اللہ

مکتبۃ الاُسَیْد، ٹولی چوکی، حیدرآباد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب وسنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب ...عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے

کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

پاکیزہ نسل

اور

صالح معاشرہ

کیوں اور کیسے؟

تالیف

حافظ محمد ساجد اسید ندوی

تقدیم:

فضیلۃ الشیخ مظہر علی مدنی حفظہ اللہ

تقریظ:

فضیلۃ الشیخ محمد اشفاق سلفی مدنی حفظہ اللہ

مکتبہ الاسید، ٹولی چوکی حیدرآباد

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

@ جملہ حقوق بحق مؤلف محفوظ ہیں

نام کتاب:

پاکیزہ نسل اور صالح معاشرہ، کیوں اور کیسے؟

مؤلف:

(مولانا) حافظ محمد ساجد اسید ندوی

تعداد:

ایک ہزار

اشاعت:

مارچ ۲۰۱۴ء

کمپوزنگ:

ابو ارقم طارق سلفی

قیمت: /265 روپے

زیر اہتمام:

محمد سالک اسید

ملنے کے پتے:

● ۔فیضی بکڈپو، نزد لمرا ہوٹل، حکیم پیٹ ٹولی چوکی حیدرآباد

8125925335، 8985740592، 9494511336

● ۔دکن ٹریڈرس، مغل پورہ، حیدرآباد۔ ● ۔بدی پبلیکیشنز، پرانی حویلی، حیدرآباد

● ۔مرکز الاثر، مسجد لیلخانہ، پرانی حویلی، حیدرآباد۔ ● ۔حسامی بک ڈپو، مچھلی کمان، چار مینار، حیدرآباد

● ۔مکتبہ التفہیم، مئوناتھ بھنجن یوپی ● ۔الکتاب انٹرنیشنل، جامعہ ہاؤس، نئی دہلی

● ۔مکتبہ دارالسلام، شیخ پلازہ، جمعیت اہل حدیث مسجد مدینہ چوک گاؤکدال، سری نگر، جموں کشمیر

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فہرست مضامین

انتساب	8	تقریظ	9
تقدیم	11	تمہید	17

مرد کے ساتھ عورت کی تخلیق کیوں؟

پہلا مقصد	23	دوسرا مقصد	24
پہلا مقصد بھی دوسرے مقصد کی تکمیل کیلئے ہے	25	دو راستے	26
عقل کا فیصلہ؟	26	نکاح اور زنا	27

نکاح، ترغیب و تاکید اور انتظامات

اسلام تجرد پسندی کا مخالف ہے	29	تجرد پسندی کے نقصانات ونتائج	34
جدید تحقیقات	37	اسلام میں نکاح کی ترغیب وتاکید	38
نکاح اور سلف صالحین	40	نکاح سے قبل منگیتر کو دیکھ لینے کی ہدایت اور اس کی حکمت	42
مخطوبہ کو دیکھنے کی حد	45	مخطوبہ کا اپنے خاطب کو دیکھنا	47
لڑکی سے اجازت لینے کا حکم اور اس کا طریقہ	48	انتخاب وکفاءت کا معیار	50
کچھ عملی نمونے	56	ایک قرآنی مثال	56
حضرت عمرؓ کا واقعہ	58	حضرت سعید بن مسیبؒ کا واقعہ	59
ایک سے زائد اور بیک وقت صرف چار عورتوں کی اجازت اور اس کی مصلحت	60	عورتوں کیلئے یہ اجازت کیوں نہیں؟	67

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

غیر شادی شدہ افراد کے سلسلے میں اسلامی معاشرہ کی ذمہ داری	69	تنگدستی نکاح کی راہ میں حائل نہ ہو	77
بہترین حق مہر	81	آسان نکاح کی چند مثالیں	85
موجودہ مسلمانوں کا طرز عمل	87	نام نہاد ذات و برادری کا چکر	87
لڑکیوں کی کمائی کھانے والے والدین	88	زندگی کا مغربی تصور	88
خوب سے خوب تر کی تلاش	88	گرانقدر مہر کی مصیبت	89
ولیمہ کی پرتکلف اور اسراف پر مبنی دعوتیں	91	جہیز کی لعنت	91
دیگر رسومات اور خرابیاں	96		

زنا، حرمت اور سزا

فکر آخرت اور احتساب کی دعوت	103	اسلامی تعلیمات کا اثر مسلم معاشرہ پر	108
زنا کاری پر دنیوی وعیدیں	111	زنا اسلاف کی نگاہ میں	113
حیا اور غیرت کے مادوں کو تحریک	114	حیا اور غیرت کی چند مثالیں:	117
عصا نہ ہو تو۔۔۔۔	119	قذف کی سزا اور اس کی حکمت	123
لعان کا حکم اور اس کی مصلحت	126	شادی شدہ اور غیر شادی شدہ کی سزا میں فرق کی حکمت	129
اسلامی حدود کی سختی کا رونا؟	130	سزائے رجم کے سلسلے میں ایک جدید نظریہ	132

جنسی تسکین کے غیر فطری ذرائع اور ان کی حرمت

اغلام بازی اور ہم جنسی	139	اس فعل بد کی تاریخ	139
اسلامی شریعت میں ہم جنسی کا حکم	145	عورت کے پچھلے حصے میں وطی	147
عورتوں کا باہم لطف اندوز ہونا	150	مشت زنی کا حکم	150
مشت زنی کے طبی نقصانات	153	بیوی کے علاوہ لونڈی سے بھی مجامعت کی اجازت کیوں؟	154

عورت و مرد کے تعلقات کی بعض ناجائز شکلیں

نکاح متعہ	159	نکاح حلالہ	161

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ولی کی اجازت کے بغیر نکاح	165	ولایت کی شرط لڑکی ہی کیلئے کیوں؟	173
نکاح کیلئے گواہوں کی ضرورت	175	بدکار مرد وعورت سے نکاح	178

اسباب ومحرکات (زنا) پر قدغن

محرمات کی تعیین اوران سے نکاح کی حرمت	182	محرمات کی تفصیل	182
محرمات سے نکاح کی سزا	185	عورتوں کے دائرۂ عمل کی تحدید	186
عورتوں پر اسلام کا احسان یا ظلم؟	192	عورت کی انسانی حیثیت کا اعتراف	192
دینی حیثیت سے عورت ومرد کی برابری	194	عورت کے معاشرتی، معاشی اور تمدنی حقوق	195
عورتوں کی گواہی	202	عورتوں کا جنسی تقدس	205
عورتوں کے طبعی فرائض اوران کا تقاضہ	205	دانشورانِ یورپ کا اعتراف	213
اسلام میں عورت کی حکمرانی ناجائز	215	بوقت ضرورت گھر سے نکلنے کی اجازت	218
عورت کی ملازمت کا مسئلہ	221	عورت کی تعلیم اور نصاب تعلیم	223
گھر سے نکلنے کے آداب وشرائط	229	پردہ کا حکم	229
پہچان لی جائیں گی پھر چھیڑی نہ جائیں گی	231	چہرہ اور ہاتھوں کا پردہ؟	236
مکمل پردہ اور کامل لباس؟	247	عورتوں کو پردہ کروانا مرد کی ذمہ داری ہے	251
کن لوگوں سے پردہ نہیں؟	252	بوڑھی عورت کا حکم	253
بے پردگی کے بعض طبی نقصانات	254	کیا پردہ عورت کی ترقی میں رکاوٹ ہے؟	255
خوشبو لگا کر نہ نکلیں	257	چلتے ہوئے پیروں سے آواز نہ پیدا کریں	258
محرم کے بغیر سفر کی ممانعت	259	مردوں سے اختلاط کی ممانعت	262
مخلوط درسگاہوں میں تعلیم حاصل کرنے اور مخلوط اداروں میں کام کرنے کا حکم	266	اختلاط کی تباہ کاریاں	268
شوہر کی اجازت کے بغیر نکلنے کی ممانعت	270	آنکھوں کی حفاظت کا حکم	272
غض بصر کے سلسلے میں عورت کیلئے رعایت کا پہلو	275	ٹی وی اور برہنہ تصاویر پر مشتمل اخبارات وغیرہ کا حکم	276
امرد (بے ریش لڑکوں) کو دیکھنے کا حکم	278	نگاہوں کی حفاظت کے فوائد	279

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کان آنکھوں کے حکم میں ---	280		

دیگر تدبیریں اور ھدایات

گھروں میں داخلہ سے قبل اجازت طلبی کا حکم	285	بچوں کی اجازت طلبی	289
کبوتر بازی کی ممانعت	290	مخنثوں کو دور کرنے کا حکم	291
بچوں کے بستر الگ کر دینے کا حکم	293	مرد مرد کی اور عورت عورت کی شرمگاہ نہ دیکھے	294
مرد وعورت کے ستر کے حدود	295	بے ستری سے اجتناب کا حکم	297
میاں اور بیوی کا ایک دوسرے کا ستر دیکھنا	298	عورت کیلئے عام حماموں میں جانے کی ممانعت	298
غیر محرم عورت کو چھونے کی حرمت	300	غیر محرم کے ساتھ خلوت کی ممانعت	302
عورتیں غیر مردوں کے ساتھ گفتگو کے وقت لچک نہ پیدا کریں	306	ہمبستری کے راز کھولنے کی ممانعت	308
عورت شوہر کے سامنے کسی اجنبی عورت کے اوصاف نہ بیان کرے	309	جب کسی عورت پر نظر پڑ جائے اور--	311
حق زوجیت ادا کرنے کی تاکید	311	شوہر کی اجازت کے بغیر نفلی روزہ رکھنے اور کسی کو گھر میں داخل کرنے کی ممانعت	313
بیوی شوہر کے بلانے پر ضرور حاضر ہو	315	لمبی مدت تک بیوی سے دور رہنے کی ممانعت	317
لاپتہ شوہر اور عنین کا حکم	323	بیوی کو بناؤ سنگھار اور صفائی کا خیال کرنا چاہئے	324
اور شوہروں کو بھی.....	326	مرد وعورت کی آرائش کی کچھ ناجائز شکلیں	327
کم عمر لڑکی سے نکاح	332	طلاق اور خلع کی اجازت مگر ناپسندیدگی کے ساتھ	334

مغربی تہذیب، افکار وتعلیمات اور اعمال وحرکات

مغرب اور مقصد تخلیق نسواں	341	مغرب اور شادی	341

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مغرب اور زنا	343	مغرب اور محرمات کی پامالی	346
مغرب اور ہم جنس پرستی	348	مغرب اور بے حیائی و برہنگی	351
مغرب کی حجاب دشمنی	352		
مغربی تہذیب ، پس منظر اور مختصر تاریخ			
انقلاب فرانس	353	نکاح غلامی ہے	353
مالتھس کا نظریہ آبادی اور جدید ایجادات	355	فحاشی اور سرمایہ دارانہ استحصال	355
مساوات مرد و زن	356	پریس کی ترقی اور جدید ذرائع ابلاغ	357
مغرب تہذیب ، آثار و نتائج			
خاندان نظام کی تباہی	359	طلاقوں کی کثرت	359
اسقاط حمل اور قتل اولاد	362	غیر شادی شدہ ماؤں اور حرامی اولاد کی کثرت	364
سماج کی تباہی	366	فواحش اور جنسی جرائم کی کثرت	366
عورتوں کی حالت زار اور مظلومیت	368	ضعیف العمر افراد کی بے کسی اور کسمپرسی	368
شہوانی ماحول کا اثر نوعمروں پر	369	دماغی اور جسمانی امراض و مصائب	372
حرف آخر	380		

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انتساب

دادی (مسلمہ خاتون)

نانی (سویدہ خاتون)

ماں (خدیجہ خاتون)

اور

بیٹیوں

(راعنہ اسید، نائلہ اسید، ہبہ اسید)

کے نام

اللہ اس کتاب کو ان سب کے حق میں بطور خاص

باعثِ رحمت وسعادت بنائے، آمین۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تقریظ

از: فاضل دوراں خطیب زماں فضیلۃ الشیخ محمد اشفاق السلفی حفظہ اللہ

استاد حدیث دار العلوم احمدیہ سلفیہ دربھنگہ، بہار

الحمد لله و كفى و سلام على عباده الذين اصطفى أما بعد:

الحمد للہ مذہب اسلام، اللہ تعالی اور اس کے آخری برگزیدہ نبی ورسول محمد ﷺ کی ان جامع تعلیمات کا مجموعہ ہے جن پر عمل پیرا ہوکر انسانیت معراج کمال حاصل کرسکتی ہے جب کہ ان سے انحراف ہلاکت و بربادی کا موجب ہے، شرعی تعلیمات سے دوری کا ہی نتیجہ ہے کہ انسانی معاشرہ روز بروز نہایت تیزی سے زوال پذیر ہے، اعلی انسانی قدریں پامال ہورہی ہیں اور ظلم وتعدی، شروفساد اور برائی و بے حیائی روز افزوں ہیں، جب کوئی انسان، اللہ تعالی کے محارم کو پامال کرتا ہے تو گویا اس کی غیرت کو للکارتا ہے اور اسے انتقام لینے پر آمادہ کرتا ہے اور نادان یہ بھول جاتا ہے کہ اللہ کے انتقام اور اس کی پکڑ کو برداشت کرنا اس کے بس سے باہر ہے، بلاشبہ اللہ تعالی سب سے باغیرت ہے اور اس کی غیرت کو سب سے زیادہ ٹھیس کسی بندہ اور باندی کی زنا کاری سے پہنچتی ہے، پھر تو ایسی صورت میں اللہ تعالی کا انتقام بہت سخت ہوتا ہے، چنانچہ فحاشی و بدکاری اور ہم جنس پرستی کی ہولناکیاں اور تباہ کاریاں محتاج بیان نہیں، گویا پورا معاشرۂ انسانی بارود کی ڈھیر پر کھڑا ہو، والعیاذ باللہ۔

صالح معاشرہ، جہاں اللہ تعالی اور بندوں کے باہمی حقوق ادا کئے جاتے ہوں اور محرمات ومنہیات سے کلی اجتناب کیا جاتا ہو، کی تشکیل وتعمیر میں معاشرہ کے ہر فرد اور ہر طبقہ کو اپنا مثبت کردار ادا کرنا چاہیے، علماء، عوام، جوان، بوڑھے اور مرد وزن کے باہمی تعاون سے ہی اصلاح وتعمیر ممکن ہے، امت مسلمہ اسی لیے برپا کی گئی ہے کہ وہ گم

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گشتہ راہ لوگوں کو ظلمتوں سے نکال کر نور کی طرف لائے اور ظلم وتعدی اور بدکاری و بے حیائی کی جگہ انہیں عدل وانصاف اور عفت و پاکدامنی کا سبق پڑھائے، کاش افراد امت اپنا مقصد وجود سمجھ پاتے!!

انسانی معاشرہ کی تطہیر اور اخلاقی انارکیوں سے اس کی پاکیزگی کے لئے اسلام کے بنیادی اور رہنما اصول پر مشتمل زیر نظر کتاب جو عزیز گرامی مولانا ساجد اسید ندوی صاحب کی تالیف ہے، ایک کامیاب کوشش ہے، نسل انسانی کی افزائش کے ساتھ عفت و پاکدامنی کے حصول کا شرعی ذریعہ نکاح مسنون ہے جس کے انعقاد کو شریعت نے نہایت آسان بنایا ہے لیکن ناعاقبت اندیش مسلمانوں نے اغیار کی دیکھا دیکھی اسے مشکل ترین عمل بنا رکھا ہے اور جب سے نکاح مشکل ہوگیا ہے، زنا کاری آسان ہوگئی ہے، مؤلف کتاب نے نکاح اور اس کے متعلقات اور غیر شرعی نکاح کی بعض رائج شکلوں کو بیان کرتے ہوئے زنا، لواطت، ہم جنس پرستی اور بے پردگی جیسے اہم دینی ومعاشرتی موضوعات پر سیر حاصل گفتگو کی ہے علمی مواد اور شگفتہ انداز تحریر نے کتاب کو وقیع بنادیا ہے، معاشرہ کے ہر طبقہ کے لئے اس کا مطالعہ ان شاء اللہ مفید ہوگا۔

اللہ تعالی اس نفع بخش تالیف پر مؤلف اور ناشر کو جزائے خیر عطا فرمائے اور اسے لوگوں کی اصلاح کا ذریعہ بنائے۔ آمین

وکتبہ: محمد اشفاق سلفی

پیغمبر پور، ضلع دربھنگہ (بہار)

بتاریخ ۱۲ صفر الخیر ۱۴۳۱ھ مطابق ۲۸/۰۱/۲۰۱۰

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تقدیم

از: فاضل جلیل استاذ گرامی فضیلۃ الشیخ مظہر علی مدنی حفظہ اللہ
شیخ الجامعہ جامعہ اسلامیہ فیض عام، مئوناتھ بھنجن

کائنات کی جملہ مخلوقات کے اندر اللہ تعالی کی یہ سنت رہی ہے کہ اس نے ہر ایک چیز کو جفت اور جوڑا پیدا کیا، جیسا کہ قرآن کریم کے اندر ارشاد ہے:۔

﴿ومن کل شیء خلقنا زوجین لعلکم تذکرون﴾

(الذاریات:۴۹)

''اور ہم نے ہر چیز کو جوڑا جوڑا پیدا کیا ہے تا کہ تم نصیحت حاصل کرو''

عالم انسانی، حیوانات اور نباتات کے اندر ازدواج وزوجیت کی حقیقت تک انسانی علم وتجربہ کو رسائی رہی ہے کہ ان میں نمود وافزائش کا عمل اسی ازدواجیت کے سبب ظاہر ہے لیکن قرآن کی درجہ ذیل آیت کے لفظ ''لایعلمون'' کے ذریعہ اللہ تعالی نے واضح کر دیا کہ کائنات کی بقیہ دیگر مخلوقات بھی اسی ازدواجی نظام پر قائم ہیں، خواہ اس کی حقیقت تک انسانی علم ومعرفت کی رسائی ہو یا نہ ہو، جیسا کہ فرمایا:۔

﴿سبحان الذی خلق الازواج کلها مما تنبت الارض
ومن انفسهم ومما لایعلمون﴾ (یٰس:۳۶)

''پاک ہے وہ ذات جس نے ہر چیز کو جوڑا پیدا کیا، خواہ وہ زمین کے پودے ہوں یا نفوس انسانی اور ان اشیاء کے بھی جوڑے پیدا کئے جنہیں وہ نہیں جانتے''

اس لئے بغیر استثناء، کائنات کی ہر مخلوق کا وصف ہے ازدواجیت، صرف خالق کائنات اللہ وحدہ لاشریک کی ذات ہی ایسی ہے جو مخلوق کے اس وصف ازدواجیت سے پاک اور برتر ہے اور ذات وصفات ہر اعتبار سے وہ فرد اور طاق ہے، لیس کمثلہ شیء۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پس دیگر مخلوقات کی طرح اللہ تعالی نے انسان کو بھی جوڑا پیدا کیا تو اس کا یہ فضل واحسان ہے کہ جوڑا اسی جنس سے بنایا تا کہ نفس انسانی کی تسکین ہو سکے:۔

﴿ومن آیاته ان خلق لکم من انفسکم ازواجا لتسکنوا الیها﴾

''اور اس کی نشانیوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ اس نے تمہاری ہی جنس سے جوڑے (بیویاں) پیدا کیں تا کہ تم ان سے سکون حاصل کرو'' (روم:۲۱)

اور اس ازدواجیت ہی کو اللہ تعالی نے نسل انسانی کی نمود، افزائش اور بقا کا ذریعہ بھی بنایا ،ابتدائے آفرینش سے آج تک دونوں جنس (ذکور واناث) کے مابین ازدواج ہی کے سبب توالد وتناسل کا سلسلہ جاری ہے اور نسل انسانی زوال وفنا سے محفوظ ہے اور اللہ تعالی کی مشیت وحکمت کہ اس نے مذکورہ دونوں مقاصد کے حصول کیلئے دونوں جنس کی طبیعت وسرشت کے اندر ایک ایسی قوت وصلاحیت (قوت شہوانی) کو ودیعت کر دیا، جو دونوں جنس کو باہمی میل ومحبت اور ربط واتصال پر آمادہ وبرانگیختہ کرتی ہے بلکہ اسے مجبور کرتی ہے۔

جنسی خواہش کی تکمیل میں اگر چہ انسان اور بہت سے حیوانات میں مماثلت ومشابہت پائی جاتی ہے کہ بعض حیوانات بھی جنسی پیاس بجھاتے وقت شرم وحیا کو ملحوظ رکھتے ہیں اور عفت وعصمت کے ساتھ زندگی گذارتے ہیں اور اختلاط نسب سے بچنے کی تدابیر اختیار کرتے ہیں جس کا تقاضہ ان کی طبیعت کرتی ہے مگر اشرف المخلوقات کی شرافت وکرامت اور اس امتیازی وصف کے تحفظ کی خاطر اللہ تعالی نے اس کی ازدواجی زندگی اور جنسی اتصال کو مزید اصول وضوابط کا پابند بنایا تا کہ وہ حیوانیت کی سطح سے بالا وبرتر اور ممتاز رہے جو اس کے درجہ ورتبہ کا تقاضہ ہے، انسانی طبیعت وفطرت کے اندر قوت شہوانی کی ودیعت اس کیلئے ایک ابتلاء وآزمائش بھی ہے کہ آیا وہ اسے ایک حیوان کی طرح استعمال کرتا ہے یا ایک انسان کی طرح جسے اس کے استعمال کیلئے اللہ تعالی کی طرف سے بذریعۂ وحی ہدایات اور اصول وضوابط ملے ہیں، اللہ تعالی نے قوت شہوانی کے اصولی وغیر اصولی، صحیح اور غلط دونوں طرح کے استعمال کا اختیار وارادہ دیا ہے اور استطاعت وقوت بھی۔

﴿ونفس وما سواها فالهمها فجورها وتقواها﴾

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''قسم نفس کی اور اسے درست بنانے کی، پھر سمجھ دی اس کو بدکاری کی
اور بچ کر چلنے کی'' (الشمس:۸۔۹)

قوت شہوانی کا مذکورہ ہر دو استعمال انسان کو دو مخالف رخ اور منزل تک پہنچا دیتا ہے، ایک رخ سعادت و نیک بختی کا ہے اور دوسرا شقاوت و بدبختی کا، ایک طریقہ نفس انسانی کی فلاح و کامرانی کا ہے اور دوسرا اس کی نامرادی و بربادی کا، جیسا کہ قرآن مجید میں بیان ہے:۔

﴿قد افلح من زکاھا و قد خاب من دسھا﴾

''جس نے اسے پاک کیا وہ کامیاب ہوا اور جس نے اسے خاک میں
ملا دیا وہ ناکام ہوا'' (الشمس:۱۰۔۱۱)

خالق کائنات نے انبیاء و رسل کے واسطے سے ہمیشہ انسان کو قوت شہوانی کے معتدل و متوازن، جائز و صحیح استعمال کا طریقہ بتا کر پاکیزگی نفس کی راہ دکھائی اور ازدواجی زندگی کے جملہ لازمی مثبت و منفی احکام و ہدایات سے اسے روشناس کرایا جن کی بجا آوری اور پاسداری سے انسان سعادت و نیک بختی کی اس منزل تک پہنچ سکا جو اشرف المخلوقات کے لائق و مناسب تھی اور وحی الٰہی ہی کی روشنی میں قوت شہوانی کے ضبط و انضباط اور صحیح استعمال سے انسان نفس کی ظاہری و باطنی طہارت حاصل کر سکتا ہے اور اس کے ذریعہ انسانی شرافت و کرامت کا تحفظ کر سکتا ہے خصوصاً نبی اکرم ﷺ کی لائی ہوئی شریعت اور قانون کی روشنی میں جن کی بعثت کا مقصد ہی مکارم اخلاق کی تکمیل تھی (بعثت لاتمم مکارم الاخلاق) انسان تزکیۂ نفس میں کامیاب ہو کر اخلاق و کردار اور انسانی اقدار و روایات کی ان بلندیوں پر پہنچ سکتا ہے جو انسان کی معراج ہے۔

اسلامی شریعت نے عقد نکاح کے نام سے قوت شہوانی کے نظم و انضباط اور ازدواجی زندگی کے جو اصول و ضوابط انسان کو دیئے ہیں اس سے بہتر کوئی نظام دنیا کے اندر وجود میں نہیں آ سکا کیونکہ یہ نظام خالق انسان و کائنات کی جانب سے عطا کردہ اس کی طبیعت و فطرت کے عین مطابق ہے۔

اسلام نہ تو انسان کی فطری و طبعی قوت کو غیر فطری طور پر کچلنے اور دبانے کا خواہاں ہے کہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اپنے پیروکاروں کو تجرد و تبتل اور رہبانیت کی زندگی گذارنے کا حکم دے اور نہ تو وہ قوت شہوانی کو بالکل بے لگام اور آوارہ چھوڑنے کا قائل ہے کہ اس کی تسکین اور جنسی پیاس بجھانے میں انسان اور حیوان کے درمیان کوئی فرق و تمیز نہ رہ جائے اور انسان اپنی جنسی تسکین کیلئے درندگی کی سطح پر اتر جائے ،اسلام مرد و زن کے مابین ازدواجی رشتہ کو جبر و قہر نہیں بلکہ باہمی محبت و رضامندی پر استوار کرنے کا حکم دیتا ہے اور عقد نکاح کے شرائط و اصول کے ساتھ اس ازدواجی رشتہ اور جنسی اتصال کو تقدس و پاکیزگی عطا کرتا ہے جس کے بعد ایک انسان کو واقعی اپنے جوڑے سے طبعی سکون اور پیار حاصل ہوتا ہے، جو انسان کو جوڑا بنانے کا مقصد ہے:۔

﴿وجعل بینکم مودۃ ورحمۃ ان فی ذالک لآیا ت لقوم یتفکرون﴾

''اس نے تمہارے درمیان محبت اور ہمدردی قائم کردی یقیناً غور و فکر کرنے والوں کیلئے اس میں بہت سی نشانیاں ہیں'' (روم:۲۱)

عقد نکاح کے ذریعہ قائم ہونے والے ازدواجی رشتے سے جہاں ایک طرف مذکورہ جنسی تسکین کی محفوظ و مامون طریقہ سے یافت ہوتی ہے وہیں دوسری طرف تحفظ انساب کے ساتھ توالد و تناسل اور انسانی نسل کی افزائش کا مقصد بھی حاصل ہوتا ہے جو انسان کو جوڑا بنانے سے مقصود ہے، اور اس طرح ایک ایسا خاندان وجود پذیر ہوتا ہے جس میں اولاد والدین کی آنکھوں کی ٹھنڈک ہوتی ہے، اولاد کے ساتھ باپ کی شفقت و رعایت اور ماں کی محبت و ممتا اپنا کردار ادا کرتی ہے، والدین کو اولاد کی جانب سے احترام و اکرام اور سہارا ملتا ہے تب ایسے مستحکم خاندان سے ایک صالح و پرسکون معاشرہ تشکیل پاتا ہے جس کی طرف رہنمائی مکمل طور پر سے اسلامی شریعت کے اندر موجود ہے قرآن کریم، احادیث نبویہ اور سیرت طیبہ کے اندر اس تعلق سے مکمل ہدایات اور مفصل تعلیمات، پوری جزئیات کے ساتھ موجود ہیں۔

اور اگر کسی انسان کو قوت شہوانی کے جائز استعمال کی صورت میسر نہ ہو تو اس قوت کو تحریک و برانگیختگی سے روکنے اور منضبط و کنٹرول کرنے کیلئے نیز میسر ہونے کے باوجود بے راہ روی سے محفوظ رکھنے کیلئے عقد نکاح کی ترغیب کے علاوہ پستیٔ نگاہ، اجنبی سے عدم اختلاط، حجاب

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نسواں اور روزہ وغیرہ کے جو احکام ومسائل اسلامی شریعت کے اندر موجود ہیں وہ سب پاکیزگی نفس، پاکیزہ نسل کے وجود اور ان سے تشکیل یافتہ صالح معاشرہ کی ضمانت ہیں، درحقیقت یہی موضوع ہے زیر نظر کتاب کا کہ ''پاکیزہ نسل اور صالح معاشرہ، کیوں اور کیسے''

مؤلف کتاب عزیز گرامی قدر مولانا ساجد اسید ندوی نے بڑی خوش اسلوبی سے مذکورہ موضوع پر کتاب وسنت کی خالص تعلیمات کو یکجا کر کے ترتیب دیدیا ہے اور بدلائل یہ ثابت کردیا ہے کہ شریعت اسلامیہ پر عمل آوری ہی کے ذریعہ پاکیزہ نسل کا وجود اور صالح معاشرہ کا قیام ممکن ہے، کسی اور ازم اور قانون کے ذریعہ نہیں۔

اسلام نے عقد نکاح کے علاوہ دیگر طرق سے جنسی اتصال اور تکمیل شہوت کو زنا قرار دیتے ہوئے اسے ناجائز اور حرام گردانا ہے کیونکہ زنا اپنی جملہ انواع واقسام کے ساتھ نہ یہ کہ صرف ایک غیر انسانی فعل اور ناشائستہ وحیا سوز حرکت ہے بلکہ پوری دنیائے انسانیت کیلئے انتہائی مضر وخطرناک، مسائل ومشکلات، آلام وامراض کا سبب اور غضب الٰہی کا داعی ہے ''انہ کان فاحشة ومقتا وساء سبیلا'' یہی وجہ ہے کہ اسلام نے حرمت زنا کے ساتھ اس کے جملہ محرکات واسباب پر بھی قدغن لگادیا تاکہ ایک مسلمان اس کے قریب بھی نہ جاسکے اور اس سے بچنے کی جو تدابیر وہدایات ممکن اور ضروری تھیں ان سب کی طرف رہنمائی فرمائی، اور اسے لزوما اختیار کرنے کا حکم دیا ان جملہ امور ونکات پر مؤلف کتاب نے تفصیل سے سیر حاصل بحث کی ہے، امید کہ قارئین اس سے ضرور مستفید ہونگے، انشاء اللہ، پاکیزہ نسل اور صالح معاشرہ آج ہر انسان کی آرزو اور آواز ہے مگر ع

اے بسا آرزو کہ خاک شدہ

گلوبلائزیشن کے اس دور میں چونکہ مغرب ہی کو علمی، سائنسی، عسکری، اقتصادی اور مادی ہر اعتبار سے بحر وقہر قیادت حاصل ہے، ذرائع ابلاغ اور میڈیا پر بھی اس کا تسلط واقتدار ہے اس لئے اس کے مادی والحادی افکار ونظریات سے پوری دنیا بری طرح متاثر ہے اسلام کے عطا کردہ الٰہی نسخہ کی طرف اس کی توجہ نظر عمدا یا سہوا وجہلا نہیں ہو پارہی ہے صرف مادی نقطۂ نظر ہی سے مغربی تہذیب اور افکار ونظریات کے اندر اپنے مقصود ومدعا کو حاصل کرنے کی ناکام کوشش ہورہی ہے، حالانکہ یہ بات عالم

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آشکارا ہوچکی ہے کہ مغرب مادی اعتبار سے ترقی کے نقطۂ عروج پر پہنچ کر انسان کے لئے جسمانی راحت وآسائش اور پرتعیش زندگی کے جملہ اسباب وذرائع کی فراہمی کے باوجود بھی انسان کے دل ودماغ کیلئے سکون وراحت کا سامان فراہم نہ کرسکا بلکہ مغربی معاشرہ مختلف تضادات کا شکار، اضطراب وخلل سے دوچار اور روحانی خلا سے پریشان وحیران ہے، معاشرہ کے کسی فرد کو سکون وقرار حاصل ہوتا ہے تو وہ بتوفیق الٰہی صرف اسلام کی آغوش میں آکر، آخر مغربی معاشرے کا یہ حشر کیوں نہ ہو جب اس کے مادی نقطۂ نظر سے انسان اشرف المخلوقات نہیں بلکہ ایک ترقی یافتہ بندر ہی ٹھہرا؟ اس لئے اسے جنسی تسکین اور قوت شہوانی کے استعمال کے لئے ایک حیوان کی طرح آزادی چاہئے، اس کے لئے بے حیائی ودرندگی کی ساری شکلیں اس کا بنیادی حق قرار پائیں، کسی اصول وضابطہ کی پابندی اس کے بنیادی حقوق کی خلاف ورزی سمجھی گئی، اس کا نتیجہ ظاہر ہے پاکیزہ نسل کا وجود اور صالح معاشرہ کا قیام نہیں ہوسکتا جس کی آرزو کی جارہی ہے بلکہ اضطراب وبے چینی، جرائم کی کثرت، نت نئے سماجی مسائل اور انواع واقسام کے جسمانی، دماغی نفسیاتی امراض وآلام، جن کے دفاع وتحفظ کی تدابیر سے عقل انسانی درماندہ وعاجز ہے۔

پاکیزہ نسل اور صالح معاشرہ کی ضمانت صرف شریعت اسلامیہ ہی کے اندر ہے کیونکہ اس نے قوت شہوانی کے استعمال اور ضبط وانضباط کے ایسے اصول وضوابط اور رموز وآداب کی طرف رہنمائی کی ہے اور ازدواجی زندگی گزارنے کا ایسا سلیقہ سکھایا ہے جو سراپا انسان کیلئے رحمت اور باعث سکون وسعادت ہے، زیرنظر کتاب کا مطالعہ ان شاء اللہ مذکورہ دعوی کی تصدیق کیلئے کافی ہوگا، امید ہے جملہ قارئین کیلئے عموما اور اصلاح سماج کے میدان میں سرگرم افراد کیلئے خصوصا کتاب مشعل راہ بنے گی۔

اللہ تعالی سے دعا ہے کہ وہ قارئین کو اس کتاب سے فیض یاب ہونے کی توفیق عطا فرمائے، کتاب کو مؤلف کیلئے صدقۂ جاریہ بنائے اور ناشر کیلئے بشمول راقم باعث اجر وثواب بنائے، آمین۔

مظہر علی مدنی

جامعہ اسلامیہ فیض عام مئو

۱۰ر صفر المظفر ۱۴۳۱ھ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تمہید

قرآن کریم کی جو آیات اپنے اختصار وایجاز کے باوصف انتہائی بلیغ وجامع اور بڑی ہی وسعت ومعنویت کی حامل ہیں ان میں سورۂ نحل کی درج ذیل آیت سرفہرست ہے، اللہ تعالی کا ارشاد ہے:۔

﴿ان اللہ یامر بالعدل والاحسان وایتاء ذی القربیٰ وینھی عن الفحشاء والمنکر والبغی، یعظکم لعلکم تذکرون﴾

''اللہ تعالی عدل کا، احسان اور قرابت داروں کو دینے کا حکم دیتا ہے اور بے حیائی کے کاموں، ناشائستہ حرکتوں اور ظلم وزیادتی سے روکتا ہے، وہ خود تمہیں نصیحتیں کررہا ہے تاکہ تم نصیحت حاصل کرو''

(النحل:۹۰)ز

اس آیت کریمہ میں تین باتوں پر عمل کی تاکید کی گئی ہے اور تین باتوں سے باز رہنے کی تلقین فرمائی گئی ہے، جن تین باتوں پر عمل پیرا ہونے کی تاکید ہے وہ اوامر و طاعات الٰہی سے متعلق تمام باتوں کو محیط ہیں اور جن باتوں سے باز رہنے کی تلقین ہے انہوں نے تمام منہیات ونواہی کو اپنے اندر سمیٹ لیا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ صحابی جلیل حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ (حاکم ۳۵۶/۲ وبیہقی ۸۳/۴) اور حبر الامۃ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ (فتح البیان از نواب بھوپالیؒ ۳۰۴/۷) نے اسے ''اجمع اٰیۃ فی القرآن لخیر او شر'' (قرآن مجید میں خیر وشر کی سب سے جامع آیت) قرار دیا ہے۔

اسی طرح امام بیہقی نے نقل فرمایا ہے کہ حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ نے اس آیت کی تلاوت کی، پھر فرمانے لگے:۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"ان اللہ عز وجل جمع لکم الخیر کلہ والشر کلہ فی آیۃ واحدۃ فواللہ ماترک العدل و الاحسان من طاعۃ اللہ شیئا الاجمعہ ولا ترک الفحشاء والمنکر والبغی من معصیۃ اللہ شیئا الا جمعہ"

"اللہ عزوجل نے تمام خیروشر کو ایک آیت میں جمع فرمادیا ہے، اللہ کی قسم! عدل اور احسان نے اطاعت الٰہی سے متعلق تمام امور کا احاطہ کرلیا ہے جبکہ فحشاء، منکر اور بغی نے اللہ کی نافرمانی سے متعلق کسی بات کو نہیں چھوڑا ہے" (فتح القدیر للشوکانی ۱۸۲/۳)

اور اسی بات کو مشہور تابعی مفسر حضرت قتادہؒ نے اپنے لفظوں میں یوں دہرایا ہے:۔

"انہ لیس من خلق حسن کان اھل الجاھلیۃ یعملون بہ ویستحسنونہ الا امر اللہ بہ ولیس من خلق سیئ کانوا یتعایرونہ بینھم الا نھی اللہ عنہ وقدم فیہ"

"زمانۂ جاہلیت میں اچھے اعمال وکردار سے متعلق جو باتیں بھی معمول بہ تھیں اور جنہیں مستحسن سمجھا جاتا تھا اللہ تعالی نے ان تمام کا حکم اس آیت میں دیدیا ہے اور برے اور گھناؤنے اخلاق سے متعلق جن باتوں کا بھی وجود تھا اللہ تعالی نے ان سے منع فرمادیا ہے"

(طبری ۱۹۵/۴، ابن کثیر ۶۴/۴)

اس آیت کریمہ کے حوالہ سے یہ بات نہ صرف خواص واہل علم کیلئے بلکہ بہت حد تک عوام کیلئے بھی محتاج وضاحت نہیں کہ ائمہ اور خطباء ہر ہفتہ خطبۂ جمعہ میں اسے بالالتزام پڑھتے اور دہراتے ہیں، لیکن اس کے ساتھ ہی یہ بات بھی کسی دلیل وثبوت کی محتاج نہیں کہ خطبات جمعہ میں بالالتزام اس کی قرأت وتلاوت کے باوجود عوام تو عوام علماء وخطباء کی بھی ایک بڑی تعداد اس کی عظمت وجامعیت کے احساس سے محروم اور اس کے معانی ومفاہیم کی وسعت وجامعیت اور گہرائی وگیرائی کے شعور وادراک سے یکسر

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بے بہرہ اور خالی ہے، ظاہر ہے کہ اس محرومی کا بنیادی سبب یہ ہے کہ خطبات جمعہ میں پابندی کے ساتھ خطبہ کے ایک جزء کے طور پر اس کی تلاوت تو کی جاتی ہے لیکن اس کے معانی ومفاہیم پر غور کرنے اور عوام کو ان سے روشناس کرانے کی ضرورت واہمیت محسوس نہیں کی جاتی، حالانکہ اس کے معانی ومفاہیم کی وضاحت کے بغیر اس کی تلاوت محض بے سود و بے معنی، خطبۂ جمعہ میں اس کی شمولیت کے مقصد کے قطعاً منافی اور ایک بامقصد پروگرام کی فقط ظاہری اور رسمی پاسداری کے سوا کچھ نہیں۔

دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ میں میری طالبعلمی کے زمانے کی بات ہے کہ استاد محترم حضرت مولانا برہان الدین سنبھلی نے جمعہ کے دن خطبۂ جمعہ (جو احناف کی مساجد میں عربی میں ہوتا ہے) سے قبل اپنے اردو خطاب میں اس آیت کریمہ کو موضوع سخن بناتے ہوئے خطبۂ جمعہ میں اس کی شمولیت کی تاریخ وپس منظر کی وضاحت کے ساتھ اپنے مخصوص بصیرت افروز اور جامع علمی انداز میں اس کی جامعیت ومعنویت کو اجاگر فرمایا، مولانا موصوف کا یہ خطاب میرے لئے ایک عظیم علمی انکشاف کی طرح تھا، میں نے محسوس کیا کہ گویا کوئی بہت بیش قیمت علمی دفینہ میرے ہاتھ لگ گیا ہے، میں نے بچپن سے مسلسل خطبات جمعہ میں اس آیت کی تلاوت سنی تھی اور خود بھی بارہا خطبوں میں اسے پڑھا تھا لیکن اس خطاب کے واسطے سے پہلی مرتبہ مجھ پر اس کی غیر معمولی عظمت ومعنویت اور بے پناہ جامعیت ووسعت کی حقیقت عیاں اور خطبۂ جمعہ میں اس کی شمولیت کی اہمیت وضرورت واضح ہوئی تھی، اسی وقت میرے دل میں اس آرزو نے جنم لیا تھا کہ اگر اللہ نے توفیق بخشی تو آئندہ عملی زندگی میں اس آیت کو وقتاً فوقتاً اپنی تقریر وتحریر کا موضوع بناؤنگا، چنانچہ فراغت کے بعد جب بھی موقع ملا میں نے اسے اپنی تقریر کا موضوع بنایا اور اپنی بساط بھر اس کی عظمت وجامعیت کو اجاگر کرنے کی کوشش کی۔

زیر نظر کتاب دراصل تحریری طور پر اسی آرزو کی جزوی تکمیل ہے، جزوی اس طور پر کہ آیت کریمہ جیسا کہ گذر چکا ہے تین مأمورات اور تین منہیات پر مشتمل ہے، یہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کتاب منہیات میں سے صرف پہلی بات ''فحشاء'' کی تفصیل و وضاحت پر مشتمل ہے۔

اہل لغت کے نزدیک ''فحشاء'' کا اطلاق ''قبیح و شرمناک قول و فعل'' ﴿القبیح من القول والفعل﴾ (لسان العرب ۶/۳۲۵، ۳۲۶) یا ''سخت قبیح و ناپسندیدہ اقوال و اعمال'' ﴿ما عظم قبحه من الاقوال والافعال﴾ (مفردات القرآن ۳۷۳) پر ہوتا ہے، قرآن مجید میں اس لفظ کا استعمال زنا یا اس کے متعلقات کیلئے ہوا ہے، امام لغت کفوی لکھتے ہیں:۔

''کل فحشاء ذکرت فی القرآن فالمراد الزنا الا فی قوله تعالی ﴿الشیطان یعدکم الفقر ویأمرکم بالفحشاء﴾ فان المراد البخل فی اداء الزکاة'' (الکلیات ۶۷۵)

یعنی ''قرآن مجید میں جہاں بھی ''فحشاء'' کا لفظ آیا ہے تو اس سے مراد زنا ہے سوائے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے ''کہ شیطان تمہیں فقر سے ڈراتا ہے اور فحشاء کا حکم دیتا ہے'' یہاں مراد ادائیگی زکوۃ میں بخیلی کرنا ہے''

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے اس کی تفسیر یہاں ''زنا'' ہی سے کی ہے، (تفسیر قرطبی ۵/۱۱۰)، تقریباً تمام اردو مفسرین نے اسی کو ''بے حیائی'' کے لفظ سے تعبیر کیا ہے اور اسی کی مزید وضاحت شیخ الاسلام ثناء اللہ امرتسریؒ نے ''یعنی زنا اور متعلقات زنا'' کے الفاظ سے کی ہے (تفسیر ثنائی ۲/۲۱۰)، آئندہ صفحات میں اسی حوالہ سے ''عفت و عصمت کی حفاظت کے سلسلے میں اسلامی آداب و قوانین'' پر روشنی ڈالی گئی ہے۔

اب سے تقریباً دو سال قبل [1] راقم نے اس آیت کریمہ پر تحریری کاوش کا آغاز کیا تھا، آیت کی عظمت اور جامعیت و بلاغت سے متعلق روایات و آثار اور اقوال صحابہ و تابعین کی ترتیب و تحریر اور اس کی خطبۂ جمعہ میں شمولیت کی تاریخ و پس منظر پر روشنی

[1] اور اب جبکہ (مارچ ۲۰۱۴ء) کتاب طباعت کے مرحلہ سے گزر کر منظر عام پر آ رہی ہے تو یہ پانچ سال پہلے کی بات ہے، کتاب کی طباعت میں اس غیر معمولی تاخیر کی وجہ مغربی تہذیب سے متعلق کچھ حصوں کی ترتیب میں تاخیر ہے، راقم کا ارادہ تھا کہ مغربی تہذیب اور اس کے اثرات و نتائج سے متعلق جدید حوالے اور شواہد پیش کئے جائیں لیکن افسوس کہ اس کی وجہ سے غیر معمولی تاخیر ہوئی اور راقم کی گوناگوں مصروفیات کی بنا پر ایسا ممکن بھی نہ ہو سکا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ڈالنے کے بعد جب اس کے الفاظ کی تشریح و وضاحت اور اس سلسلے میں معلومات و مواد جمع کرنے اور انہیں ترتیب دینے کی باری آئی تو راقم نے ان میں سے ''فحشاء'' کے لفظ کو مقدم کرنے کے ساتھ اسے ایک مستقل تالیف کی شکل میں پیش کرنے کا فیصلہ کیا، ایسا کیوں؟ تو اس کا جواب ذیل کی سطروں میں ملاحظہ فرمائیے:۔

انسان کے کاندھوں پر احکام و فرائض کا جو بوجھ ڈالا گیا ہے وہ اس کی اس حیثیت کی بنا پر ہے کہ وہ عاقل ہونے کے ساتھ ایک متمدن اور سماجی مخلوق ہے، تمدن و سماج کا وجود خاندانوں کے وجود سے وابستہ ہے جبکہ خاندانوں کا وجود مرد و عورت کے مابین بہتر و منظم اور پائیدار و مستحکم تعلق کا مرہون منت ہے، یہ بات ہر عقلمند شخص بخوبی سمجھ سکتا ہے کہ زنا کاری و بدکاری کے فروغ کے ساتھ عورت و مرد کے مابین اس تعلق کا وجود ناممکن ہے اور جب اس تعلق کا وجود نہ ہو تو پھر خاندان اور سماج کا وجود محض ایک خواب ہی ہوسکتا ہے، اس حیثیت سے غور کیجئے تو تمام احکام و فرائض اور ہر قسم کی عبادات و معاملات کی صحیح انجام دہی مرد و عورت کے صحیح تعلق پر موقوف ہے۔

ایک طرف عورت و مرد کے صحیح تعلق کی یہ اہمیت ہے اور اس کے بالمقابل زنا کاری و بدکاری کی خطرناکی اور ہلاکت خیزی کا یہ معاملہ ہے تو دوسری طرف موجودہ دنیا میں سب سے زیادہ جو آفت و مصیبت عام ہے وہ اسی بدکاری اور بے حیائی کی مصیبت ہے، یہ عام مشاہدہ ہے کہ اس وقت سارے انسانی وسائل حتی کہ زندگی سے متعلق ناگزیر ضروریات و خدمات اور ان کے اداروں کو فحاشی و بدکاری کی اشاعت و ترویج کے اداروں اور آلات و وسائل میں تبدیل کر دیا گیا ہے، روز نت نئے حربے اور طریقے اختیار کر کے بے شرمی و بے حیائی اور بے غیرتی و بے حسی کی فضا عام کی جارہی ہے اور انسانی رشتوں کے تقدس سے متعلق معمولی سے معمولی جذبہ اور حقیر سے حقیر سوچ کو بھی ذہن و دماغ کے تمام گوشوں سے رخصت کر دینے کی کوشش کی جارہی ہے، اس طرح شیطان کے کارندوں اور انسان نما حیوانوں کی کارستانیوں کے نتیجہ میں انسانی سماج و نسل بڑی تیزی کے ساتھ مسلسل تباہی و بربادی کے خوفناک دہانوں کی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طرف بڑھتی نظر آرہی ہے، ایسی صورتحال میں ''خیرامت'' کے ایک فرد کی حیثیت سے ہر فرد مسلم کی ذمہ داری ہوتی ہے کہ فحاشی و بے حیائی کے اس سیلاب بلاخیز کے سامنے بند باندھنے اور نسل انسانی کو تباہی و بربادی کے خطرناک گڑھے میں گرنے سے بچانے کیلئے اپنے جسم و جان کی ساری توانائیاں صرف کردے۔

زیرنظر کتاب کو اسی سلسلے کی کوششوں کی ایک حقیر اور معمولی کڑی سمجھنا چاہئے، اس میں ''فحشاء'' کے وسیع مفہوم (زنا و متعلقات زنا) کو سامنے رکھتے ہوئے بے حیائی وبدکاری کے سدباب سے متعلق اسلام کے اکثر اور ضروری احکام درج کردینے کی کوشش کی گئی ہے، ایک طرف جہاں سماج و معاشرہ کی پاکیزگی سے متعلق اسلام کی پاکیزہ تعلیمات وہدایات اور ان کے پاکیزہ اثرات ونتائج کی وضاحت کی گئی ہے وہیں اس بات کا بھی اہتمام کیا گیا ہے کہ مغرب کی شیطانی تہذیب وافکار کے خدوخال اور اس تہذیب کے زیر اثر انسانیت جن ہلاکت خیز مصائب وحوادث سے دوچار ہونے والی ہے اور ہورہی ہے انہیں بھی واشگاف کردیا جائے تاکہ ان کے حوالہ سے پوری نوع انسانی کو عموماً اور امت مسلمہ کو خصوصاً دعوت غور وفکر دی جاسکے۔

میں استاذ مکرم ومحترم فضیلۃ الشیخ مظہر علی مدنی حفظہ اللہ کا دل کی گہرائیوں سے شکر گذار ہوں کہ آپ نے میری معمولی گذارش پر نہ صرف یہ کہ کتاب پر نظر ثانی فرمائی بلکہ مضمون کتاب پر بھرپور روشنی ڈالنے والے ایک بیش قیمت اور پرمغز مقدمہ سے بھی سرفراز فرمایا، اسی طرح مخدوم گرامی فضیلۃ الشیخ محمد اشفاق السلفی حفظہ اللہ کیلئے بھی دل جذبۂ شکر وامتنان سے معمور ہے کہ آپ نے بھی کتاب کے مراجعہ کے ساتھ کتاب کی اہمیت وضرورت کو اجاگر کرنے والی جامع تقریظ سے نواز کر راقم کی حوصلہ افزائی فرمائی فزادهما الله علما ونفعا وجزاهما في الدارين خيرا۔

محمد ساجد اسید ندوی
فیضی بکڈپو، ٹولی چوکی حیدرآباد
email:sajidusaid79@gmail.com

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مرد کے ساتھ عورت کی تخلیق کیوں؟

رب کائنات نے اس کائنات فانی کو نسل انسانی سے آباد کرنے کا ارادہ فرمایا تو سب سے پہلے جہاں مرد کی شکل میں ابوالبشر حضرت آدم علیہ السلام کو وجود کا پیکر عطا فرمایا وہیں عورت کی صورت میں ان کی زوجۂ محترمہ اور رفیقۂ حیات حضرت حواء علیہا السلام کو بھی پیدا فرمایا، اس طرح جہاں مرد کی تخلیق عمل میں لائی گئی وہیں جنس اناث کو بھی وجود بخشا گیا۔

قرآنِ کریم کا مطالعہ کیجئے تو مرد کے ساتھ عورت کی تخلیق کے پیچھے دو عظیم مقاصد کارفرما نظر آتے ہیں۔

پہلا مقصد:

۱۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:۔

﴿أُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ إِلَىٰ نِسَائِكُمْ هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَأَنتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ﴾ (البقرہ:۱۸۷)

''روزے کی راتوں میں اپنی بیویوں سے ملنا تمہارے لئے حلال کیا گیا ہے، وہ تمہارا لباس ہیں اور تم ان کے لباس ہو''

آیت کریمہ میں عورت و مرد (میاں اور بیوی) کو ایک دوسرے کیلئے لباس قرار دیا گیا ہے، عورت و مرد کے قرب و اتصال اور ان کے باہمی تعلقات کی اس سے بہتر کوئی دوسری تشبیہ تقریباً ناممکن ہے، لباس کا کام کیا ہے؟ لباس صاحبِ لباس کو سرد و گرم کے اثرات سے محفوظ رکھتا ہے، اس کے عیوب کی پردہ پوشی کرتا اور اس کے جسم کو زیب و زینت بخش کر اس کے لئے انبساط و سکون اور راحت و اطمینان کا سامان کرتا ہے، گویا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عورت کا وجود مرد کیلئے وجہِ تسکین اور سامانِ راحت کی حیثیت رکھتا ہے۔

اسی بات کو اللہ تعالیٰ نے دوسرے اور واضح لفظوں میں یوں بیان فرمایا ہے:۔

﴿وَمِنْ آيٰتِهٖ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوْا اِلَيْهَا﴾ (الروم:۲۱)

''اور اس کی نشانیوں میں سے ہے کہ تمہاری جنس سے بیویاں پیدا کیں تاکہ تم ان سے آرام پاؤ''

دوسری جگہ ارشاد ہے:۔

﴿هُوَ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّجَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا لِيَسْكُنَ اِلَيْهَا﴾ (الاعراف:۱۱۹)

''وہ اللہ تعالیٰ ایسا ہے جس نے تم کو ایک تن واحد سے پیدا کیا اور اسی سے اس کا جوڑا بنایا تاکہ وہ اس (اپنے جوڑے) سے سکون حاصل کرے''

دوسرا مقصد:

۲۔اس سلسلے کا دوسرا اور بنیادی مقصد نسل انسانی کی افزائش اور تسلسل و بقا ہے۔

ارشاد ہے:۔

﴿جَعَلَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا وَّمِنَ الْاَنْعَامِ اَزْوَاجًا، يَذْرَءُكُمْ فِيْهِ﴾ (الشوریٰ:۱۱)

''اس نے تمہارے لئے تمہارے جنس کے جوڑے بنائے اور چوپایوں کے جوڑے بنائے ہیں، اس ذریعہ سے وہ تمہیں پھیلاتا ہے''

معلوم ہوا کہ دیگر جانداروں کے ساتھ انسان کا بھی جوڑا بنایا گیا تاکہ نسلِ انسانی کا تسلسل قائم رہے۔

دوسری جگہ ارشاد ہے:۔

﴿نِسَاءُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ فَاْتُوْا حَرْثَكُمْ اَنّٰى شِئْتُمْ﴾

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''تمہاری بیویاں تمہاری کھیتیاں ہیں، اپنی کھیتیوں میں جس طرح چاہو آؤ'' (البقرہ:۲۳۲)

اس آیت کریمہ میں عورت کو کھیتی قرار دیا گیا ہے اور ظاہر ہے کہ کھیتی میں بیج ڈال کر اس سے پیداوار حاصل کی جاتی ہے۔

ایک اور مقام پر فرمایا گیا ہے:۔

﴿وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا وَّجَعَلَ لَكُمْ مِّنْ اَزْوَاجِكُمْ بَنِيْنَ وَحَفَدَةً﴾ (النحل:۷۲)

''اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے تم میں سے ہی تمہاری بیویاں پیدا کیں اور تمہاری بیویوں سے تمہارے لئے بیٹے اور پوتے پیدا کئے''

نبی اکرم ﷺ نے ایک حدیث میں عورت کی تخلیق کے ان دونوں مقاصد کو اپنے مختصر اور جامع لفظوں میں یوں واضح فرمایا ہے:۔

﴿تَزَوَّجُوا الْوَدُوْدَ الْوَلُوْدَ فَاِنِّیْ مُكَاثِرٌ بِكُمُ الْاُمَمَ﴾

''زیادہ محبت کرنے والی اور زیادہ بچے جننے والی عورت سے شادی کرو اس لئے کہ قیامت کے دن میں تمہاری کثرت کی وجہ سے دوسری امتوں پر فخر کروں گا'' (ابوداؤد کتاب النکاح ۲۰۵۰)

ظاہر ہے کہ زیادہ محبت کرنے والی بیوی سے انسان کو سکون و راحت اور زیادہ بچے جننے والی بیوی سے اولاد حاصل ہوگی۔

پہلا مقصد بھی دراصل دوسرے مقصد کی تکمیل کیلئے ہے:

غور کریں تو معلوم ہوگا کہ پہلا مقصد بھی درحقیقت اسی دوسرے عظیم مقصد کی تکمیل کا ذریعہ ہے اور اسی عظیم مقصد کی خاطر اللہ تعالیٰ نے مرد و عورت کے درمیان فطری طور پر صنفی میلان اور شہوانی قوت و کشش رکھی ہے، چنانچہ جہاں کہیں ان کا اجتماع ہو وہ ایک دوسرے کی طرف میلان و کشش محسوس کرتے اور ایک دوسرے سے قریب ہونا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چاہتے ہیں۔

دو راستے:

مرد و عورت کے درمیان جو صنفی کشش اور شہوانی خواہش رکھی گئی ہے اس کی تکمیل و تسکین کی دو صورتیں تھیں۔

ایک یہ کہ ان کو اس بات کا اختیار دیا جائے کہ وہ آزادانہ طور پر جس طرح چاہیں اپنی جنسی پیاس بجھائیں۔

جبکہ دوسری صورت یہ تھی کہ انہیں ایک مضبوط و مستحکم اور شریفانہ نظام کے ذریعہ ایک دوسرے سے مربوط کر دیا جائے اور اس خواہش کی تسکین کا موقع دیا جائے۔

عقل کا فیصلہ؟

ہر عقلمند شخص یہ فیصلہ کر سکتا ہے کہ پہلی صورت دیگر حیوانات اور جانداروں کے مناسب تو ہو سکتی ہے لیکن انسانوں کے مناسب بہر حال نہیں اسلئے کہ انسان صرف ایک حیوانی وجود کا نام نہیں ہے بلکہ وہ ایک متمدن اور سماجی مخلوق کی حیثیت سے وجود میں آیا ہے اور اس حیثیت سے اس کے کاندھوں پر فرائض اور ذمہ داریاں ڈالی گئی ہیں، ان ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہونے کیلئے وہ ایک خاص قسم کے ماحول اور مخصوص قسم کی تربیت و نگہداشت کا محتاج ہے اور اس کا یہ احتیاج چند دنوں یا ہفتوں یا مہینوں تک نہیں بلکہ سالہا سال کے طویل عرصے تک قائم رہتا ہے۔

پہلی صورت میں جو نقشہ سامنے آتا ہے وہ یہ کہ مرد چند گھڑیوں کیلئے عورت سے مل کر اور لطف اندوز ہو کر اس سے اور اس ملاپ کے نتیجے سے خود کو الگ کر لے اور استقرار حمل سے لے کر رضاعت تک اور اس کے بعد پرورش و نگہداشت تک کی تمام تر ذمہ داریوں اور تکلیفوں کی سزاوار ایک اکیلی ناتواں عورت ٹھہرے، اب ''سوال یہ ہے کہ ایک مشترک فعل کی ذمہ داری قبول کرنے کیلئے تنہا ایک فریق کس طرح آمادہ ہو

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سکتا ہے؟ (اور یہ بات اس کے بس میں بھی کیونکر ہوسکتی ہے؟) جب تک عورت کو اپنے شریکِ کار کی بے وفائی کے خوف سے نجات نہ ملے، جب تک اسے اپنے بچے کی پرورش کا پورا اطمینان نہ ہو جائے گا، جب تک اسے خود اپنی ضروریات زندگی فراہم کرنے کے کام سے ایک بڑی حد تک سبکدوش نہ کر دیا جائے وہ اتنے بھاری کام کا بوجھ اٹھانے پر آمادہ کیسے ہو جائے گی؟'' [1]

نکاح اور زنا:

اس طرح دوسری صورت ہی وہ ذریعہ ہے جس سے نسلِ انسانی کا تسلسل و بقا اور تمدن کا تحفظ وجود میں آ سکتا ہے، اسلئے کہ اس سے مستقل وابستگی اور تعلق کی صورت میں خاندانی نظام کی تشکیل عمل میں آتی ہے اور مرد و عورت ماں اور باپ کی شکل میں مشترکہ طور پر فرائض کی تقسیم کے ساتھ بچوں کی پرورش و پرداخت اور تربیت و کفالت کے ذمہ دار ٹھہرتے ہیں۔

شریعتِ اسلامیہ میں اس دوسری صورت کو ''نکاح'' کا نام دیا گیا ہے جبکہ پہلی صورت کو ''زنا و بدکاری'' سے تعبیر کیا گیا ہے۔

---

[1] پردہ ص ۱۱۴

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّنْ قَبْلِكَ وَجَعَلْنَا لَهُمْ اَزْوَاجًا وَّذُرِّيَّةً

ہم نے آپ سے پہلے بہت سے رسول بھیجے اور ہم نے ان سب کو بیوی اور بچوں والا بنایا تھا

(الرعد:۳۸)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نکاح، ترغیب وتاکید اور انتظامات

اسلام تجرد پسندی کا مخالف ہے:

مذہب اسلام چونکہ فطری اور الٰہی دین ہے اسلئے دیگر بہت سے ادیان و مذاہب (مثلاً ویدانت، بدھ مت، جین مت اور مسخ شدہ عیسائیت وغیرہ [1]) کے برخلاف وہ قربت الٰہی اور ترقی روحانی کے حصول کیلئے نفس کشی اور دنیوی علائق وتعلقات سے بیزاری اور کنارہ کشی کے قطعاً خلاف ہے، وہ انسانوں کے سامنے حضراتِ انبیاء کرام

[1] علامہ سید سلیمان ندویؒ رقم فرماتے ہیں'' سب سے پہلی بات یہ ہے کہ اسلام سے پہلے جو اخلاقی مذاہب قائم تھے، ان سب میں عورت کو اور عورت مرد کے ازدواجی تعلق کو بہت حد تک ناپسند کیا جاتا تھا، جین، ویدانت، جوگ اور سادھو پن کے تمام پیرو اسی نظریہ کے پابند تھے، عیسائی مذہب میں تجرد اور عورت سے عدم تعلق ہی کمال روحانی کا ذریعہ ہے (قرنتون: ۷، ۸) اسلام نے آکر اس نظریہ کو باطل کیا'' (سیرۃ النبی ج ۶ ص ۲۴۸، ۲۴۹)

عمومی طور پر عیسائیت شادی کو ایک ناگزیر برائی کے طور پر لیتی ہے جس کو تکمیل حاصل کرنے کیلئے متروک کیا جانا ہی بہتر ہے، بشر کے حق میں بہتر یہی ہے کہ وہ عورت کو نہ چھوئے لیکن بدکاری سے بچنے کیلئے مرد کیلئے عورت ہونی چاہئے اور عورت کیلئے مرد ہونا چاہئے۔ (کارینتھینین باب ۱ آیت ۲)

سینٹ پال اپنے ایک خط میں لکھتا ہے'' غیر شادی شدہ لوگ اس پریشانی کا شکار ہوتے ہیں کہ خدا کو کس طرح خوش رکھا جائے، شادی شدہ لوگ اس غم کا شکار رہتے ہیں کہ اپنی بیوی کو کس طرح خوش رکھا جائے'' (کارینتھینین باب ۷ آیت ۳۸)

(اسلام اور مشرق ومغرب کی کشمکش از علی عزت بیگوچ ص ۳۶۱ طبع نئی دہلی)

گوتم بدھ سے ان کے چچازاد بھائی آنند نے پوچھا کہ عورتوں کے ساتھ ان کا معاملہ کیسا ہونا چاہئے؟ گوتم نے جواب دیا کہ ان کی طرف نہ دیکھو، آنند نے کہا اگر دیکھنا .....

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علیہم السلام کو بطور مثال پیش کرتا ہے، ارشاد ربانی ہے:۔

﴿وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلاً مِّنْ قَبْلِکَ وَجَعَلْنَا لَهُمْ اَزْوَاجًا وَّذُرِّيَّةً﴾

''ہم نے آپ سے پہلے بہت سے رسول بھیجے اور ہم نے ان سب کو بیوی اور بچوں والا بنایا تھا'' (الرعد:۳۸)

اس سلسلے میں نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے:۔

﴿اَرْبَعٌ مِّنْ سُنَنِ الْمُرْسَلِيْنَ التَّعَطُّرُ وَالنِّكَاحُ وَالسِّوَاكُ وَالْحَيَاءُ﴾

''چار باتیں رسولوں کی سنتوں میں سے ہیں، خوشبو استعمال کرنا، نکاح کرنا، مسواک کرنا اور حیاء'' (احمد:۴۱۲/۵)

حضرات انبیاء کرام علیہم السلام انسانوں میں سب سے زیادہ قربت الٰہی اور روحانی ترقی کی دولت سے سرفراز تھے، ساتھ ہی بیویاں اور اولاد رکھتے تھے تو دوسروں کو بھی انہی کے نقش قدم پر چل کر یہ دولت حاصل ہو سکتی ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

﴿اُولٰئِکَ الَّذِيْنَ هَدَى اللّٰهُ فَبِهُدَاهُمُ اقْتَدِهْ﴾ (الانعام:۹۰)

''یہی (انبیاء) لوگ ایسے تھے جن کو اللہ نے ہدایت کی تھی، سو آپ بھی انہی کے طریق پر چلئے''

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انبیاء کرام علیہم الصلوۃ والسلام کے اس اسوہ کو اپنی امت کے سامنے قولی و عملی طور پر کامل و مکمل شکل میں پیش فرمایا، آپ ﷺ کا ارشاد

.....ضروری ہو؟ بدھ نے کہا بات نہ کرو، آنند نے پوچھا کہ اگر وہ خود ہمیں مخاطب کریں؟ جواب دیا پھر ان سے بچ کر رہنا چاہئے، پھر آنند کے اصرار پر بدھ نے عورت کو اپنی جماعت میں شامل کرنے کی اجازت دیدی مگر اسے سماج کیلئے خطرہ تصور کرتا رہا۔ (ادیان الہند الکبری ص ۱۷۵)

ہندوؤں کی کتاب ''پنچ منتر'' میں لکھا ہے ''یہ (عورت) گناہوں کا مخزن، ہزار مکاریوں کا محل، بدگمانیوں کا ڈیرا، امرت ملا ہوا زہر ہے، اس کو کس نے پیدا کیا کہ پارسائی کو میٹ دے'' (تمدن ہند ص ۱۴۱، ڈاکٹر گستاؤلی بان بحوالہ خاتون اسلام ص ۱۷، از ڈاکٹر مقتدی حسن ازہری طبع بنارس)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گرامی ہے:۔

﴿حُبِّبَ اِلَیَّ مِنَ الدُّنْیَا النِّسَاءُ وَالطِّیْبُ وَجُعِلَتْ قُرَّۃُ عَیْنِیْ فِی الصَّلٰوۃِ﴾ (نسائی:۷/۶۱، احمد:۳/۱۲۸)

''دنیا کی چیزوں میں عورت اور خوشبو کی محبت مجھے عطا کی گئی ہے اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک صلاۃ میں رکھدی گئی ہے''

آپ ﷺ نے اپنے اس فرمانِ مبارک کے ذریعہ یہ واضح فرمادیا کہ عورت سے محبت وقربت اور ازدواجی تعلقات ہرگز للّٰہیت وروحانیت کے منافی نہیں، اور اس کیلئے مجہول کا صیغہ (عطا کی گئی ہے) استعمال فرما کر اس بات کی طرف اشارہ فرمایا کہ عورت سے یہ محبت وقربت ایک فطری امر ہے جس سے اس بات پر روشنی پڑتی ہے کہ یہ محبت وقربت منشاء الٰہی کا نتیجہ ہے اور اس کی تکمیل کا ذریعہ بھی، حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں:۔

''تین آدمی ازواج مطہرات کی خدمت میں پہونچے، ان کا مقصد نبی ﷺ کی عبادت کے بارے میں معلومات حاصل کرنا تھا، انہیں جب نبی ﷺ کی عبادت کا حال بتایا گیا تو اسے کم سمجھتے ہوئے کہنے لگے:۔

﴿اَیْنَ نَحْنُ مِنَ النَّبِیِّ ﷺ وَقَدْ غَفَرَ اللّٰہُ لَہٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِہٖ وَمَا تَاَخَّرَ﴾

''ہمیں نبی ﷺ سے کیا نسبت، آپ کے تو اگلے پچھلے سارے گناہ معاف کردیئے گئے ہیں''

پھر ان میں سے ایک نے عہد کیا:۔

﴿اَمَّا اَنَا فَاُصَلِّی اللَّیْلَ اَبَدًا﴾

''میں ہمیشہ راتوں کو صلاۃ میں مشغول رہوں گا''

دوسرے نے کہا:۔

﴿اَنَا اَصُوْمُ النَّھَارَ اَبَدًا وَّلَا اُفْطِرُ﴾

''میں ہمیشہ دنوں کو روزہ سے رہوں گا کبھی روزہ نہیں چھوڑوں گا''

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور تیسرے نے کہا:۔

﴿اَنَا اَعْتَزِلُ النِّسَاءَ فَلَا اَتَزَوَّجُ اَبَدًا﴾

''میں عورتوں سے دور رہوں گا، کبھی نکاح نہیں کروں گا''

نبی ﷺ (کو جب اس کا علم ہوا تو آپ) ان کے پاس تشریف لائے اور فرمایا:۔

﴿اَنْتُمُ الَّذِیْنَ قُلْتُمْ کَذَا وَکَذَا، اَمَا وَاللّٰہِ اِنِّیْ لَاَخْشَاکُمْ لِلّٰہِ وَاَتْقَاکُمْ لَہٗ، لٰکِنِّیْ اَصُوْمُ وَاُفْطِرُ وَاُصَلِّیْ وَاَرْقُدُ وَاَتَزَوَّجُ النِّسَاءَ فَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِیْ فَلَیْسَ مِنِّیْ﴾

''کیا تم ہی لوگوں نے ایسا اور ایسا کہا ہے؟ خبردار! قسم اللہ کی میں تم سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والا اور پرہیزگاری اختیار کرنے والا ہوں، اس کے باوجود میں روزہ رکھتا ہوں اور نہیں بھی رکھتا ہوں رات کو نوافل ادا کرتا ہوں اور سوتا بھی ہوں اور عورتوں سے نکاح بھی کرتا ہوں تو جس شخص نے میرے طریقے سے روگردانی کی وہ مجھ سے نہیں''

(بخاری کتاب النکاح: ۵۰۶۳ مسلم ایضا: ۱۴۰۱)

اسی طرح حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، آپ ﷺ نے فرمایا:۔

﴿اَلنِّکَاحُ مِنْ سُنَّتِیْ فَمَنْ لَّمْ یَعْمَلْ بِسُنَّتِیْ فَلَیْسَ مِنِّیْ وَتَزَوَّجُوْا فَاِنِّیْ مُکَاثِرٌ بِکُمُ الْاُمَمَ﴾

''نکاح میرا طریقہ ہے جس نے میرے طریقے پر عمل نہ کیا وہ مجھ سے نہیں، شادی کرو کیوں کہ میں تمہاری کثرت کے باعث امتوں پر فخر کرنا چاہتا ہوں'' (صحیح ابن ماجہ کتاب النکاح: ۱۴۵۶)

اس روایت میں دو باتوں کی بنیاد پر نکاح کی تاکید موجود ہے، ایک تو یہ کہ یہ آپ ﷺ کی سنت ہے دوسرے یہ کہ یہ امت کی تعداد میں اضافہ کا باعث اور ذریعہ ہے، اب اگر کوئی شخص نکاح سے منہ موڑتا ہے تو نہ صرف یہ کہ وہ سنت نبوی سے انحراف

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

واعراض کا مرتکب ہوتا ہے بلکہ امت کی تعداد میں اضافہ کی نبی اکرم ﷺ کی خواہش کو بھی پامال کرنے کا مجرم ٹھہرتا ہے۔[1]

---

[1] اس حدیث سے ضبط تولید یا بالفاظ دیگر ''فیملی پلاننگ'' کے سلسلے میں اسلامی موقف کی وضاحت بھی ہوجاتی ہے، اس وقت بیشتر مسلم ممالک میں خاندانی منصوبہ بندی کی تحریک بڑے زور وشور سے چلائی جارہی ہے، ''بچے دو ہی اچھے'' ''ہم دو ہمارے دو'' اور ''چھوٹی فیملی خوشحالی فیملی'' جیسے الفاظ اور نعروں کے ذریعہ لوگوں کو اس کی ترغیب دینے کے ساتھ یہ پروپیگنڈہ کیا جارہا ہے کہ اگر آبادی پر کنٹرول نہ کیا جائے تو آئندہ برسوں میں دنیا کی آبادی اس قدر بڑھ جائے گی کہ لوگوں کے لئے وسائل زندگی کی فراہمی مشکل ہوجائے گی۔

ظاہر ہے کہ یہ نعرے اور پروپیگنڈے یا خدشات اسلامی عقیدہ وفکر سے کسی طور پر بھی میل نہیں کھاتے، اسلامی نقطۂ نظر سے خوشحالی و بدحالی کا تعلق ہرگز بھی افراد خانہ کی قلت اور کثرت سے نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی تقدیر ومشیت سے ہے، اسی طرح ہر مسلمان جو واقعۃً مسلمان ہو یہ جانتا ہے (اور یہ مشاہداتی حقیقت بھی ہے) کہ آبادی کی کثرت وزیادتی کے ساتھ وسائل رزق اور اسباب معاش میں بھی زیادتی ہوتی رہتی ہے، قرآن مجید کا صاف لفظوں میں اعلان ہے:۔

''وَمَا مِنْ دَابَّةٍ فِي الْأَرْضِ إِلَّا عَلَى اللهِ رِزْقُهَا'' (ھود:٦)

''زمین میں چلنے پھرنے والے جتنے جاندار ہیں سب کی روزیاں اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہیں''

مذکورہ بالا خدشہ کو دوسرے ناقابل انکار زمینی حقائق سے بھی رفع کیا جاسکتا ہے لیکن سردست ہمارا مقصد صرف یہ بتلانا ہے کہ اس تحریک کا مقصد وہ نہیں جو لوگوں میں باور کرایا جاتا ہے بلکہ اس کے پس پشت ووٹوں کی سیاست اور جمہوریت کی حکمرانی کے اس دور میں ایک دوسرا ہی مقصد کارفرما ہے، اور وہ کیا ہے؟ اس کی وضاحت ذیل کے بیان میں ملاحظہ فرمائیے:۔

''مصر کے شہر اسکندریہ میں ۲۵/ مارچ ۱۹۷۲ء کو ''مرقصیٰ رجا'' میں پوپ شنودہ سوم کی سربراہی میں ایک خفیہ اجتماع منعقد ہوا تھا، مصری حکومت کے ذمہ داروں نے مصری صدر کے حکم پر مذکورہ اجتماع کی بابت معلومات حاصل کرنے کے بعد جو رپورٹ صدر کو پیش کی تھی اس میں درج ذیل تفصیلات موجود تھیں۔

عبادت کی ادائیگی اور انجیل کی خواندگی (تلاوت) کے بعد پوپ شنودہ نے عام حاضرین کو رخصت کردیا، اب مجلس میں مذہبی شخصیات اور اسکندریہ کے مالدار وسربرآوردہ.....

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تجرد پسندی کے نقصانات ونتائج:

دراصل اس قسم کا رجحان نسل کش ہونے کے ساتھ[1] فطرت سے بغاوت اور

.....نصرانی باقی رہ گئے، اجتماع کی بابت معلومات حاصل کرنے کے لئے جنہیں مکلف بنایا گیا تھا، انہوں نے عبادت کے دوران ہی آگے کی کاروائی ٹیپ کرنے کیلئے خفیہ طور پر آلات اور ضروری سامان نصب کر دیئے تھے۔

پوپ نے خفیہ اجتماع کے آغاز میں حاضرین کو بتایا کہ ہم اپنے منصوبہ کے مطابق کامیابی کے ساتھ تمام کام انجام دے رہے ہیں، مصر میں اب نصرانیوں کی تعداد تقریبا آٹھ ملین ہو چکی ہے۔ ۱۲ سے ۱۵ سال تک کی مدت میں اس تعداد کو بڑھا کر مصری آبادی کے نصف تک پہنچانا ہے، اسی لئے کنیسہ اپنے ماننے والوں کے لئے عام حالات میں ضبط تولید کو حرام قرار دیتا ہے اور دوسری طرف ان کو یہ حکم دیتا ہے کہ وہ مسلمانوں کے حق میں ضبط تولید کی حوصلہ افزائی کریں اور اس کی ترغیب دیں، یہ امر اس لئے آسان ہے کہ ۶۵ فیصد ڈاکٹر اور محکمۂ صحت سے متعلق کارکن نصرانی ہیں، نصرانی عوام کو افزائش نسل کی ترغیب دینا اور غریب لوگوں کے ساتھ مالی تعاون کرنا بھی ضروری ہے، نصرانی عوام کا معیار صحت وزندگی بھی بلند کرنا ضروری ہے تاکہ اموات کی شرح کم ہو۔

نصرانی مالکان مکان کو اپنے مکانات مسلمانوں کو کرایہ پر ہرگز نہ دینا چاہئے، کیوں کہ رہائش کی سہولت سے پیدائش کی شرح بڑھتی ہے، اور مشکلات سے اس میں کمی آتی ہے، جب مسلمانوں کو رہائش کی سہولت نہ ہوگی تو لازمی طور پر ان کی آبادی کا تناسب کم ہوگا۔

پوپ شنودہ نے متعدد دیگر منصوبوں پر روشنی ڈالنے کے بعد نصرانی عوام کے لئے اس امید کا اظہار کیا کہ مصر کی سرزمین جس پر عرب حملہ آوروں نے قبضہ کر رکھا ہے، عنقریب نصرانیوں کو مل جائے گی، جس طرح نصرانی اسپین (اندلس) تقریبا سات صدیوں تک مسلم سامراج کے قبضہ میں رہنے کے بعد نصرانیوں کو واپس مل گیا'' (المأسرۃ المثلی ص ۱۴۶ بحوالہ خاتون اسلام از ڈاکٹر از ہری ص ۱۵۹/۱۶۱)

[1] جیسا کہ امام نووی رحمہ اللہ نے اختصاء (خصی ہوجانا) کی حرمت ان الفاظ میں بیان کی ہے ﴿لما فیه من تغییر خلق اللّٰه وقطع النسل﴾ کہ اس (خصی ہوجانے) میں تخلیق الٰہی میں تبدیلی کے ساتھ قطع نسل بھی پایا جاتا ہے) (شرح مسلم ۱/۴۵۰۔۴۵۱)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اعلان جنگ ہے اور یہ حقیقت ہے کہ فطرت سے بغاوت کر کے بامراد ہونا ناممکن ہے، چنانچہ عیسائی رہبانیت نے اس سے مقابلہ آراء ہونا چاہا تو پھر بداخلاقی کے خطرناک ترین گڑھے میں جا گری، کلیسا عیاشیوں کا مرکز بن گئے اور لوگوں کی نگاہ میں تجرد عیاشی کا ہم معنی بن گیا، ڈریپر اس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے لکھتا ہے:۔

''علانیہ تجرد خفیہ عیاشی کا مرادف ہے، یہی وجہ تھی کہ تمام انگلستان چیخ اٹھا کہ ملک میں ایک لاکھ عورتیں ایسی ہیں جنہیں پادری خراب کر چکے ہیں اور اس بنا پر عوام اور حکومت انگلستان نے ان خانقاہوں کو جو رہبانیت کا مرکز تھیں، بند کرنے کا قصد کر لیا'' [1]

دسویں صدی عیسوی کے ایک اطالوی بشپ نے لکھا ہے:۔

''اگر چرچ میں مذہبی خدمات انجام دینے والوں کے خلاف بدچلنی کی سزائیں نافذ کرنے کا قانون عملاً جاری کر دیا جائے تو لڑکوں کے سوا کوئی سزا سے نہ بچ سکے گا اور حرامی بچوں کو بھی مذہبی خدمات سے الگ کر دینے کا قاعدہ نافذ کیا جائے تو شاید چرچ کے خادموں میں کوئی لڑکا تک باقی نہ رہے'' [2]

اسی طرح امت مسلمہ کے اندر گمراہ اور بدنہاد صوفیوں میں جب اس رجحان نے جنم لیا تو اس کا نتیجہ کیا نکلا اس بارے میں علامہ ابن الجوزیؒ ''تلبیس ابلیس'' میں تحریر فرماتے ہیں:۔

''جوان صوفیاء جب نکاح نہ کرنے کے فیصلہ پر اٹل ہو جاتے ہیں تو ان کی تین قسمیں ہو جاتی ہیں، قسم اول منی روک لینے کے مرض میں گرفتار ہوتے ہیں، کیوں کہ منی جب مدت دراز تک بند رہتی ہے تو اس کا زہریلا اثر دماغ تک چڑھ جاتا ہے، ابوبکر محمد بن زکریا رازی رحمہ اللہ

---

[1] معرکۂ مذہب وسائنس بحوالہ پرسنل لاء اور مسلمانوں کے عائلی مسائل از شمس تبریز خاں ص ۱۹۸، ۱۹۹

[2] تفہیم القرآن ج ۵ ص ۳۳۲

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہتے ہیں ''میں ایک قوم کو پہچانتا ہوں، ان میں منی بہت تھی پھر جب انہوں نے فلسفیت کے غلبہ کی وجہ سے ہم بستری سے اپنے آپ کو روکا تو ان کے جسموں میں برودت (ٹھنڈی) آ گئی، ان کی حرکات وسکنات میں دشواری پیدا ہوئی بلا سبب ان کی مشکلات بڑھتی گئیں اور انہیں مالیخولیا (ایک قسم کی جنونی کیفیت) کا عارضہ لاحق ہوا، جس کے تحت ان کی شہوتیں کم ہوگئیں اور ان کی بھوک اور قوت ہضم سب کچھ کمزور پڑتی گئی۔۔۔۔۔۔۔ میں نے ایک شخص کو جو جماع کا تارک تھا دیکھا کہ اس کی کھانے کی خواہش زائل ہوگئی تھی اور یہ حالت ہوگئی تھی کہ اگر تھوڑا بھی کھاتا تھا تو اسے اچھا نہیں معلوم ہوتا تھا اور قے کر دیتا تھا، پھر جب اس نے اپنی جماع کی عادت کی طرف رجوع کیا تو یہ بیماریاں آپ سے آپ زائل ہوگئیں۔

دوسری قسم یہ ہے کہ جس چیز کے وہ تارک رہے آخر میں اسی پر تل گئے، صوفیاء کا ایک گروہ ایسا بھی ہے جو جماع کے ترک پر جما رہا۔ ان کے اندر منی جمع ہوتی رہی، پھر اس میں تحریک پیدا ہوئی تو یہ بے چین ہو گئے اب ان کا رخ بدلا اور دنیا سے جس قدر بھاگتے تھے اس سے کئی گنا زیادہ میں گرفتار ہو گئے (یعنی ان پر شدید ردعمل ہوا اور نتیجہ یہ ہوا کہ اب شہوت میں ڈوب کر رہ گئے)

تیسری قسم یہ ہے کہ بعض صوفیاء لڑکوں کی صحبت اختیار کرتے ہیں، بعض لوگوں کو جہل نے اس بات پر آمادہ کیا کہ انہوں نے (عضو تناسل کاٹ کر) خود کو مجبوب بنالیا اور اپنے دل میں یہ سوچا کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ سے شرمانے کی وجہ سے ایسی حرکت کی ہے حالانکہ یہ انتہائی درجہ کی حماقت ہے، کیونکہ اللہ رب العزت نے مردوں کی صنف کو عورتوں کی صنف پر اسی عضو کے سبب سے شرف بخشا ہے اور اس عضو کو اسلئے پیدا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیا ہے کہ نسل قائم رہے، اب جو شخص خود کو محبوب بناتا ہے گویا زبان حال سے اس کا اعلان کرنا چاہتا ہے کہ پہلی صورت صحیح نہیں تھی بلکہ یہ صحیح ہے، پھر اس کے اس عضو کے کاٹ ڈالنے سے نفس سے شہوتِ نکاح زائل نہیں ہوتی لہذا ان کا مقصد بھی حاصل نہیں ہوتا'' [1]

امام نوویؒ تجرد کے نقصانات کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''وربما غلبت على الرجل شهوته فيتضرر بالتاخير في بدنه او قلبه او في بصره'' [2]

یعنی ''بسا اوقات مرد پر جنسی میلان کا تقاضہ غالب ہوجاتا ہے، اگر اس تقاضے کی تکمیل میں تاخیر کی جائے تو اس کے جسم یا قلب یا نگاہ کو نقصان لاحق ہوجاتا ہے''

جدید تحقیقات:

دورحاضر کی طبی تحقیقات وتجربات نے بھی تجرد کے متعدد ذہنی اور جسمانی نقصانات کو اجاگر کیا ہے، چنانچہ عربی اخبار ''الشعب'' کے شمارہ ۶ رجون ۱۹۵۹ میں شائع شدہ اقوام متحدہ کی ایک رپورٹ کے مطابق شادی شدہ افراد کی عمر غیر شادی شدہ لوگوں کے مقابلہ میں زیادہ طویل ہوتی ہے، یہ غیر شادی شدہ خواہ مرد ہو یا عورت، بیوہ اور طلاق شدہ یا بے نکاحی، یہ رپورٹ مختلف اعداد وشمار کی بنیاد پر مرتب کی گئی تھی، اس رپورٹ کے مطابق عمر کے مختلف مرحلوں میں شادی شدہ افراد کی وفات کا اوسط غیر شادی شدہ افراد کے مقابلے میں بہت کم ہے۔

رپورٹ میں لکھا ہے کہ اس بنیاد پر یہ کہنا ممکن ہے کہ نکاح کرنا مرد اور عورت کے لئے صحت کے اعتبار سے مفید ہے، اب تو حمل اور ولادت کے خطرات بھی بہت کم

---

[1] تحفۃ العروس ص ۵۳، ۵۴ از محمود مہدی استانبولی (مترجم) الدار السلفیہ، بمبئی

[2] شرح مسلم ۱/۴۵۰

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہو گئے ہیں اور قوموں کی زندگی میں اب انہیں خطرہ تصور نہیں کیا جاتا۔ [1]

نیویارک منٹل ہاسپٹل کے میڈیکل انچارج ڈاکٹر ہاولبرگ کا کہنا ہے:

''منٹل ہاسپٹل میں عام طور پر مریض اس تناسب سے داخل ہوتے ہیں کہ ان میں ایک شادی شدہ ہوتا ہے تو چار غیر شادی شدہ ہوتے ہیں''

اسی طرح برٹلن کے ترتیب دیئے ہوئے اعداد و شمار سے پتہ چلتا ہے کہ شادی شدہ جوڑوں کی بہ نسبت غیر شادی شدہ کہیں زیادہ خودکشی کے مرتکب ہوتے ہیں جبکہ اکثر شادی شدہ افراد کی دماغی اور اخلاقی حالت نہایت متوازن اور ٹھوس ہوتی ہے، ان کی زندگی میں ٹھہراؤ ہوتا ہے۔ [2]

شریعت اسلامیہ میں نکاح کی ترغیب وتاکید:

شریعت اسلامیہ نے اپنے ماننے والوں کو نکاح کی تاکید کی اور مختلف انداز و اسلوب میں اس کی پوری ترغیب دی، ساتھ ہی نکاح کو آسان سے آسان اور سادہ تر بنانے کے لئے بھی ہر طرح کی تدبیریں اور وسائل اختیار کئے، چنانچہ اس بارے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:۔

﴿فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَاءِ مَثْنٰى وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ﴾

''عورتوں میں سے جو بھی تمہیں اچھی لگیں تم ان سے نکاح کرلو، دو، دو، تین تین چار چار سے'' (النساء:۳)

دوسری جگہ فرمایا گیا ہے:۔

﴿وَاَنْكِحُوا الْاَيَامٰى مِنْكُمْ وَالصّٰلِحِيْنَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَاِمَائِكُمْ اِنْ يَّكُوْنُوْا فُقَرَاءَ يُغْنِهِمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ﴾

''تم میں سے جو مرد عورت بے نکاح کے ہوں ان کا نکاح کردو اور اپنے

---

[1] فقہ السنہ از سید سابق ۲/۱۰ (عربی) [2] تحفۃ العروس ص ۳۱، ۳۳

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نیک بخت (مومن) غلام کا بھی، اگر وہ مفلس بھی ہونگے تو اللہ تعالیٰ انہیں اپنے فضل سے غنی بنادے گا، اللہ تعالیٰ کشادگی والا اور علم والا ہے''

(النور:۳۲)

جبکہ نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے:۔

﴿یَا مَعْشَرَ الشَّبَابِ مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْکُمُ الْبَاءَۃَ فَلْیَتَزَوَّجْ فَاِنَّہٗ أَغَضُّ لِلْبَصَرِ وَ أَحْصَنُ لِلْفَرْجِ وَمَنْ لَّمْ یَسْتَطِعْ فَعَلَیْہِ بِالصَّوْمِ فَاِنَّہٗ لَہٗ وِجَاءٌ﴾

''اے نوجوانوں کی جماعت! تم میں سے جسے نکاح کرنے کی استطاعت ہو اسے نکاح کر لینا چاہئے، کیونکہ نکاح نظر کو جھکانے والا اور شرمگاہ کو محفوظ رکھنے والا ہے اور جسے استطاعت نہ ہو اس کے لئے روزے کا اہتمام ضروری ہے اسلئے کہ روزہ اس کے لئے ڈھال ہے''

(بخاری کتاب النکاح:۵۰۶۶، مسلم:۱۴۰۰)

آپ ﷺ نے فرمایا:۔

﴿لَمْ یُرَ لِلْمُتَحَابَّیْنِ مِثْلُ التَّزْوِیْجِ﴾

''دو آپس میں محبت کرنے والوں کے لئے شادی کی مثل کوئی چیز نہیں دیکھی گئی'' (صحیح ابن ماجہ کتاب النکاح:۱۵۹۷)

ایک روایت میں شادی کو آدھے دین سے تعبیر کیا گیا ہے، آپ ﷺ کا ارشاد ہے:۔

﴿إِذَا تَزَوَّجَ الْعَبْدُ فَقَدِ اسْتَکْمَلَ نِصْفَ الدِّیْنِ﴾

''جب بندہ نکاح کرتا ہے تو اس کا نصف دین مکمل ہو جاتا ہے''

(بیہقی، الصحیحہ:۶۲۵)

ایک روایت میں شادی کی ترغیب اس طرح موجود ہے کہ آپ ﷺ نے زوجیت کی حدود میں رہ کر ہم بستری کو صدقہ اور کار خیر قرار دیا ہے، آپ ﷺ نے ارشاد

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فرمایا:۔

﴿وَفِیْ بُضْعِ اَحَدِکُمْ صَدَقَۃٌ﴾

''تم میں سے ایک کی شرمگاہ (کے ذریعہ ہم بستری) میں صدقہ ہے''

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آپ ﷺ کی یہ بات سن کر عرض کیا:

﴿یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَیَاْتِیْ اَحَدُنَا شَھْوَتَہٗ وَیَکُوْنُ لَہٗ فِیْھَا اَجْرٌ؟﴾

''اے اللہ کے رسول! ہم اپنی شہوت پوری کریں اور اس پر ہمیں ثواب سے نوازا جائے؟''

تو آپ ﷺ نے فرمایا:۔

﴿اَرَأَیْتُمْ لَوْ وَضَعَھَا فِیْ حَرَامٍ اَکَانَ عَلَیْہِ فِیْھَا وِزْرٌ؟ فَکَذَالِکَ اِذَا وَضَعَھَا فِی الْحَلَالِ کَانَ لَہٗ اَجْرٌ﴾

''بتلاؤ اگر آدمی اپنی شرمگاہ حرام جگہ پر استعمال کرے تو کیا وہ گناہ گار نہیں ہوگا؟، اسی طرح جب وہ اسے حلال جگہ پر استعمال کر رہا ہے تو وہ اجر کا مستحق ہے'' (بخاری:۵۳۵۴، مسلم:۱۶۲۸)

نکاح اور سلف صالحین:

ان آیات اور احادیث کا نتیجہ تھا کہ بزرگان سلف نکاح کو بڑی اہمیت دیتے تھے اور تجرد کی زندگی کو بڑی ذلت وحقارت کی نگاہ سے دیکھتے تھے، اس سلسلے میں یہ چند اقوال ملاحظہ فرمائیں:۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:۔

''(بھائیو) نکاح کرلو، کیونکہ ازدواجی زندگی کا ایک دن غیر شادی شدہ زندگی کے اتنے اور اتنے برسوں کی عبادت سے بہتر ہے''

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:۔

''اگر میری زندگی کے صرف دس روز رہ جائیں، تب بھی میں شادی کر لینا پسند کروں گا، تاکہ غیر شادی شدہ حالت میں رب کو منہ نہ دکھاؤں'' [1]

حضرت سعید بن جبیرؒ کہتے ہیں:۔

''مجھ سے حضرت ابن عباس نے پوچھا کہ کیا تم نے شادی کر لی ہے، میں نے جواب دیا نہیں، تو انہوں نے فرمایا تو پھر تم شادی کر ہی لو اس لئے کہ اس امت کے بہترین فرد (یعنی نبی ﷺ) بہت سی بیویوں والے تھے'' ﴿تزوج فان خیر ہذہ الامۃ کان اکثرہم نساء یعنی النبی ﷺ﴾

(بخاری کتاب النکاح: ۵۰۶۹، احمد: ۱/۲۳۱)

حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ اپنے اعزہ سے فرماتے:۔

''میری شادی کا انتظام کرو، کیونکہ نبی ﷺ نے مجھے وصیت کی ہے کہ میں غیر شادی شدہ حالت میں اللہ سے ملاقات نہ کروں'' [2]

تابعی جلیل حضرت طاؤسؒ فرماتے ہیں:۔

﴿لا یتم نسک الشباب حتی یتزوج﴾

''نوجوان کی عبادت اس وقت تک مکمل نہیں ہوتی جب تک کہ وہ نکاح نہ کر لے'' [3]

حضرت میسرہؒ کہتے ہیں کہ مجھ سے امام طاؤسؒ نے کہا:۔

''تم ضرور شادی کر لو ورنہ میں تم سے وہی بات کہونگا جو حضرت عمرؓ نے ابوالزوائد سے کہی تھی کہ تو شادی یا تو اسلئے نہیں کر رہا ہے کہ تو نامرد ہے یا

---

[1] تحفۃ العروس ص ۵۶، ۳۴ [2] احکام القرآن للجصاص ۳/۳۵۴

[3] مصنف ابن ابی شیبہ ۴/۱۲۷

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پھر تو بدکار ہے'' ۱

مشہور تابعی حضرت احنف بن قیسؒ فرماتے تھے:۔

''اپنے گھر کے کسی کونے میں کسی اژدہے کا وجود مجھے اس بات سے زیادہ پسند ہے کہ غیر شادی شدہ عورت کے لئے اس کے لائق مرد کی طرف سے پیغام آئے اور میں اسے رد کردوں'' ۲

امام احمد بن حنبلؒ کی زوجۂ محترمہ کا انتقال ہوا تو اس کے دوسرے دن انہوں نے شادی کرلی اور فرمایا شادی کے بغیر میں ایک رات بسر کرنا مناسب نہیں سمجھتا۔ ۳

نکاح سے قبل مخطوبہ کو دیکھ لینے کی ہدایت وحکمت:

مذکورہ دو آیتوں میں سے پہلی (سورۂ نساء کی) آیت میں ان عورتوں سے نکاح کی بات کہی گئی ہے ''جو اچھی لگیں'' اس میں جو حکمت کارفرما ہے وہ واضح ہے اور وہ یہ کہ اس سے نکاح کو استقرار واستحکام حاصل ہوگا اور میاں وبیوی کی باہمی الفت ویگانگت سے گھریلو زندگی خوشگوار اور بہتر ہوگی۔

اسی مقصد کی تکمیل کی خاطر نکاح سے قبل مخطوبہ (منگیتر) کو دیکھ لینے کی خصوصی تاکید کی گئی ہے، حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا:۔

﴿إذا خطب أحدكم المرأة فان استطاع أن ينظر إلى ما يدعوه إلى نكاحها فليفعل﴾

''تم میں سے کوئی جب کسی عورت کو نکاح کا پیغام دے تو اگر ممکن ہو تو اس سے وہ کچھ دیکھ لے جو اس کے لئے نکاح کا باعث ہو''

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:۔

''پھر میں نے ایک عورت کو پیغام نکاح دیا اور خود چھپ کر اسے دیکھنے

---

۱ حوالۂ سابق ۲ البیان والتبیین ۲/۲۰۴

۳ تحفۃ العروس ص ۵۷

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی کوشش کرتا رہا یہاں تک میں نے اس کی وہ چیز دیکھ لی جس کی غرض سے شادی کرنا چاہتا تھا''

(ابوداؤد، کتاب النکاح:۲۰۸۲، احمد:۳۳۴/۳)

ایک خاتون آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کرنے لگیں کہ میں خود کو آپ ﷺ کے لئے ھبہ کرنے آئی ہوں، آپ ﷺ نے اسے ایک نظر دیکھا پھر نظر اوپر نیچے کرکے ذرا غور سے دیکھا اور پھر اپنا سر نیچے کرلیا، روایت کے الفاظ ہیں:۔

﴿فَنَظَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَصَعَّدَ النَّظَرَ فِيْهَا وَصَوَّبَهُ ثُمَّ طَأْطَأَ رَسُوْلُ اللّٰهِ رَأْسَهُ﴾

(بخاری کتاب النکاح:۵۱۳۵ مسلم:۱۴۲۵)

محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ جلیل القدر صحابی ہیں، وہ فرماتے ہیں کہ:۔

''ایک خاتون سے میرا رشتہ ہوا تو میں نے اسے چھپ کر دیکھنے کی کوشش کی بالآخر میں نے اسے اس کے باغ میں دیکھ لیا، ان کو ایسا کرتے دیکھ کر کسی نے ان پر اعتراض کیا کہ آپ صحابی ہوکر ایسا کرتے ہیں تو انہوں نے فرمایا کہ ''میں نے خود رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ (مخطوبہ کو) دیکھنے میں کوئی حرج نہیں'' (ابن ماجہ:۱۸۶۴)

دیکھنے کی حکمت بھی آپ ﷺ نے واضح فرمادی ہے، جیسا کہ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:۔

''میں نے ایک عورت کو پیغام نکاح دیا، نبی ﷺ نے مجھ سے دریافت فرمایا کیا تو نے اسے دیکھ لیا ہے؟ ﴿أَنَظَرْتَ إِلَيْهَا﴾ میں نے عرض کیا نہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا اسے دیکھ لو، اس طرح زیادہ توقع ہے کہ تم میں الفت پیدا ہوجائے'' ﴿فَانْظُرْ إِلَيْهَا فَإِنَّهُ أَحْرَى أَنْ يُؤْدِمَ بَيْنَكُمَا﴾ (ترمذی:۱۰۸۷، ابن ماجہ:۱۸۶۵، احمد:۲۴۴/۴، وغیرھم)

امام ابن قیم رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں:۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''أن یـــؤدم '' کا مفہوم یہ ہے کہ اس سے ایک دوسرے کے ساتھ ملائمت اور نرمی قائم ہوگی آپس میں صلاح اور درستگی آئے گی ،لفظ''اِدام'' بھی اسی سے ہے جس کے معنی'' سالن'' کے ہیں اور جس سے روٹی کھانا ٹھیک معلوم ہوتا ہے'' [1]

حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ ہی کی روایت میں ہے:۔

''میں ایک انصاری عورت کے گھر گیا ،اس کے والدین سے اس کا رشتہ مانگا اور انہیں یہ بھی بتایا کہ نبی اکرم ﷺ نے مجھے لڑکی کو دیکھ لینے کو کہا ہے،انہوں نے لڑکی کو دکھانے کو پسند نہ کیا، وہ عورت اندر پردہ میں تھی ،اس نے میری بات سن لی ، کہنے لگی کہ اگر اللہ کے رسول نے یہ حکم دیا ہے کہ تم مجھے دیکھو تو تم مجھے دیکھ سکتے ہو ورنہ میں تجھے اللہ کی قسم دیتی ہوں، گویا اس نے اس کو بڑا اہم سمجھا''حضرت مغیرہؓ کہتے ہیں کہ ''میں نے اسے دیکھا اور پھر اس سے شادی کر لی اور اس کے ساتھ میرا خوب نباہ رہا'' (ابن ماجہ کتاب النکاح:۱۸۶۶،نسائی:۵۲۳۵)

فی زمانہ مسلمانوں میں کچھ سادہ لوح اور نادان قسم کے لوگ تو وہ ہیں جن کے نزدیک آپ ﷺ کی ان احادیث کی کوئی حیثیت نہیں یعنی وہ اپنی نامعقول اور بیجا قدامت پسندی کی بنا پر ہرگز بھی اس بات کے روادار نہیں کہ پیغام دینے والے کو نکاح سے قبل لڑکی کو دیکھ لینے کا موقع دیا جائے تو دوسری طرف وہ مغرب زدہ طبقہ ہے جن کے یہاں نکاح سے قبل ہی لڑکے اور لڑکی کو ہر طرح کی آزادانہ ملاقات اور خلوت وتنہائی کے مواقع حاصل ہوتے ہیں، ظاہر ہے کہ یہ طرز عمل سراسر اسلامی روح ومزاج کے خلاف اور کھلے طور پر زناکاری وبدکاری کی راہ ہموار کرنے کا ذریعہ ہے،اس آزادانہ ملاقات اور خلوت وتنہائی کے نتیجہ میں شادی سے قبل ہی لڑکے اور لڑکیوں کے تعلقات اب معمول کے واقعات بنتے جارہے ہیں،ابھی کچھ ہی دنوں قبل کی بات ہے کہ راقم کو ایک نوجوان ساتھی نے فون کے ذریعہ بتایا کہ میرا ایک دوست اپنی منگیتر

[1] روضۃ المحبین ص۶۶

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے ساتھ محو ملاقات و گفتگو تھا کہ۔۔۔۔۔۔خیر سے معاملہ صرف بوس و کنار اور بعض اعضاء کے چھونے تک ہی پہنچا تھا لیکن اسلامی نقطۂ نظر سے اسے بھی معمولی واقعہ نہیں قرار دیا جا سکتا۔

بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ شادی سے قبل اس طرح کی ملاقاتوں سے لڑکے اور لڑکیوں کو آپس میں ایک دوسرے کو سمجھنے کا موقع ملتا ہے حالانکہ یہ صریح طور پر ان کی حماقت اور بدعقلی ہے، یورپ میں اسی فکر نے (Dating) کے طریقہ کو جنم دیا ہے جس کا مطلب ہے ایک صنف کا دوسری صنف کو مقررہ تاریخ پر مدعو کرنا، مقصد شادی سے پہلے ایک دوسرے کا تجربہ کرنا ہوتا ہے، اس چیز نے ترقی کر کے اب باقاعدہ جنسی تعلقات کی صورت اختیار کر لی ہے اور مغربی لڑکوں کے لئے یہ ایک مہذب فیشن بن گیا ہے کہ وہ ڈیٹ دے کر ایک لڑکی کو تنہا کمرے میں بلائیں اور اس کے ساتھ جبری طور پر زنا کریں۔

مخطوبہ کو دیکھنے کی حد:

فقہاء کے یہاں اس بارے میں اختلاف ہے کہ مخطوبہ کو کس حد تک دیکھنا مباح ہے، لیکن اکثریت کی رائے یہ ہے کہ مخطوبہ کے صرف چہرہ اور ہاتھ کو دیکھنا ہی مباح ہے، چنانچہ اس سلسلے میں امام نووی تحریر فرماتے ہیں:۔

> ''خاطب (پیغام نکاح دینے والے) کیلئے عورت کا فقط چہرہ اور ہاتھ دیکھنا ہی جائز ہے، اسلئے کہ یہ دونوں اعضاء ستر میں داخل نہیں اور اس لئے کہ چہرہ سے عورت کی خوبصورتی یا بدصورتی معلوم کی جا سکتی ہے اور ہتھیلیوں سے اس کے بدن کی تازگی یا عدم تازگی کا اندازہ کیا جا سکتا ہے، یہی ہمارا اور اکثر فقہاء کا مذہب ہے''[1]

ڈاکٹر فضل الٰہی اس رائے کو راجح قرار دیتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:۔

---

[1] شرح مسلم ۹/۲۱۰

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''گو کہ بعض علماء نے اس سے بڑھکر بھی دیکھنے کی بات کہی ہے لیکن ہماری رائے میں دو اسباب کی بنا پر صرف چہرہ اور ہتھیلیوں کے دیکھنے پر ہی اکتفاء مناسب ہے:

ا۔ چہرہ (جیسا کہ امام نووی اور ابن قدامہ نے تحریر فرمایا ہے) حسن کا مرکز ہے اور عورت کی خوبصورتی اور بدصورتی کا پتہ دینے کیلئے کافی ہے، جبکہ ہتھیلیوں سے (جیسا کہ امام نوویؒ نے لکھا ہے) جسم کی تازگی و مضبوطی کا اندازہ کیا جاسکتا ہے، لہذا چہرہ اور ہتھیلیوں سے تجاوز مناسب نہیں۔

۲۔ جس شخص کو محض چہرہ اور ہتھیلیوں کے دیکھنے سے اطمینان نہ ہو اور وہ مزید تحقیق کا طالب ہو اس کیلئے ممکن ہے کہ اپنی کسی رشتہ دار خاتون کو بھیج کر تحقیق کروالے، اس سلسلے میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک خاتون سے شادی کا ارادہ فرمایا تو آپ نے اسے دیکھنے کی غرض سے ایک عورت کو بھیجا اور فرمایا:

﴿شُمِّی عَوَارِضَهَا وَانْظُرِیْ اِلٰی عُرْقُوْبِهَا﴾

''اس کے منہ کی بو معلوم کرو اور اس کی کوچیں ((ایڑی کے اوپر کا پٹھا) دیکھ لو''

وہ عورت گئی، (خاتون کے گھر کے) لوگوں نے اس سے کہا اے فلاں کی ماں کیا ہم آپ کو کچھ کھلائیں نہ؟ اس نے کہا میں تو وہی کھانا کھاؤنگی جو فلانہ لے کر آئے گی، وہ خاتون (کھانا لانے کی غرض سے) بالکنی پر چڑھی تو عورت نے اس کی کوچیں دیکھ لیں پھر کہنے لگی: بیٹی میری جوئیں تو نکال دو، وہ خاتون جوئیں نکالتی رہی اور وہ اس کے منہ کی بو سونگھتی رہی، بعد ازاں آپ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی بابت بتلایا۔ (مستدرک حاکم: ۲/۱۶۶) [1]

---

[1] التدابیر الواقیۃ من الزنا فی الفقہ الاسلامی ص ۱۱۵ (طبع ششم، دارالریان، بیروت)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مخطوبہ کا اپنے خاطب کو دیکھنا:

شریعت اسلامیہ نے جس مقصد کی خاطر خاطب کو اپنی مخطوبہ کو دیکھ لینے کی تاکید وہدایت کی ہے، اس مقصد کا تقاضا یہ ہے کہ مخطوبہ بھی خاطب کو دیکھ لے، چنانچہ فقہاء نے اسے بھی مستحب قرار دیا ہے۔[1] اس سلسلے میں امام ابن القیمؒ نے نقل فرمایا ہے کہ:۔

''حضرت مغیرہ بن شعبہؓ اور ایک عرب نوجوان نے کسی عورت کو پیغام نکاح دیا، نوجوان خوبصورت تھا، عورت نے ان دونوں سے کہلوایا کہ میں آپ دونوں کو دیکھنا اور آپ کی باتیں سننا چاہتی ہوں، اگر چاہیں تو تشریف لائیں، (یہ دونوں حاضر ہوئے تو) خاتون نے انہیں ایسی جگہ بٹھایا جہاں وہ انہیں دیکھ سکے، حضرت مغیرہؓ نے محسوس کیا کہ خاتون نوجوان کو ان پر ترجیح دے گی، اس لئے وہ نوجوان کی طرف متوجہ ہوئے اور کہنے لگے، تم حسن وجمال اور بیان کی خوبی سے بہرہ ور ہو، کیا ان کے علاوہ کچھ دوسری خوبیاں بھی تمہارے پاس ہیں، نوجوان نے ہاں میں جواب دیا اور اپنی خوبیاں گنانے لگا، مغیرہؓ نے پوچھا تمہارے حساب کتاب کا کیا طریقہ ہے؟ نوجوان نے بتایا کہ میں اس میں بالکل چوک نہیں کرتا اور پائی پائی کا حساب رکھتا ہوں، حضرت مغیرہؓ کہنے لگے لیکن میں تو درہم کی تھیلی گھر کے کونے میں رکھ دیتا ہوں، میرے گھر کے لوگ حسب مرضی اس میں سے خرچ کرتے رہتے ہیں اور مجھے ختم ہونے کا علم اس وقت ہوتا ہے جبکہ وہ مجھ سے مزید دوسرے کا سوال کرتے ہیں، یہ گفتگو سن کر عورت کہنے لگی: واللہ! یہ بوڑھا جو مجھ سے حساب نہ لے گا مجھے اس نوجوان سے زیادہ محبوب ہے جو مجھ سے پائی کا حساب لے گا اور اس نے حضرت مغیرہؓ سے شادی کر لی'' [2]

---

[1] دیکھئے حوالۂ سابق ص ۱۶ [2] الطرق الحکمیہ فی السیاسۃ الشرعیہ ص ۳۷۔۳۸ بحوالۂ سابق

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لڑکی سے اجازت لینے کا حکم اور اس کا طریقہ:

نکاح کے استقرار و استحکام ہی کے مقصد سے نکاح سے قبل عورت کی رضامندی اور اجازت ضروری ٹھہرائی گئی ہے، چنانچہ نبی ﷺ کا فرمان ہے:۔

﴿لَا تُنْكَحُ الْاَيِّمُ حَتّٰى تُسْتَأْمَرَ وَلَا تُنْكَحُ الْبِكْرُ حَتّٰى تُسْتَاْذَنَ﴾

''شوہر دیدہ (بیوہ اور مطلقہ وغیرہ) کا نکاح اس سے (زبانی) امر طلب کرنے سے پہلے نہ کیا جائے اور کنواری کا نکاح اس سے اجازت لئے بغیر نہ کیا جائے''

صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا:

﴿يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَكَيْفَ اِذْنُهَا﴾

''اے اللہ کے رسول! اس سے اجازت حاصل کرنے کی کیا صورت ہوگی'' (وہ مارے شرم کے بولے گی کیوں؟)

آپ ﷺ نے فرمایا:

﴿اَنْ تَسْكُتَ﴾

''یہ کہ وہ خاموش رہے'' (بخاری کتاب النکاح: ۵۱۳۶ مسلم: ۱۴۱۹)

حدیث کے الفاظ سے واضح ہے کہ اجازت لینے سے مقصود لڑکی کی رضامندی کا حصول ہے، نہ یہ کہ خانہ پری کے لئے رسمی طور پر یا جبر و دباؤ کے ذریعہ زبان سے ہاں کہلوالیا جائے، مگر آج مسلم سماج میں بہت سے مقامات پر اجازت لینے کا عجیب ہی طریقہ رائج ہے، مولانا محمد اعظمی کے الفاظ میں ''ہوتا یہ ہے کہ عقد نکاح کے روز جب مہمانوں کا خوب ہجوم ہوتا ہے اور ولیمہ کا انتظام مکمل طور پر عملی شکل اختیار کر لیتا ہے تو عین نکاح کے وقت لڑکی مہمان عورتوں اور اپنی سہیلیوں کے بیچ مجمع میں بیٹھتی ہے پھر تین اجنبی مرد، ایک قاضی اور دو گواہ اس مجمع میں لڑکی سے اجازت لینے جاتے ہیں بھلا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سوچئے کون ایسی بے حیا لڑکی ہوگی جو ایسے ماحول میں اپنے قول یا فعل سے اظہار ناراضگی کی جرأت کرے گی؟ لڑکی سے اجازت لینے کے لئے اجنبی (غیر) مردوں کو بھیجنا انتہائی جہالت ہے، شریعت اسلامیہ نے اجازت لینے کا حق صرف ولی کو دیا ہے ﴿یَسْتَأْذِنُهَا اَبُوْهَا﴾ لیکن عین عقد نکاح کے وقت نہیں بلکہ جب مناسب پیغام آئے تو آزادانہ ماحول میں لڑکی کی رضامندی معلوم کرے پھر عقد نکاح کے لئے قدم اٹھائے، اگر صریح رضامندی معلوم کرنے کا اتفاق نہ ہوسکا ہو لیکن دستور کے مطابق مرد کی جانب سے بھیجے ہوئے تحفے قبول کرتی رہی اور عقد نکاح کے وقت اس کے دیئے ہوئے کپڑے اور زیور وغیرہ بخوشی پہن لے کسی ناراضگی کا اظہار نہ کرے تو یقیناً یہ اجازت اور رضامندی کا ثبوت ہے''۔[1]

روایت کے مطابق نبی ﷺ جب اپنی کسی صاحبزادی کا نکاح کرنا چاہتے تو آپ ﷺ اس کے پردہ کے پاس بیٹھ جاتے پھر فرماتے کہ فلاں شخص نے فلاں کیلئے نکاح کا پیغام بھیجا ہے اگر وہ خاموش رہتیں تو یہ ان کی اجازت سمجھی جاتی۔

(احمد وابویعلیٰ، مجمع الزوائد ۹/۲۷۷۔۲۷۸)

اسی طریقہ کے مطابق جب حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے لئے پیغام نکاح دیا تو آپ ﷺ نے ان سے فرمایا ﴿اِنَّ عَلِیًّا یَذْکُرُکِ﴾ کہ علی تمہارا تذکرہ کررہا ہے، جس پر وہ خاموش رہیں تو آپ ﷺ نے ان کا نکاح کردیا۔

(مسند بزار، مجمع الزوائد: ۴/۲۷۸)

اجازت لینے کیلئے گواہوں کی موجودگی اور حاضری بھی محض ایک رسم ہے، شریعت سے اس کا کوئی تعلق نہیں، اسی طرح بعض مقامات پر وکیل بنانے کا رواج ہے، اس کا کام یہ ہوتا ہے کہ وہ گواہوں کے سامنے لڑکی کی رضامندی معلوم کرکے نکاح پڑھانے والے کو سنادے کہ لڑکی کو یہ نکاح منظور ہے، یہ بھی جہالت اور شریعت سے ناواقفیت کا نتیجہ ہے، شرعاً وکیل کی ضرورت اس وقت ہوتی ہے جبکہ طرفین میں سے کوئی موجود نہ

[1] آداب زواج ص ۳۶، طبع مکتبہ فہیم مئو

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہو،لڑکی کی عدم موجودگی میں اس کا ولی (باپ یا بھائی وغیرہ) وکیل ہوگا۔

شریعت نے لڑکی کو یہ اختیار دیا ہے کہ اگر اس کا ولی اس کی اجازت ورضامندی کے بغیر کسی سے اس کا نکاح کردے تو اگر وہ چاہے تو نکاح فسخ کرا سکتی ہے، حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:۔

''ایک کنواری لڑکی نبی ﷺ کے پاس آئی اور بتانے لگی کہ اس کے والد نے اس کا نکاح کردیا ہے حالانکہ وہ (لڑکے کو) پسند نہیں کرتی، تو آپ ﷺ نے اسے اختیار دیدیا'' (کہ وہ نکاح فسخ کرنا چاہے تو کرسکتی ہے)

(ابوداؤد کتاب النکاح، ابن ماجہ: ۱۸۷۵، احمد: ۱/۲۷۳)

اسی طرح ایک صحابیہ حضرت خنساء بنت خذام انصاریہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:۔

''ان کے والد نے ان کا نکاح کردیا جبکہ وہ بیوہ تھیں، انہوں نے اس کو ناپسند کیا، وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں، آپ ﷺ نے ان کے نکاح کو رد کردیا'' (بخاری کتاب النکاح: ۵۱۳۸)

لیکن یہ اختیار اس صورت میں ہے جبکہ نکاح کے بعد ابھی رخصتی نہ ہوئی ہو، رخصتی کے بعد خلع یا طلاق یا کسی شرعی سبب کی بناپر ہی اختیار ہوسکتا ہے، علاوہ ازیں یہ اجازت صرف کنواری بالغہ یا بیوہ بالغہ سے لی جائے گی، نابالغہ سے اجازت لینا ضروری نہیں جیسا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عائشہ رضی اللہ عنہا کا نکاح اس وقت کردیا تھا جبکہ وہ چھ سال کی تھیں۔ (بخاری کتاب النکاح: ۱۵۳۳، مسلم: ۱۴۲۲)

انتخاب وکفاءت کا معیار:

سورۂ نساء کی مذکورہ آیت میں جو یہ فرمایا گیا ہے کہ ''عورتوں میں سے جو بھی تمہیں اچھی لگیں تم ان سے نکاح کرلو'' تو یہاں عورتوں سے مراد مؤمن اور غیر مؤمن ہر قسم کی عورتیں نہیں ہیں بلکہ صرف ایمان والی عورتیں ہیں، اسلئے کہ مشرک مرد وعورت سے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نکاح شریعت اسلامیہ میں حرام ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:۔

﴿وَلَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكَاتِ حَتّٰى يُؤْمِنَّ وَلَاَمَةٌ مُّؤْمِنَةٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكَةٍ وَّلَوْ اَعْجَبَتْكُمْ وَلَا تُنْكِحُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَتّٰى يُؤْمِنُوْا وَلَعَبْدٌ مُّؤْمِنٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكٍ وَّلَوْ اَعْجَبَكُمْ اُولٰئِكَ يَدْعُوْنَ اِلَى النَّارِ وَاللّٰهُ يَدْعُوْا اِلَى الْجَنَّةِ وَالْمَغْفِرَةِ بِاِذْنِهٖ﴾

''اور شرک کرنے والی عورتوں سے جب تک کہ وہ ایمان نہ لائیں نکاح نہ کرو، ایمان والی لونڈی بھی شرک کرنے والی آزاد عورت سے بہت بہتر ہے، گو تمہیں مشرکہ ہی اچھی لگتی ہو اور نہ شرک کرنے والے مردوں کے نکاح میں اپنی عورتوں کو دو جب تک کہ وہ ایمان نہ لائیں، ایمان والا غلام آزاد مشرک سے بہتر ہے اگرچہ مشرک تمہیں اچھا لگے، یہ (مشرک) لوگ تمہیں جہنم کی طرف بلاتے ہیں جبکہ اللہ تعالیٰ اپنے اذن سے تمہیں جنت و مغفرت کی طرف بلاتا ہے'' (البقرہ:۲۲۱)

اس آیت کریمہ سے جہاں مشرک مرد و عورت سے نکاح کی حرمت ثابت ہوتی ہے، وہیں یہ بات بھی واضح ہوتی ہے کہ مرد و عورت کے جوڑے کے انتخاب کے سلسلے میں اگر کفاءت اور برابری کسی چیز میں مطلوب و معتبر ہے تو وہ فقط دین اور ایمان ہے، اس کے علاوہ نسب و حسب، ذات و برادری اور مال و دولت وغیرہ میں برابری مطلوب نہیں ہے، اس سلسلے کی مزید کچھ دلیلیں ملاحظہ فرمائیے:۔

سورۂ نساء میں فرمایا گیا ہے کہ اگر کوئی تنگ دست مسلمان کسی شریف (آزاد) عورت سے نکاح کرنے کی استطاعت نہ رکھتا ہو تو اسے کسی مومن لونڈی سے ہی نکاح کر لینا چاہئے، ارشاد باری ہے:۔

﴿وَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ مِنْكُمْ طَوْلاً أَنْ يَّنْكِحَ الْمُحْصَنَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ فَمِنْ مَّا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ مِنْ فَتَيَاتِكُمُ الْمُؤْمِنَاتِ، وَاللّٰهُ أَعْلَمُ بِاِيْمَانِكُمْ، بَعْضُكُمْ مِّنْ بَعْضٍ﴾

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''اورتم میں سے جس کسی کو آزاد مسلمان عورتوں سے نکاح کرنے کی پوری وسعت وطاقت نہ ہوتو وہ مسلمان لونڈیوں سے جن کے تم مالک ہو(اپنا نکاح کرے)اللہ تمہارے اعمال کو بخوبی جاننے والا ہے،تم سب آپس میں ایک ہی تو ہو'' (النساء:۲۵)

علامہ سید سلیمان ندویؒ تحریر فرماتے ہیں:۔

''آیت کا آخری ٹکڑا خاص غور کے قابل ہے،یہ فرمایا کہ اگر شریف وآزاد بیوی کا خرچ اٹھانے کی صلاحیت نہ ہوتو کسی باایمان باندی ہی سے نکاح کرلو،اب یہاں سے دو شبہے پیش آتے ہیں ایک یہ کہ کیا نومسلم باندیاں پرانے مسلمانوں کے برابر ہوسکتی ہیں؟ تو فرمایا کہ نئے اور پرانے مسلمان ہونے سے کچھ نہیں ہوتا،اللہ ہی کو معلوم ہے کہ کس کا ایمان زیادہ اچھا ہے اور اللہ کے نزدیک قبول ہے،دوسرا شبہ یہ تھا کہ نو مسلم عورتیں شریف خاندانوں کے ہم رتبہ کیسے ہوں گی؟ تو فرمایا یہ تفریق بھی غلط ہے،ہر مسلمان دوسرے مسلمان کے برابر ہے اور سارے بنی آدم ایک ہی جنس کے افراد ہیں'' [1]

اس حوالہ سے نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے:۔

﴿تُنْكَحُ الْمَرْأَةُ لِأَرْبَعٍ لِمَالِهَا وَلِحَسَبِهَا وَلِجَمَالِهَا وَلِدِيْنِهَا،فَاظْفَرْ بِذَاتِ الدِّيْنِ،تَرِبَتْ يَدَاكَ﴾

''عورت سے نکاح چار باتوں کی بنیاد پر کیا جاتا ہے،اس کے مال کی بناپر،اس کے خاندان کو دیکھ کر،اس کے حسن وجمال کی وجہ سے اور اس کے دین کی وجہ سے پس تم دیندار عورت سے نکاح کر کے کامیابی حاصل کرو،اگر ایسا نہ کروتو تمہارے دونوں ہاتھ خاک آلود ہوں''

(بخاری کتاب النکاح:۵۰۹۰ مسلم:۱۴۶۶)

---

[1] سیرۃ النبی ج۶ ص۲۵۱

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب آیت:۔

﴿والذین یکنزون الذھب والفضة﴾الایة

''جولوگ سونا اور چاندی کو خزانہ بنا کر رکھتے ہیں الخ''

نازل ہوئی، ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سفر میں تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک ساتھی نے کہا کہ یہ آیت سونا اور چاندی کے سلسلے میں اتری ہے، اگر ہمیں معلوم ہوسکتا کہ کونسا مال اچھا ہے تو ہم اسے اپنے لئے اختیار کرتے؟'' تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

﴿افضلہ لسانٌ ذاکرٌ وقلبٌ شاکرٌ وزوجةٌ مؤمنةٌ تعینہ علی ایمانہ﴾ (ترمذی:۳۰۹۴، صحیح ترمذی ۵۶/۳)

''سب سے عمدہ مال ذکر کرنے والی زبان، شکر ادا کرنے والا دل اور ایمان والی بیوی ہے جو ایمان کے سلسلے میں آدمی کی مدد کرنے والی ہو''

ایک روایت کے الفاظ ہیں:۔

﴿لیتخذ أحدکم.....وزوجة مؤمنة تعینہ أحدکم علی أمر الآخرة﴾ (ابن ماجہ، کتاب النکاح:۱۸۵۶)

''تم میں سے ہر شخص کو.....ایسی صاحب ایمان بیوی کرنی چاہئے جو آخرت کے معاملہ میں اس کی مددگار بنے''

صحیح بخاری کی روایت کے مطابق ایک صاحب (جو مالدار تھے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے سے گذرے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پاس موجود صحابہ سے پوچھا:۔

﴿ماتقولون فی ھذا؟﴾

''تم اس شخص کے بارے میں کیا کہتے ہو؟''

انہوں نے عرض کیا:۔

﴿حریٌ ان خطب ان یُنکح وان شفع ان یُشفع وان قال ان یُستمع﴾

''یہ اس لائق ہے کہ نکاح کا پیغام بھیجے تو اس سے نکاح کیا جائے، اگر

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کسی کی سفارش کرے تو اس کی سفارش قبول کی جائے، اگر کوئی بات کہے تو غور سے سنی جائے''

آپ ﷺ اس پر چپ رہے، پھر ایک دوسرے صاحب گذرے جو مسلمانوں کے غریب اور محتاج لوگوں میں شمار کئے جاتے تھے، آپ ﷺ نے دریافت کیا اس کے متعلق تمہارا کیا خیال ہے؟ انہوں نے کہا:۔

﴿حَرِیٌّ اَنْ لَّا یُنْکَحَ وَاِنْ شَفَعَ اَنْ لَّا یُشَفَّعَ وَاِنْ قَالَ اَنْ لَّا یُسْتَمَعَ﴾

''یہ اس قابل ہے کہ اگر کسی کے یہاں نکاح کا پیغام بھیجے تو اس سے نکاح نہ کیا جائے، اگر کسی کی سفارش کرے تو اس کی سفارش قبول نہ کی جائے، اگر کوئی بات کہے تو اس کی بات نہ سنی جائے''

آپ ﷺ نے اس پر فرمایا:۔

﴿ھٰذَا خَیْرٌ مِّنْ مِّلْءِ الْاَرْضِ مِنْ ھٰذَا﴾

''یہ شخص اکیلا پہلے شخص کی طرح دنیا بھر سے بہتر ہے''

(بخاری کتاب النکاح:۵۰۹۱)

ان حادیث سے جو بات کھلے طور پر سامنے آتی ہے وہ یہ کہ اسلام نے کفاءت و برابری اور انتخاب کے معاملے میں خاندان و نسل، ذات و برادری، صنعت و حرفت اور دولت و ثروت کو قطعاً معیار نہیں بنایا ہے، اس کے نزدیک بس ایک ہی معیار اور کسوٹی ہے اور وہ دین اور تقوی ہے، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا تھا:۔

﴿یَابَنِیْ بَیَاضَۃَ اَنْکِحُوْا اَبَاھِنْدٍ وَاَنْکِحُوْا اِلَیْہِ﴾

''اے بنو بیاضہ ابوھند کا (اپنے قبیلے میں) نکاح کردو اور اس کی لڑکیوں کے لئے پیغام نکاح دو''

(ابوداؤد کتاب النکاح:۲۱۰۲، احمد:۲/۳۴۲، ۴۲۳)

بنو بیاضہ انصار کا ایک قبیلہ تھا اور ابوھند جن کا اصل نام سالم تھا، اس قبیلہ کے ایک

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مولیٰ (آزاد کردہ غلام) تھے۔ [1]

محض دین وایمان کو معیار انتخاب قرار دینے سے دراصل شریعت کا ایک بڑا مقصد نکاح کو آسان بنانا اور اس کی راہ میں حائل رکاوٹوں کو دور کر کے زنا کاری کی راہ کو مسدود کرنا ہے جیسا کہ نبی اکرم ﷺ نے امت کو دین واخلاق کے علاوہ دوسری چیزوں کو معیار انتخاب وکفاءت بنانے کے خطرناک اثرات ونتائج سے آگاہ کرتے ہوئے فرمایا:۔

﴿إِذَا خَطَبَ إِلَيْكُمْ مَنْ تَرْضَوْنَ دِينَهُ وَخُلُقَهُ فَزَوِّجُوهُ إِلَّا تَفْعَلُوا تَكُنْ فِتْنَةٌ فِي الْأَرْضِ وَفَسَادٌ عَرِيضٌ﴾

''جب تمہارے پاس کوئی ایسا شخص نکاح کا پیغام بھیجے جس کا دین اور اخلاق تمہیں پسند ہو تو اس سے نکاح کر دو، اگر تم ایسا نہ کرو گے تو زمین میں فتنہ اور بہت بڑا فساد ہوگا''

(ترمذی کتاب النکاح: ۱۰۸۴، ارواء الغلیل: ۱۸۶۸)

علامہ عبدالرحمٰن مبارکپوریؒ اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:۔

''زمین میں یہ فتنہ اور فساد اس لئے رونما ہوگا کہ اگر تم نے لڑکی کی شادی صرف مال اور جاہ والے سے کی تو ممکن ہے کہ بہت سی عورتیں بغیر شوہر کے اور بہت سے مرد بغیر عورت کے رہ جائیں، اس طرح کثرت سے زنا کا فتنہ جنم لے گا جس کے نتیجہ میں اولیاء کو عار لاحق ہوگی اور نتیجۃً فتنہ وفساد کی گرم بازاری ہوگی، جس سے قطع نسل اور نیکی وپاکدامنی کی قلت ظہور میں آئے گی'' [2]

---

[1] شرح ابوداؤد از قطان ۲/۵۸۰

[2] تحفۃ الاحوذی ۲/۱۶۹

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کچھ عملی نمونے:

نبی اکرم ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہمارے لئے اس سلسلے میں عملی نمونے بھی فراہم کر گئے ہیں، چنانچہ آپ ﷺ نے اپنی پھوپھی زاد حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کا نکاح اپنے آزاد کردہ غلام زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ سے کیا، آپ ﷺ کی چچازاد بہن ضباعہ رضی اللہ عنہا بنت زبیر بن عبدالمطلب کا نکاح مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ سے ہوا تھا، جو ایک قول کے مطابق حبشی مولیٰ تھے جن کو اسود نے اپنا بیٹا بنالیا تھا۔[1]

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کی بہن کی شادی حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ سے ہوئی اور ابوحذیفہ رضی اللہ عنہ بن عتبہ بن ربیعہ (قریشی) نے اپنے بھائی ولید کی لڑکی کو اپنے مولیٰ سالم رضی اللہ عنہ کے نکاح میں دیا جو ایک انصاری خاتون کے آزاد کردہ غلام تھے، اسی طرح حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی صاحبزادی حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کو رسول اللہ ﷺ کے عقد میں آنے سے پہلے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ پر پیش کیا تھا۔

ایک قرآنی مثال (حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شادی):

تقویٰ و دینداری کو معیار کفاءت وانتخاب بنانے کی ایک عمدہ اور قابل تقلید مثال ہمیں قرآن مجید میں حضرت موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کے واقعات کے ضمن میں ملتی ہے۔

مدین کے ایک مرد صالح کے سامنے ایک اجنبی نووارد حاضر ہے، جو اپنے وطن مصر سے ایک نادانستہ حرکت کی سزا کے خوف سے نکلنے پر مجبور ہوا ہے اور بے سر وسامانی کی حالت میں مدین پہنچا ہے۔

مدین میں داخل ہونے کے ساتھ ہی وہ دیکھتا ہے کہ ایک کنویں پر کچھ لوگ اپنے جانوروں کو پانی پلانے میں مشغول ہیں اور ان سے الگ دو لڑکیاں اپنے جانوروں کو

[1] فتح الباری ۹/۱۳۳-۱۳۵

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بس میں کئے کھڑی ہیں، پوچھنے پر بتاتی ہیں کہ ان کے گھر میں صرف ایک بوڑھا باپ ہے، لہذا وہ (لڑکیاں ہونے کے ناطے) چرواہوں کی فراغت وواپسی کا انتظار کرنے پر مجبور ہیں، وہ آگے بڑھ کر ان کے جانوروں کو پانی پلاتا ہے اور پھر ایک درخت کے سایہ میں پناہ لینے کے بعد رب کے حضور یوں عرض گذار ہوتا ہے:۔

﴿رَبِّ اِنِّیْ لِمَآاَنْزَلْتَ اِلَیَّ مِنْ خَیْرٍ فَقِیْرٌ﴾

''پروردگار تو جو کچھ بھی بھلائی مری طرف اتارے میں اس کا محتاج ہوں''

کچھ ہی دیر کے بعد اس دعا کی قبولیت اس طرح ظاہر ہوتی ہے کہ انہی دونوں لڑکیوں میں سے ایک اس کے پاس پہونچتی ہے اور بتاتی ہے کہ آپ کو آپ کے احسان کا بدلہ دینے کی غرض سے میرے والد نے یاد فرمایا ہے، چنانچہ وہ اس کے ساتھ چل کر اس مرد صالح تک پہونچتا ہے جس کی خدمت میں اب وہ حاضر ہے۔

اس مرد صالح سے اس کی ایک بیٹی عرض کرتی ہے:۔

﴿یَااَبَتِ اسْتَاْجِرْہُ،اِنَّ خَیْرَمَنِ اسْتَاْجَرْتَ الْقَوِیُّ الْاَمِیْنُ﴾

''اباجان! انہیں آپ کام پر رکھ لیجئے کیونکہ مزدوروں میں سب سے بہتر وہ ہے جو مضبوط وتوانا اور صاحب امانت ہو''یعنی ان میں یہ دونوں خوبیاں موجود (نظر آتی) ہیں۔

مرد صالح اپنی بیٹی کی یہ بات سن کر، اس کے جذبات کو سمجھتے ہوئے اور اجنبی کی صلاحیت ودیانت کا اندازہ کر کے کہتا ہے:۔

﴿اِنِّی اُرِیْدُ اَنْ اُنْکِحَکَ اِحْدَابْنَتَیَّ ھَاتَیْنِ عَلٰی اَنْ تَاْجُرَنِیْ ثَمَانِیَ حِجَجٍ فَاِنْ اَتْمَمْتَ عَشْرًافَمِنْ عِنْدِکَ﴾

''میں یہ چاہتا ہوں کہ اپنی ایک لڑکی آپ کے نکاح میں دیدوں، اس مہر پر کہ آپ آٹھ سال تک ہمارے ہاں کام کریں گے، اگر دس سال پورے کردیں تو یہ آپ کی طرف سے بطور احسان ہوگا''

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور پھر۔۔۔۔۔۔ (القصص)

قابل غور ہے کہ اجنبی بے سروساماں اور بے سہارا و بے ٹھکانہ ہے، لیکن اس مرد صالح کے لئے اتنی سی بات بس کر رہی ہے کہ اس کی بیٹی اس کے جسم و روح اور قلب و بدن کی پاکیزگی و مضبوطی کی گواہی دے رہی ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا واقعہ:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے دور خلافت میں دودھ میں پانی ملانے کی ممانعت فرمائی تھی، ایک رات وہ گشت کر رہے تھے کہ ان کے کانوں سے آواز ٹکرائی، ایک خاتون اپنی بیٹی سے کہہ رہی تھی کہ بیٹی صبح ہونے کو ہے، دودھ میں پانی ملادے، بیٹی نے جواب دیا ''میں دودھ میں پانی نہیں ملاسکتی اس لئے کہ امیر المؤمنین حضرت عمرؓ نے دودھ میں پانی ملانے سے منع کر دیا ہے''

ماں کہنے لگی ''کیا عمر اس وقت دیکھ رہے ہیں؟'' بیٹی نے جواب دیا ''عمر اگر نہیں دیکھ رہے ہیں تو کیا ہوا، عمر کا رب تو دیکھ رہا ہے؟''

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو لڑکی کی یہ بات بہت پسند آئی، انہوں نے دروازہ پر نشان لگا دیا، صبح ہوئی تو پتہ کیا کہ یہ عورت کون ہے؟ معلوم ہوا کہ ایک بیوہ عورت اور اس کی لڑکی ہے اور قبیلہ بنو ہلال سے تعلق رکھتی ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہنے لگے ''میں خود اس وقت نکاح کرنے کی پوزیشن میں نہیں ہوں'' پھر اپنے بیٹے حضرت عاصم سے فرمایا کہ اس لڑکی سے نکاح کرلو، وہ یقیناً اس لائق ہے کہ اس کے بطن سے ایک شہسوار پیدا ہو جو تمام عرب کی قیادت کرے، چنانچہ حضرت عاصم نے اس لڑکی سے نکاح کرلیا، اس کے بطن سے ام عاصم بنت عاصم بن عمر پیدا ہوئے، ام عاصم کا نکاح عبدالعزیز بن مروانؒ سے ہوا اور ان سے اسلامی تاریخ کے عظیم اور قابل فخر حکمراں، خلیفہ راشد حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ پیدا ہوئے۔[1]

---

[1] سیرت عمر بن عبدالعزیز لابن جوزی ص ۶

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اپنے لڑکے کا نکاح اس نیک طینت اور صالح لڑکی سے کر دینے پر آمادہ کر دینے والی چیز اس کی نیکی وصالحیت اور تقوی و دینداری کے سوا اور کیا تھی؟

حضرت سعید بن مسیّبؒ کا واقعہ:

اور اس سلسلے میں سید التابعین حضرت سعید بن مسیّبؒ کا واقعہ تو خصوصی طور پر پڑھنے کے قابل اور باعث عبرت ونصیحت ہے، ان کے ایک شاگرد، عبداللہ بن ابی وداعہ بیان کرتے ہیں:۔

''میں ان کے درس میں حاضر ہوا کرتا تھا، ایک مرتبہ کچھ دنوں کی غیر حاضری کے بعد حاضر خدمت ہوا تو دریافت فرمانے لگے کہ اتنے دنوں تک کہاں رہے؟ میں نے عرض کیا، بیوی کا انتقال ہو گیا تھا اسلئے غیر حاضر رہا، پوچھنے لگے کہ کیا تم نے کسی عورت کو پیغام نکاح دیا ہے؟ عرض کیا: اللہ آپ پر مہربان ہو، بھلا مجھ سے کون شادی کرے گا! میرے پاس تو ''تین درہم'' سے زیادہ اور کچھ نہیں؟ کہنے لگے میں اپنی بیٹی کی شادی تم سے کروں گا، میں نے (حیران ہو کر) پوچھا کہ آپ اپنی بیٹی کی شادی مجھ سے کریں گے! کہا ہاں، پھر حمد وصلاۃ کے بعد دو تین درہم ہی کے عوض میری شادی کر دی، (اب) مارے خوشی کے میری سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ میں کیا کروں؟

گھر پہونچ کر سوچنے لگا کہ کسی سے کچھ مال بطور قرض لے لوں، مغرب کی صلاۃ سے فراغت کے بعد گھر میں داخل ہوا اور چراغ جلایا، اس روز میں روزہ سے تھا، کھانے کے لیے میں نے اپنے آگے روٹی اور زیتون رکھا، اتنے میں میرے دروازے پر کسی نے دستک دی، میں نے پوچھا کون؟ جواب آیا سعید، میں نے سعید نام سن کر اپنی پہچان کے تمام لوگوں کا تصور ذہن میں دوڑایا لیکن سعید بن مسیّب کا خیال

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بالکل میرے ذہن میں نہ آیا، اسلئے کہ پچھلے چالیس سالوں کے دوران وہ اپنے گھر سے مسجد کے علاوہ کہیں نہیں گئے تھے، میں نے دروازہ کھولا تو سعید بن مسیب کھڑے تھے، میں نے سمجھا شاید اپنی رائے بدلنے آئے ہوں، میں نے عرض کیا، اے ابومحمد! آپ نے زحمت کیوں اٹھائی؟ میں خود حاضر خدمت ہوجاتا، کہنے لگے تم اکیلے تھے پھر جب شادی کرلی تو مجھے اچھا نہیں لگا کہ تم تنہا رات گذارو، یہ تمہاری بیوی ہے، ان کی صاحبزادی ان کے پیچھے کھڑی تھی، انہوں نے اپنی بیٹی کو دروازہ کے اندر کردیا اور واپس چلے گئے، میں نے خلوت کی تو میری بیوی بہت ہی خوبصورت اور سراپا حسن و جمال تھی'' [1]

یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ حضرت سعیدؒ کی یہ وہ صاحبزادی ہیں جن کیلئے خلیفہ عبدالملک نے اپنے جانشیں ولید بن عبدالملک کیلئے پیغام نکاح دیا تھا لیکن سعیدؒ نے اس کو ٹھکرادیا تھا۔

ایک سے زائد اور صرف چار عورتوں سے شادی کی اجازت و مصلحت:

اسی طرح سورۂ نساء کی آیت میں ''دو دو'' ''تین تین'' اور ''چار چار'' عورتوں سے شادی کی اجازت دی گئی ہے، اس اجازت کے پیچھے جہاں دیگر بہت سے مصالح کارفرما ہیں وہیں ایک بڑا مقصد مرد و خواتین کو بدکاری اور حرام کاری سے بچانا اور محفوظ رکھنا ہے۔

بعض مردوں کی جنسی شہوت تیز ہوتی ہے، اب اس کے سامنے دو راستے ہیں، یا تو وہ بدکاری کا راستہ اختیار کرے یا پھر دوسری عورت سے شادی کرے، ایک شریف

---

[1] ابن خلکان ۱/۲۰، حلیۃ الاولیاء ۲/۱۶۷۔۱۶۹

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وصالح انسان کے لئے ظاہر ہے کہ دوسرا راستہ ہی پسندیدہ ہوسکتا ہے۔

بیشتر ممالک میں مردوں کے مقابلہ میں عورتوں کی تعداد زیادہ ہوتی ہے، مختلف ملکوں کی طرف سے سرکاری طور پر شائع ہونے والی مردم شماری کی رپورٹ سے اس کا بخوبی اندازہ کیا جاسکتا ہے، ۱۹۷۸ء کے اعداد وشمار کے مطابق، امریکہ (جو بلاشبہ ایک ترقی یافتہ سوسائٹی کا حامل ملک ہے) کی آبادی میں مردوں کے مقابلہ میں تقریبا ۷۸ لاکھ عورتیں زیادہ تھیں، جس کا مطلب یہ ہے کہ اگر امریکہ کا ہر مرد شادی شدہ ہوجائے تو اس کے بعد بھی امریکہ میں تقریبا ۷۸ لاکھ عورتیں ایسی باقی رہیں گی جن کے لئے ملک میں غیر شادی شدہ مرد موجود نہ ہوں گے جن سے وہ نکاح کرسکیں، انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا کے مطابق معمولی فرق کے ساتھ عورتوں اور مردوں کی تعداد کا یہ اختلاف دوسرے مغربی ممالک میں بھی پایا جاتا ہے۔[1]

تعداد کے اس فرق کی مختلف وجوہات ہیں، اس بارے میں ایک کھلی ہوئی حقیقت یہ ہے کہ عورتوں کی شرح پیدائش مردوں کے مقابلہ میں زیادہ ہے، اس کے علاوہ جنگوں اور دیگر مختلف قسم کے حادثات کا شکار عموماً مرد ہی ہوتے ہیں، انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا (۱۹۸۴ء) لکھتا ہے:۔

,,In genral,the resk of death at ang given age is less for than for males;(vii,37)

''عمومی طور پر موت کا خطرہ عمر کے ہر مرحلہ میں عورتوں کے مقابلہ میں مردوں کے لئے زیادہ پایا گیا ہے''

۱۹۶۷ھ کے اعداد وشمار کے مطابق اس ایک سال میں پچاس ملکوں کے اندر مجموعی طور پر ایک لاکھ پچہتر ہزار حادثاتی موتیں ہوئیں، ان میں اکثر مرد تھے۔

پہلی عالمی جنگ (۱۸-۱۹۱۴ء) میں اسی لاکھ سے زیادہ فوجی مارے گئے، عام لوگ جو اس جنگ میں ہلاک ہوئے وہ اس کے علاوہ ہیں، جو زیادہ تر مرد تھے، دوسری جنگ

[1] ہفت روزہ ''دعوت'' خصوصی نمبر بعنوان ''اسلام اور غلط فہمیاں'' ص ۲۱۸، ۲۱۹ مضمون وحیدالدین خاں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عظیم (۴۵-۱۹۳۹ء) میں ساڑھے چھ کروڑ آدمی ہلاک ہوئے یا جسمانی طور پر ناکارہ ہوگئے، یہ بھی زیادہ تر مرد تھے، عراق وایران جنگ (۸۸-۱۹۷۹ء) میں ایران کی بیاسی ہزار عورتیں بیوہ ہوئیں، عراق میں ایسی عورتوں کی تعداد تقریباً ایک لاکھ تھی جن کے شوہر اس دس سالہ جنگ میں مارے گئے۔

اب ایسی صورتحال میں ایک سے زائد شادی کی اجازت نہ ہو تو یقینی طور پر بے حیائی پھیلے گی، ناجائز اولاد کی کثرت ہوگی اور عورتیں معاشرہ کیلئے بوجھ بھی بنی رہیں گی لندن ٹروتھ میں ایک انگریز خاتون نے لکھا تھا:۔

''صرف ایک بیوی سے شادی کے قانون کے نتیجہ میں عورتیں آوارہ پھرنے پر مجبور ہیں، اگر تعدد ازدواج کی اجازت نہ دی جائے گی تو مصیبت بڑھ جائے گی، آج شادی شدہ مردوں کی ناجائز اولاد معاشرہ کیلئے ایک بوجھ اور باعث ننگ وعار بنی ہوئی ہے'' [1]

اسی طرح مسز اینی بسنٹ نے لکھا ہے:۔

''جب میں یورپ کے شہروں میں عورتوں کو ادھر ادھر بھٹکتے ہوئے دیکھتی ہوں تو میں سوچتی ہوں کہ اس زندگی سے کہیں بہتر یہ ہے کہ عورت قانوناً کسی کی دوسری بیوی ہو اور اس کی گود میں حلالی بچہ ہو'' [2]

۱۹۴۸ء میں جرمنی کے شہر ''میونخ'' میں ''عالمی نوجوان کانفرنس'' منعقد ہوئی تھی، اس میں اس مشکل پر بحث ہوئی کہ دوسری جنگ عظیم کے بعد جرمنی میں عورتوں کی تعداد مردوں کے مقابلہ میں کئی گنا زیادہ ہوگئی ہے، شرکاء کانفرنس نے اس کیلئے اپنی اپنی رائیں پیش کیں جنہیں رد کردیا گیا، بالآخر ایک مسلم اسکالر (ڈاکٹر محمد یوسف موسیٰ) نے تعدد ازدواج کو اس کے حل کے طور پر پیش کیا، ابتداءً لوگوں نے اس رائے کو دہشت کی نظر سے دیکھا لیکن گہرے غور وفکر کے بعد وہ اسی نتیجہ پر پہنچے کہ اس کا

---

[1] خاتون اسلام از ڈاکٹر ازہری ص ۲۱۲

[2] پرسنل لاء اور مسلمانوں کے عائلی مسائل از شمس تبریز خاں ندوی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

واحد حل تعدد ازدواج ہی ہے اور پھر یہ کانفرنس کی منظور شدہ تجویز قرار پائی، بعد ازاں مغربی جرمنی قوم کے پایۂ تخت شہر ''بون'' میں بہت سے اخبارات میں تعدد ازدواج کو جائز قرار دینے کا مطالبہ کیا گیا اور جرمن قوم کے دستور کے اندر اس کی تصریح طلب کی گئی'' [1]

کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ شوہر سے قبل ہی بیوی بڑھاپے کی وجہ سے یا ضعف و بیماری کی وجہ سے جماع کے قابل نہیں رہتی، اس صورت میں زنا کاری [2] کے علاوہ ایک صورت یہ ہے کہ مرد اسے طلاق دیدے اور دوسری شادی کرلے لیکن ظاہر ہے کہ ایسا کرنا اس کے حق میں غیر مناسب اور اسے اس کی اولاد سے جدا کرنے کا باعث ہوگا۔

مزید برآں ایک عورت کو ہر ماہ حیض (جسے اللہ تعالیٰ نے اس کے پیٹ میں پلنے والے بچے کی خوراک کے لئے جاری فرمایا ہے) کی اذیت وتکلیف سے دوچار ہونا پڑتا ہے، ولادت کے بعد وہ ''نفاس'' کی مدت سے گذرتی ہے اور پھر حمل کا زمانہ اس کے حصہ میں آتا ہے، حیض ونفاس کی حالت میں جماع وہم بستری جہاں باعث گندگی وپلیدگی ہے وہیں عورت کی ذہنی اذیت اور مرد وعورت دونوں کی جسمانی بیماری کا

---

[1] اسلامی خاندان ص ۲۸، مترجم شیخ بدرالزماں نیپالی

[2] علامہ عبدالعزیز ساویش مصری نے لکھا ہے کہ ''لندن میں ایک ہسپانوی شخص سے ملاقات ہوئی، بہت سے مسائل پر تبادلۂ خیال کے بعد جیسے ہی تعدد ازدواج کی بات آئی تو وہ کہنے لگا'' کاش میں بھی مسلمان ہوتا تو ایک اور بیوی کرلیتا'' میں نے اس سے اس کی وجہ پوچھی تو اس نے بتایا کہ میری بیوی کو جنون کا مرض لاحق ہوگیا ہے، اس پر کئی سال گذر چکے ہیں، میں آشنائیں رکھنے پر مجبور ہوں کہ میں دوسری شادی نہیں کرسکتا، اگر میرے پاس دوسری جائز بیوی ہوتی تو اس سے میری جائز اولاد ہوتی جو میری کثیر دولت کی وارث ہوتی، میری آنکھوں کی ٹھنڈک بنتی اور بہتر رفیق بنتی اور مجھے اس سے اطمینان اور سکون حاصل ہوتا''

(اسلام اور جنسیات ص ۲۸۷ بحوالہ اسلام کا نظام عفت وعصمت ص ۱۴۴ مطبوعہ پاکستان)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ذریعہ بھی بن سکتی ہے، اسی طرح حمل کا زمانہ بعض عورتوں کے لیے جماع وہم بستری سے نفور کا زمانہ ہوتا ہے، ایسی تمام حالتوں میں مرد وعورت کی پریشانی کا حل تعدد ازدواج ہی ہے۔

اسی لئے اسلام نے ایک سے زائد شادی کی اجازت دی، ساتھ ہی اس صورت میں مساویانہ برتاؤ اور یکساں سلوک کی تاکید کی اور کہا:۔

﴿فَإِنْ خِفْتُمْ أَنْ لَّا تَعْدِلُوْا فَوَاحِدَةً﴾ (النساء:۳)

''اگر تمہیں برابری نہ کر سکنے کا خوف ہو تو ایک ہی کافی ہے''

اور نبی ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:۔

﴿مَنْ كَانَتْ لَهُ امْرَأَتَانِ فَمَالَ إِلَى إِحْدَاهُمَا جَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَشِقُّهُ مَائِلٌ﴾

(ابوداؤد، کتاب النکاح:۲۱۳۳، ترمذی، نسائی)

''جس آدمی کے پاس دو بیویاں ہوں اور وہ ان کے ساتھ منصفانہ اور مساویانہ برتاؤ نہیں کرتا تو قیامت کے دن اس حال میں اٹھے گا کہ اس کے جسم کا آدھا حصہ جھکا ہوگا''

یہاں اس بات کی وضاحت ضروری ہے کہ عدل سے مراد وہ عدل ہے جس کی انسان قدرت وطاقت رکھتا ہے، مثلاً باری مقرر کرنا، لباس اور کھانا وغیرہ مہیا کرنا، جہاں تک قلبی میلان ومحبت میں برابری کی بات ہے تو یہ انسان کے بس سے باہر ہے، خود نبی ﷺ اس معاملہ میں عاجز ہی رہے، آپ ﷺ کو اپنی تمام بیویوں میں سب سے زیادہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے محبت تھی۔

امام بخاریؒ نے اپنی صحیح میں یہ باب قائم کیا ہے:۔

''باب حب الرجل بعض نساءه أفضل من بعض''

''باب، اگر مرد کو اپنی ایک بیوی سے زیادہ محبت ہو تو کچھ گناہ نہ ہوگا''

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پھر یہ روایت نقل کی ہے:۔

''حضرت عمرؓ (اپنی صاحبزادی) حضرت حفصہؓ کے یہاں گئے اور ان سے کہا کہ بیٹی اپنی اس سوکن کو دیکھ کر دھوکے میں نہ آجانا جسے اپنی خوبصورتی پر اور آپ ﷺ کی محبت پر ناز ہے'' ﴿یا بنیۃ لا یغرنک ھذہ التی اعجبھا حسنھا وحب رسول اللہ ﷺ ایاھا﴾ ان کا اشارہ حضرت عائشہؓ کی طرف تھا۔۔۔حضرت عمرؓ کہتے ہیں کہ ''پھر میں نے یہی بات آپ ﷺ کے سامنے دہرائی، آپ ﷺ مسکرانے لگے'' (بخاری کتاب النکاح:۵۲۱۸)

یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:۔

﴿وَلَنْ تَسْتَطِيعُوا أَنْ تَعْدِلُوا بَيْنَ النِّسَاءِ وَلَوْ حَرَصْتُمْ﴾

''تم سے کبھی نہ ہو سکے گا کہ اپنی بیویوں میں ہر طرح عدل کرو گو تم اس کی کتنی ہی خواہش و کوشش کرو'' (النساء:۱۲۹)

یہاں خواہش کے باوجود انصاف نہ کرنے سے مراد یہی قلبی میلان اور محبت میں عدم مساوات ہے۔

آگے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

﴿فَلَا تَمِيلُوا كُلَّ الْمَيْلِ فَتَذَرُوهَا كَالْمُعَلَّقَةِ﴾

''اسلئے بالکل ہی ایک کی طرف مائل ہو کر دوسری کو ادھڑ میں لٹکتی نہ چھوڑ دو''

یعنی کسی کے ساتھ یہ قلبی میلان دوسری بیویوں کے حقوق کی ادائیگی میں کوتاہی کا باعث نہ بن جائے کہ ظاہری طور پر بھی ان کے حقوق نہ ادا کرو، نہ انہیں طلاق دو اور نہ ہی حق زوجیت ادا کرو، یہی وہ صورت ہے جس پر حدیث میں وعید سنائی گئی ہے۔

نبی اکرم ﷺ اس سلسلے میں اس قدر اہتمام فرماتے تھے کہ روایت کے مطابق:۔

﴿كان رسول اللہ ﷺ اذا اراد سفرا اقرع بين نسائه

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَیَّتُھُنَّ خرج سَھْمُھا خرج بِھامعه'

(بخاری:۵۲۱۴، مسلم:۱۴۶۱)

''آپ ﷺ جب سفر کا ارادہ کرتے تو اپنی ازواج کے ناموں کا قرعہ ڈالتے پھر جس بیوی کا نام نکلتا انہیں اپنے ساتھ لے جاتے''

اسلام کی طرف سے اس سلسلے میں کوتاہی پر شدید وعید اور تاکید کے پس پشت یہ خدشہ بھی کارفرما ہوسکتا ہے کہ جس بیوی کے ساتھ بے اعتنائی اور حق تلفی کا معاملہ کیا جائے ممکن ہے وہ اپنی فطری خواہش سے مجبور ہوکر غلط اقدام کر بیٹھے۔

چار سے زائد کی صورت میں عدل ومساوات قائم رکھ پانا چونکہ از حد مشکل بلکہ تقریبا ناممکن تھا، ساتھ ہی یہ تعداد جنسی خواہش کی تکمیل کیلئے بہرصورت (جیسا کہ علماء اسلام علامہ ابن القیمؒ اور شاہ ولی اللہ محدث دہلوی وغیرہما نے واضح فرمایا ہے [1]) کافی بھی تھی اس لئے ایک سے زائد شادی کی اجازت کو چار کی تعداد میں محدود کردیا گیا۔

واضح رہے کہ تعدد ازدواج کی اجازت صرف مذہب اسلام ہی نے نہیں دی ہے بلکہ تاریخ سے یہ بات ثابت شدہ ہے کہ تقریبا تمام قدیم ادیان (عیسائیت، دیکھئے عہدنامہ جدید یمتھس باب۳ آیت۲-۱۲، یہودیت دیکھئے عہدنامہ قدیم استثناء باب۲۱ آیت ۱۵ اور ہندومت دیکھئے منوسمرتی ادھیائے ۹ اشلوک ۸۰-۸۲) اور اقوام (مصری، چینی، بابلی، یونانی اور اشوری) میں اور تاریخ کے ہر دور میں اس کا رواج رہا ہے، ویسٹر مارک (wester Marek) ھب ہاؤس (HOB House) وھیلر (Wheelor) اور جنس برگ (Ginsberg) جیسے ماہر سماجیات اس کے قائل ہیں کہ تعداد ازدواج ترقی یافتہ قوموں میں زیادہ رہا ہے نہ کہ ابتدائی معاشروں میں جیسا کہ بعض لوگ کہتے ہیں۔ [2]

---

[1] حوالوں کیلئے دیکھئے ''اسلام کا نظریہ جنس'' از سلطان احمد اصلاحی صفحات ۹۸، ۱۰۱، اریب پبلیکیشنز نئی دہلی

[2] مشکلات المجتمع المصری والعالم العربی ص ۶۱ بحوالہ مسلم پرسنل لا اور مسلمانوں کے عائلی مسائل ص ۲۴۳

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عورتوں کو یہ اجازت کیوں نہیں؟

بعض ناپختہ قسم کے ذہنوں میں یہ سوال جنم لیتا ہے کہ تعدد ازدواج کی اجازت صرف مردوں کو کیوں دی گئی، عورتوں کو اس حق سے کیوں محروم رکھا گیا؟ تو اس کے جواب میں علامہ ابن القیم تحریر فرماتے ہیں:۔

''مرد کو بیک وقت چار بیویاں رکھنے کی اجازت ہے لیکن عورت کو چار خاوند ایک ساتھ رکھنے کی شریعت میں اجازت نہیں، اس میں اللہ تعالیٰ کی عظیم حکمت پوشیدہ ہے اور یہ حکم مطابق عقل ونقل ہے، بندوں کی مصلحتوں کا، خلق کی بہبودی کا اقتضاء یہی تھا، اسی میں ان کی بہتری تھی۔۔۔۔۔۔۔۔ اگر عورت کو بھی چار خاوند کی بیک وقت اجازت ملتی تو انتظام عالم درہم برہم ہوجاتا، نسب اور حسب غارت ہوجاتا، لوگوں میں قتل وغارت کا بازار گرم ہوتا، بلائیں اور فتنے پھیل جاتے، وہ لڑائیاں اٹھتیں جو کبھی نہ دبتیں، پھر اس عورت کا کیا حشر ہوتا جو چار کے نیچے ہو اور خود ان چاروں شریکوں کا کیسا برا حال ہوتا؟

اگر اعتراض کیا جائے کہ جب دونوں میں شہوت موجود ہے تو پھر ایک کو یہ آزادی اور دوسرے کو یہ بندش کیوں؟ اس کا جواب یہ ہے کہ عورت پردے کی چیز ہے، اس کا مزاج بہ نسبت مرد کے مزاج کے ٹھنڈا ہوتا ہے، اس کی ظاہری اور پوشیدہ حرکت بہ نسبت مرد کے بہت کم ہے، مرد میں حرارت وقوت بہت زیادہ ہے، اسی لئے اسے عورتوں کی زیادتی کی اجازت ہونی لازمی تھی۔۔

بعض لوگ کہتے ہیں کہ عورت کی شہوت مرد سے بھی زیادہ ہے، یہ بات بالکل غلط ہے، شہوت کا منبع حرارت ہے پھر عورت مرد کی حرارت کا فرق ظاہر ہے،۔۔۔ اب ظاہر میں جو کچھ نظر آتا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عورتیں فارغ ہونے اور نفقہ کی ذمہ داری نہ ہونے کی وجہ سے اور بعض دوسری کمزوریوں کی بنا پر جذبات کا شکار ہو جاتیں اور اپنے نفس پر قابو نہیں رکھ پاتی ہیں''۔ [1]

مولانا سلطان احمد اصلاحی کے لفظوں میں:۔

''اتفاقی اور استثنائی طور پر یہ تو ہوسکتا ہے کہ کسی عورت کی شہوانی قوت کسی مرد سے زیادہ ہو جس طرح کہ مثال کے طور پر کوئی عورت اپنی جسمانی وذہنی صلاحیتوں میں اتفاقیہ مرد سے اوپر ہوسکتی ہے، اس طرح کی اتفاقی صورت میں اگر کوئی مرد اپنی بیوی کے مقابلہ میں جنسی طور پر کمزور پڑ رہا ہو اور اس سے اس کی شہوانی تسکین نہ ہو رہی ہو، اسلام میں اس کی پوری اجازت ہے کہ عورت اگر چاہے تو شوہر سے باضابطہ جدائی حاصل کر کے اپنے جوڑ کے مرد سے دوسری شادی کر لے جس سے اس کیلئے جنسی عدم تسکین کا خطرہ نہ رہے، لیکن یہ کہ کوئی عورت ایسی بھی ہوسکتی ہے جو بالکل ہی ایک مرد کے قابو میں نہ آئے اور اسے اپنی جنسی تسکین کیلئے بہر صورت ایک سے زیادہ مردوں کی ضرورت ہو، اسلام کے نقطۂ نظر سے یہ خیال قطعی بے بنیاد ہے، بحیثیت نوع کے ایک مرد ایک ہی نہیں بلکہ ایک سے زیادہ عورتوں کی جنسی تسکین کیلئے بالکل کافی ہے''۔ [2]

دور جدید کے بہت سے ماہر جنسیات کی تحقیق نے اس بات کو واشگاف کر دیا ہے کہ تعدد ازدواج کے سلسلے میں اسلام نے مرد وعورت کے درمیان جو فرق ملحوظ رکھا ہے وہ ان دونوں کی فطرت کے عین مطابق ہے، چنانچہ اس سلسلے میں ایک ماہر جنسیات ایڈورڈ ہارٹ مین (Edward hartman) کا بیان ہے:۔

---

[1] اعلام الموقعین مترجم ج ا ص ۳۷۲، ۳۷۳ مکتبہ فہیم مئو

[2] اسلام کا نظریۂ جنس ص ۹۴

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''مرد کا فطری رجحان تعدد ازدواج کے حق میں ہے عورت فطرتاً ایک زوجگی چاہتی ہے''[1]

ایک دوسرے ماہر جنسیات ڈاکٹر مریئر (Dr.Mareer) لکھتے ہیں:۔

''عورت فطرتاً ایک شوہر چاہتی ہے جبکہ مرد میں تعدد ازدواج کے رجحان پائے جاتے ہیں''[2]

غیر شادی شدہ افراد کے سلسلے میں اسلامی معاشرہ کی ذمہ داری:

دوسری (سورۂ نور کی) آیت (وانکحوا الأیامیٰ) میں فرمایا گیا ہے:۔

''تم میں سے جو مرد عورت بے نکاح کے ہوں ان کا نکاح کردو''

اس میں خطاب یا تو اولیاء اور سرپرستوں سے ہے کہ وہ اپنی زیر ولایت لڑکیوں اور غیر شادی شدہ خواتین کی شادی کی تدبیر وسعی کریں، ان کیلئے رشتوں کی تلاش وجستجو میں لگے رہیں اور مناسب اور شرعی طور پر قابل قبول رشتوں کی موجودگی یا فراہمی کے باوجود ان کی شادی میں تاخیر ہرگز نہ کریں، نبی اکرم ﷺ کی حدیث سے اس ذمہ داری کی نزاکت واہمیت کا اندازہ کرنا چاہئے، آپ ﷺ کا ارشاد ہے:۔

﴿فِی التَّوْرَاۃِ مَکْتُوْبٌ مَنْ بَلَغَتِ ابْنَتُہٗ اثْنَتَیْ عَشْرَۃَ سَنَۃً وَلَمْ یُزَوِّجْھَا فَأَصَابَتْ اثْمًا فَاِثْمُ ذٰلِکَ عَلَیْہِ﴾

''تورات میں لکھا ہے کہ جس شخص کی بیٹی ۱۲ سال کی عمر (یعنی بلوغت) کو پہنچ گئی اور اس نے اس کا نکاح نہیں کیا اور وہ گناہ کی مرتکب ہوئی

---

[1] Marriage commissin report P:2.8 بحوالہ عائلی قوانین پر اعتراضات کا معروضی جائزہ، یونیورسل پبلیس فاؤنڈیشن، نئی دہلی۔

[2] Conduet and its disorders biologicaly considerd P:292.293 بحوالۂ سابق

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تو گناہ اس کے والد پر ہوگا''

(شعب الایمان بیہقی: ۸۸۰۳/۱۱، مشکوٰۃ بتحقیق الالبانی: ۹۳۹/۲)

صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے یہاں اس بارے میں فکر وسعی کی بہت سی مثالیں مل سکتی ہیں، مثال کے طور پر صحیح بخاری کی یہ ایک روایت ملاحظہ فرمائیے، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:۔

''حضرت عمر کی صاحبزادی حضرت حفصہؓ جب بیوہ ہوگئیں، ان کے شوہر خنیس بن حذافہ سہمیؓ تھے جو اصحاب رسول میں سے تھے، ان کی وفات مدینہ میں ہوئی، تو حضرت عمرؓ نے بتایا کہ میں عثمان کے پاس آیا اور ان کو حفصہ سے نکاح کی پیش کش کی، انہوں نے کہا کہ میں اس بارے میں غور کروں گا، پھر کچھ دنوں کے بعد ان سے ملاقات ہوئی تو کہنے لگے کہ میری رائے ابھی شادی نہ کرنے کی ہوئی ہے، پھر میں ابوبکر سے ملا اور ان سے کہا کہ اگر آپ چاہیں تو میں حفصہ سے آپ کا نکاح کردوں؟ ابوبکر خاموش رہے اور انہوں نے کچھ بھی جواب نہ دیا (جس سے) مجھے ان سے حضرت عثمان کے مقابلہ میں زیادہ رنج پہونچا، پھر کچھ ہی دنوں بعد رسول اللہ ﷺ کا پیغام حفصہ کیلئے آیا اور میں نے اس کا نکاح آپ ﷺ سے کردیا، اب جب حضرت ابوبکر سے ملاقات ہوئی تو کہنے لگے کہ اس دن میں نے آپ کی بات کا کوئی جواب نہ دیا تو آپ کو رنج ہوا ہوگا، لیکن میں نے نبی ﷺ کو حفصہ کا ذکر کرتے سنا تھا، میں نے مناسب نہیں سمجھا کہ آپ ﷺ کے راز کو فاش کردوں اگر آپ ﷺ نے چھوڑ دیا ہوتا تو یقیناً میں نکاح کرلیتا''

(بخاری، کتاب النکاح: ۵۱۲۲)

یا پھر آیت کریمہ میں خطاب پوری امت سے ہے اور مقصود اس بات کی تاکید ہے کہ معاشرہ کے غیر شادی شدہ افراد کو شادی کی ترغیب دی جائے، نکاح کے عمل کو

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آسان اور سہل بنانے کی فکر و تدبیر کی جائے، اس راہ کی رکاوٹوں کو دور کیا جائے اور نکاح کے خواہشمند اور حاجتمند افراد کا نکاح کے اسباب اور ضروری اخراجات و وسائل کی فراہمی وغیرہ میں حتی الامکان تعاون و مدد کی جائے، چنانچہ غیر شادی شدہ اور مجرد افراد کو شادی کی ترغیب اور پھر ان کا مالی تعاون وغیرہ کرنا عہد نبوی میں عام اور مشہور و معروف بات تھی۔

حضرت جلیبیب رضی اللہ عنہ ایک انصاری صحابی تھے، نہ مالدار تھے اور نہ ہی معروف خاندان سے تعلق تھا، رنگ بھی سانولہ تھا، اللہ کے رسول ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوتے، علم سیکھتے اور آپ ﷺ کی صحبت سے مستفید ہوتے، ایک دن رسول اللہ ﷺ ان سے گویا ہوئے اور فرمایا:۔

﴿یَاجُلَیْبِیْبُ! اَلَا تَتَزَوَّجُ﴾

''اے جلیبیب شادی نہیں کرو گے؟''

انہوں نے عرض کیا:۔

''اے اللہ کے رسول! مجھ جیسے شخص سے بھلا کون شادی کرنا پسند کرے گا؟''

آپ ﷺ نے پھر فرمایا:۔

''جلیبیب! شادی نہیں کرو گے؟''

انہوں نے پھر جواب دیا:۔

''مجھ سے بھلا شادی کون کرے گا، نہ مال ہے اور نہ کچھ اور؟''

آپ نے تیسری مرتبہ اپنی بات دہرائی اور جواب میں انہوں نے پھر یہی کہا کہ اللہ کے رسول! مجھ سے شادی کون کرے گا؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا:

﴿اِذْهَبْ اِلٰى ذَاكَ الْبَيْتِ مِنَ الْاَنْصَارِ وَقُلْ لَّهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ يُبَلِّغُكُمُ السَّلَامَ وَيَقُوْلُ زَوِّجُوْنِيْ ابْنَتَكُمْ﴾

''فلاں انصاری کے گھر جاؤ اور ان سے کہو کہ اللہ کے رسول ﷺ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تمہیں سلام کہہ رہے ہیں اور فرما رہے ہیں کہ اپنی بیٹی سے میری شادی کردو''

جلیبیب روانہ ہوئے، انصاری کے گھر پہونچے اور دروازہ پر دستک دی، گھر والوں نے پوچھا: کون؟ کہا جلیبیب، گھر والوں نے کہا ہم تو تمہیں نہیں جانتے اور نہ ہی تم سے ہماری کوئی غرض ہے، وغیرہ خیر گھر کا مالک باہر نکلا، پوچھا کیا چاہتے ہو، کدھر سے آئے ہو؟ کہا ''اللہ کے رسول نے تمہیں سلام بھجوایا ہے'' یہ سن کر گھر والے بہت خوش ہوئے، پھر کہا ''اور تمہیں حکم دیا ہے کہ تم اپنی بیٹی کی شادی مجھ سے کردو'' گھر والے نے کہا ''ذرا ٹھہرو میں لڑکی کی ماں سے مشورہ کرلوں'' اندر جا کر جب ماں کو یہ بات پہنچائی تو وہ کہنے لگی ''نانا، نانا.... اللہ کی قسم میں اپنی بیٹی کی شادی ایسے شخص سے نہیں کروں گی'' ان کی لڑکی گھر میں ہونے والی گفتگو سن رہی تھی، اس نے والدین کی طرف دیکھا اور کہنے لگی:

﴿اَتَرُدُّوْنَ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ اَمْرَہٗ اِدْفَعُوْنِیْ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ فَاِنَّہٗ لَنْ یُّضَیِّعَنِیْ﴾

''کیا آپ لوگ اللہ کے رسول ﷺ کے حکم کو ٹھکرانا چاہتے ہیں، مجھے رسول اللہ کے حوالہ کردیجئے وہ مجھے ضائع نہیں فرمائیں گے''

پھر اس نے اس آیت کریمہ کی تلاوت کی:

﴿وَمَا کَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَۃٍ اِذَا قَضَی اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ اَمْرًا اَنْ یَّکُوْنَ لَھُمُ الْخِیَرَۃُ مِنْ اَمْرِھِمْ﴾ (الاحزاب:۳۶)

''اور کسی مومن مرد وعورت کو اللہ اور اس کے رسول کے فیصلہ کے بعد اپنے کسی امر کا کوئی اختیار باقی نہیں رہتا''

لڑکی کے والد اللہ کے رسول ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول! آپ کا حکم سر آنکھوں پر، میں شادی کرنے کیلئے تیار ہوں، آپ ﷺ کو جب اس لڑکی کے جواب کا علم ہوا تو آپ نے اس کے حق میں یہ دعا فرمائی:۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿اَللّٰهُمَّ صُبَّ الْخَيْرَ عَلَيْهَا صَبًّا وَلَا تَجْعَلْ عَيْشَهُمَا كَدًّا﴾

''اے اللہ اس پر بھلائی کا بھرپور نزول فرما اور ان دونوں کی زندگی کو مشقت سے دور رکھ''

بعد ازاں حبیب کے ساتھ اس کی شادی ہوگئی، رسول ﷺ کی دعا کی برکت سے یہ شادی بڑی بابرکت ثابت ہوئی، تھوڑے ہی عرصہ میں ان کے مالی حالات اس قدر اچھے ہو گئے کہ راوی کا بیان ہے:۔

﴿فَكَانَتْ مِنْ اَكْثَرِ الْاَنْصَارِ نَفَقَةً وَّمَالًا﴾

''وہ خاتون انصار کے سب سے زیادہ خرچ کرنے والے اور مالدار لوگوں میں سے ایک تھی''

(موارد الظمآن: ۲۲۶۹، احمد: ۴/۴۲۵ مجمع الزوائد: ۹/۳۷۰ وغیرہ) [1]

اسی طرح ایک صحابی حضرت ربیعہ اسلمی رضی اللہ عنہ کا واقعہ ہے، وہ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں:۔

''میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت کیا کرتا تھا، آپ ﷺ نے دریافت فرمایا ربیعہ شادی نہ کرو گے؟ میں نے عرض کیا: اللہ کی قسم! اے اللہ کے رسول میرا ارادہ شادی کرنے کا نہیں ہے، میرے پاس عورت کی ضروریات کی چیزیں بھی نہیں ہیں اور میں اس بات کو بھی پسند نہیں کرتا کہ کوئی چیز مجھے آپ ﷺ سے مشغول کر دے، آپ نے مجھے چھوڑ دیا، میں آپ کی خدمت کرتا رہا، آپ نے پھر دوبارہ مجھ سے پوچھا ربیعہ شادی نہ کرو گے؟ میں نے پھر جواب دیا کہ میرا ارادہ شادی کرنے کا نہیں ہے، میرے پاس عورت کی ضروریات کی چیزیں بھی نہیں ہیں اور میں اس بات کو بھی پسند نہیں کرتا کہ کوئی چیز مجھے آپ ﷺ سے مشغول

[1] سنہری کرنیں ص ۵۴۔۵۷ از عبدالمالک مجاہد

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کر دے، آپ ﷺ خاموش ہو گئے، پھر میں نے اپنے آپ میں غور کیا کہ اللہ کی قسم! اللہ کے رسول ﷺ میری دنیا اور آخرت کی بھلائیوں کو مجھ سے زیادہ جاننے والے ہیں، اللہ کی قسم! اگر اب آپ نے مجھ سے شادی کرنے کو کہا تو ہاں میں جواب دوں گا اور عرض کروں گا کہ آپ جو حکم چاہیں فرمائیں، چنانچہ آپ نے مجھ سے شادی کرنے کو کہا تو میں نے عرض کیا کہ آپ ﷺ کی جو خواہش ہو حکم فرمائیں، آپ نے فرمایا فلاں قبیلہ میں چلے جاؤ اور ان سے کہو کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے آپ لوگوں کی طرف بھیجا ہے اور حکم دیا ہے کہ آپ لوگ فلاں خاتون سے میری شادی کر دیں، وہ کہنے لگے رسول اللہ اور رسول اللہ کے پیامبر کو خوش آمدید ہو، رسول اللہ کے پیامبر اپنی ضرورت کے ساتھ ہی لوٹیں گے، انہوں نے میری شادی کر دی، میرے ساتھ لطف وعنایت کا معاملہ کیا اور مجھ سے گواہ کے بھی طالب نہ ہوئے، میں آپ ﷺ کے پاس غمگین لوٹ کر آیا، آپ نے فرمایا ربیعہ کیا بات ہے؟ عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول میں شریف لوگوں میں پہونچا،، انہوں نے میری شادی کر دی، میرے ساتھ لطف وعنایت کا معاملہ کیا اور مجھ سے گواہ کے بھی طالب نہ ہوئے، میرے پاس مہر میں دینے کیلئے کچھ نہیں ہے، آپ ﷺ نے فرمایا اے بریدہ اسلمی! اس کیلئے گٹھلی برابر سونے کا انتظام کر دو، انہوں نے انتظام کر دیا تو میں اسے لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ ﷺ نے فرمایا اسے لے کر جاؤ اور ان سے کہو کہ یہ خاتون کا مہر ہے، میں نے ایسا ہی کیا انہوں نے اسے پسند اور قبول کر لیا اور کہنے لگے خوب اور عمدہ ہے، میں پھر آپ ﷺ کی خدمت میں غمگین لوٹا، آپ نے دریافت فرمایا ربیعہ کیا ہوا؟ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ میں نے ان سے زیادہ شریف لوگ نہیں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دیکھے، میں نے انہیں جو پیش کیا اسے پسند کرلیا، اس کی تحسین کی اور اسے بہت اور عمدہ قرار دیا، اب میرے پاس ولیمہ کرنے کو کچھ نہیں ہے، آپ نے فرمایا اے بریدہ! اس کیلئے ایک بکری کا انتظام کردو، انہوں نے میرے لئے ایک موٹی تازی بکری کا انتظام کردیا، پھر آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا عائشہ کے پاس جاؤ اور کہو کہ وہ غلہ کی ٹوکری بھیج دیں، میں ان کے پاس آیا اور انہیں آپ کی بات سے آگاہ کیا، وہ کہنے لگیں کہ اس ٹوکری میں نو صاع جو ہے، صبح کیلئے اب ہمارے پاس کوئی غلہ نہیں ہے، میں ٹوکری لے کر آپ کی خدمت میں پہونچا اور آپ کو حضرت عائشہؓ کی بات بتلائی، آپ نے فرمایا یہ ٹوکری ان لوگوں کے ہاں لے جاؤ اور کہو کہ صبح اس کی روٹی بنالیں، میں گیا، جانور بھی ساتھ لے گیا، میرے ساتھ قبیلہ اسلم کے بھی کچھ لوگ تھے، میں نے اس قبیلہ کے لوگوں سے کہا کہ صبح کے وقت آپ لوگ اس کی روٹی اور اس جانور کا سالن تیار کرلیں، انہوں نے کہا کہ روٹی تو ہم بنالیں گے، گوشت کی ذمہ داری تمہاری، تو میں نے قبیلہ اسلم کے لوگوں کے ساتھ بکری ذبح کی، اس کا کھال اتارا اور اسے پکایا، صبح کے وقت روٹی اور گوشت تیار تھا، میں نے ولیمہ کیا اور نبی ﷺ کو بھی دعوت دی، ربیعہ کہتے ہیں کہ بعد ازاں رسول اللہ ﷺ نے مجھے ایک زمین مرحمت فرمائی''

(مسند احمد: ۴/۵۸، مجمع الزوائد: ۴/۲۵۷)

مسند احمد میں حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:۔

''جب علی نے حضرت فاطمہ کیلئے نکاح کا پیغام دیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا'' شادی کیلئے ولیمہ ضروری ہے'' اس پر حضرت سعد نے عرض کیا میں ایک بکری کی ذمہ داری لیتا ہوں اور فلاں نے کہا کہ میرے ذمہ اتنی اور اتنی مکئی ہے'' (مسند احمد: ۵/۳۵۹، مجمع الزوائد: ۴/۴۹)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ روایتیں کھلے طور پر پتہ دے رہی ہیں کہ عہد نبوی میں شادی کی ترغیب اور اس کیلئے ضرورت مندوں کی مدد وتعاون کی بات کس قدر عام اور مالوف چیز تھی۔

آیت کریمہ میں غیر شادی شدہ افراد (جن کا نکاح کرادینے کا حکم دیا گیا ہے) کیلئے جو لفظ استعمال کیا گیا ہے وہ ہے ''ایامیٰ'' یہ ''ایم'' کی جمع ہے، یہ لفظ اپنے معنے میں بڑی وسعت رکھتا ہے، اس کا استعمال ان عورتوں کیلئے بھی ہوتا ہے جو بیوہ ہوں یا مطلقہ اور مجرد ہوں اور ان مردوں کیلئے بھی جن کی بیوی یا بیویاں فوت ہوچکی ہوں یا جنہوں نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی ہو، اسی طرح اس کا اطلاق ان کنوارے مردوں اور کنواری عورتوں پر بھی ہوتا ہے جن کی بلوغت کے بعد تادیر شادی نہ ہوئی ہو[1] بنابریں اس آیت کے مطابق جس طرح بالکل کنوارے مرد وخواتین کی شادی کی فکر ضروری ہے اسی طرح ، بیوہ اور مطلقہ خواتین اور ان مردوں کی شادی کا اہتمام وانتظام اور سعی وتدبیر بھی ضروری ہے جن کی بیویاں فوت ہوچکی ہوں یا انہوں نے اپنی بیویوں کو طلاق دے دی ہو، چنانچہ عہد نبوی اور زمانۂ خیر القرون وغیرہ میں یہ مشاہدہ اور منظر بالکل عام نظر آتا ہے کہ ادھر کوئی عورت مطلقہ یا بیوہ ہوئی اور معاشرہ میں اس سے نکاح کرنے یا نکاح کرانے کی فکر شروع ہوگئی اور عدت گذرتے ہی اس کا عقد ہوگیا اور ادھر کسی مرد کی بیوی کا انتقال ہوا یا طلاق ہوگئی اور جلد ہی وہ رشتۂ ازدواج سے منسلک ہوگیا۔

یہاں اس وضاحت کی ضرورت اسلئے محسوس کی گئی کہ موجودہ مسلم سماج خصوصا ہندوستانی معاشرہ میں جس طرح یہاں کی مخصوص تہذیب وفکر اور خاص ذہنیت و ماحول کے زیر اثر بیوہ عورتوں کے نکاح کو معیوب اور ناپسندیدہ سمجھا جاتا ہے اسی طرح بیوی کی وفات یا طلاق کی وجہ سے تجرد اور بہت حد تک محرومی کی زندگی گذارنے والے مرد کے نکاح کو سخت ناپسندیدگی کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے، خصوصا جب اولاد کچھ سیانی ہوگئی ہو تو پھر اس عمل کو تقریبا گناہ قرار دیا جاتا ہے اور بسا اوقات یہ گناہ ناقابل معافی اور طعن وتشنیع سے بڑھکر تکلیف واذیت رسانی کا باعث ٹھہرتا ہے، اور مولانا سلطان

[1] تیسیر القرآن از عبدالرحمٰن کیلانی ج ۳ ص ۲۶۴

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

احمد اصلاحی کے لفظوں میں ''اولاد باپ کے مقابلہ پر آجاتی ہے اور اپنی دوسری ماں اور اس کی ہونے والی اولاد کی جانی دشمن بن جاتی ہے، یہاں تک کہ بسا اوقات اس جرم کی پاداش میں وہ باپ کو دیس بدر بھی کر دیتی ہے اور اس کی زندگی ہی میں اس کے مکان اور جائداد پر قابض ہوکر دوسری بیوی سے ہونے والی اس کی اولاد کیلئے اس میں کوئی حصہ نہیں رہنے دیتی ہے''۔[1]

اس صورتحال اور طرز عمل کا بنیادی سبب اور محرک دراصل یہ ہے کہ باپ کی شادی کے نتیجہ میں اولاد پیدا ہوئی تو وہ جائداد و وراثت میں حصہ دار بن جائے گی یا پھر جھوٹی قسم کی غیرت کے تحت ایسا ہوتا ہے، بہر حال یہ صریح طور پر آیت الٰہی کا مذاق اڑانا اور خود کو حکم الٰہی کے مقابلہ میں لانا ہے جو واضح ہے کہ انتہائی تباہ کن عمل ہے، فقہاء کرام کے نزدیک جب باپ ضرورت محسوس کرے تو لڑکے کیلئے اس کی شادی کا انتظام کرنا لازم ہے، جس کیلئے بشرط گنجائش اسے مجبور کیا جائے گا۔[2]

انسان کی جنسی اور شہوانی ضرورت سے قطع نظر زندگی کے ہر مرحلہ میں رفیقۂ زندگی کی ضرورت اس کی زندگی کا ناگزیر حصہ ہے، بہت سارے مواقع زندگی میں وہ پیش آتے ہیں جہاں بیوی کی موجودگی انسان کیلئے درد کا درماں اور الجھنوں کا مداوا ثابت ہوتی ہے، اور بہت ساری ضرورتیں انسان کی وہ ہیں جن کی تکمیل کیلئے بیوی ہی مناسب اور لائق ہوسکتی ہے۔

تنگدستی نکاح کی راہ میں حائل نہ ہو:

سورۂ نور کی آیت کریمہ میں آگے یہ فرمایا گیا ہے:۔

''اگر وہ مفلس بھی ہونگے تو اللہ تعالیٰ انہیں اپنے فضل سے غنی کردے

---

[1] اسلام کا نظریہ جنس ص ۲۶۸

[2] المغنی لابن قدامہ ۵۸۲/۷، ۵۸۷، ۵۸۸، مزید چھ حوالوں کیلئے دیکھئے حوالۂ سابق

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گا''

اس کے ذیل میں حافظ صلاح الدین یوسف تحریر فرماتے ہیں:۔

''یعنی محض غربت اور تنگی دستی نکاح میں مانع نہیں ہونی چاہئے ممکن ہے نکاح کے بعد اللہ ان کی تنگ دستی کو اپنے فضل سے وسعت وفراخی میں بدل دے، حدیث میں آتا ہے تین شخص ہیں جن کی اللہ ضرور مدد فرماتا ہے، نکاح کرنے والا جو پاکدامنی کی نیت سے نکاح کرتا ہے، مکاتب غلام جو ادائیگی کی نیت رکھتا ہے اور اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والا''

(ترمذی، ابواب الجہاد) [1]

جبکہ علامہ ابوالسعود اس کی تفسیر کرتے ہوئے کہتے ہیں:۔

''آیت میں زوجین کے فقر کو نکاح کی راہ میں رکاوٹ بننے کا سد باب کیا گیا ہے کہ خاطب یا مخطوبہ کے فقر وتنگ دستی نکاح کی راہ میں رکاوٹ نہیں بننی چاہئے، اللہ کے فضل میں مال کی فراوانی کا پورا سامان موجود ہے، اس لئے کہ مال آنی اور جانی چیز ہے، اللہ جس کو چاہتا ہے ایسی جگہ سے روزی دے دیتا ہے جہاں سے اسے (روزی کا) مطلق گمان بھی نہیں ہوتا..... یا پھر نکاح کرنے پر اللہ سبحانہ کی طرف سے مالداری اور تونگری کا وعدہ ہے جیسا کہ نبی ﷺ کا ارشاد ہے کہ اس آیت پر عمل کرکے مالداری تلاش کرو، لیکن یہ وعدہ مشیت الٰہی کے ساتھ مشروط ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد میں ہے ''اگر تمہیں مفلسی کا خوف ہے تو اللہ تمہیں دولت مند کردے گا اپنے فضل سے اگر چاہے، اللہ علم وحکمت والا ہے'' [2]

---

[1] احسن البیان ص ۹۷۶، ۹۷۷۔ روایت کے الفاظ یوں ہیں ﴿ثَلَاثَةٌ حَقٌّ عَلَى اللّٰهِ عَوْنُهُمُ الْمُجَاهِدُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ وَالْمُكَاتَبُ الَّذِي يُرِيدُ الْأَدَاءَ وَالنَّاكِحُ الَّذِي يُرِيدُ الْعَفَافَ﴾

[2] تفسیر ابی السعود ۴/۵۶

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسی طرح علامہ آلوسی اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:۔

''اس آیت میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے شادی کرنے والوں کے لئے تونگر بنانے کا وعدہ معلوم ہوتا ہے اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ جولوگ فقروافلاس کا بہانہ کر کے نکاح سے بچنا چاہتے ہیں ان کی بہانہ جوئی کا سد باب مقصود ہو، یہاں اللہ کی دو صفتیں ''واسع'' اور ''علیم'' ذکر کر کے یہ بتایا گیا ہے کہ رزق کی وسعت وتنگی نکاح نہ کرنے پر موقوف نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ اپنے علم وحکمت کے تقاضے سے جس کو چاہتا ہے تنگی میں مبتلا کر دیتا ہے، چونکہ اسباب کی اسیر طبیعتوں میں یہ بات رچ بس گئی ہے کہ اہل وعیال کا ہونا فقر وتنگی کا اور ان کا نہ ہونا مال کی فراوانی کا سبب بنا کرتا ہے، اس لئے اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ اس بے بنیاد خیال کی غلطی بھی واضح کردی جائے، واقعات کی شہادت اس پر موجود ہے کہ کبھی مال کی فروانی اور اولاد کی کثرت دونوں جمع ہوجاتی ہیں اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ انسان کے پاس نہ مال ہوتا ہے اور نہ بیوی بچے، اس سے معلوم ہوا کہ عام طور پر انسان کی قوت واہمہ نے ان دو باتوں (اولاد کی کثرت اور تنگی) میں جو تلازم سمجھ رکھا ہے وہ غلط ہے بلکہ خوشحالی وتنگ دستی دونوں اللہ کے ارادے اور حکم سے آتی ہیں انسان کو جب اس کا یقین کامل ہوجائے تو وہ نکاح کرنے سے نہیں ڈرے گا۔۔۔۔۔۔

ایک موقع پر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:۔

''لوگو! تم اللہ کے (نکاح کرنے کے) حکم کی تعمیل کرو! اس کے بدلے میں اللہ تعالیٰ اپنا (خوشحالی اور غنی بنانے کا) وعدہ پورا فرمائے گا''

﴿اَطِيْعُوا اللّٰهَ فِيْمَا أَمَرَكُمْ بِهٖ مِنَ النِّكَاحِ يُنْجِزْ لَكُمْ مَا وَعَدَكُمْ مِنَ الْغِنٰى﴾

اسی طرح حضرت عمر فاروقؓ نے فرمایا ''نکاح کرو تاکہ خوشحال بنو''

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿ابْتَغُوا الْغِنٰى فِىْ النِّكَاحِ﴾ ------" [1]

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے:۔

"مجھے اس فقیر پر تعجب ہوتا ہے جو شادی کر کے اپنی محتاجی دور کرنے کا سامان نہیں کرتا" [2]

ایک روایت میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی شادی کو غناء و مالداری کا سبب بتلایا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:۔

﴿تَزَوَّجُوا النِّسَاءَ يَأْتِينَكُمْ بِالْأَمْوَالِ﴾

"شادیاں کرو عورتیں مال لے کر آئیں گی"

(مسند بزار، مجمع الزوائد: ۴/۲۵۵)

علامہ سید سلیمان ندویؒ ایک دوسرے انداز سے آیت پر روشنی ڈالتے ہوئے رقمطراز ہیں:۔

"اس آیت پاک کا یہ فقرہ کہ "اگر وہ غریب وتنگدست ہونگے تو اللہ تعالیٰ اپنی مہربانی سے ان کو غنی کر دے گا" یہ معنی رکھتا ہے کہ ازدواجی زندگی خیر و برکت کا ذریعہ ہے، مذہبی حیثیت سے تو اس بنا پر کہ اگر ایک کی تقدیر میں غربت ہوگی تو شاید دوسرے کی تقدیر میں فارغ البالی ہو، تو ایک کے ذریعہ سے دوسرے کو فائدہ پہنچے گا اور دنیاوی لحاظ سے دو سببوں سے، ایک تو یہ کہ ایک کام کرنے والے کے بجائے گھر میں دو کام کرنے والے ہونگے اور آگے اولاد کے ذریعہ اور کام کرنے والے پیدا ہوں گے، اس فلسفہ کا راز اہل دولت نہیں، غریب ہی سمجھ سکتے ہیں خصوصا مزدور اور کاشتکار، دوسرا سبب یہ ہے کہ جب نکمہ سے نکمہ آدمی پر بار پڑتا ہے تو وہ ہاتھ پاؤں ہلانے پر تیار ہوتا ہے، اس لئے

---

[1] روح المعانی ۱۸/۴۹

[2] تیسیر الرحمٰن لبیان القرآن ۲/۱۰۴ از ڈاکٹر لقمان سلفی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جو بے کاری سے غریب ہے، بیوی کے بوجھ سے مجبور ہوگا کہ وہ کام کہیں سے پیدا کرے، خصوصا اس لئے کہ اس کی محبت اس کو بعض ایسے بڑے بڑے کاموں پر آمادہ کردے گی جس کے لئے وہ بغیر اس نشہ کے کبھی آمادہ نہ ہوسکتا'' [1]

بہترین حق مہر:

مہر وہ معاوضہ ہے جو حق زوجیت کے طور پر مرد اپنی بیوی کو ادا کرتا ہے، اس کی ادائیگی شوہر پر واجب ہے، قرآن کریم میں جہاں کہیں نکاح کی بات کہی گئی ہے تقریبا ہر جگہ مہر کی ادائیگی کی بات بھی دہرائی گئی ہے، چنانچہ سورۂ نساء میں محرمات کے علاوہ دیگر عورتوں سے نکاح کی اجازت دیتے ہوئے ارشاد ہے:۔

﴿وَأُحِلَّ لَكُمْ مَّا وَرَاءَ ذٰلِكُمْ أَنْ تَبْتَغُوا بِأَمْوَالِكُمْ مُّحْصِنِيْنَ غَيْرَ مُسَافِحِيْنَ﴾ (النساء:۲۴)

''اور ان عورتوں کے سوا اور عورتیں تمہارے لیے حلال کی گئی ہیں کہ اپنے مال کے مہر سے تم ان سے نکاح کرنا چاہو برے کام سے بچنے کیلئے نہ کہ شہوت رانی کیلئے''

حافظ صلاح الدین یوسف حفظہ اللہ اس آیت کے تحت رقمطراز ہیں:۔

''یعنی مذکورہ محرمات قرآنی اور حدیثی کے علاوہ دیگر عورتوں سے نکاح کرنا جائز ہے بشرطیکہ چار چیزیں اس میں ہوں اول یہ کہ طلب کرو ''أن تبتغوا'' یعنی دونوں طرف سے ایجاب وقبول ہو، دوسری یہ کہ مال یعنی مہر ادا کرنا قبول کرو، تیسری یہ کہ ان کو شادی کی قید (دائمی قبضے) میں لانا مقصود ہو صرف شہوت رانی نہ ہو، چوتھی یہ کہ چھپی یاری دوستی نہ ہو بلکہ گواہوں کی موجودگی میں نکاح ہو'' [2]

---

[1] سیرۃ النبی ج۶ ص۲۵۰ [2] احسن البیان ص۲۱۵۔۱۲۶

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دوسری جگہ ارشاد ہے:۔

﴿وَاٰتُوا النِّسَاءَ صَدُقَاتِهِنَّ نِحْلَةً فَإِنْ طِبْنَ لَكُمْ عَنْ شَيْءٍ مِّنْهُ نَفْسًا فَكُلُوْهُ هَنِيْئًا مَّرِيْئًا﴾ (النساء:۴)

''عورتوں کے مہر خوشدلی سے دیدو، اگر عورتیں دل کی خوشی سے اس کا کچھ حصہ معاف کردیں تو تم اسے مزے سے کھا سکتے ہو''

مہر کی حیثیت دراصل عورت کی تکریم وعزت افزائی کے ایک رمز وعلامت کی ہے، شریعت میں مہر کی کوئی مقدار متعین نہیں کی گئی ہے، ایک آدمی اپنی حیثیت واستطاعت کے مطابق جتنا مہر چاہے متعین کرسکتا ہے، ارشاد ہے:۔

﴿وَاٰتَيْتُمْ اِحْدَاهُنَّ قِنْطَارًا فَلَا تَأْخُذُوْا مِنْهُ شَيْئًا﴾ (النساء:۲۰)

''اگر تم نے ان عورتوں میں سے کسی کو خزانہ بھی (بطور مہر) دیا ہو تو اس سے (طلاق کے وقت) کچھ نہ لو''

لیکن آپ ﷺ نے اس مقصد کی خاطر کہ مہر کی گرانی نکاح کے لئے رکاوٹ نہ بن جائے، ارشاد فرمایا:۔

﴿خَيْرُ الصَّدَاقِ أَيْسَرُهُ﴾

(ابوداؤد کتاب النکاح:۲۱۱۷، ارواء الغلیل:۱۹۲۴)

''بہترین حق مہر وہ ہے جسے ادا کرنا انتہائی آسان ہو''

اور آپ ﷺ کا ارشاد ہے:۔

﴿مِنْ يُمْنِ الْمَرْأَةِ أَنْ يَتَيَسَّرَ فِيْ خِطْبَتِهَا وَأَنْ يَتَيَسَّرَ فِيْ صَدَاقِهَا﴾

''مبارک عورت وہ ہے، جس سے منگنی کرنا آسان ہو اور جس کا مہر دینا آسان ہو'' (ابن حبان:۱۵۸/۷، سنن بیہقی:۲۳۵/۷، صحیح وضعیف الجامع ۴۴۵/۹ روایت صحیح ہے)

نبی اکرم ﷺ نے ایک صحابی رضی اللہ عنہ سے دریافت فرمایا کہ تو نے کتنے مہر پر شادی کی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے؟ صحابی نے بتایا کہ چار اوقیہ (ایک سو ساٹھ درہم) پر، تو آپ نے (گویا حیرت و ناراضگی کے ساتھ) فرمایا:۔

﴿عَلٰی اَرْبَعِ اَوَاقٍ ؟ کَاَنَّمَا تَنْحِتُوْنَ الْفِضَّةَ مِنْ عُرْضِ هٰذَا الْجَبَلِ مَا عِنْدَنَا مَا نُعْطِیْکَ﴾

''چار اوقیہ پر؟ گویا تم اس پہاڑ کے دامن سے چاندی تراشتے ہو! ہمارے پاس کچھ نہیں ہے کہ ہم تمہیں دیں'' (مسلم: ۱۴۲۴)

قولی اور زبانی ترغیب وتحریض کے ساتھ آپ ﷺ نے آسان سے آسان مہر مقرر کرنے کا عملی نمونہ بھی پیش فرمایا، حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں:

''ایک خاتون رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کرنے لگی کہ اے اللہ کے رسول! میں خود کو آپ کے لئے ھبہ کرنے آئی ہوں، نبی اکرم ﷺ نے نگاہ اوپر نیچے کر کے دیکھا پھر اپنا سر جھکا لیا، عورت نے جب اپنے بارے میں آپ ﷺ سے کوئی فیصلہ کن بات نہیں سنی تو وہیں بیٹھ گئی کچھ دیر بعد ایک صحابی کھڑے ہوئے اور عرض کرنے لگے اے اللہ کے رسول! اگر آپ کو اس عورت کی حاجت نہیں تو اس کا نکاح مجھ سے کر دیجئے، آپ ﷺ نے فرمایا تمہارے پاس (بطور مہر دینے کیلئے) کچھ ہے؟ اس نے عرض کیا یارسول اللہ! اللہ کی قسم! میرے پاس کچھ نہیں ہے، آپ ﷺ نے فرمایا ''جاؤ اپنے گھر جا کر دیکھو ممکن ہے کوئی چیز مل جائے، وہ گھر گیا اور واپس آ کر عرض کرنے لگا، اللہ کی قسم! میں نے کچھ بھی نہ پایا، آپ ﷺ نے فرمایا جا کر دیکھو گو کہ لوہے کی کوئی انگوٹھی ہی کیوں نہ ہو؟ وہ پھر گیا اور واپس آ کر عرض کیا اللہ کی قسم! کوئی انگوٹھی بھی نہیں ہے، ہاں یہ میرا ازار (تہبند) ہے، آدھا اس میں سے عورت کو دے سکتا ہوں، اس کی یہ بات سن کر آپ نے فرمایا ''بھلا تمہارے اس ازار سے کیا بننے والا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے، اگر تم اسے پہنو تو اس کے لئے کچھ نہ بچے گا اور اگر وہ پہنے تو تمہارے لئے اس میں کچھ نہیں رہ جائے گا؟'' ﴿مَاتَصْنَعُ بِإِزَارِكَ؟إِنْ لَّبِسْتَهُ لَمْ يَكُنْ عَلَيْهَا مِنْهُ شَيْءٌ وَإِنْ لَّبِسَتْهُ لَمْ يَكُنْ عَلَيْكَ مِنْهُ شَيْءٌ﴾ آپ کی یہ بات سن کر وہ بیٹھ گیا اور تھوڑی دیر کے بعد اٹھ کر چلنے لگا، آپ ﷺ نے اسے جاتے ہوئے دیکھا تو اسے بلانے کا حکم فرمایا، جب وہ آ گیا تو آپ نے پوچھا تمہیں قرآن کا کونسا حصہ یاد ہے؟ اس نے عرض کیا مجھے فلاں اور فلاں سورتیں یاد ہیں، آپ نے پوچھا ''کیا تم ان سورتوں کو اپنی یاد سے پڑھ سکتے ہو؟'' اس نے کہا ہاں تو آپ نے فرمایا ''تو پھر جاؤ میں نے جو سورتیں تمہیں یاد ہیں ان کے عوض اس عورت سے تمہارا نکاح کر دیا'' (بخاری کتاب النکاح: ۵۰۸۷ مسلم کتاب النکاح: ۱۴۲۵)

نبی اکرم ﷺ نے اس شخص کی خواہش نکاح کو سمجھتے ہوئے نکاح کیلئے آسان سے آسان تر صورتِ مہر نکال کر امت کیلئے یہ اسوہ پیش فرمایا کہ شادی کو آسان کرو، تاکہ شادی کی خواہش رکھنے والا کوئی شخص اپنی خواہش نفس سے مغلوب ہو کر غلط کاری کی راہ پر چل کر اپنی عاقبت کی بربادی اور کسی عصمت مآب کی عفت کی تارتاری کے ساتھ سماج ومعاشرہ کیلئے زنا کاری وبدکاری کی لعنت وشرمساری کا نمونہ نہ چھوڑ جائے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے (اپنے زمانہ خلافت میں غالباً جب لوگوں کو گرانقدر مہر باندھتے دیکھا تو) اپنے ایک خطبہ میں فرمایا:۔

﴿أَلَا لَاتَغَالَوْا بِصَدُقَةِ النِّسَاءِ فَإِنَّهَا لَوْ كَانَتْ مَكْرُمَةً فِي الدُّنْيَا وَتَقْوَى عِنْدَ اللّٰهِ لَكَانَ أَوْلَاكُمْ بِهَا نَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ﴾

''خبردار! عورتوں کے مہر بڑھا چڑھا کر مت باندھو، اس لئے کہ اگر یہ (مہر کی زیادتی) دنیا میں عزت اور اللہ کے ہاں تقوی کا باعث ہوتی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تو اللہ کے نبی ﷺ اس کے تم میں سب سے زیادہ حقدار تھے"

(ابوداؤد کتاب النکاح: ۲۱۰۶ ترمذی ایضا: ۱۱۱۴)

آسان نکاح کی چند مثالیں:

آپ ﷺ کی تعلیمات وہدایات نے دورِ نبوی میں شادی کو کس قدر آسان کر دیا تھا اس کا اندازہ نکاح کے ان چند واقعات سے لگایا جاسکتا ہے جو یقیناً "مشتے نمونہ از خروارہ" کے مصداق ہیں۔

۱۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ جلیل القدر صحابی اور عشرۂ مبشرہ میں سے ایک ہیں، حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے ان پر زرد رنگ کا نشان دیکھا تو دریافت فرمایا کہ یہ کیا ہے؟ انہوں نے بتایا کہ میں نے ایک عورت سے (کھجور کی) گٹھلی کے بقدر سونا حق مہر دے کر نکاح کرلیا ہے، یہ سن کر آپ ﷺ نے فرمایا:۔

﴿بَارَكَ اللّٰهُ لَكَ، أَوْلِمْ وَلَوْ بِشَاةٍ﴾

"اللہ تمہیں برکت دے، ولیمہ کرو اگرچہ ایک بکری ہی سے ہو"

(بخاری کتاب النکاح: ۵۱۶۷، مسلم: ۱۴۲۷)

غور کیجئے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے شادی کرلی اور آپ ﷺ کو اس کی اطلاع بھی نہ ہوئی، اس سے ان لوگوں کو نصیحت حاصل کرنی چاہئے جو شادی کے موقعوں پر قریب وبعید کے تمام رشتہ داروں کو جمع کرنا ضروری سمجھتے ہیں اور اس میں ان لوگوں کیلئے بھی سبق ہے جنہیں غلطی سے بھی اگر ایسے موقعوں پر یاد نہیں کیا گیا تو ناک بھوں چڑھاتے اور قطع تعلق تک کا راستہ اپنانے سے بھی گریز نہیں کرتے۔

ہمارے یہاں شادی کے موقعوں پر "بڑوں" اور "بزرگوں" کی موجودگی ضروری سمجھی جاتی ہے، اگر واقعہ ایسا ہی ہوتا تو حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے لئے نبی اکرم ﷺ سے بڑھ کر "بزرگ" اور کون ہوسکتا تھا؟ لیکن انہوں نے حصول برکت کی غرض سے ہی سہی آپ ﷺ کی شرکت ضروری نہیں سمجھی۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲۔انہی حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کا واقعہ ہے کہ انہوں نے ام حکیم رضی اللہ عنہا سے کہا کہ تم اپنا معاملہ میرے حوالہ کرتی ہو؟یعنی شادی کیلئے مجھے اپنا وکیل بناتی ہو؟(انہوں نے کہا ہاں کیوں نہیں) یہ سن کر حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے کہا تو پھر میں نے خود تم سے نکاح کرلیا۔(بخاری کتاب النکاح معلقا)

اس واقعہ سے بھی عہد نبوی کی شادیوں کی کیفیت اور سادگی کا اندازہ کیا جاسکتا ہے۔

۳۔ایک مرتبہ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ کو لے کر ایک قبیلے میں پیغامِ نکاح دینے گئے،جس گھر میں پیغام دینا تھا،اس میں حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ داخل ہوئے اور حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ باہر ہی رہے،ابودرداء رضی اللہ عنہ نے اندر پہنچ کر، حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کے فضائل گنوائے کہ کس طرح انہوں نے اسلام قبول کیا اور اس راہ میں انہیں کس طرح کی مشقتوں کا سامنا کرنا پڑا،پھر بتایا کہ وہ آپ کی فلاں لڑکی سے نکاح کرنا چاہتے ہیں،انہوں نے ان کی بات سن کر کہا کہ ہم سلمان کے ساتھ تو اپنی لڑکی کا رشتہ نہیں کرسکتے،ہاں اگر تم چاہو تو ہم اس کے لئے تیار ہیں،اور پھر گھر کے اندر ہی نکاح ہوگیا،اس کے بعد ابودرداء رضی اللہ عنہ باہر آئے اور سلمان رضی اللہ عنہ سے کہنے لگے کہ یہاں تو ایسی بات ہوگئی جس کا تذکرہ میرے لئے باعث شرمندگی ہے،انہوں نے پوچھا آخر ایسا کیا ہوا؟ابودرداء رضی اللہ عنہ نے پورا واقعہ کہہ سنایا،ان کی بات سن کر سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کہنے لگے میں اس بات کا زیادہ حق دار ہوں کہ تم سے شرماؤں کہ پیغام تو میں نے دیا تھا مگر وہ تمہارے مقدر کی تھی۔ (بیہقی ۱۱۲/۷،مصنف عبدالرزاق ۱۵۹/۶)

اس واقعہ سے جہاں نکاح کی سادگی کا نمونہ حاصل کیا جاسکتا ہے،وہیں اس میں اسلامی اخوت و بھائی چارگی اور ایک مسلمان شخص کی بلندیٔ کردار اور خلوص و مروت کی بھی عظیم مثال موجود ہے،ذرا سوچئے کہ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کی جگہ ہم ہوتے تو اس واقعہ پر ہمارا ردعمل کیسا ہوتا؟

یہ بات بھی معلوم ہوتی ہے کہ عہد نبوی میں لڑکے اور لڑکی کی رضامندی کے بعد

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فوراً نکاح ہو جاتا تھا اور جس حال میں ہوتے تھے اسی حالت میں ہو جاتا تھا، اس کے لئے مہینوں اور سالوں کی تیاری کی ضرورت نہیں ہوتی تھی وغیرہ۔

۴۔ اسی طرح کی شادیوں کی ایک مثال اس روایت میں بھی دیکھی جا سکتی ہے، سنن بیہقی (۱۱۲/۷) اور مصنف عبدالرزاق (۱۵۶/۶) کے مطابق:۔

''ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے خاندان کی عورتیں جب پسند کے مردوں سے نکاح کرنا چاہتیں تو وہ آپ کے پاس نکاح کا پیغام بھجواتیں، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ایسے موقعوں پر متعلقہ افراد کو بلوا بھیجتیں اور ان سے گفتگو کرتیں پھر اگر رضامندی پالیتیں تو گواہوں کا انتظام کرتیں اور لڑکی کے سرپرستوں سے کہتیں کہ ان کا نکاح کردو، کیونکہ عورتیں اپنا نکاح خود نہیں کر سکتیں''

موجودہ مسلمانوں کا طرز عمل:

موجودہ مسلم سماج نے جس طرح زندگی کے دیگر امور و مسائل میں اسلامی تعلیمات کو دیس نکالا دے دیا ہے، اسی طرح شادی بیاہ کے معاملہ میں بھی اس نے شرعی احکام و فرامین کو پس پشت ڈال کر اس کی راہ میں ہر طرح کی رکاوٹیں کھڑی کر دی ہیں۔

نام نہاد ذات اور برادری کا چکر:

اس سلسلے میں ایک بڑی مصیبت نام نہاد ذات و برادری کی ہے، جس نے مسلم سماج کو بری طرح سے اپنے شکنجے میں لے رکھا ہے، صورتحال یہ ہے کہ اچھے خاصے صحیح العقیدہ اور باعمل مسلمانوں کے نزدیک بھی اس بات کی تو کوئی اہمیت نہیں ہوتی کہ لڑکا یا لڑکی صحیح العقیدہ، موحد و متبع سنت اور باعمل و نیک سیرت ہے یا بدعقیدہ، مبتلائے شرک و بدعت اور بدعمل و بدکردار؟ لیکن یہ بات قابل اہتمام ضرور ہوتی ہے کہ لڑکا یا لڑکی کا تعلق ان کی مزعومہ برادری سے ہے یا نہیں؟ جبکہ کچھ لوگوں کی نگاہ لڑکے یا لڑکی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی مالی حیثیت پر ہوتی ہے خواہ اس کا مسلک وعقیدہ کچھ بھی ہو؟

اس کے نتیجہ میں اولاً تو شادی میں تاخیر ہوتی ہے ثانیاً شادی ہو بھی جائے تو عموما صحیح العقیدہ اور دیندار لڑکے اور لڑکیوں کی مٹی پلید ہو کر رہتی ہے اور ان کی زندگی نمونۂ جہنم بنی رہتی ہے۔

لڑکیوں کی کمائی کھانے والے والدین:

سماج میں کچھ بے غیرت والدین ایسے بھی ہیں جو محض اپنی لڑکیوں کی کمائی (ملازمت اور ہنر وغیرہ کے ذریعہ) سے فائدہ اٹھانے کی خاطر ان کی شادی میں تاخیر کرتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ شادی میں جتنی تاخیر ہو بہتر ہی ہے۔

زندگی کا مغربی تصور:

مغرب سے درآمد تصور زندگی کا بھی شادی میں تاخیر اور اسے مشکل بنانے میں مؤثر رول ہے، اس تصور کا نتیجہ ہے کہ جب تک ایک لڑکا حسب استطاعت زندگی کی ساری ضرورتیں بہم نہ پہونچالے اور آسائش کے سارے سامان (نوکری یا اچھی تجارت وغیرہ) نہ جمع کر لے اور ایک لڑکی جب تک اعلیٰ تعلیمی ڈگری حاصل کر کے خود کو ترقی یافتہ سوسائٹی کا فرد ثابت نہ کر دے، شادی غیر ضروری بلکہ نامناسب چیز ہے خواہ عمر کا اچھا خاصا حصہ اس خواہش وکوشش کی نذر کیوں نہ ہو جائے اور خواہش نفس سے مجبور ہو کر بدکاری کی راہ سے ہی کیوں نہ گذرنا پڑ جائے؟؟

خوب سے خوب تر کی تلاش:

حسن پرستی کا شوق فراواں بھی دراصل اسی مغربی ذہن ومزاج کی پیداوار ہے، آج نوجوانوں کی ایک بڑی تعداد خوب سے خوب تر کی تلاش میں حیران وسرگرداں نظر آتی ہے، خوب سے خوب تر کی تلاش کا یہ سفر بسا اوقات اتنا لمبا ہوتا ہے کہ عمر کا بیشتر حصہ اسی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں گذر جاتا ہے، اس میں کوئی شک نہیں کہ فقہاء کے مطابق مناسب یہی ہے کہ خوبصورت عورت سے شادی کی جائے تاکہ میاں بیوی کے درمیان محبت والفت قائم ہو اور آدمی خوبصورت بیوی نہ ہونے کی وجہ سے دیگر خوبصورت عورتوں کو دیکھ کر دل برداشتہ نہ ہو، لیکن اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ خوبصورتی کو سب کچھ سمجھ لیا جائے اور اس میں اتنا مبالغہ کیا جائے کہ عمر کا ایک بڑا حصہ اسی میں گذر جائے اور معاملہ بدکاری تک پہونچ جائے، یا کم از کم مایوسی کی کیفیت طاری ہوکر قسمت کی خرابی کا رونا رونے کی نوبت آجائے، کاش یہ نوجوان اخروی نقطۂ نظر سے سوچتے اور ان کی نگاہیں دنیوی حسن سے آگے بڑھ کر حورانِ بہشت کے حسن وخوبصورتی کی متلاشی ہوتیں، اس میں کیا شبہ کہ یہ حسن عارضی اور فانی ہے جبکہ وہ حسن لافانی اور ابدی ہے ؎

حسن ہے بے وفا بھی، فانی بھی
کاش سمجھے اسے جوانی بھی

(اکبرالہ بادی)

اس ابدی حسن کے حصول کا اس کے سوا اور کوئی ذریعہ نہیں کہ شرعی احکام وقوانین کی پاسداری کی جائے اور نوجوانوں کے لئے یقیناً شرعی حکم یہی ہے کہ وہ جلد سے جلد نکاح کے بندھن میں بندھ جائیں تاکہ.....

گرانقدر مہر کی مصیبت:

یہ بھی مشاہدہ ہے کہ بعض مقامات پر لڑکی والوں کی طرف سے اپنی بڑائی کے اظہار کے لئے یا بعض ذہنوں کے مطابق اس مقصد کی خاطر کہ مہر کی زیادتی لڑکے کو طلاق سے روکنے کا ذریعہ بنے گی لڑکوں سے گرانقدر مہر کا مطالبہ کیا جاتا ہے، حالانکہ مہر کی زیادتی نہ فخر وبڑائی کا ذریعہ ہے اسلئے کہ شرف وبڑائی دوسروں کو دینے اور ان پر آسانی کرنے میں ہے نہ کہ دوسروں سے لینے اور ان کو تنگی وپریشانی میں ڈالنے میں اور نہ ہی لڑکی کی طلاق سے حفاظت کا ذریعہ ہے، اس لئے کہ نبی اکرم ﷺ نے جیسا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ حدیث گذر چکی ہے مہر کی آسانی کو برکت کی علامت قرار دیا ہے، حضرت عروہ بن زبیرؒ اس حدیث کو بیان کرنے کے بعد کہتے ہیں:۔

''میں اپنی طرف سے کہتا ہوں کہ عورت کی پہلی بے برکتی اور نحوست یہ ہے کہ اس کا مہر زیادہ ہو'' (مستدرک حاکم ۲/۸۱)

مہر کی زیادتی اور گرانقدری کا یہ رجحان بھی شادی کی راہ میں ایک زبردست رکاوٹ ہے، سعودی عرب میں گرانقدر مہر کی یہ بیماری چونکہ عام ہے، جیسا کہ وہاں کے سابق مفتی شیخ محمد بن ابراہیم تحریر فرماتے ہیں:۔

''مہر کی گرانقدری کا مسئلہ فی زمانہ ان بڑے مسائل میں سے ایک ہے جن کے حل کی فکر ضروری ہے اس لئے کہ اس سے بہت سے مفاسد و نقصانات سامنے آرہے ہیں، مثال کے طور پر:

۱۔ شادی کی قلت، جو غیر شادی شدہ مرد وعورت کی کثرت اور بگاڑ وفساد کے پھیل جانے کا سبب ہے۔

۲۔ اسراف وتبذیر جو شرعاً ممنوع ہے۔

اور ۳۔ ولی کی اپنی زیر ولایت لڑکیوں کے ساتھ خیانت، اس لئے کہ وہ صالح اور مناسب رشتہ کو محض اسلئے ٹھکرا دیتا ہے کہ وہ زیادہ مہر نہیں دے سکے گا.....'' [1]

اس لئے ایک رپورٹ کے مطابق صرف شہر جدہ میں شادی کی عمر کو پہنچی ہوئی چار لاکھ لڑکیاں ہیں، ان کی عمریں سولہ سے تیس سال کے درمیان ہیں، تیس سال سے زائد عمر کی خواتین کی گنتی اس میں شامل نہیں، واضح رہے کہ شہر جدہ کی مجموعی آبادی تیس لاکھ ہے۔ [2]

---

[1] مجموعۃ ثلاث رسائل ص ۱۰۰

[2] اردو نیوز، جدہ ۱۶/ مارچ ۲۰۰۲ بحوالہ غیرت کا فقدان ص ۸۹ طبع دار الکتب السلفیہ، دہلی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ولیمہ کی پرتکلف اور اسراف پر مبنی دعوتیں:

نبی اکرم ﷺ نے نکاح کے اعلان وشہرت کے مقصد سے میاں اور بیوی کے اجتماع کے موقع پر ولیمہ کے اہتمام کی تاکید فرمائی ہے، موجودہ مسلمانوں نے نمود ونمائش کے جذبہ سے اس کو اسراف وفضول خرچی کا ذریعہ بنالیا ہے اور اس طرح یہ دعوت بھی اب بہت سوں کے نکاح میں رکاوٹ کا ذریعہ بن چکی ہے، ایک آدمی اس وقت تک نکاح کی سوچ ہی نہیں سکتا جب تک کہ وہ پرتکلف دعوت کے اخراجات و وسائل کا انتظام نہ کرلے، دعوت ولیمہ کے حوالہ سے غالبا اسی خطرہ کے پیش نظر نبی اکرم ﷺ نے شہرت ونمائش والی دعوتوں میں شرکت سے منع فرمایا ہے، جیسا کہ آپ ﷺ کا ارشاد ہے:۔

﴿اَلْمُتَبَارِیَانِ لَایُجَابَانِ وَلَا یُؤْکَلُ طَعَامُهُمَا﴾

''دو باہم مقابلہ کرنے والوں کی دعوت نہ قبول کی جائے نہ ہی ان کا کھانا کھایا جائے'' (شعب الایمان بیہقی، صحیح الجامع ۲/۱۷۴)

ولیمہ کی تاکید کے ساتھ آپ ﷺ نے عملی طور پر اس سلسلے میں امت کو سادگی اور عدم تکلف کی تعلیم دی، آپ ﷺ نے حضرت زینب رضی اللہ عنہا سے نکاح کے بعد محض ایک بکری سے، (بخاری: ۵۱۶۸ مسلم: ۱۴۲۸) حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کے موقع پر کھجور اور ستو سے (ترمذی: ۱۰۹۵) اور ایک دوسری بیوی سے عقد کے بعد فقط دو مد (تقریبا سوا سیر) جَو (بخاری: ۵۱۷۲) کے ساتھ ولیمہ کیا۔

جہیز کی لعنت:

جہیز کی لعنت ان ساری مصیبتوں سے بڑھ کر ہے، اس نے معاشرہ کی چولیں ہلا کر رکھ دی ہے، شریعت نے مرد کو ''قوام'' (نگراں) کی حیثیت دی ہے اور اس کی ایک وجہ یہ بتائی ہے کہ وہ عورتوں پر خرچ کرنے کا ذمہ دار ہے، جیسا کہ ارشاد ہے:۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿اَلرِّجَالُ قَوَّامُوْنَ عَلَى النِّسَاءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ وَّبِمَا اَنْفَقُوْا مِنْ اَمْوَالِهِمْ﴾ (النساء:۳۴)

''مرد عورتوں پر نگراں ہیں اس وجہ سے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک کو دوسرے پر فضیلت دی ہے اور اس وجہ سے کہ مردوں نے اپنے مال خرچ کئے ہیں''

امام ابن کثیرؒ ''بما انفقوا من اموالهم'' کی تفسیر میں لکھتے ہیں:۔

"ای من المهور والنفقات والكلف التی اوجبهاالله عليهم لهن فی كتا به وسنة نبيه صلى الله عليه وسلم"

''یعنی مہر اور وہ نفقات واخراجات جنہیں اللہ تعالیٰ نے قرآن اور سنت نبوی میں مردوں پر عورتوں کیلئے واجب قرار دیا ہے'' [1]

مزید نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے:۔

﴿اَيُّمَا امْرَأَةٍ نَكَحَتْ عَلٰى صَدَاقٍ اَوْ حِبَاءٍ اَوْ عِدَةٍ قَبْلَ عِصْمَةِ النِّكَاحِ فَهُوَ لَهَا وَمَا كَانَ بَعْدَ عِصْمَةِ النِّكَاحِ فَهُوَ لِمَنْ اُعْطِيَهُ وَاَحَقُّ مَا يُكْرَمُ عَلَيْهِ الرَّجُلُ ابْنَتُهُ وَاُخْتُهُ﴾

''جس عورت کا نکاح، نکاح سے پہلے ہی مہر یا عطیہ یا کسی وعدہ پر ہو تو یہ اسی کا حق ہے، ہاں نکاح کے بعد جو (کچھ دیا گیا) ہو تو وہ اس کا ہے جسے وہ دیا جائے اور آدمی کسی چیز پر سب سے زیادہ تکریم وعزت افزائی کا مستحق ہے تو وہ اس کی بیٹی یا اس کی بہن ہے''

(مسند احمد ۲/۱۸۲، سنن نسائی ۶/۱۲۰)

گویا آپ ﷺ نے اس بات کی ترغیب دی ہے کہ نکاح کے موقع پر لڑکی کے ولی کو تحفہ وغیرہ دے کر اس کی عزت افزائی کی جائے، لیکن غیر اسلامی ماحول ومعاشرت

[1] ابن کثیر ۱/۴۹۱

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے زیر اثر آج مسلمانوں کا ایک بڑا طبقہ بے غیرتی کی حدوں کو پھلانگتے ہوئے اور خود کو گداگری وفقیری کا نمائندہ بنا کر لڑکی والوں سے ''جہیز'' کی شکل میں مطالبہ کرتا ہے، گرانقدر رقم کا، گھریلو آسائش وضروریات کی تمام اشیاء کا بلکہ ان سے آگے بڑھ کر موٹر سائیکلوں اور موٹر کاروں کا اور بے دینی کی حدوں سے آگے بڑھتے ہوئے کلر ٹی وی اور اس سے متعلق دیگر چیزوں کا۔

جہیز کی یہ لعنت مسلمانوں میں ہندوؤں سے آئی ہے، اسلام میں اس رسم بد کا کوئی تصور نہیں، یہی وجہ ہے کہ برصغیر ہندو پاک کے علاوہ کسی دوسرے ملک میں اس طرح کا کوئی رواج نہیں پایا جاتا، حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے حوالہ سے جس جہیز کی بات کی جاتی ہے اس کی حقیقت یہ ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا اپنا کوئی گھر بار نہیں تھا، نبی کریم ﷺ ہی ان کے کفیل تھے، آپ کے ہاں ہی ان کی پرورش ہوئی، جب آپ ﷺ نے اپنی صاحبزادی کے ساتھ ان کا نکاح کر دیا تو گھر بسانے کیلئے چند چیزیں آپ نے انہیں عطا فرمائیں، اور وہ تھیں ایک چادر، ایک چمڑے کا تکیہ جس میں کھجور کی چھالیں بھری ہوئی تھیں، ایک چکی، ایک مشک اور دو مٹکے۔[1]

بعض روایات میں یہ بھی ہے کہ یہ ساری چیزیں نبی ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ ہی کی ایک زرہ فروخت کر کے خریدی تھیں، حضرت انس رضی اللہ عنہ کی یہ روایت ملاحظہ فرمائیے:

> ''حضرت فاطمہؓ سے نکاح کیلئے حضرات ابوبکر وعمرؓ نے یکے بعد دیگرے پیغام دیا، آپ ﷺ نے انہیں کوئی جواب نہیں دیا تو انہوں نے حضرت علیؓ کو پیغام دینے کا مشورہ دیا، حضرت علیؓ کہتے ہیں کہ جب انہوں نے میری توجہ اس جانب مبذول کرائی تو میں اسی وقت چادر گھسیٹتے ہوئے آپ ﷺ کی خدمت میں پہونچا اور فاطمہ سے نکاح کی درخواست کی، آپ ﷺ نے پوچھا تمہارے پاس (مہر کیلئے) کچھ ہے؟ میں نے عرض کیا کہ میرے پاس ایک گھوڑا اور ایک زرہ ہے،

---

[1] البدایہ والنہایہ ۶/۳۳۷

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپ ﷺ نے فرمایا گھوڑے کی تو تمہیں ضرورت ہے، زرہ بیچ آؤ، میں نے اسے چار سو اسی درہم میں بیچ دیا اور انہیں لے کر آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ ﷺ نے کچھ درہم حضرت بلالؓ کو دیئے اور فرمایا ان سے خوشبو خرید لاؤ، پھر آپ نے کچھ سامان تیار کرنے کا حکم دیا تو بان کی ایک چارپائی اور ایک چمڑے کا تکیہ جس میں اذخر گھاس بھری تھی فاطمہؓ کیلئے تیار کیا گیا'' [1]

ہندوؤں میں چونکہ عورتوں کا وراثت میں حق نہیں سمجھا جاتا اسلئے جہیز ہی کو اس کا بدل تصور کرلیا گیا ہے، بدقسمتی سے اب مسلمانوں نے بھی ایسا ہی کچھ سمجھنا شروع کردیا ہے، چنانچہ اس کے نتیجہ میں لڑکیوں کی وراثت کا خیال بالکل ختم ہوتا جارہا ہے، یا یوں کہیے کہ اس رسم بد کے زور پکڑنے کی ایک وجہ لڑکیوں کی وراثت سے محرومی ہے، بہرحال یہ سمجھنا قطعاً غلط ہے کہ جہیز وراثت کا بدل ہوسکتا ہے، یہ تو شریعت الٰہی کے ساتھ کھلواڑ کے مترادف ہے۔

ایک باپ اگر اپنی خوشی سے اپنی لڑکی کو یا بطور تحفہ و دلداری اپنے ہونے والے داماد کو کچھ دیتا ہے تو شرعی اعتبار سے اس میں کچھ خاص قباحت نہ تھی، لیکن آج جہیز ایک خطرناک فتنہ میں تبدیل ہوگیا ہے اور اس کے بطن سے متعدد خطرناک خرابیاں جنم لے چکی ہیں، چنانچہ اس کی وجہ سے سماج میں ایک عام خودغرضانہ وظالمانہ ماحول اور استحصالانہ مزاج قائم ہوگیا ہے، لڑکیاں زندہ جلائی جارہی ہیں، ان کا گلا گھونٹ کر انہیں موت کے منہ میں پہونچایا جارہا ہے، کتنی لڑکیاں سسرال والوں کے ظالمانہ رویہ سے تنگ آکر خود کشی کرلیتی ہیں اور معاملہ یہاں تک پہونچ گیا ہے کہ ہمارے ملک میں ہر چوتھے گھنٹے پر ایک جان جہیز کی بھینٹ چڑھ رہی ہے، اعداد وشمار سے معلوم ہوتا ہے کہ جہیز کے نتیجہ میں ان گنت مسائل سے گھر کر اپنی زندگی سے پریشان جن خواتین نے ۲۰۰۶ء میں خود کشی کر کے موت کو گلے لگالیا ان کی تعداد ۲۲۷۶ تھی، اس کے علاوہ جہیز کے سبب جن

---

[1] شرح زرقانی ۲/۴، دلائل النبوۃ ۳/۱۶۰، اسد الغابہ ۸/۱۶

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عورتوں کی مختلف انداز سے جانیں گئیں ان کی تعداد اس سے کہیں زیادہ بتائی گئی یعنی ۲۰۰۶ء میں جہیز کے سبب ہونے والی اموات کی تعداد ۷۶۱۸ درج کی گئی، اور یہ تو وہ اموات ہیں جن کا اندراج کیا گیا ورنہ جہیز کی بھینٹ چڑھنے والی وہ جانیں جن کا رجسٹریشن نہیں ہوا ان کی تعداد اس سے بھی کئی گنا زیادہ ہوسکتی ہے۔ [1]

اس میں کوئی شک نہیں کہ اس قسم کے بیشتر واقعات کا تعلق غیر مسلم گھرانوں سے ہے لیکن یہ بھی حقیقت ہے جس سے انکار بہرحال ممکن نہیں کہ مسلم گھرانے بھی اس قسم کے واقعات سے اچھوت نہیں رہ گئے ہیں۔

جہیز کی اس لعنت نے لڑکیوں کے تئیں نفرت وحقارت کے زمانۂ جاہلیت کے رویہ کو ایک بار پھر زندہ کردیا ہے، چنانچہ اب لوگ عموماً لڑکیوں کی پیدائش کو پسند نہیں کرتے جس کے نتیجہ میں جنین کشی کی وبا عام ہورہی ہے جو ظاہر ہے کہ انتہائی خطرناک جرم اور تباہ کردینے والا عمل ہے۔

جہیز کی اس لعنت نے نکاح کو عملاً مشکل سے مشکل تر کردیا ہے، ۲۰۰۲ء کی ایک رپورٹ کے مطابق صرف حیدرآباد کے پرانے شہر میں جہیز کی وجہ سے ایک لاکھ سے زائد لڑکیاں شادی کے انتظار میں ۳۰ سال سے تجاوز کرچکی ہیں [2] ملک کے بیشتر شہروں کی تقریباً یہی صورتحال ہے۔

اسی طرح ایک عالمی ادارے کی رپورٹ کے مطابق پاکستان میں ایک کروڑ سے زیادہ لڑکیاں بن بیاہی بیٹھی ہیں جن میں سے ۴۰ لاکھ لڑکیوں کی شادی کی عمر گذر چکی ہے۔ [3]

غریب والدین کی پوری زندگی سامان جہیز بٹورنے میں گذر جاتی ہے، بعض لوگ تو اپنی جائداد تک جہیز کیلئے فروخت کردیتے ہیں، جبکہ بہت سے قرض لے کر جہیز جمع

---

[1] سہ روزہ ''دعوت'' ۱۰ جنوری ۲۰۰۸ء

[2] اردو نیوز، جدہ ۱۶/ مارچ ۲۰۰۲ بحوالہ غیرت کا فقدان ص ۱۸۹

[3] اردو نیوز، ۱۷ اپریل ۱۹۹۶ء بحوالہ نکاح کے مسائل ص ۶۲ دارالکتب الاسلامیۃ دہلی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرتے ہیں اور طویل مدت تک ان قرضوں کو ادا کرتے رہتے ہیں، کتنے والدین اپنی بیٹی کی شادی کی تمنا لئے قبروں میں جا سوئے اور کتنے ہیں جن کی بیٹیوں نے ان کی حالت زار اور بے چارگی پر ترس کھا کر خود کو موت کے آغوش میں ڈال دیا اور کتنی لڑکیاں ہیں جو اپنی عزت وعصمت گنوا بیٹھیں یا مسلم اور غیر مسلم کی تفریق کے بغیر کسی لڑکے کے ساتھ بھاگ کر سول میرج جیسا غیر شرعی نکاح کر بیٹھیں، کیا یہ حقیقت نہیں کہ ہم آئے دن اس طرح کی خبریں پڑھتے اور سنتے رہتے ہیں کہ فلاں مقام پر مسلم خاندان کی ایک دوشیزہ ایک غیر مسلم لڑکے کے ساتھ بھاگ نکلی اور فلاں جگہ پر آشنائی کے چکر میں ایک جوڑے کو موت کے منہ میں پہنچا دیا گیا وغیرہ، ان باتوں کا تقاضہ ہے کہ جہیز کی رسم کی بیخ کنی کی جائے اور اسے بالکل حرام و ناجائز قرار دیا جائے۔

دیگر رسومات اور برائیاں:

مذکورہ خرابیوں کے علاوہ بھی دیگر بہت ساری ایسی رسمیں اور خرافات ہیں جنہوں نے شادی کو گراں اور دشوار کر دیا ہے، جیسے منگنی کی رسم جس میں عالیشان اور پر تکلف دعوت کے اہتمام کے ساتھ آپس میں تحائف کا تبادلہ ہوتا ہے اور جس کو اب خصوصا نو دولتیوں نے اپنی نمود ونمائش کا ذریعہ بنا رکھا ہے، ہزاروں اور لاکھوں روپے محض اپنی شان و بڑائی کے اظہار کیلئے پانی کی طرح بہا دیئے جاتے ہیں، علاوہ ازیں دعوت کیلئے گراں قیمت دعوت ناموں کی تقسیم، پر تکلف اور عالیشان پنڈالوں کا قیام، قریب وبعید کے تمام رشتہ داروں کو جمع کرنا اور لڑکے والوں کی طرف سے باراتیوں کی ایک بڑی تعداد کو عمدہ اور نفیس قسم کی غذائیں اور ڈشیں کھلانے کا مطالبہ وغیرہ۔

ظاہر ہے کہ یہ اور اس طرح کی ساری چیزیں غیر شرعی اور لغو ومنکر ہیں، یہ فضول خرچی کے ضمن میں آتی ہیں جو کہ شیطانی عمل ہے اور جس سے بچنے کی تاکید ان لفظوں میں کی گئی ہے:۔

﴿وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِيرًا، إِنَّ الْمُبَذِّرِينَ كَانُوا إِخْوَانَ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الشَّيَاطِيْنِ، وَكَانَ الشَّيْطَانُ لِرَبِّهٖ كَفُوْرًا﴾

(بنی اسرائیل:۲۶،۲۷)

''اور بیجا خرچ سے بچو، بیجا خرچ کرنے والے شیطانوں کے بھائی ہیں اور شیطان اپنے پروردگار کا بڑا ہی ناشکرا ہے''

باراتیوں کا مطالبہ و دباؤ کے ساتھ کھانا کھانا حرام خوری کے سوا اور کیا ہے؟ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:۔

﴿يَاأَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا لَاتَأْكُلُوْا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ اِلَّا اَنْ تَكُوْنَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِّنْكُمْ﴾ (النساء:۲۹)

''اے ایمان والو! اپنے آپس کے مال ناجائز طریقہ سے مت کھاؤ مگر یہ کہ تمہاری آپس کی رضامندی سے ہو خرید و فروخت''

اور یہ واضح ہے کہ یہ کھانا رضامندی اور خوشدلی سے نہیں کھلایا جاتا۔

کاش مسلم معاشرہ ان باتوں کو قابل توجہ سمجھے اور شرعی اصولوں کی پامالی سے بچ کر خود کو مستحق عذاب و عتاب ہونے سے بچائے! لیکن افسوس کہ ؎

کون سنتا ہے فغان درویش

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَلَا يَزْنُوْنَ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ يَلْقَ اَثَامًا يُّضٰعَفْ لَهُ الْعَذَابُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَيَخْلُدْ فِيْهٖ مُهَانًا اِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا

نہ وہ زنا کے مرتکب ہوتے ہیں اور جو کوئی یہ کام کرے وہ اپنے اوپر سخت وبال لائے گا، اسے قیامت کے دن دوہرے عذاب میں ڈال دیا جائے گا اور ذلت وخواری کے ساتھ ہمیشہ اسی میں رہے گا سوائے ان لوگوں کے جو توبہ کریں اور ایمان لائیں اور نیک کام کریں، ایسے لوگوں کے گناہوں کو اللہ تعالیٰ نیکیوں سے بدل دیتا ہے، اللہ بخشنے والا مہربانی کرنیوالا ہے

(الفرقان:۶۸۔۷۰)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زنا، حرمت اور سزا

جائز اور مشروع رشتۂ زوجیت و نکاح کے بغیر مرد و عورت کا باہم عمل مباشرت کا مرتکب ہونا زنا کہلاتا ہے۔ (ھو ان یا تی رجل وامرأة بفعل الجماع بغیر ان تکون بینھما علاقة الزوجیة المشروعة)[1]

سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ کے لفظوں میں:۔

''اس فعل کا اخلاقاً برا ہونا یا مذہباً گناہ ہونا، یا معاشرتی حیثیت سے معیوب اور قابل اعتراض ہونا ایک ایسی چیز ہے جس پر قدیم ترین زمانہ سے آج تک تمام انسانی معاشرے متفق رہے ہیں، اور اس میں بجز ان متفرق لوگوں کے جنہوں نے اپنی عقل کو اپنی نفس پرستی کے تابع کر دیا ہے یا جنہوں نے خبطی پن کی اپج کو فلسفہ طرازی سمجھ رکھا ہے کسی نے آج تک اختلاف نہیں کیا ہے، اس عالمگیر اتفاق رائے کی وجہ یہ ہے کہ انسانی فطرت خود زنا کی حرمت کا تقاضا کرتی ہے''[2]

زنا کے عقلی طور پر قبیح اور اور فطری طور پر معیوب و ناپسندیدہ ہونے کی طرف اشارہ قرآن مجید میں ان لفظوں میں موجود ہے:۔

﴿وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنَا اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً وَّسَاءَ سَبِيْلًا﴾

''خبردار زنا کے قریب بھی نہ پھٹکنا کیونکہ وہ بڑی بے حیائی ہے اور بہت ہی بری راہ ہے'' (الاسراء:۳۲)

شیخ عبدالرحمٰن بن ناصر السعدی اس آیت کریمہ کی تفسیر میں تحریر کرتے ہیں:۔

---

[1] المجموع شرح المھذب ۲۰/۴ بحوالہ التدابیر الواقیۃ من الزنا ص ۱۱

[2] تفہیم القرآن ج ۳ ص ۳۱۹۔۳۲۰

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''اللہ تعالیٰ نے زنا اور اس کی قباحت کو واضح کرنے کیلئے اسے ''فاحشہ'' کے لفظ سے تعبیر فرمایا ہے یعنی وہ عمل جسے شریعت، عقل اور فطرت ہر ایک کی بارگاہ میں قبیح و ناپسندیدہ گردانا گیا ہو، اس لئے کہ اس میں ہر طرح کی حرمتوں کی پامالی پائی جاتی ہے، خواہ وہ حقوق اللہ سے متعلق ہوں یا مرد و عورت کے حقوق سے متعلق، مزید وہ نسل کی بربادی، نسب کے مختلط و گڈمڈ ہونے اور دیگر بہت سے مفاسد اور خرابیوں کا ذریعہ اور سرچشمہ ہے'' [1]

زنا کے عقلی اور فطری طور پر قبیح ہونے کی ایک دلیل یہ ہے کہ اس کی حرمت سے قبل بھی طبع سلیم کی دولت سے بہرہ ور افراد اس سے نفرت اور اجتناب کرتے رہے تھے، جیسا کہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی اس روایت سے واضح ہے، انہوں نے لوگوں کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا:۔

﴿لَا يَحِلُّ دَمُ امْرِئٍ مُسْلِمٍ إِلَّا فِي إِحْدَى ثَلَاثٍ رَجُلٌ زَنَى وَهُوَ مُحْصِنٌ فَرُجِمَ أَوْ رَجُلٌ قَتَلَ نَفْسًا بِغَيْرِ نَفْسٍ أَوْ رَجُلٌ ارْتَدَّ بَعْدَ إِسْلَامِهِ﴾

''کسی مسلمان کا خون بہانا جائز نہیں سوائے تین صورتوں میں، کسی آدمی نے زنا کیا اور وہ شادی شدہ ہو تو اسے رجم کیا جائے گا، یا کسی نے کسی کو ناحق قتل کر دیا (تو بدلے میں اسے قتل کیا جا سکتا ہے) یا پھر کوئی اسلام قبول کرنے کے بعد مرتد ہو جائے (تو اس کی سزا بھی قتل ہے) اللہ کی قسم! میں نے نہ زمانۂ جاہلیت میں زنا کا ارتکاب کیا اور نہ اسلام کے بعد، نہ ہی میں نے کسی مسلمان کا قتل کیا ہے اور نہ ہی میں اسلام قبول کرنے کے بعد مرتد ہوا ہوں''

(ابن ماجہ: ۲/۸۴۷ صحیح ابن ماجہ: ۲/۷۷)

---

[1] تفسیر کلام المنان ۴/۲۷۵

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امام رازیؒ زنا کے مفاسد اور برائیوں پر روشنی ڈالتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

''ا۔زنا سے نسب گڈمڈ اور مشتبہ ہوجاتا ہے، آدمی یقین کے ساتھ نہیں کہہ سکتا کہ زانیہ کی یہ اولاد کس مرد سے ہے، اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اس بچہ کی پرورش کی کوئی مرد بھی ذمہ داری قبول نہیں کرتا، بچہ ضائع ہوجاتا ہے (بسا اوقات خود ماں ایسے بچے کو مار کر پھینک دیتی ہے) یا وہ غریب بچہ سرپرست نہ ہونے کی وجہ سے نتیجتاً تباہ و برباد ہوجاتا ہے جو عالم کی ویرانی اور نسل کے تباہ ہونے کا سبب بنتا ہے۔

۲۔زانیہ پر دسترس شرعی قانون میں کسی کو حاصل نہیں ہوسکتی ہے کیونکہ اس نے کسی کے ساتھ باضابطہ نکاح نہیں کیا ہے، نتیجہ یہ ہوگا کہ اس عورت پر ہر شخص قبضہ کرنے کی کوشش کرے گا اور وجہ ترجیح کسی کو بھی حاصل نہ ہوگی، پھر اس راہ میں تباہیوں اور بربادیوں کے جو طوفان اٹھتے رہتے ہیں معاشقہ اور آوارگی کی تاریخ میں اس کا مطالعہ کیا جاسکتا ہے۔

۳۔زنا کار عورت کو زنا کی لت پڑجاتی ہے، طبع سلیم رکھنے والے مرد کو ایسی عورت سے گھن آتی ہے پھر نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ کوئی سلیم الطبع شخص اس سے شادی کرنے کے لئے اپنے کو آمادہ نہیں کرسکتا، محبت والفت تو خیر دور کی بات ہے اور یہی وجہ ہے کہ جو عورت زنا میں مشہور ہوجاتی ہے، اس سے لوگ عموماً نفرت کا اظہار کرتے اور سوسائٹی میں وہ حقیر اور ذلت آمیز نگاہ سے دیکھی جاتی ہے۔

۴۔زنا کا جب دروازہ کھل گیا، کوئی مستقل قاعدہ قانون باقی نہ رہا تو پھر کسی خاص مرد کو کسی خاص عورت سے کوئی خاص لگاؤ نہیں رہے گا، جس کو جہاں موقع مل گیا اور جس نے جس کو بلایا وہاں دونوں مل گئے اور جو کچھ کرنا چاہیں کر گزریں گے اور یہی حال حیوانات کا ہے، پھر انسان

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور حیوان میں کونسا فرق باقی رہ جائے گا؟

۵۔عورت سے صرف یہی مقصود نہیں ہے کہ اس کے پاس پہنچ کر جنسی تقاضے پورے کئے جائیں بلکہ مقصد یہ بھی ہے کہ دو جان مل کر ایک دوسرے کے رفیق وشریک ہوں، گھر کے کاموں میں بھی، کھانے پینے میں بھی، بچوں کی تعلیم وتربیت میں بھی، پھر خوشی میں بھی، تنگ حالی میں بھی اور خوش حالی میں بھی، یہ ساری باتیں اس وقت تک پوری نہیں ہوسکتیں جب تک عورت کسی ایک کی جائز طریقہ پر ہوکر نہ رہے اس کی شکل یہی ہوسکتی ہے کہ زنا کو بالکلیہ حرام قرار دیا جائے اور نکاح کے قانونی دائرہ میں عورت اور مرد کے تعلقات کو محدود کیا جائے'' [1]

بنابریں اسلام نے ایک طرف نکاح کی ترغیب دی اور اس کی راہ کی تمام رکاوٹوں کو دور کر کے نکاح کو آسان سے آسان تر بنانے کا کام کیا تو دوسری طرف زنا کاری وبدکاری کو حرام قرار دیتے ہوئے اسے انتہائی خطرناک اور سنگین ترین جرم قرار دیا، زنا کی حرمت کے سلسلے میں شریعت اسلامیہ میں کسی قسم کی تدریج کو بھی گوارہ نہیں کیا گیا (جیسے شراب، جوا اور سود وغیرہ کی حرمت میں تدریج ملحوظ رکھی گئی ہے) بلکہ اول مرحلہ ہی میں اسے بالکلیہ حرام کردیا گیا، شریعت اسلامیہ میں شرک اور قتل ناحق کے بعد زنا سب سے بڑا جرم ہے، جیسا کہ سورۂ فرقان (آیت ۶۸) میں اس کا ذکر شرک اور قتل ناحق کے بعد کیا گیا ہے، امام قرطبی اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:۔

''یہ آیت کریمہ اس بات پر دال ہے کہ کفر کے بعد سب سے عظیم گناہ قتل ناحق ہے، پھر زنا کا نمبر ہے'' [2]

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں:۔

''میں نے عرض کیا، اے اللہ کے رسول!

---

[1] تفسیر کبیر ۳۹۴/۵ بحوالہ اسلام کا نظام عفت وعصمت ص ۶۰۔۶۲

[2] الجامع لاحکام القرآن ۷۶/۱۳

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿اَیُّ الذَّنب اعظمُ﴾

''کونسا گناہ سب سے بڑا ہے؟''

آپ ﷺ نے فرمایا:

﴿اَنْ تَجْعل للّٰه ندًّا وَّهُوَ خَلَقَكَ﴾

''تمہارا اللہ کے شریک ٹھہرانا حالانکہ اسی نے تم کو پیدا کیا''

میں نے عرض کیا:

''پھر کونسا؟''

فرمایا:

﴿اَنْ تَقْتُلَ ولدك مخافة اَنْ يَّاْكُلَ معك﴾

''کہ تو اپنے بچے کو اس ڈر سے مار ڈالے کہ وہ تمہارے ساتھ کھائے گا''

میں نے عرض کیا:

''پھر کونسا''

فرمایا:

﴿اَنْ تُزَانِی حلیلة جارك﴾

''کہ تو اپنے پڑوسی کی بیوی کے ساتھ زنا کرے''

(بخاری: ۴۴۷۷، ۶۰۰۱، مسلم کتاب الایمان: ۲۵۷)

اسلام نے زنا کو حرام اور سخت ترین گناہ قرار دینے کے بعد وہ تمام وسائل بروئے کار لائے جو لوگوں کو اس مرض سے باز رکھنے کے سلسلے میں مؤثر اور کارآمد ہو سکتے تھے۔

فکرِ آخرت اور احتسابِ نفس کی دعوت:

اسلامی احکامات وتعلیمات کا سارا کاروبار آخرت کی فکر و کامیابی اور خوف وخشیت الٰہی کی بنیاد پر قائم ہے، اسی بنیاد پر اسلام اپنے ماننے والوں کی ایسی تربیت کرتا ہے کہ جس سے ان کے اندر خواہشات نفس پر قابو پانے کی قابلیت، اپنے کو مٹانے کی عادت

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور احتساب نفس کی ایسی صلاحیت پیدا ہوجائے جو ان میں بدی اور گناہ کی طرف رجحان ہی کو ختم کردے۔

یہاں بھی وہ سب سے پہلے اسی پہلو کو مرکز توجہ بناتا ہے، قرآن مجید کامیاب و کامران مومنوں کے اوصاف گنواتے ہوئے کہتا ہے:۔

﴿قَدْ أَفْلَحَ الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ هُمْ فِي صَلَاتِهِمْ خَاشِعُونَ وَالَّذِينَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُونَ وَالَّذِينَ هُمْ لِلزَّكَوٰةِ فَاعِلُونَ وَالَّذِينَ هُمْ لِفُرُوجِهِمْ حَافِظُونَ إِلَّا عَلَىٰ أَزْوَاجِهِمْ أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُمْ فَإِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُومِينَ فَمَنِ ابْتَغَىٰ وَرَاءَ ذَٰلِكَ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْعَادُونَ﴾

''یقیناً ایمان والوں نے فلاح حاصل کرلی، جو اپنی صلاۃ میں خشوع کرتے ہیں، جو لغو باتوں سے منہ موڑ لیتے ہیں، جو زکوۃ ادا کرنے والے ہیں، جو اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرنے والے ہیں سوائے اپنی بیویوں اور ملکیت کی لونڈیوں کے یقیناً یہ ملامتیوں میں سے نہیں ہیں''

(المؤمنون:۱۔۶)

دوسری جگہ رحمان کے سچے بندوں کی خوبیاں بیان کرتے ہوئے فرمایا:۔

﴿وَلَا يَزْنُونَ، وَمَنْ يَفْعَلْ ذَٰلِكَ يَلْقَ أَثَامًا، يُضَاعَفْ لَهُ الْعَذَابُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَيَخْلُدْ فِيهِ مُهَانًا إِلَّا مَنْ تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَأُولَٰئِكَ يُبَدِّلُ اللَّهُ سَيِّئَاتِهِمْ حَسَنَاتٍ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَّحِيمًا﴾ (الفرقان:۶۸۔۷۰)

''نہ وہ زنا کے مرتکب ہوتے ہیں اور جو کوئی یہ کام کرے وہ اپنے اوپر سخت وبال لائے گا، اسے قیامت کے دن دوہرے عذاب میں ڈال دیا جائے گا اور ذلت وخواری کے ساتھ ہمیشہ اسی میں رہے گا سوائے ان لوگوں کے جو توبہ کریں اور ایمان لائیں اور نیک کام کریں، ایسے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لوگوں کے گناہوں کو اللہ تعالیٰ نیکیوں سے بدل دیتا ہے، اللہ بخشنے والا مہربانی کرنیوالا ہے''

اور نبی اکرم ﷺ شرمگاہ کی حفاظت کی ترغیب دیتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

﴿مَنْ يَضْمَنْ لِيْ مَا بَيْنَ لِحْيَيْهِ وَمَا بَيْنَ رِجْلَيْهِ أَضْمَنْ لَهُ الْجَنَّةَ﴾ (بخاری کتاب الرقاق ح:۶۱۰۹)

''جو مجھے اپنی زبان اور شرمگاہ کی ضمانت دے میں اسے جنت کی ضمانت دیتا ہوں''

آپ ﷺ کا ارشاد ہے:۔

﴿إِذَا صَلَّتِ الْمَرْأَةُ خَمْسَهَا وَصَامَتْ شَهْرَهَا وَأَحْصَنَتْ فَرْجَهَا وَأَطَاعَتْ زَوْجَهَا قِيْلَ لَهَا ادْخُلِي مِنْ أَيِّ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ شِئْتِ﴾

(ابن حبان، صحیح الجامع ۱/۶۷۳)

''جو عورت پانچوں وقت کی صلاۃ ادا کرے، رمضان کے روزے رکھے، اپنی شرمگاہ کی حفاظت کرے اسے کہا جائے گا جنت کے دروازوں میں سے جس سے چاہو داخل ہو جاؤ''

آپ ﷺ نے فرمایا:۔

''قیامت کے دن سورج صرف ایک میل کے فاصلہ پر ہوگا اور اس کی حرارت وتپش اتنی سخت ہوگی کہ اس کی وجہ سے لوگوں کے دماغ ہانڈی کی طرح کھولیں گے'' (احمد ۶/۴۰۳)

آپ ﷺ نے بتایا:۔

''اس دن عرش الٰہی کے علاوہ کوئی سایہ نہیں ہوگا، سات قسم کے لوگ ہونگے جن کو عرش الٰہی کے سایہ میں جگہ ملے گی''

پھر ان کا تذکرہ کرتے ہوئے آپ ﷺ نے فرمایا:۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿وَرَجُلٌ دَعَتْهُ ذَاتُ حَسَبٍ وَّجَمَالٍ فَقَالَ اِنِّیْ اَخَافُ اللّٰہَ عَزَّوَجَلَّ﴾

(بخاری، کتاب الاذان: ۶۶۰، ترمذی، کتاب الزھد)

''ایک وہ آدمی جسے کسی اونچے خاندان کی حسین وجمیل عورت نے زنا کیلئے بلایا وتو اس نے یہ کہہ کر انکار کر دیا ہو کہ مجھے اللہ کا ڈر ہے''

آپ ﷺ نے اللہ کے خوف وخشیت اور اس کی رضا جوئی کیلئے کئے گئے کام کا فائدہ بیان کرتے ہوئے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا:۔

''تم سے پہلے کی کسی قوم کے تین آدمی ایک سفر پر نکلے، رات گزارنے کیلئے ایک غار میں داخل ہوگئے، پہاڑ سے ایک بڑی چٹان لڑھکی اور غار کے دہانے کو بند کر دیا (اب ان کے سامنے نکلنے کی کوئی صورت نہ تھی) انہوں نے کہا اس چٹان سے نجات کا راستہ اس کے سوا کچھ نہیں کہ ہم اپنے نیک اعمال کے وسیلے سے اللہ سے دعا کریں (چنانچہ ہر ایک نے اپنے اعمال کے وسیلے سے دعا کی ور چٹان نے آہستہ آہستہ کھسک کر ان کے لئے راستہ بنا دیا، ان میں سے دوسرے شخص کی دعا کے الفاظ تھے) اے اللہ میری ایک چچازاد بہن تھی جس سے میں بے پناہ محبت کرتا تھا (ایک روایت میں ہے کہ اتنی محبت جتنی ایک مرد کسی عورت سے کرسکتا ہے) اسے میں نے ایک بار اپنی خواہش پوری کرنے کیلئے بہلانا چاہا لیکن وہ مجھ سے دور ہی رہی حتیٰ کہ ایک سال خشک سالی نے اسے پریشان ومجبور کر دیا تو وہ میرے پاس آئی میں نے اسے ایک سو بیس دینار اس شرط پر دیئے کہ وہ اپنے آپ کو میرے حوالہ کر دے گی، مجبوراً وہ اس پر راضی ہوگئی، جب وہ وقت آیا کہ میں نے اس پر پوری قدرت پالی (اور ایک روایت کے مطابق ''جب اپنی خواہش پوری کرنے کیلئے اس کی دونوں ٹانگوں کے بیچ بیٹھ گیا'') تو وہ کہنے لگی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جائز حق کے بغیر یہ راستہ استعمال کرنا میں تمہارے لئے حلال نہیں کرتی (اور ایک روایت کے مطابق اس نے کہا ''اللہ سے ڈرو اور مہر کو ناحق مت توڑو'') اس کی یہ بات سن کر میں غلط کام سے باز آ گیا اور اس سے دور ہو گیا حالانکہ وہ مجھے سب سے زیادہ محبوب تھی اور میں نے وہ رقم بھی چھوڑ دی جو اسے میں نے دی تھی، اے اللہ اگر یہ کام میں نے تیری رضا کے لئے کیا تھا تو ہم جس مصیبت میں ہیں اس سے ہمیں نجات دیدے''

(بخاری کتاب الاجارہ:۲۲۷۲ مسلم کتاب الرقاق:۲۷۴۳)

دوسری طرف آپ ﷺ نے فرمایا:۔

﴿لَا یَزْنِی الزَّانِی حِیْنَ یَزْنِیْ وَھُوَ مُؤْمِنٌ﴾

''زنا کرنے والا زنا کرتے وقت مومن نہیں ہوتا''

(بخاری کتاب الاشربہ:۵۵۷۸)

حضرت جعفر بن محمدؒ سے اس حدیث کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے زمین پر ایک دائرہ کھینچا اور فرمایا ''یہ ایمان کا دائرہ ہے'' پھر ایک دوسرا دائرہ پہلے دائرہ کے باہر بنایا اور فرمایا ''یہ اسلام کا دائرہ ہے'' بندہ جب زنا کرتا ہے تو ایمان کے دائرہ سے نکل جاتا ہے لیکن اس دائرے سے نہیں نکلتا'' [1]

دوسری روایت کے الفاظ ہیں:۔

﴿إِذَا زَنَی الْعَبْدُ خَرَجَ مِنْهُ الْإِیْمَانُ فَکَانَ فَوْقَ رَأْسِهِ کَالظُّلَّةِ فَإِذَا خَرَجَ مِنْ ذٰلِکَ الْعَمَلِ رَجَعَ إِلَیْهِ الْإِیْمَانُ﴾

''جب کوئی بندہ زنا کرتا ہے تو ایمان اس سے نکل کر سر کے اوپر سائبان کی مانند ہو جاتا ہے اور جب وہ اس سے رک جاتا ہے تو ایمان اس کی طرف واپس آ جاتا ہے'' (ترمذی، ابوداؤد، صحیح الجامع ۵۸۶)

---

[1] تحفۃ العروس ص ۶۰۲

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں:۔

''ایک دن صبح کو (صلاۃ فجر کے بعد) نبی ﷺ نے ہم سے فرمایا آج کی رات میرے پاس دو آنے والے آئے اور انہوں نے مجھے جگایا کر کہا چلئے میں اٹھ کر ان کے ساتھ ہو گیا۔۔۔۔ (آگے فرمایا) پھر ہم ایک تنور پر آئے، اس تنور میں ایک شور برپا تھا اور آوازیں بلند ہو رہی تھیں، ہم نے اس میں جھانک کر دیکھا تو بہت سے مرد اور عورتیں ننگے دکھائی دیئے جن کے نیچے سے آگ کی لپٹ لگی تھی جب آگ انہیں اپنی لپیٹ میں لیتی تو چیخنے لگتے تھے'' (پھر آپ ﷺ نے بتایا کہ مجھے بتایا گیا کہ):۔

﴿أَمَّا الرِّجَالُ وَالنِّسَاءُ الْعُرَاةُ الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ مِثْلِ بِنَاءِ التَّنُّوْرِ فَإِنَّهُمُ الزُّنَاةُ وَالزَّوَانِيْ﴾

''وہ مرد و عورت جو ننگی اور تنور جیسی ایک چیز کے اندر تھیں وہ زنا کار مرد اور عورتیں تھیں'' (بخاری کتاب التعبیر: ۷۰۴۷، مسلم: ۳۲۷۵)

ان فرامین کا اثر مسلم معاشرہ پر:

ان قرآنی اور نبوی فرامین کا اثر تھا کہ آپ ﷺ کے ذریعہ تشکیل کردہ معاشرہ کا ایک فرد اولاً تو زنا کے تصور ہی سے لرزاں رہتا، جیسا کہ مندرجہ ذیل روایتوں سے اس کا کسی حد تک اندازہ کیا جا سکتا ہے۔

ترمذی کی روایت کے مطابق:۔

''ایک صحابی حضرت مرثد بن ابی مرثدؓ تھے جو مکہ میں قید لوگوں کو مدینہ تک پہنچانے کا کام انجام دیا کرتے تھے، مکہ میں ایک بدکار عورت تھی جس کا نام عناق تھا اور جس سے ان کی آشنائی تھی، انہوں نے مکہ میں قید ایک آدمی سے مدینہ پہونچانے کا وعدہ کیا، مرثد کہتے ہیں کہ میں مکہ آیا، میں مکہ کی دیواروں میں سے ایک دیوار تک پہنچا تھا کہ عناق آ گئی،

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رات چاندنی تھی ،اس نے دیوار کے پہلو میں میرے سایہ کی سیاہی دیکھی ،مجھ تک پہنچی تو مجھے پہچان گئی اور کہنے لگی مرشد ہو؟ میں نے کہا مرشد ہی ہوں ، کہنے لگی خوش آمدید ،آؤرات ہمارے پاس گذارو،مرشدؓ کہتے ہیں کہ میں نے کہا عناق اللہ نے زنا کوحرام قرار دیا ہے''

اس طرح قرآنی اور نبوی فرامین وہدایات کے نتیجہ میں پیداشدہ خوف وخشیت الٰہی نے رات کی تاریکی اور قربت کے حصول کے باوجود حضرت مرشد ﷺ کو زنا کے ارتکاب سے محفوظ رکھا ،حالانکہ حضرت مرشد ﷺ اس خاتون کے دل گرفتہ اور گرویدہ تھے،اس کا اندازہ اس بات سے کرنا چاہئے کہ انہوں نے مدینہ واپسی کے بعد نبی ﷺ سے اس خاتون سے نکاح کی اجازت مکرر لفظوں کے ساتھ طلب کی:۔

﴿یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَنْکِحْ عناقا ،اَنْکِحْ عناقا ؟﴾

''یارسول اللہ ! میں عناق سے نکاح کرلوں ؟ میں عناق سے نکاح کرلوں'' (ترمذی،صحیح سنن ترمذی:۳/۸۰)

حضرت عبداللہ بن مسعود ﷺ روایت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

''ہم لوگ نبی ﷺ کے ساتھ جہاد کیا کرتے تھے،ہمارے ساتھ ہماری عورتیں نہیں ہوتی تھیں ،لہذا ہم نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ ہم اپنے آپ کوخصی نہ کرلیں تو آپ ﷺ نے ہمیں اس سے منع فرمادیا'' (بخاری کتاب التفسیر:۴۶۱۵)

خصی ہوجانے کے عمل کی حرمت سے قطع نظر روایت سے یہ بات بالکل ظاہر ہے کہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کا آپ ﷺ سے اس کی اجازت چاہنا عمل زنا سے بچنے اور خوف کھانے کا ہی نتیجہ تھا۔

اوراگر کبھی خواہشات کے غلبہ کی وجہ سے کسی سے یہ حرکت بدسرزد ہوجاتی تو جہنم کی تکلیف اور جنت سے محرومی کا احساس اسے چین سے بیٹھنے نہیں دیتا اور وہ خود حاضر خدمت ہوکر اپنے گناہ کا اعتراف کرتا اور چاہتا کہ اس کا معاملہ اس دنیا ہی میں رفع

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دفع ہو جائے۔

اس سلسلے میں عہد نبوی کے یہ دو واقعات سراپا عبرت خیز ہونے کے ساتھ اس معاشرہ کی کامل عکاسی کرنے والے ہیں جس کی بنیاد فکر آخرت پر استوار کی گئی ہو۔

امام مسلمؒ اپنی جامع صحیح میں نقل فرماتے ہیں:۔

''ماعز بن مالک اسلمیؓ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہنے لگے یارسول اللہ! مجھ سے خطا ہوئی ہے، میں زنا کا مرتکب ہو گیا ہوں اور میں چاہتا ہوں کہ آپ مجھے پاک کروا دیں، آپ نے ان کو واپس کر دیا، دوسرے دن وہ پھر آئے اور کہنے لگے یارسول اللہ! میں زنا کا مجرم ہوں، آپ نے دوبارہ واپس کر دیا اور ان کے گھرانے سے دریافت کرایا کہ ان کی سمجھ میں کسی قسم کی کوئی خرابی تو نہیں یا کوئی عادت کے خلاف بات تو نہیں پائی جاتی، انہوں نے جواب دیا کہ ہم صرف اس قدر جانتے ہیں کہ وہ سمجھ دار اور اچھے خاصے آدمی ہیں۔ پھر تیسری بار ماعز بن مالکؓ آئے، آپ نے دوبارہ دریافت کرایا، جواب پہلے سا ملا، چوتھی بار جب وہ آئے تو آپ نے نصف دفن کرا کر سنگسار کر دینے کا حکم دیا'' اس کے بعد غامدیہ آئیں کہنے لگیں یارسول اللہ! مجھ سے زنا کی غلطی سرزد ہو گئی ہے پاک کرا دیجئے، آپ ﷺ نے انہیں واپس کر دیا، دوسرے روز پھر آئیں اور کہنے لگیں'' آپ ہمیں کیوں واپس کرتے ہیں؟ شاید اسی طرح جس طرح ماعز کو واپس کرتے تھے، میں تو حاملہ بھی ہوں'' آپ نے فرمایا'' تو جاؤ جب ولادت ہو جائے تو آنا'' ولادت سے جب فارغ ہوئیں تو پھر آئیں، لڑکا کپڑے میں لپٹا ہوا تھا، کہنے لگیں'' یہ میرا بچہ ہے'' آپ نے فرمایا'' جاؤ دودھ پلاؤ، جب کچھ کھانے لگے تو لانا'' جب دودھ چھڑایا تو پھر آئیں۔ لڑکے کے ہاتھ میں روٹی کا ٹکڑا تھا، کہنے لگیں'' اے اللہ کے رسول! لیجئے میں دودھ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پلانے سے فارغ ہوگئی اور یہ کھانا بھی کھانے لگا'' آپ ﷺ نے لڑکا ایک مسلمان کے سپرد کیا، حد قائم کرنے کا حکم فرمایا، ان کے سینہ تک گڑھا کھودا گیا اور آپ نے حکم فرمایا، لوگوں نے سنگسار کر دیا، خالد بن ولید نے ایک پتھر مارا تو خون کے چھینٹے ان پر آ کے پڑے تو انہوں نے مذمت کے الفاظ کہے، آپ نے یہ الفاظ سن لئے اور فرمایا ''ہاں اے خالد اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اس نے ایسی توبہ کی ہے کہ ایسی توبہ چنگی (وصول) کرنے والا کرتا تو بخش دیا جاتا، پھر آپ نے حکم دیا، صلاۃ جنازہ ادا کی گئی اور ان کو دفن کر دیا گیا''

(مسلم، کتاب الحدود: ۱۶۹۵)

زنا کاری پر دنیوی وعیدیں:

آپ ﷺ نے صرف اخروی عذاب وسزا کی وضاحت پر اکتفا نہیں فرمایا بلکہ بدکاری پر دنیوی عذاب اور مصائب کی وعید بھی سنائی، آپ ﷺ کا ارشاد ہے:۔

﴿إِذَا ظَهَرَ الزِّنَا وَالرِّبَا فِي قَرْيَةٍ فَقَدْ أَحَلُّوا بِأَنْفُسِهِمْ عَذَابَ اللّٰهِ﴾

''جب کسی بستی میں زنا اور سود عام ہو جائے تو بستی والوں نے اپنے لئے اللہ کے عذاب کو حلال کر لیا'' (مستدرک حاکم ۲/۳۷)

دوسری روایت میں فرمایا:۔

﴿مَا ظَهَرَ الْغُلُولُ فِي قَوْمٍ قَطُّ إِلَّا أُلْقِيَ فِي قُلُوبِهِمُ الرُّعْبُ وَلَا فَشَا الزِّنَا فِي قَوْمٍ قَطُّ إِلَّا كَثُرَ فِيهِمُ الْمَوْتُ وَلَا نَقَصَ قَوْمٌ الْمِكْيَالَ وَالْمِيزَانَ إِلَّا قُطِعَ عَنْهُمُ الرِّزْقُ...﴾

''جب کسی قوم میں خیانت عام ہو جائے تو اللہ ان کے قلوب میں رعب

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ڈالدیتا ہے، جب کسی قوم میں زنا پھیل جائے تو ان میں کثرت سے موت کی مصیبت پیدا ہوجاتی ہے اور جب کوئی قوم ناپ تول میں کمی کرتی ہے تو ان سے رزق روک لیا جاتا ہے''

(مؤطا:۲/۳۶۷، بیہقی:۳/۳۴۰ الصحیحہ:۱/۱۲۶)

مسند احمد (۲/۴۰۵) کی روایت کے الفاظ ہیں:۔

﴿مَامِنْ قَوْمٍ يَظْهَرُ فِيهِمُ الزِّنَا اِلَّا اُخِذُوْا بِالسَّنَةِ وَمَامِنْ قَوْمٍ يَظْهَرُ فِيهِمُ الرُّشَا اِلَّا اُخِذُوْا بِالرُّعْبِ﴾

''جب بھی کسی قوم میں زنا کاری عام ہوجائے تو وہ قوم قحط سالی میں مبتلا کردی جاتی ہے اور جب کبھی کسی قوم میں رشوت عام ہوجاتی ہے تو اس پر رعب وخوف مسلط کردیا جاتا ہے''

اس سلسلے میں مسند احمد ہی میں ایک روایت ان لفظوں میں بھی آئی ہے:۔

﴿لَاتَزَالُ اُمَّتِیْ بِخَيْرٍ مَّا لَمْ يَفْشُ فِيهِمْ وَلَدُ الزِّنَا فَاِذَافَشَا فِيهِمْ وَلَدُ الزِّنَا فَيُوْشِكُ اَنْ يَّعُمَّهُمُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ بِعِقَابٍ﴾

''میری امت اس وقت تک بھلائی میں رہے گی جب تک ان میں حرامی بچوں کی کثرت نہ ہوگی، جب ان میں حرامی بچوں کی کثرت ہوجائے گی تو اللہ انہیں عام عذاب میں مبتلا کردے گا''

اسی طرح ایک روایت ہے:۔

﴿تُفْتَحُ اَبْوَابُ السَّمَاءِ نِصْفَ اللَّيْلِ فَيُنَادِیْ مُنَادٍ، هَلْ مِنْ دَاعٍ فَيُسْتَجَابُ لَهُ؟ هَلْ مِنْ سَائِلٍ فَيُعْطٰى؟ هَلْ مِنْ مَّكْرُوْبٍ فَيُفَرَّجُ عَنْهُ، فَلَا يَبْقٰى مُسْلِمٌ يَدْعُوْ بِدَعْوَةٍ اِلَّا اسْتَجَابَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ اِلَّا زَانِيَةً تَسْعٰى بِفَرْجِهَا اَوْ عَشَّارًا﴾

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''نصف رات کو آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور ایک پکارنے والا پکارتا ہے، ہے کوئی دعا کرنے والا جس کی دعا قبول کی جائے؟ ہے کوئی مانگنے والا جسے دیا جائے اور ہے کوئی پریشان حال جس کی پریشانی دور کردی جائے؟ تو جو کوئی مسلمان دعا کرتا ہے اللہ عزوجل اس کی دعا قبول کر لیتا ہے مگر زانیہ جو اپنی شرمگاہ کی کمائی کھاتی ہے یا چنگی وصول کرنے والے کی دعا قبول نہیں کی جاتی''

(احمد، طبرانی بحوالہ صحیح الترغیب والترہیب، الصحیحہ :۱/۱۹۳)

زنا اسلاف کی نگاہ میں:

حضرت عثمان بن أبی صفیہؒ سے مروی ہے:۔

'' حضرت عبداللہ بن عباسؓ اپنے غلاموں کو ایک ایک کر کے بلاتے اور پوچھتے کیا میں تمہاری شادی نہ کردوں؟ کوئی بندہ جب زنا کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس سے ایمان کی روشنی چھین لیتا ہے'' (فتح الباری ۱۲/۶۰)

امام ابن منذرؒ فرماتے ہیں:۔

''یہ بات بسند صحیح ثابت ہے کہ شرابی مرنے کے بعد اللہ سے بت کے پجاری کی طرح ملاقات کرے گا اور اس میں کوئی شک نہیں کہ زنا اللہ کے نزدیک شراب پینے سے زیادہ سخت اور عظیم گناہ ہے''

(الترغیب والترھیب ۳/۲۷۷)

امام ذہبیؒ فرماتے ہیں:۔

''زبور میں یہ بات لکھی ہوئی ہے کہ زنا کار اپنی شرمگاہوں کے ساتھ آگ میں معلق ہونگے، شرمگاہ پر لوہے کے کوڑوں سے مارا جائے گا، جب وہ فریاد کریں گے، تو داروغۂ جہنم کہیں گے یہ آواز اس وقت کہاں چلی گئی تھی، جب ہنستے، کھیلتے اور اکڑتے تھے اور اللہ کو یاد کرتے تھے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور نہ اس سے شرماتے تھے؟'' (الکبائر ص ۵۱)

حیاء اور غیرت کے مادوں کو تحریک:

اللہ تعالیٰ نے فطری طور پر ہر شخص کے اندر حیا اور غیرت کا مادہ رکھا ہے، حیا اگر انسان کو ذاتی طور پر گراوٹ اور پستی کا شکار ہونے سے بچاتی ہے تو غیرت اسے دوسروں کے مقابلہ میں لا کھڑا کرتی ہے، اسلام انسان کے اندر موجود ان مادوں کو مہمیز کرتا اور انہیں عملی طور پر متحرک کرتا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:۔

﴿اَلْحَیَاءُ مِنَ الْاِیْمَانِ وَالْاِیْمَانُ فِی الْجَنَّۃِ وَالْبَذَاءُ مِنَ الْجَفَاءِ وَالْجَفَاءُ فِی النَّارِ﴾

(ترمذی کتاب البر والصلہ: ۲۰۰۹ صحیح الجامع: ۳۱۹۹)

''حیاء کا تعلق ایمان سے ہے اور ایمان جنت میں لے جانے والا ہے اور فحش گوئی کا تعلق اجڈ پن اور بداخلاقی سے ہے اور یہ جہنم میں لے جانے والا ہے''

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

﴿اَلْحَیَاءُ خَیْرٌ کُلُّہٗ﴾ (مسلم کتاب الایمان: ۳۷)

''حیاء سراپا خیر ہے''

نیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:۔

﴿اِذَا لَمْ تَسْتَحِ فَاصْنَعْ مَا شِئْتَ﴾

(بخاری کتاب الأدب: ۳۲۹۶)

''شرم وحیاء نہ رہے تو پھر جو چاہو کرو''

امام احمد بن حنبلؒ نے اپنی مسند میں اور امام بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ:۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''ایک شخص نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا ''اے اللہ کے رسول! مجھے زنا کی اجازت چاہئے'' لوگوں نے اس کی یہ بات سنی تو اسے ڈانٹنے اور جھڑکنے لگے، آپ ﷺ نے اس سے فرمایا ''قریب آؤ اور بیٹھ جاؤ'' وہ قریب آکر بیٹھ گیا، آپ نے اس سے فرمایا (جس چیز کی تو اجازت طلب کر رہا ہے) کیا تو اپنی ماں کیلئے اسے پسند کرتا ہے؟ اس نے کہا ''قربان جاؤں، بھلا کیوں؟'' آپ ﷺ نے فرمایا ''ہاں کوئی بھی اپنی ماں کیلئے اسے پسند نہیں کر سکتا'' پھر آپ نے پوچھا ''کیا تم اپنی بیٹی کیلئے اسے پسند کرتے ہو؟'' بولا ''قربان جاؤں نہیں'' فرمایا ''ہاں کوئی شخص بھی اپنی بیٹی کیلئے اسے پسند نہیں کرتا'' (اسی طرح آپ نے اس کی بہن، پھوپھی اور پھر خالہ کے حوالہ سے اس سے یہی بات پوچھی ہر بار اس نے یہی کہا کہ ''قربان جاؤں، نہیں اور آپ نے فرمایا کوئی بھی اسے پسند نہیں کرے گا'')

اس گفتگو کے بعد آپ ﷺ نے اس جوان کے اوپر اپنا دست مبارک رکھ دیا اور دعا فرمائی:۔

﴿اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ ذَنْبَهٗ وَطَهِّرْ قَلْبَهٗ وَأَحْصِنْ فَرْجَهٗ﴾

''الٰہی اس کے گناہ معاف فرمادے اس کا دل پاک کردے اور اس کی شرمگاہ محفوظ کردے''

اس کے بعد یہ جوان ایسی بات کا خیال بھی نہ کرتا تھا''

(احمد: ۵/۲۵۶۔۲۵۷ مجمع الزوائد: ۱/۱۳۴)

نبی اکرم ﷺ نے اپنی نبوی حکمت اور پیغمبرانہ بصیرت سے کام لے کر اس شخص کی غیرت کو للکارا اور اس طرح اسے زنا سے باز رکھنے میں مکمل کامیابی حاصل کی، اس سلسلے میں آپ ﷺ کا یہ فرمان بھی ملاحظہ فرمائیے:۔

﴿مَنْ قُتِلَ دُوْنَ مَالِهٖ فَهُوَ شَهِيْدٌ، وَمَنْ قُتِلَ دُوْنَ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دمه فهو شهيد ومن قتل دون دينه فهو شهيد، ومن قتل دون أهله (وفي رواية دون عرضه) فهو شهيد﴾

''جو شخص اپنے مال کی حفاظت کرتا ہوا مارا جائے وہ شہید ہے، جو اپنی جان کی حفاظت میں مارا جائے وہ شہید ہے، جو اپنے دین کی حفاظت میں مارا جائے وہ شہید ہے اور جو اپنے اہل (اور ایک روایت میں ہے اپنی عزت) کی حفاظت میں مارا جائے وہ شہید ہے''

(ابوداؤد کتاب السنہ: ۴۷۷۲ ترمذی کتاب الدعوات)

آپ ﷺ نے ادھر اس باغیرت شخص کو شہادت کی بشارت سنائی جو عزت و آبرو کی حفاظت کی خاطر اپنی جان قربان کر دے، دوسری طرف آپ نے دیوث و بے غیرت شخص کو سخت قسم کی وعیدیں سنائیں، آپ ﷺ کا ارشاد ہے:۔

﴿ثلاثة لا ينظر الله عز وجل إليهم يوم القيامة، العاق لوالديه والمرأة المترجلة والديوث﴾

(نسائی کتاب الزکاۃ: ۲۵۶۲، احمد ۲/۱۳۴)

''تین قسم کے لوگ ہیں جن کی طرف اللہ تعالیٰ قیامت کے دن نہیں دیکھے گا، ماں باپ کا نافرمان، مردوں سے مشابہت کرنے والی عورت اور دیوث''

دوسری روایت کے الفاظ ہیں:۔

﴿ثلاثة قد حرم الله عليهم الجنة، مدمن الخمر والعاق والديوث الذي يقر في أهله الخبث﴾ (احمد ۲/۶۹، صحیح الجامع: ۳۰۴۷)

''تین قسم کے لوگوں پر اللہ نے جنت حرام کر دی ہے، برابر شراب پینے والا، والدین کی نافرمانی کرنے والا اور دیوث جو اپنے اہل و عیال

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی برائی و بدکاری پر خاموشی اختیار کئے رہے''

حیا اور غیرت کی چند مثالیں:

اسلام نے حیاء اور غیرت کے مادوں کو اپیل کر کے جس مقصد کی تکمیل کرنی چاہی تھی اس کے نمونے عہد نبوی میں بخوبی دیکھے جا سکتے ہیں۔

ایک خاتون (صحابیہ) حضرت ام خلاد رضی اللہ عنھا کا لڑکا کسی جنگ میں شہید ہوگیا تھا، وہ اپنے بیٹے کے متعلق دریافت کرنے آپ ﷺ کے پاس آئیں، ان کے چہرے پر نقاب پڑی تھی، (انہیں اس حالت میں دیکھ کر) کسی صحابیؓ نے حیرت سے کہا ''کیا اس وقت بھی تمہارے چہرہ پر نقاب ہے؟'' مطلب یہ تھا کہ بیٹے کی شہادت کی خبر سن کر ایک ماں کو اپنے تن بدن کا ہوش کیوں کر رہے گا؟ ام خلاد نے جواب دیا:۔

﴿إِنْ أُرْزَءَ ابْنِيْ فَلَنْ أُرْزَأَ حَيَائِيْ﴾

''میں نے اپنے بیٹے کو تو ضرور کھو دیا ہے لیکن اپنی حیاء نہیں کھوئی''

(ابوداؤد کتاب الجہاد ۲۴۸۸، روایت میں ضعف ہے)

حضرت اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ عنھا کا بیان ہے کہ:۔

''جب زبیر بن عوام نے مجھ سے شادی کی اس وقت وہ بہت ہی محتاج تھے، ان کے پاس روپے پیسے نہ تھے، نہ غلام ولونڈی اور نہ ہی کوئی زمین وجائداد تھی، صرف ایک پانی لانے کا اونٹ اور ایک گھوڑا تھا، میں ان کے گھوڑے کو دانہ چارہ ڈالتی، اس کی خدمت کیا کرتی، پانی بھی لاتی، پانی کا ڈول بھی خود سی لیتی اور آٹا بھی آپ ہی گوندھتی، روٹی پکانا مجھے اچھی طرح نہ آتا تھا، پڑوس کی انصاری عورتیں میری روٹی پکا دیا کرتی تھیں اور انصار کی عورتیں بھی کیا (اچھی اور) سچی عورتیں تھیں! میں کیا کرتی؟ نبی ﷺ نے جو زمین جاگیر کے طور پر زبیر کو دی تھی، ان میں گٹھلیاں چننے جایا کرتی اور وہاں سے اپنے سر پر لاد کر لایا کرتی، وہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زمین میرے مکان سے دو میل کے فاصلے پر تھی، ایک روز ایسا ہوا کہ میں وہاں سے گٹھلیاں سر پر لادے آرہی تھی کہ رسول اللہ ﷺ راستہ میں مل گئے، آپ کے ساتھ انصار کے کئی اور لوگ تھے، آپ ﷺ نے مجھ کو بلایا اور اونٹ کو جس پر سوار تھے اَخ اَخ کرنے لگے، آپ کا مطلب یہ تھا کہ مجھ کو پیچھے سوار کرلیں، مجھ کو شرم محسوس ہوئی کہ میں مردوں کے ساتھ کیونکر چلوں؟ اور زبیرؓ کی غیرت کا خیال آیا، وہ بڑے باغیرت تھے، رسول اللہ ﷺ میری شرم وحیاء کو دیکھ کر آگے بڑھ گئے، جب میں گھر آئی تو اپنے شوہر سے سارا قصہ بیان کیا ۔۔۔ حضرت زبیرؓ کہنے لگے ''مجھ کو تو اس سے بڑا رنج ہوا کہ تو گٹھلیاں لادے باہر نکلی، اگر رسول ﷺ کے ساتھ سوار ہو جاتی تو اتنی غیرت کی بات نہ تھی'' (اسماء کہتی ہیں) اس کے بعد ابوبکرؓ نے ایک غلام میرے پاس بھیج دیا، وہ گھوڑے کیلئے سب کام کرنے لگا اور میں بے فکر ہوگئی، گویا ابوبکرؓ نے غلام بھیج کر مجھ کو آزاد کر دیا''

(بخاری کتاب النکاح: ۴۹۶۲، مسلم السلام: ۲۱۸۳)

امام مسلم اپنی صحیح میں ہشام بن زہرہ کے غلام ابوالسائب کے حوالہ سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے بیان کیا کہ:۔

'' میں حضرت ابوسعید خدریؓ کی خدمت میں حاضر ہوا، اس وقت وہ صلاۃ کی ادائیگی میں مصروف تھے، میں انتظار کرنے لگا، اس دوران گھر کے کونے میں رکھی ہوئی لکڑیوں میں سے حرکت کی آواز سنائی دی، میں نے دیکھا تو ایک سانپ نظر آیا، میں اسے مارنے کے لئے دوڑا تو ابوسعید نے مجھے اشارہ سے بیٹھنے کا حکم دیا، میں بیٹھ گیا، جب وہ صلاۃ سے فارغ ہوگئے تو ایک کوٹھری کی طرف اشارہ کر کے مجھ سے پوچھا، یہ کوٹھری دیکھتے ہو؟ میں نے کہا ہاں کہنے لگے اس کوٹھری میں ہمارا ایک

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نوجوان رہتا تھا، جس کی نئی نئی شادی ہوئی تھی، وہ اور ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ خندق کھودنے کے لئے نکلے، وہ آپ ﷺ سے اجازت لے کر دوپہر کو اپنے گھر چلا آتا تھا، ایک روز اس نے اجازت مانگی تو آپ ﷺ نے فرمایا ''اپنے ساتھ ہتھیار لے لو، مجھے اندیشہ ہے کہ کہیں بنوقریظہ (یہودی قبیلہ) تم پر حملہ نہ کر دیں'' نوجوان ہتھیار لے کر چلا آیا، آ کر دیکھا کہ اس کی بیوی دونوں کواڑوں کے بیچ کھڑی ہے، اس کو غیرت آئی، بیوی کو مارنے کیلئے نیزہ لے کر جھپٹا، بیوی کہنے لگی، نیزہ روکو، پہلے گھر میں جا کر دیکھو، میرے نکلنے کا سبب کیا ہے؟ جوان اندر گیا، دیکھا کہ ایک بڑا سانپ لپٹا ہوا بستر پر بیٹھا ہوا ہے، جوان نیزہ لے کر سانپ کی طرف بڑھا اور اس کو نیزہ میں پرو لیا، پھر باہر آ کر نیزہ کو احاطہ کے اندر گاڑ دیا، سانپ تڑپنے لگا (ادھر نوجوان بھی تڑپنے لگا) اور معلوم نہیں کس کی موت پہلے ہوئی سانپ کی یا جوان کی؟''

(مسلم کتاب الحیات وغیرھا: ۵۸۳۹)

عصانہ ہوتو۔۔۔۔۔

پچھلے صفحات میں زنا سے متعلق جو کچھ آپ نے ملاحظہ فرمایا، وہ اسلامی تعلیم کا واعظانہ اور ناصحانہ پہلو تھا، لیکن اسلام اسی پر اکتفاء نہیں کرتا بلکہ زنا کے خطرناک اور دوررس وتباہ کن اثرات ونتائج سے معاشرہ کو پاک کرنے کیلئے سخت سے سخت تر دنیوی سزائیں بھی تجویز کرتا ہے کہ بسا اوقات ؎

عصانہ ہوتو کلیمی ہے کار بے بنیاد

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:۔

﴿اَلزَّانِيَةُ وَالزَّانِي فَاجْلِدُوْا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ وَّلَا تَأْخُذْكُمْ بِهِمَا رَأْفَةٌ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اِنْ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ، وَ لْيَشْهَدْ عَذَابَهُمَا طَائِفَةٌ مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ﴾ (النور:۲)

''زناکار مرد وعورت میں سے ہر ایک کو سو کوڑے لگاؤ، ان پر اللہ کی شریعت کی حد جاری کرتے ہوئے تمہیں ہرگز ترس نہ کھانا چاہئے، اگر تمہارا اللہ پر اور قیامت کے دن پر ایمان ہو، ان کی سزا کے وقت مسلمانوں کی ایک جماعت موجود ہونی چاہئے''

یہ ان بدکار مردوں اور عورتوں کی سزا ہے جو غیر شادی شدہ ہوں، احادیث میں سو کوڑوں کی سزا کے ساتھ ایک سال کی جلاوطنی کا بھی حکم موجود ہے جبکہ وہ مرد وعورت جو شادی شدہ ہوں ان کی سزا ''رجم'' (سنگساری) مقرر کی گئی ہے۔

رجم کی سزا سے متعلق قرآن کریم میں ایک آیت موجود تھی پھر اس کی قراءت منسوخ کر دی گئی، لیکن اس کا حکم باقی رہا، وہ آیت یہ ہے:۔

﴿اَلشَّيْخُ وَالشَّيْخَةُ اِذَا زَنَيَا فَارْجُمُوْهُمَا﴾

''بوڑھا مرد بوڑھی عورت جب بدکاری کریں تو انہیں رجم کر دو''

(طبرانی کبیر ۲۴/۳۵۰، التلخیص الحبیر ۴/۹۷)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:۔

''عمرؓ نے خطبہ دیا، اس میں فرمایا کہ اللہ نے محمد ﷺ کو حق کے ساتھ بھیجا اور آپ پر کتاب نازل فرمائی، تو جو آیتیں آپ پر نازل ہوئیں ان میں رجم کی آیت بھی ہے، ہم نے اسے پڑھا اور یاد رکھا، خود رسول اللہ ﷺ نے رجم کیا، آپ کے بعد ہم نے بھی رجم کیا، مجھے اندیشہ ہے کہ اگر زیادہ عرصہ گذر جائے، تو کوئی کہنے والا یہ نہ کہے کہ ہم اللہ کی کتاب میں آیتِ رجم نہیں پاتے تو وہ اس فریضہ کو جسے اللہ نے نازل فرمایا ہے چھوڑ کر گمراہ ہو جائے، لہٰذا مردوں اور عورتوں میں سے جو زنا کرے اسے رجم کرنا برحق ہے، جب وہ شادی شدہ ہو اور دلیل قائم ہو چکی ہو،

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یا حمل ہو جائے، یا اعتراف کر لے، اور قسم ہے اللہ کی! اگر لوگ یہ نہ کہتے کہ عمر نے اللہ کی کتاب میں اضافہ کر دیا تو میں اسے یعنی آیت رجم کو مصحف میں لکھ دیتا'' (ابوداؤد کتاب الحاتم: ۴۲۳۱، احمد: ۶/۲۴۳)

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

''مجھ سے (احکام شریعت) سیکھ لو اللہ تعالیٰ نے ان عورتوں کیلئے راستہ بنا دیا ہے ﴿الْبِكْرُ بِالْبِكْرِ جَلْدُ مِائَةٍ وَنَفْيُ سَنَةٍ وَالثَّيِّبُ بِالثَّيِّبِ جَلْدُ مِائَةٍ وَالرَّجْمُ﴾

''کنوارہ لڑکا کنواری لڑکی سے زنا کرے تو اس کی سزا سو کوڑے اور ایک سال کی جلاوطنی ہے اور اگر شادی شدہ مرد و عورت زنا کریں تو ان کی سزا سو کوڑے اور رجم ہے'' (مسلم کتاب الحدود: ۱۶۹۰)

بدکاری کی ابتدائی سزا جو اسلام میں عبوری طور پر اور غالباً تدریج کے پیش نظر بتلائی گئی تھی، یہ تھی کہ جب تک مستقل سزا مقرر نہ کی جائے بدکار عورتوں کو گھروں میں بند رکھا جائے (النساء: ۱۵) سورۂ نور کی مذکورہ آیت میں جب مستقل سزا کی تعیین کر دی گئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے یہ خطاب فرمایا۔

اس حدیث میں شادی شدہ کے لئے رجم کے ساتھ سو کوڑوں کی سزا کی بھی بات کہی گئی ہے لیکن چونکہ بعد میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عملاً صرف سزائے رجم دی، اس لئے سو کوڑے کی سزا (جو چھوٹی سزا ہے) بڑی سزا میں مدغم ہو گئی، اب شادی شدہ زانیوں کیلئے سزا صرف ''رجم'' ہے، عہد رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد خلفاء راشدین اور عہد صحابہ میں بھی یہی سزا دی گئی اور بعد میں امت کے تمام فقہاء و علماء بھی اس کے قائل رہے اور آج تک قائل ہیں۔[1]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور حضرت زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں:۔

''ایک دیہاتی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا،

---

[1] تفسیر احسن البیان ص ۹۶۳

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اے اللہ کے رسول! میں آپ کو اللہ کی قسم دے کر کہتا ہوں کہ آپ کتاب اللہ کے مطابق میرا فیصلہ فرمائیں، پھر دوسرا شخص جو اس کے مقابلہ میں زیادہ سمجھدار تھا، اس نے بھی کہا: ہمارے درمیان آپ کتاب اللہ کے مطابق فیصلہ فرمائیں اور مجھے کچھ عرض کرنے کی اجازت دیں، آپ ﷺ نے فرمایا عرض کرو، اس نے کہا میرا بیٹا اس کے یہاں مزدوری پر کام کرتا تھا، اس کی اہلیہ سے زنا کا مرتکب ہوگیا ہے، مجھے یہ بتلایا گیا کہ میرے بیٹے پر رجم کی سزا ہے، تو میں نے اس کے فدیہ میں ایک سو بکریاں اور ایک لونڈی دے کر اس کی جان چھڑائی، اس کے بعد میں نے اہل علم سے دریافت کیا تو انہوں نے مجھے بتایا کہ میرے بیٹے کی سزا سو کوڑے اور ایک سال کی جلاوطنی ہے اور اس عورت کو سزائے رجم ہے (اس کی بات سن کر) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:۔

﴿وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَاَقْضِیَنَّ بَیْنَکُمَا بِکِتَابِ اللّٰہِ، اَلْوَلِیْدَۃُ وَالْغَنَمُ رَدٌّ عَلَیْکَ وَعَلَی ابْنِکَ جَلْدُ مِائَۃٍ وَّتَغْرِیْبُ عَامٍ وَاغْدُ یَا اُنَیْسُ اِلَی امْرَأَۃِ ھٰذَا فَاِنِ اعْتَرَفَتْ فَارْجُمْھَا﴾

''قسم ہے اس ذات کی! جس کے قبضے میں میری جان ہے، میں تم دونوں کے درمیان کتاب اللہ کے عین مطابق فیصلہ کروں گا، لونڈی اور بکریاں تمہیں واپس لوٹائی جائیں گی اور تیرے بیٹے کی سزا سو کوڑے اور سال بھر کی جلاوطنی ہے، اے انیس تم اس کی اہلیہ کے پاس جاؤ، اگر وہ اعتراف کرے تو اسے سنگسار کردو''

(بخاری کتاب الحدود: ۶۸۴۲، مسلم: ۱۶۹۷)

اس روایت کی روشنی میں شریعت اسلامیہ کی نظر میں بدکاری وزناکاری کی قباحت وشناعت کا اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ اس نے اس کی سزا کے عوض مادی یا مالی معاوضہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قبول کرنے کی گنجائش نہیں رکھی، نہ ہی اسے راضی نامہ کے قابل گناہ کے درجہ میں رکھنا گوارہ کیا۔

ساتھ ہی اس سے اس بات پر بھی روشنی پڑتی ہے کہ گھروں کے اندر نوکر یا ڈرائیور وغیرہ کو آمد و رفت کی کھلی آزادی دینا خطرناک مصیبت کا پیش خیمہ ثابت ہوسکتا ہے۔

قذف کی سزا اور اس کی حکمت:

اس روایت سے یہ بات بھی معلوم ہوئی کہ زنا کی سزا زانی کے اعتراف جرم پر موقوف ہے، جیسا کہ نبی ﷺ نے فرمایا ''اگر اس کی بیوی اعتراف کرے تو اسے سنگسار کردو'' لیکن یہ اس وقت ہے جبکہ زنا کی گواہی کیلئے چار گواہ موجود نہ ہوں، گواہوں کے بغیر اگر زنا کا الزام شوہر کے علاوہ کسی اور کی طرف سے لگایا جارہا ہو تو یہ ''قذف'' (تہمت) ہے اور تہمت لگانے والا اسی (۸۰) کوڑوں کی سزا کا مستحق ٹھہرے گا جسے ''حد قذف'' کہتے ہیں، اس سلسلے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:۔

﴿وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنَاتِ ثُمَّ لَمْ يَأْتُوْا بِاَرْبَعَةِ شُهَدَاءَ فَاجْلِدُوْهُمْ ثَمَانِيْنَ جَلْدَةً وَّلَا تَقْبَلُوْا لَهُمْ شَهَادَةً اَبَدًا وَاُولٰئِكَ هُمُ الْفَاسِقُوْنَ اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا مِنْ بَعْدِ ذٰلِكَ وَاَصْلَحُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾ (النور:۴۔۵)

''جو لوگ پاکدامن عورتوں پر زنا کی تہمت لگائیں پھر چار گواہ نہ پیش کر سکیں تو انہیں اسی کوڑے لگاؤ اور کبھی بھی ان کی گواہی قبول نہ کرو، یہ فاسق لوگ ہیں، ہاں جو لوگ اس کے بعد توبہ اور اصلاح کرلیں تو اللہ تعالیٰ بخشنے والا اور مہربان ہے''

اس آیت میں کسی عورت پر بغیر گواہوں کے زنا کی تہمت لگانے والے کیلئے تین باتیں کہی گئی ہیں ۱:۔ اسے اسی کوڑے لگائے جائیں، ۲:۔ اس کی گواہی قبول نہ کی جائے اور ۳:۔ وہ اللہ کے نزدیک اور لوگوں کے یہاں فاسق ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایسا شخص اگر توبہ کر لیتا ہے تو ائمۂ ثلاثہ (مالک، شافعی، اور احمد رحمہم اللہ) کے نزدیک حکم فسق کے ساتھ مردود الشھادہ ہونے کا حکم بھی ختم ہو جائے گا جبکہ امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک توبہ کر لینے کے بعد وہ فاسق تو نہیں رہے گا لیکن اس کی گواہی کبھی قبول نہیں کی جائے گی، ترجیح ائمہ ثلاثہ کے قول کو حاصل ہے، اسلئے کہ توبہ تمام گناہوں کو مٹا دیتی ہے، جیسا کہ صحیح حدیث سے ثابت ہے۔ [1] امام شوکانیؒ نے اسی رائے کو ترجیح دی ہے اور "أبدا" (کبھی بھی) کا مطلب ہوگا کہ جب تک وہ فاسق ہے۔ [2]

شریعت نے الزام زنا کیلئے چار گواہوں کے وجود اور ان کی عدم موجودگی میں قاذف کیلئے سخت سزا کا حکم اس کے خطرناک نقصانات اور دوررس نتائج کے پیش نظر دیا ہے، اس لئے کہ کسی عورت پر زنا کی تہمت محض اس کی ذلت ورسوائی کی باعث نہیں ہوتی بلکہ اس سے خاندانوں میں دوریاں پیدا ہوتی ہیں، شوہر بیوی کے تعلقات میں بگاڑ پیدا ہوتا ہے، انساب مشتبہ ہو کر رہ جاتے ہیں اور ایک اچھا خاصا خاندان تباہ و برباد ہو کر رہ جاتا ہے۔

اس حکم کے پس پشت یہ مصلحت بھی کارفرما نظر آتا ہے کہ معاشرے میں لوگوں کی آشنائیوں اور غلط تعلقات کے چرچوں کو پھیلنے سے روکا جائے کہ یہ صدہا خرابیوں کو جنم دے گا، سب سے بڑی خرابی یہ کہ اس طرح غیر محسوس طریقے پر ایک عام زنا کارانہ ماحول بنتا چلا جائے گا، ایک شخص مزے لے کر کسی کے صحیح یا غلط گندے واقعات دوسروں کے سامنے بیان کرے گا، دوسرے اس میں نمک مرچ لگا کر اور لوگوں تک انہیں پہنچائیں گے، بلکہ اس سے آگے بڑھ کر مزید کچھ دوسرے لوگوں کے متعلق بھی اپنی معلومات یا بدگمانیاں لوگوں کے سامنے رکھیں گے، اس طرح نہ صرف یہ کہ سماج میں شہوانی جذبات کی ایک عام فضا بن جائے گی بلکہ غلط میلانات رکھنے والے مردوں اور عورتوں کو یہ بھی معلوم ہو جائے گا کہ معاشرے میں کہاں کہاں ان

---

[1] احسن البیان ص ۹۶۵

[2] تیسیر الرحمٰن ج ۲ ص ۹۹۳، ۹۹۴

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیلئے قسمت آزمائی کے مواقع موجود ہیں۔[1]

یہی وجہ ہے کہ قرآن مجید نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے متعلق واقعۂ افک کی اشاعت کو ''اشاعت فاحشہ'' سے تعبیر کیا ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:۔

﴿اِنَّ الَّذِیْنَ یُحِبُّوْنَ اَنْ تَشِیْعَ الْفَاحِشَةُ فِی الَّذِیْنَ آمَنُوْا لَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ وَاللّٰهُ یَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ﴾

(النور:۱۹)

''جو لوگ مسلمانوں میں بے حیائی پھیلانے کے آرزومند رہتے ہیں، ان کے لئے دنیا اور آخرت میں دردناک عذاب ہیں، اللہ سب کچھ جانتا ہے اور تم کچھ بھی نہیں جانتے''

ڈاکٹر محمد لقمان سلفی تحریر فرماتے ہیں:۔

''اس آیت کریمہ میں بھی مسلمانوں کو ایک اخلاقی تعلیم دی گئی ہے کہ اگر ایک شخص کوئی بری بات سنے تو اس کا فرض ہے کہ اسے لوگوں سے بیان نہ کرے، اس لئے کہ اس سے کمزور ایمان والوں اور منافقوں کو مسلم سماج میں برائی پھیلانے کا موقع ملتا ہے، ایسے لوگوں کو جو چاہتے ہیں کہ مسلمانوں کے درمیان اخلاقی انارکی پھیلے اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے دنیا اور آخرت میں شدید عذاب کی دھمکی دی ہے اور مسلمانوں سے کہا ہے کہ بری بات پھیلانے کے کیسے خطرناک اثرات مسلم سوسائٹی پر مرتب ہوتے ہیں ان کا علم اللہ کو ہے، تم ان کا صحیح اندازہ نہیں کر سکتے ہو، اس لئے اللہ کی جانب سے تمہیں جو اخلاقی تعلیمات دی جارہی ہیں ان پر سختی کے ساتھ عمل کرو''[2]

حدیث میں قذف کو سات خطرناک اور مہلک ترین جرائم میں شمار کیا گیا ہے، آپ

---

[1] مستفاد از تفہیم القرآن ج ۳ ص ۳۴۷

[2] تیسیر الرحمٰن ج ۲ ص ۹۹۳، ۹۹۴

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ﷺ کا ارشاد ہے:۔

﴿اِجْتَنِبُوا السَّبْعَ الْمُوبِقَاتِ قَالُوْا یَارَسُوْلَ اللّٰہِ وَمَاھُنَّ ؟ قَالَ الشِّرْکُ بِاللّٰہِ وَالسِّحْرُ وَقَتْلُ النَّفْسِ الَّتِیْ حَرَّمَ اللّٰہُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَاَکْلُ الرِّبَا وَاَکْلُ مَالِ الْیَتِیْمِ وَالتَّوَلِّیْ یَوْمَ الزَّحْفِ وَقَذْفُ الْمُحْصَنَاتِ الْغَافِلَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ﴾ (بخاری:۲۷۶۶، مسلم:۸۹)

''سات ہلاک کردینے والی چیزوں سے بچو، صحابہ نے پوچھا اے اللہ کے رسول وہ کیا ہیں؟ فرمایا: اللہ کے ساتھ کسی کو شریک کرنا، جادو کا عمل کرنا، کسی کی ناحق جان لینا جسے اللہ نے حرام قرار دیا ہے، سود کھانا، یتیم کا مال کھا جانا، جنگ کے موقع پر پیٹھ پھیر کر بھاگ جانا اور پاکدامن معصوم مومنہ عورتوں پر زنا کا الزام لگانا''

لعان کا حکم اور اس کی مصلحت:

اگر زنا کا الزام کسی عورت پر اس کے شوہر کی طرف سے عائد کیا جارہا ہے اور عورت انکار کررہی ہے تو ایسی صورت میں چار گواہوں کی عدم موجودگی میں ''لعان'' کا حکم دیا گیا ہے، اللہ تعالیٰ اس کا حکم اور طریقہ بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتا ہے:۔

﴿وَالَّذِیْنَ یَرْمُوْنَ اَزْوَاجَھُمْ وَلَمْ یَکُنْ لَّھُمْ شُھَدَاءُ اِلَّا اَنْفُسُھُمْ فَشَھَادَةُ اَحَدِھِمْ اَرْبَعُ شَھَادَاتٍ بِاللّٰہِ اِنَّہٗ لَمِنَ الصَّادِقِیْنَ وَالْخَامِسَةُ اَنَّ لَعْنَةَ اللّٰہِ عَلَیْہِ اِنْ کَانَ مِنَ الْکَاذِبِیْنَ وَیَدْرَأُ عَنْھَا الْعَذَابَ اَنْ تَشْھَدَ اَرْبَعَ شَھَادَاتٍ بِاللّٰہِ اِنَّہٗ لَمِنَ الْکَاذِبِیْنَ وَالْخَامِسَةَ اَنَّ غَضَبَ اللّٰہِ عَلَیْھَا اِنْ کَانَ مِنَ الصَّادِقِیْنَ﴾ (النور:۶تا۹)

''جو لوگ اپنی بیوی پر بدکاری کی تہمت لگائیں اور ان کا کوئی گواہ بجز خود

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان کی ذات کے نہ ہوتو ایسے لوگوں میں ہر ایک کا ثبوت یہ ہے کہ (وہ حاکم کے سامنے) چار مرتبہ اللہ کی قسم کھا کر کہے کہ وہ سچوں میں سے ہے اور پانچویں بار کہے کہ اس پر اللہ کی لعنت ہو اگر وہ جھوٹوں میں سے ہو، اور اس عورت سے سزا اس طرح دور ہو سکتی ہے کہ وہ چار مرتبہ اللہ کی قسم کھا کر کہے کہ یقیناً اس کا مرد جھوٹ بولنے والوں میں سے ہے اور پانچویں دفعہ کہے کہ اس پر اللہ کا غضب ہو اگر اس کا خاوند سچوں میں سے ہو"

ان آیات کے شان نزول کے بارے میں محدثین کرام نے ہلال بن امیہ انصاری رضی اللہ عنہ کا مشہور واقعہ بیان کیا ہے، امام احمد اور بخاری و مسلم وغیرھم نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے جو روایتیں نقل کی ہیں، ان کا خلاصہ یہ ہے کہ:۔

"ہلال بن امیہ ایک رات جب اپنے کھیت سے گھر واپس آئے تو اپنی بیوی کے پاس ایک اجنبی آدمی کو دیکھا اور اپنے کان سے بھی دونوں کی باتیں سنیں، صبح کو رسول اللہ ﷺ سے جو کچھ دیکھا تھا بیان کیا، آپ پر یہ بات گراں گذری اور سوچا کہ اگر ہلال بن امیہ چار گواہ نہیں پیش کر سکیں گے تو انہیں اسی کوڑے لگ جائیں گے، حضرت ہلالؓ نے آپ کے چہرے میں یہ بات پڑھ لی، چنانچہ وہ کہنے لگے یا رسول اللہ میں سچا ہوں اور مجھے امید ہے کہ اللہ میری مشکل ضرور حل کرے گا"

ایک روایت میں آیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہلال بن امیہ سے کہا کہ اگر تم نے اپنے دعویٰ کی صداقت پر چار گواہ پیش نہیں کئے تو تمہیں کوڑے لگائے جائیں گے، تھوڑی دیر بعد یہ آیتیں نازل ہوئیں۔[1]

لعان کے ذریعہ میاں اور بیوی دونوں سزا سے بچ جائیں گے، پھر ان کے درمیان ہمیشہ کیلئے جدائی ہو جائے گی۔ (ابوداؤد، کتاب الطلاق: ۲۲۵۰ وغیرہ)

---

[1] تیسیر الرحمٰن ج ۲ ص ۹۹۷

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ اس دائمی جدائی اور قطع تعلق کی علت بیان کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:۔

﴿فانهما بعدما حصل بينهما هذا التشاجر، الطوت صدورهما على أشد الوحر، وأشاع عليها الفاحشة لا يتوافقان ولا يتوادان غالبا، والنكاح شرع لاجل المصالح المبنية على التواد والتوافق وأيضا ففي هذه زجر عليهما من الاقدام على مثل هذه المعاملة﴾

''جب دونوں میں اختلاف ہوگیا ہے اور دونوں کے دل غیظ وغضب سے بھر گئے اور شوہر نے عورت کی رسوائی کا پورا انتظام کر دیا، تو اب دونوں میں موافقت ومحبت کی کوئی صورت بن پانا ناممکن ہے، جب کہ نکاح کی بنیاد ہی محبت ومودت پر رکھی گئی ہے: علاوہ ازیں یہ ابدی قطع تعلق میاں اور بیوی کی سرزنش کیلئے بھی ہے کہ انہوں نے ایسے سنگین معاملہ کا اقدام کیوں کیا؟'' [1]

اور جہاں تک لعان کے حکم اور شوہر کو غیر شوہر سے الگ اور ممتاز کرنے کی بات ہے تو اس میں یہ حکمت کارفرما ہے کہ اگر شوہر کو جو شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کے لفظوں میں اپنی بیوی کی عصمت کا محافظ ونگراں اور شک کو ختم کرنے کا ذریعہ ہے اور جس کے اندر فطری طور پر اپنے حَرَم کے تعلق سے غیرت رکھی گئی ہے چار گواہوں کا مکلّف کیا جائے تو نہ صرف یہ کہ عورت کی حفاظت ناممکن ہوجائے گی اور اسے کھلی چھوٹ اور آزادی مل جائے گی بلکہ ایک غیرت مند مرد کی زندگی سراپا عذاب اور مصیبت بن کر رہ جائے گی۔

دوسری طرف محض شوہر کی تہمت کی بنا پر حد جاری کرنے کا حکم دے دیا جاتا تو بھی مناسب نہیں تھا کہ اس سے عورتوں پر ظلم کا ایک خطرناک راستہ کھل سکتا تھا۔

---

[1] حجۃ البالغہ مع رحمۃ اللہ ۱۶۶/۵

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہاں یہ واضح کر دینا نامناسب نہ ہوگا کہ محض بچے کی رنگت کے الگ اور مختلف ہونے کی وجہ سے بیوی پر زنا کا الزام نہیں لگایا جا سکتا، شریعت نے اسے جائز نہیں رکھا ہے، ایک آدمی نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا:۔

''میرے ہاں تو کالا کلوٹا بچہ پیدا ہوا ہے'' یعنی یہ میرا بچہ نہیں معلوم ہوتا''

آپ ﷺ نے پوچھا:۔

''تمہارے پاس کچھ اونٹ ہیں؟''

اس نے کہا:۔''جی ہاں''

آپ ﷺ نے پوچھا:۔

''ان کے رنگ کیسے ہیں؟''

اس نے کہا:۔''سرخ رنگ کے ہیں''

فرمایا:۔''ان میں سیاہی مائل سفید اونٹ بھی ہے؟''

اس نے کہا:۔''جی ہاں''

آپ ﷺ نے فرمایا:۔''یہ کہاں سے آ گیا؟''

اس نے کہا:۔''کوئی رگ اسے کھینچ لائی ہوگی'' (یعنی اپنی نسل کے کسی پہلے کے اونٹ کا رنگ آ گیا ہوگا)

آپ ﷺ نے فرمایا''تو پھر اس (بچے) کو بھی کوئی رگ کھینچ لائی ہوگی''

(بخاری کتاب الطلاق: ۵۳۰۵)

شادی شدہ اور غیر شادی شدہ کی سزا میں فرق کی حکمت:

شریعت اسلامیہ نے شادی شدہ اور غیر شادی شدہ زنا کاروں کی سزا میں جو فرق رکھا ہے اس کی وجہ صاف اور واضح ہے کہ علامہ ابن قیمؒ کے لفظوں میں:۔

''شادی شدہ کو حرام کاری سے بچنے کی چیز مل چکی ہے، یہ اس بدکاری سے مستغنی ہو چکا ہے، اس کی برائی اس پر کھل چکی ہے، اس کی اہمیت

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس پر واضح ہو چکی ہے اور حد زنا سے بچنے کے سامان قدرت نے مہیا کر دیئے ہیں، اسلئے اس کا عذر ہر طرح سے زائل ہے، اگر یہ حرکت کرنے والا کنوارا ہے شادی شدہ جیسا علم اسے نہیں ہے، نہ یہ اس لذت سے آشنا ہے، لہٰذا اس تھوڑے سے عذر سے اس کی سزا میں تخفیف کر دی گئی ہے، خون تو اس کا چھوڑ دیا گیا ہے، ہاں اس کے سارے جسم پر ایک سزا قائم کی گئی ہے جو بدترین اور اعلیٰ تر سزا ہے تا کہ پھر یہ حرام کاری کی جرأت نہ کرے اور حلال پر قناعت کی ہدایت ہو جائے'' [1]

حدود شرعیہ کی سختی کا رونا؟

اور رہی بات کوڑوں اور رجم کی سزاؤں کی سختی اور سنگینی کا رونا رونے کی تو ایک صاحب عقل اگر ہوش کے ساتھ زنا کی خطرناکی کو مدنظر رکھتے ہوئے اسلامی سزاؤں کی حکمت اور ان کے دوررس فوائد و مضمرات پر غور کرے تو اس بات کا اقرار کئے بغیر نہیں رہ سکتا کہ معاشرہ کو اس سنگین اور تباہ کن مرض سے پاک کرنے کا ان سے بہتر کوئی اور دوا نہیں ہو سکتی تھی، مولانا مودودی کے الفاظ میں ''جن ممالک میں زنا پر یہ سزا دی گئی ہے وہاں اس فعل کا ارتکاب کبھی عام نہیں ہوا۔

ایک مرتبہ حد شرعی جاری ہو جائے پھر پورے ملک کی آبادی پر اس کی ایسی ہیبت چھا جاتی ہے کہ برسوں تک کوئی شخص اس کے ارتکاب کی جرأت نہیں کر سکتا، یہ مجرمانہ میلانات رکھنے والوں کے ذہن پر ایک طرح کا نفسیاتی آپریشن ہے جس سے ان کے نفس کی خوبخود اصلاح ہو جاتی ہے'' [2]

دور حاضر میں اس کی کھلی ہوئی مثال مملکت سعودیہ عربیہ ہے، پروفیسر عطاء اللہ حسینی

---

[1] اعلام الموقعین ج ۱ ص ۳۸۷

[2] پردہ ص ۲۰۹

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اپنی کتاب ''اسلامی نظام زندگی'' (ص ۳۶۴) میں لکھتے ہیں:۔

''مسجد نبوی کے امام اور مملکت سعودیہ عربیہ کے چیف جسٹس شیخ عبدالعزیز نے اپنے دورۂ پاکستان پر بتایا کہ دس سال سے میری عدالت میں چوری، ڈکیتی اور زنا کا ایک مقدمہ بھی نہیں آیا اور شاہ فیصل شہید نے امریکہ کے دورے میں امریکی صدر سے کہا تھا کہ جتنے جرائم تمہارے ترقی یافتہ ملک میں ایک دن میں ہوتے ہیں میرے ملک میں دس سال میں بھی نہیں ہوتے''

اور شیخ محمد محمود صواف تحریر فرماتے ہیں:۔

''جن دنوں میں عراق میں تھا، ایک مقامی اخبار میں جرائم سے متعلق وہاں کی پولیس انتظامیہ کی طرف سے شائع ہونے والی ایک رپورٹ میری نظر سے گذری، میں نے دیکھا کہ ملک میں ایک سال کے اندر قتل کے پانچ ہزار واقعات پیش آئے ہیں، جبکہ میں گذشتہ چھ برسوں سے سعودی عرب میں مقیم ہوں، اس پوری مدت میں مکہ مکرمہ میں حد قتل کے صرف دو واقعات میرے مشاہدہ میں آئے ہیں اور پوری مملکت کے اندر قتل کے محض چار پانچ معاملے ہوں گے جن کا مجھے علم ہوا ہے اور یہ دراصل اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم کے بعد احکام شریعت پر عمل کی برکت اور حدود وقصاص کی تنفیذ واجراء کا ثمرہ اور نتیجہ ہے''[1]

اسی طرح مولانا امین احسن اصلاحی لکھتے ہیں:۔

''اس روئے زمین پر نجد وحجاز اور یمن کی حکومتیں بھی ہیں، ان میں اسلامی حدود وتعزیرات نافذ ہیں، اعداد وشمار کے زمانے میں آسانی سے یہ معلوم کیا جاسکتا ہے کہ ان کے ہاں چوری، رہزنی، ڈکیتی اور زنا کے کتنے واقعات ہوئے اور کتنے چوروں کے ہاتھ کاٹے گئے اور کتنے

---

[1] الخططات الاستعماریۃ لمکافحۃ الاسلام ص ۲۱۱ مطبوعہ مکہ مکرمہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زانیوں کو کوڑے لگائے گئے، میرے پاس اعداد وشمار تو نہیں ہیں لیکن عینی مشاہدوں کے بیانات بھی میرے علم میں ہیں اور میرا ذاتی مشاہدہ بھی کہ وہاں نہ جرائم کا وجود ہے نہ مجرموں کا، یہ صرف اسلامی حدود وتعزیرات کا دبدبہ ہے کہ وہاں نہ چوری اور زنا کے واقعات ہوتے ہیں، نہ چوروں کے ہاتھ کاٹنے اور زانیوں کو کوڑے مارنے کی نوبت آتی ہے، اگر کبھی کبھار اکا دکا کوئی واقعہ پیش آجاتا ہے تو مجرم کو اس کی جو سزا ملتی ہے عوام کی سبق آموزی کیلئے وہی کافی ہوتی ہے، اس کے مقابل میں جب ہم اپنے ملک کے حالات پر نظر ڈالتے ہیں تو سید مسیح کے الفاظ میں یہ کہنا پڑتا ہے کہ ''تم نے میرے باپ کے گھر کو چوروں اور ڈاکوؤں کا بھٹ بنا کے رکھ دیا ہے'' [1]

سزائے رجم کے سلسلے میں ایک جدید نظریہ:

رجم کی سزا جیسا کہ پچھلے سطور میں گذر چکا ہے، نبی ﷺ سے قولی اور عملی طور پر ثابت ہے، آپ ﷺ کے خلفاء راشدین کا بھی اس پر تعامل تھا، اسی طرح ائمہ اربعہ کے ساتھ دیگر ائمہ ومحدثین کا بھی اس پر اجماع اور اتفاق ہے، اس کے برخلاف دور قدیم میں صرف خوارج کا طبقہ اس کا منکر رہا جب کہ برصغیر ہندو پاک میں بعض منکرین حدیث نے بھی اس کا کلیۃً انکار کیا ہے۔

ان دونوں نظریات کے بیچ دور حاضر میں مولانا امین احسن اصلاحی مؤلف تفسیر ''تدبر قرآن'' نے ایک تیسرا نظریہ پیش کیا ہے، وہ یہ کہ رجم کی سزا صرف زنا کے ارتکاب پر نہیں، بلکہ بطور تعزیر یہ سزا اس زانی کو دی جاسکتی ہے جو معاشرے کی عزت وناموس کیلئے خطرہ بن جائے، جو زنا اور اغوا کو پیشہ بنالے، اور جو دن دہاڑے لوگوں کی عزت وآبرو پر ڈاکہ ڈالے اور کھلم کھلا زنا بالجبر کا مرتکب ہو۔ [2]

---

[1] تدبر قرآن ج ۵ ص ۶۳ [2] دیکھئے تدبر قرآن ج ۵ ص ۳۶۸ وغیرہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان کے اس نظریہ کا جائزہ لیتے ہوئے حافظ صلاح الدین یوسف رقمطراز ہیں:۔

''واقعہ یہ ہے کہ مولانا اصلاحی صاحب کا یہ نظریۂ رجم یا ''اجتہاد'' یا ''تقتیل'' کی من مانی تفسیر شرعی نقطۂ نظر سے نہایت خطرناک رجحانات کی حامل ہے، اس میں:۔

ایک۔تو رجم کی ان احادیث کو قطعاً نظر انداز کر دیا گیا ہے جو مشہور، متفق علیہ اور متواتر ہیں کیونکہ وہ تقریباً تین درجن صحابہ کرامؓ سے مروی ہیں جس سے شرعاً انکار حدیث کی پرزور تائید ہوتی ہے۔

دوسرے۔اجماع صحابہ اور اجماع امت سے سخت بے اعتنائی ہے، حالانکہ یہ اجماع صحابۂ کرامؓ، خود مولانا اصلاحی صاحب کی صراحت کے مطابق دین میں حجت اور سنت ہے جس سے انحراف کی اجازت ان کے نزدیک نہیں ہے، چنانچہ وہ اپنے ایک مفصل مضمون کے آخر میں جو ''سنت خلفاء راشدین'' کے عنوان سے فروری ۱۹۵۶ء کے ''ترجمان القرآن'' لاہور میں چھپا ہے، لکھتے ہیں:۔

''اب میں یہ بتاؤں گا کہ میں خلفاء راشدین کے اس طرح کے طے کردہ مسائل کو کیوں سنت کا درجہ دیتا ہوں میرے نزدیک اس کے وجوہ مندرجہ ذیل ہیں:۔

۱۔اس کی پہلی وجہ تو وہ حدیث ہے جس میں رسول اللہ ﷺ نے خود خلفاء راشدین کی سنت کو سنت کا درجہ بخشا ہے اور اسی حیثیت سے مسلمانوں کو اس پر عمل پیرا ہونے کی ہدایت اور وصیت فرمائی ہے۔

۲۔دوسری وجہ یہ ہے کہ اجماع ہمارے یہاں ایک شرعی حجت کی حیثیت رکھتا ہے اور اجماع کی سب سے اعلیٰ قسم اگر کوئی ہو سکتی ہے تو وہی ہو سکتی ہے جس کی مثالیں خلفاء راشدین کے عہد میں ملتی ہیں۔

۳۔تیسری وجہ یہ ہے کہ ابتداء سے خلفاء راشدین کے تعامل کو ملت

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں ایک مستقل شرعی حجت کی حیثیت دی گئی ہے۔

۴۔ چوتھی وجہ یہ ہے کہ دین کی تکمیل اگرچہ نبی کریم ﷺ کے ذریعہ سے ہوئی ہے لیکن امت کی اجتماعی زندگی میں اس کے مضمرات کا پورا پورا مظاہرہ حضرات خلفاء راشدین کے ہاتھوں ہوا، اس پہلو سے خلفاء راشدین کا دور گویا عہد رسالت ہی کا ضمیمہ ہے اور ہمارے لئے وہ پورا نظام ایک مثالی نظام ہے، جو ان کے مبارک ہاتھوں سے قائم ہوا، پس اس دور میں جو نظائر قائم ہو چکے ہیں وہ ہمارے لئے دینی حجت کی حیثیت رکھتے ہیں اور ہمارے لئے ان سے انحراف جائز نہیں ہے''

(ماہنامہ ترجمان القرآن مذکور)

بلکہ مولانا اصلاحی صاحب اس کے بھی قائل ہیں کہ جس مسئلے میں ائمہ اربعہ بھی متفق ہوں تو ان کا یہ اتفاق بھی اجماع امت کے مترادف اور دین میں حجت ہے چنانچہ موصوف ایک مقام پر لکھتے ہیں ''ایک انطباق تو وہ ہے جس پر خلفاء راشدین اپنے دور کے اہل علم وتقوی کے مشورے کے بعد متفق ہو گئے ہیں، یہ اسلام میں اجماع کی بہترین قسم ہے اور یہ بجائے خود ایک شرعی حجت ہے، اسی طرح ایک انطباق وہ ہے جس پر ائمہ اربعہ متفق ہو گئے ہیں یہ اگرچہ درجے میں پہلی قسم کے اجماع کے برابر نہیں ہے تاہم چونکہ یہ امت من حیث الامت ان ائمہ پر متفق ہو گئی ہے، اس وجہ سے ان ائمہ کے کسی اجماع کو محض اس دلیل کی بنا پر رد نہیں کیا جا سکتا کہ یہ معصوم نہیں تھے، یہ معصوم تو بے شک نہیں تھے لیکن ان کے معصوم نہ ہونے کے معنی ہرگز یہ نہیں کہ کسی امر پر ان کا اتفاق دین میں حجت نہ بن سکے''

(عائلی کمیشن کی رپورٹ پر تبصرہ ص ۵۸ طبع فیصل آباد)

اور ظاہر ہے کہ رجم کی وہ زیر بحث حد جس کا انکار مولانا اصلاحی صاحب نے فرمایا ہے اجماع صحابہ کے علاوہ ائمہ اربعہ سمیت تمام فقہائے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امت کا اس پر اتفاق ہے، اس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ خود اصلاحی صاحب کے مذکورہ موقف کے مطابق حد رجم کا انکار کتنی بڑی گمراہی ہے۔

تیسرے اصلاحی صاحب کے نظریۂ رجم میں رجم کو جو ایک شرعی حد ہے یعنی اللہ و رسول کی مقرر و حد، جس میں کسی بھی شخص کو کمی بیشی یا ترمیم و تبدیلی کا حق نہیں، شرعی حدود سے خارج کر کے تعزیری سزا بنا دیا گیا ہے جو صرف حاکم اور جج کی صوابدید پر منحصر ہے۔

چوتھے رجم کی یہ تعزیری سزا بھی ان کے خیال کے مطابق صرف زانی کو (چاہے شادی شدہ ہو یا غیر شادی شدہ) نہیں دی جائے گی بلکہ پیشہ ور زانیوں اور غنڈوں کو دی جائے گی یا بالفاظ دیگر یہ ''تعزیری رجم'' گویا زنا کی سزا نہیں بلکہ غنڈہ گردی کی سزا ہے اور موصوف نے یہ ''استنباط'' یا ''اجتہاد'' آیت محاربہ [1] سے کیا ہے جس میں رجم کی سزا کا کوئی ذکر ہے نہ مفسرین امت میں سے کسی نے یہ استنباط کیا ہے جس سے یہ واضح ہے کہ یہ اصلاحی صاحب کا ایک تحکمانہ فعل، ایک گونہ شریعت سازی اور اس

---

[1] آیت محاربہ سے مراد سورۂ مائدہ کی یہ آیت ہے:۔

﴿اِنَّمَا جَزٰٓؤُا الَّذِيْنَ يُحَارِبُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَسْعَوْنَ فِي الْاَرْضِ فَسَادًا اَنْ يُّقَتَّلُوْٓا اَوْ يُصَلَّبُوْٓا اَوْ تُقَطَّعَ اَيْدِيْهِمْ وَاَرْجُلُهُمْ مِّنْ خِلَافٍ اَوْ يُنْفَوْا مِنَ الْاَرْضِ ذٰلِكَ لَهُمْ خِزْيٌ فِي الدُّنْيَا وَلَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ﴾

''جو اللہ تعالیٰ سے اور اس کے رسول سے لڑیں اور زمین میں فساد کرتے پھریں ان کی سزا یہی ہے کہ وہ قتل کر دیئے جائیں یا سولی پر چڑھا دیئے جائیں یا مخالف جانب سے ان کے ہاتھ اور پاؤں کاٹ دیئے جائیں، یا انہیں جلاوطن کر دیا جائے یہ تو ہوئی ان کی دنیوی ذلت اور خواری اور آخرت میں ان کے لئے بڑا بھاری عذاب ہے''

اس آیت میں زمین میں فساد برپا کرنے والوں کی ایک سزا یہ بتلائی گئی ہے کہ.....

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سلفی تعبیر کے خلاف ہے جسکے پابند علماء سلف وخلف چلے آرہے ہیں اور جس کی پابندی کی تلقین وہ خود بھی کرتے رہے ہیں جیسا کہ وہ اپنی کتاب ''اسلامی قانون کی تدوین'' میں ''کتاب وسنت کی تعبیر میں سلف صالحین کی پیروی'' کے عنوان سے لکھتے ہیں:۔

''تدوین قانون کے کام کے ہر مرحلہ میں یہ حقیقت پیش نظر رکھی جائے کہ مسلمان کتاب وسنت کی جن تعبیروں پر اعتماد رکھتے ہیں انہی تعبیروں پر مبنی ضابطہ وقانون بنایا جائے، اگر اپنی طرف سے نئی تعبیریں محض شوق اجتہاد میں پیش کرنے کی کوشش کی گئی تو ان کو لوگ ہرگز قبول کرنے پر آمادہ نہ ہونگے اور اگر غلط طریقوں سے ان کو لوگوں پر لادنے کی کوشش کی گئی

.....انہیں قتل کردیا جائے، مولانا اصلاحی کے مطابق ''یہاں لفظ ''قتل'' کے بجائے ''تقتیل'' (باب تفعیل سے) استعمال ہوا ہے باب تفعیل معنی کی شدت اور کثرت پر دلیل ہوتا ہے اس وجہ سے ''تقتیل'' سے ''شر تقتیل'' کے معنی پر دلیل ہوگا اس سے اشارہ ملتا ہے کہ ان کو عبرت انگیز اور سبق آموز طریقہ پر قتل کیا جائے جس سے دوسروں کو سبق حاصل ہو، رجم یعنی سنگسار کرنا بھی ہمارے نزدیک ''تقتیل'' کے تحت داخل ہے اس وجہ سے وہ کنڈے اور بدمعاش جو شریفوں کی عزت وناموس کیلئے خطرہ بن جائیں، جو زنا اور اغوا کو پیشہ بنالیں جو دن دہاڑے لوگوں کی عزت وآبرو پر ڈاکہ ڈالیں اور کھلم کھلا زنا بالجبر کے مرتکب ہوں ان کیلئے رجم کی سزا اس لفظ میں داخل ہے''

(تدبر قرآن ۵/۳۶۸_۳۶۹)

مولانا اصلاحی کو اتنی دور کی کھیر لانے کی ضرورت اسلئے پیش آئی کہ منکرین حدیث نے رجم کی سزا کا انکار کیا ہے اسلئے کہ اس کا ذکر قرآن مجید میں نہیں ہے، لیکن یہ دور کی کھیر انہیں ایک دوسرے ہی راستے پر لے جانے کی باعث ہوئی جیسا کہ آپ اوپر کی تحریر میں ملاحظہ فرمارہے ہیں حقیقت یہ ہے کہ اگر احادیث میں رجم کا ذکر نہ ہوتا تو مولانا اصلاحی کا ذہن ہرگز اس کھیر کی طرف جانے والا نہ تھا یعنی انہیں پتہ بھی نہ ہوتا کہ ''رجم'' کی سزا بھی کوئی چیز ہوتی ہے۔ (ساجد اسید ندوی)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تو اس کے نتائج مضر بلکہ مہلک ہوں گے'' (آگے چل کر مزید لکھتے ہیں)

''سلامتی کا راستہ ہمارے نزدیک یہی ہے کہ کتاب وسنت کی تعبیرات میں سلف صالحین کی پیروی کی جائے''

(اسلامی قانون کی تدوین ص ۱۳۵۔۱۳۷)

اس تفصیل سے واضح ہے کہ مولانا اصلاحی کا نظریۂ رجم ایک بڑی لغزش اور سخت گمراہی ہے کیونکہ یہ انکار حدیث کو بھی مستلزم ہے، سلفی تعبیر کے بھی خلاف ہے نیز شریعت سازی کا ارتکاب اور اجماع صحابہ، اجماع امت اور اجماع ائمہ اربعہ کا انکار ہے''۔ [1]

[1] تقریظ بر ''فتنۂ انکار حدیث کا نیا روپ'' ج ۱ ص ۱۹۔۱۲۱، از غازی عزیر، مطبوعہ بنارس

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَالَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ اِلَّا عَلٰٓى اَزْوَاجِهِمْ
اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ فَاِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُوْمِيْنَ فَمَنِ ابْتَغٰى
وَرَآءَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْعٰدُوْنَ

(اور کامیاب ہونے والے مومن) وہ لوگ ہیں جو اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرتے ہیں سوائے اپنی بیویوں اور زیر ملکیت لونڈیوں کے کہ ان پر محفوظ نہ رکھنے میں وہ قابل ملامت نہیں ہیں البتہ جو اس کے علاوہ کچھ اور چاہیں وہی حد پھلانگنے والے ہیں۔

(المؤمنون: ۵-۶)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جنسی تسکین کے غیر فطری ذرائع اور ان کی حرمت

اغلام بازی وہم جنسی:

جنسی بے راہ روی اور بدکاری کی ایک خطرناک شکل اور نسل انسانی کے حق میں سخت تباہ کن اور انتہائی بھیانک نتائج کا حامل عمل ''اغلام بازی وہم جنسی'' ہے۔

اس فعل بد کی تاریخ:

قرآن کریم کی صراحت کے مطابق تاریخ انسانی میں سب سے پہلے اس فعل بد کا آغاز حضرت لوط علیہ الصلاۃ والسلام کی قوم میں ہوا، یہ قوم اس علاقہ میں آباد تھی جسے آج کل ''شرق اردن'' کہا جاتا ہے، اس کا صدر مقام سدوم تھا جو بحیرۂ مردار کے متصل کسی جگہ واقع تھا اور اب معدوم ہو چکا ہے یا عذاب الٰہی سے بحیرۂ مردار میں غرق ہو چکا ہے۔

یہودی فقہ کی کتاب تلمود کے مطابق سدوم کے علاوہ چار اور بڑے شہر تھے جن میں میلوں تک باغوں کی قطاریں تھیں، پھلوں کی بہتات تھی اور غذائی اجناس کثرت سے پیدا ہوتی تھیں، علاقے میں فطری حسن و جمال کا یہ حال تھا کہ دور دور تک کا علاقہ گلزار بنا ہوا تھا وہاں کی ہریالی اور شادابی دیکھنے والوں کو مسحور کر دیتی تھی، ماہرین آثار قدیمہ کا اندازہ ہے کہ ان کے عروج کا دور ۲۳۰۰ قبل مسیح سے ۱۹۰۰ قبل مسیح تک تھا۔[1]

اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ ان بیش بہا نعمتوں نے اس قوم کو خطرناک قسم کی سرکشی، ظلم و

---

[1] مردود اقوام ص ۱۰۱، السنار پبلیکیشنز، دہلی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بدعہدی اور بدکرداری میں مبتلا کردیا اور عقیدہ وعمل اور اخلاق وکردار کی بہت سی خرابیوں نے اسے اپنا اسیر بنالیا، لیکن (شرک کے بعد) ان کا سب سے گھناؤنا عمل اور بدترین فعل جسے قرآن مجید نے تقریباً دس سورتوں میں دہرایا ہے وہ ''ہم جنسی اور اغلام بازی'' ہے۔

یہ خطرناک بیماری ان میں کہاں سے آئی؟ اس سلسلے میں امام شوکانیؒ ایک روایت نقل فرماتے ہوئے تحریر کرتے ہیں:۔

﴿وَاَخْرَجَ ابْنُ عَسَاكِرَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ اَنَّمَا بَدَأَ عَمَلُ قَوْمِ لُوطٍ أَنَّ اِبْلِيْسَ جَاءَ هُمْ فِيْ هَيْئَةِ اَحْمَلِ صَبِيٍّ رَآهُ النَّاسُ فَدَعَاهُمْ اِلٰى نَفْسِهٖ فَنَكَحُوْا ثُمَّ جَسَرُوْا عَلٰى ذٰلِكَ﴾ [1]

''ابن عساکر نے حضرت ابن عباسؓ کا یہ قول نقل کیا ہے کہ اس فعل کی ابتداء اس طرح ہوئی کہ ابلیس اس قوم میں ایک خوبصورت لڑکے کی شکل میں آیا اور اپنے ساتھ بدفعلی کی دعوت دینے لگا، وہ لوگ اس کے ساتھ اس فعل بد میں ملوث ہوگئے اور پھر ان کی ہمت بڑھتی چلی گئی''

مفسرین کے بیان سے پتہ چلتا ہے کہ پہلے انہوں نے دوسرے شہروں سے آنے والوں کے ساتھ اس فعلِ بد کی ابتداء کی مگر جب اس مرض نے جڑ پکڑ لیا تو پھر یہ قوم باہم بری طرح اس میں لت پت ہوگئی اور نوبت یہاں تک پہونچی کہ علامہ ابن کثیرؒ کے لفظوں میں:۔

﴿ربما وقع منهم الفعلة العظيمة في المحافل ولا يستنكفون﴾

''علانیہ محفلوں میں اس فعل کو انجام دیتے اور بالکل نہ شرماتے'' [2]

---

[1] فتح القدیر ۲/۲۱۲

[2] البدایۃ والنہایۃ ۱/۱۷۸

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قرآن مجید نے اسی بات کو حضرت لوط علیہ الصلاۃ والسلام کی زبانی ان الفاظ میں بیان کیا ہے:۔

﴿أَتَأْتُونَ الْفَاحِشَةَ وَأَنتُمْ تُبْصِرُونَ﴾ (النمل:۵۴)

''کیا تمہارا یہ حال ہوگیا ہے کہ کھلم کھلا دیکھنے والوں کی نگاہوں کے سامنے فحش کام کیا کرتے ہو''

اور ﴿تَأْتُونَ فِي نَادِيكُمُ الْمُنكَرَ﴾ (العنکبوت:۲۹)

''تم اپنی مجلسوں میں بے حیائی کے کام کرتے ہو''؟

اللہ تعالیٰ نے اس قوم کی اصلاح وہدایت کیلئے حضرت لوط علیہ الصلاۃ والسلام کو جو حضرت ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام کے برادرزاد تھے مبعوث فرمایا، انہوں نے اس قوم سے خطاب کیا اور انہیں اس فعل قبیح سے باز رہنے کی تلقین ان لفظوں میں کی:۔

﴿إِنَّكُمْ لَتَأْتُونَ الْفَاحِشَةَ مَا سَبَقَكُم بِهَا مِنْ أَحَدٍ مِّنَ الْعَالَمِينَ أَئِنَّكُمْ لَتَأْتُونَ الرِّجَالَ﴾ (العنکبوت:۲۸۔۲۹)

''تم ایسی برائی کرتے ہو کہ تم سے پہلے دنیا والوں میں سے کسی نے بھی نہیں کیا، کیا تم مردوں سے اپنی خواہش پوری کرتے ہو؟''

قوم نے ان کی باتوں پر کان دھرنے اور ان سے فائدہ اٹھانے کی بجائے انتہائی ڈھٹائی اور بے حیائی و بے شرمی کا ثبوت پیش کرتے ہوئے کہا:۔

﴿أَخْرِجُوا آلَ لُوطٍ مِّن قَرْيَتِكُمْ إِنَّهُمْ أُنَاسٌ يَتَطَهَّرُونَ﴾ (النمل:۵۶)

''آل لوط کو اپنے شہر سے شہر بدر کردو یہ تو بڑے پاکباز بن رہے ہیں''

اور انہوں نے حضرت لوط علیہ الصلاۃ والسلام کو دھمکی دی:۔

﴿لَئِن لَّمْ تَنتَهِ يَا لُوطُ لَتَكُونَنَّ مِنَ الْمُخْرَجِينَ﴾ (الشعراء:۱۶۷)

''اے لوط! اگر باز نہ آیا تو یقیناً نکال دیا جائے گا''

ساتھ ہی ان سے مطالبہ کیا:۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿اِئْتِنَا بِعَذَابِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصَّادِقِيْنَ﴾

(العنکبوت:۲۹)

''جا اگر سچا ہے ہمارے پاس اللہ تعالیٰ کا عذاب لے آ''

جب پانی سر سے اونچا ہو گیا اور ان کی اصلاح کی کوئی امید باقی نہیں رہی تو پھر اللہ تعالیٰ نے زمین کو ان سے پاک کر دینے کا فیصلہ فرما دیا، اس نے فرشتوں کو بھیجا، یہ فرشتے انتہائی خوبصورت اور حسین ترین لڑکوں کی شکل میں حضرت لوط علیہ السلام کے یہاں پہونچے حضرت لوط علیہ الصلاۃ والسلام حقیقت حال سے بے خبر تھے اسلئے انہوں نے جب ان نو واردوں کو دیکھا تو اپنی قوم کی بے حیائی اور بدفعلی کی سوچ کر سخت اضطراب کے شکار ہوئے اور کہنے لگے:۔

﴿هٰذَا يَوْمٌ عَصِيْبٌ﴾

''آج کا دن بڑی مصیبت کا ہے''

اور پھر وہی ہوا جس کا ان کو اندیشہ تھا، ان کی قوم بے تابانہ دوڑتی ہوئی آئی، ﴿وَجَاءَهٗ قَوْمُهٗ يُهْرَعُوْنَ اِلَيْهِ﴾ حضرت لوط علیہ الصلاۃ والسلام نے اپنے مہمانوں کی عزت کی خاطر ان سے منت سماجت کے لہجے میں کہنے لگے:۔

﴿يٰقَوْمِ هٰؤُلَاءِ بَنَاتِيْ هُنَّ اَطْهَرُ لَكُمْ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَلَا تُخْزُوْنِ فِيْ ضَيْفِيْ ، اَلَيْسَ مِنْكُمْ رَجُلٌ رَّشِيْدٌ﴾

''اے قوم کے لوگو! یہ ہیں میری بیٹیاں جو تمہارے لئے بہت ہی پاکیزہ ہیں، اللہ سے ڈرو اور مجھے میرے مہمانوں کے بارے میں رسوا نہ کرو، کیا تم میں ایک بھی بھلا آدمی نہیں؟''

یعنی اگر تمہیں اپنی جنسی خواہش کی ہی تسکین مقصود ہے تو اس کے لئے میری بیٹیاں موجود ہیں جن سے تم نکاح کر لو اور اپنا مقصد پورا کر لو، یہ تمہارے لئے ہر طرح سے بہتر ہے، بعض مفسرین نے کہا ہے کہ ''(بیٹیوں) سے مراد عورتیں ہیں اور انہیں اپنی لڑکیاں اس لئے کہا کہ پیغمبر اپنی امت کیلئے بمنزلہ باپ ہوتا ہے مطلب یہ ہے کہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کام کیلئے عورتیں موجود ہیں ان سے نکاح کرو اور اپنا مقصد پورا کرو۔ [1]

لیکن یہاں تو فطرت مسخ ہو چکی تھی اور بدکاری ان کی رگوں میں بس کر ان کی فطرت ثانیہ بن چکی تھی، ابن حجر ہیثمی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حوالہ سے یہ قول نقل کیا ہے:۔

﴿مَنْ أَمْكَنَ مِنْ نَفْسِهِ طَائِعًا اتَّقَى اللّٰهَ عَلَيْهِ شَهْوَةَ النِّسَاءِ وَجَعَلَهُ شَيْطَانًا رَجِيمًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ﴾

''جو مرد بخوشی اپنے اوپر قدرت دیدے کہ اس کے ساتھ بدفعلی کرلی جائے اللہ تعالیٰ اس میں عورتوں کی شہوت ڈالدیتے ہیں اور بروز قیامت اسے شیطان رجیم بنا کر اٹھائے گا'' [2]

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے منسوب اس قول کی سندی حیثیت کچھ بھی ہو لیکن واقعات و مشاہدات اس کی تصدیق کرتے ہیں، تو جب مفعول کا معاملہ ایسا ہو جاتا ہے تو پھر فاعل کی حالت کیا ہوگی؟ اس کا جواب آپ کو اس قوم کے اس جملہ میں مل جائے گا جو انہوں نے اپنے پیغمبر کی اخلاص و دردمندی سے بھرپور درخواست کے جواب میں کہا:

﴿لَقَدْ عَلِمْتَ مَا لَنَا فِي بَنَاتِكَ مِنْ حَقٍّ وَإِنَّكَ لَتَعْلَمُ مَا نُرِيدُ﴾

''تو بخوبی جانتا ہے کہ ہمیں تو تیری بیٹیوں پر کوئی حق نہیں ہے اور تو ہماری اصل چاہت سے بخوبی واقف ہے''

ذرا سوچئے! اس وقت حضرت لوط علیہ الصلاۃ والسلام کے اضطراب و بے چینی اور حیرانی و پریشانی کا کیا عالم ہوگا؟ اس کا بہت کچھ اندازہ ان کے ان الفاظ سے کیا جاسکتا ہے:۔

﴿لَوْ أَنَّ لِي بِكُمْ قُوَّةً أَوْ آوِي إِلَىٰ رُكْنٍ شَدِيدٍ﴾

---

[1] ابن کثیر بحوالہ احسن البیان ص ۶۲۴

[2] کتاب الزواجر ۲/۱۲۲ بحوالہ اسلام میں غیر فطری عمل کی قباحت اور سزا ص ۱۷ الکتاب انٹرنیشنل نئی دہلی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''کاش کہ مجھ میں تم سے مقابلہ کی قوت ہوتی یا میں کسی زبردست کا آسرا پکڑ پاتا؟''

فرشتوں نے ان کی یہ حالت دیکھی تو وہ اپنی حقیقت ظاہر کرتے ہوئے یوں گویا ہوئے:۔

﴿یٰلُوْطُ اِنَّا رُسُلُ رَبِّکَ لَنْ یَّصِلُوْا اِلَیْکَ فَاَسْرِ بِاَھْلِکَ بِقِطْعٍ مِّنَ الَّیْلِ وَلَا یَلْتَفِتْ مِنْکُمْ اَحَدٌ اِلَّا امْرَاَتَکَ ،اِنَّهٗ مُصِیْبُهَا مَا اَصَابَهُمْ اِنَّ مَوْعِدَهُمُ الصُّبْحُ اَلَیْسَ الصُّبْحُ بِقَرِیْبٍ﴾

''اے لوط! ہم تیرے پروردگار کے بھیجے ہوئے ہیں، ناممکن ہے کہ یہ تجھ تک پہنچ جائیں پس تو اپنے گھر والوں کو لے کر کچھ رات رہے نکل کھڑا ہو، تم میں سے کسی کو مڑ کر بھی نہ دیکھنا چاہئے، بجز تیری بیوی کے اس لئے کہ اسے بھی وہی پہنچنے والا ہے جو ان سب کو پہنچے گا، یقیناً ان کے وعدے کا وقت صبح کا ہے، کیا صبح بالکل قریب نہیں؟''

اور پھر صبح طلوع ہوئی تو ایک خطرناک منظر کے ساتھ، قوم لوط اپنے کیفر کردار کو پہنچ چکی تھی، قرآن کے الفاظ میں:۔

﴿فَلَمَّا جَاءَ اَمْرُنَا جَعَلْنَا عَالِیَهَا سَافِلَهَا وَ اَمْطَرْنَا عَلَیْهَا حِجَارَةً مِّنْ سِجِّیْلٍ مَّنْضُوْدٍ،مُّسَوَّمَةً عِنْدَ رَبِّکَ وَمَا هِیَ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ بِبَعِیْدٍ﴾

''پھر جب ہمارا حکم آ پہنچا، ہم نے اس بستی کو زیروزبر کر دیا، اوپر کا حصہ نیچے کر دیا اور ان پر کنکر یلے پتھر برسائے جو تہ بہ تہ تھے''

(ھود ۷۷۔۸۳)

اس طرح فطرت کو الٹنے اور مسخ کرنے کی سزا ان کے جسموں کو مسخ کر کے اور ان کی بستیوں کو الٹ کر دی گئی، گویا جیسی کرنی ویسی بھرنی۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شریعت اسلامیہ میں ہم جنسی کا حکم:

یہ تو قوم لوط علیہ الصلاۃ والسلام کی کہانی تھی، اب آیئے دیکھتے ہیں کہ ہم جنسی کے تئیں شریعت اسلامیہ کا کیا رخ ہے؟

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

﴿مَنْ وَجَدْتُمُوْهُ يَعْمَلُ عَمَلَ قَوْمِ لُوْطٍ فَاقْتُلُوا الْفَاعِلَ وَالْمَفْعُوْلَ بِهِ﴾

(ابوداؤد کتاب الحدود: ۴۴۶۲۔ احمد ۱/۳۰۰، ارواء الغلیل: ۲۲۵۰)

''جسے تم قوم لوط کا عمل کرتے ہوئے پاؤ اس کے فاعل اور مفعول دونوں کو قتل کردو''

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی روایت کے الفاظ ہیں:۔

﴿اُقْتُلُوا الْفَاعِلَ وَالْمَفْعُوْلَ بِهِ أَحْصَنَا أَوْلَمْ يُحْصِنَا﴾

''کرنے والے اور جس کے ساتھ کیا جائے دونوں کو قتل کردو شادی شدہ ہوں یا غیر شادی شدہ''۔

(ابن ماجہ کتاب الحدود: ۲۵۶۲۔ حاکم: ۴/۳۵۵)

ڈاکٹر ابوالحیات اشرف لکھتے ہیں:۔

''آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ نہایت پاکیزہ تھا، ان کے زمانہ میں اس طرح کا کوئی واقعہ پیش نہیں آیا، اس لئے اس جرم کے مجرمین کیلئے طریقۂ سزا کی تعیین نہیں ہوسکی، صحابۂ کرامؓ میں سے بعض نے مجرمین کو رجم کے ذریعہ اور بعض نے تلوار کے ذریعہ قتل کرنے کا حکم دیا، حضرت علیؓ کی رائے تھی کہ مجرمین کو تلوار سے قتل کیا جائے اور دفن کرنے کی بجائے ان کی لاشیں جلا ڈالی جائیں، حضرت ابوبکرؓ نے اسی رائے سے اتفاق

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیا، حضرت عمر و عثمانؓ نے مجرمین کو کسی بوسیدہ عمارت کے نیچے کھڑا کر کے اسی عمارت کو ان پر ڈھا دینے کی رائے دی، حضرت ابن عباسؓ نے مجرمین کو بستی کی سب سے اونچی عمارت سے سر کے بل پھینک دینے اور ان پر پتھر برسانے کی رائے دی تھی'' [1]

امام بیہقیؒ نے نقل فرمایا ہے کہ:۔

'' خالد بن ولیدؓ نے حضرت ابوبکرؓ کو لکھا کہ عرب کے نواحی علاقہ میں ایک آدمی ہے جس سے عورت کی طرح مجامعت کی جاتی ہے اور اس پر دلیل بھی قائم ہوگئی ہے، حضرت ابوبکرؓ نے اس بارے میں صحابہ کرامؓ سے مشورہ فرمایا تو سب سے سخت رائے حضرت علیؓ کی آئی، انہوں نے کہا کہ یہ ایسا گناہ ہے جس کا ارتکاب امتوں میں سے صرف ایک امت نے کیا تھا، اس کو اللہ کی طرف سے جو سزا دی گئی وہ معلوم ہے، میری رائے ہے کہ اسے جلا دیا جائے، چنانچہ حضرت ابوبکرؓ نے خالد کو لکھا کہ اسے جلا ڈالا جائے، بعد ازاں حضرت عبداللہ بن زبیرؓ نے اپنے زمانہ میں، اسی طرح ہشام بن عبدالملک نے اور عراق میں قسری نے ایسے لوگوں کو جلا دیا'' [2]

طریقۂ سزا کی تعیین کے سلسلے میں صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے اختلاف کے باوجود یہ بات متعین ہے کہ وہ سب کے سب اس سلسلے میں سخت سے سخت رویہ رکھتے تھے اور ان کی رائے تھی کہ اس جرم کے مرتکبین کو زیادہ سے زیادہ عبرتناک سزا دی جانی چاہئے، علامہ ابن القیمؒ فرماتے ہیں:۔

﴿ان عقوبته أغلظ من عقوبة الزانی لاجماع الصحابة علی ذلک ولغلظ حرمته

---

[1] مردود اقوام ص ۱۲۶

[2] السنن الکبری ۸/۴۰۵ بحوالہ موسوعہ نضرۃ النعیم ۱۰/۴۴۸

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وانتشار فساده لأن الله تعالى لم يعاقب أمة ماعاقب اللوطية﴾

''اس فعل کے مرتکب کی سزا زانی کی سزا سے سخت ہوگی اسلئے کہ تمام صحابہ کرامؓ کا اس پر اجماع ہے اور اس وجہ سے بھی کہ اس کی حرمت بڑھی ہوئی ہے اور اس کا فساد بہت دور رس ہے یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جیسی سخت سزا اس امت کو دی کسی اور امت کو نہیں دی'' [1]

اخلاقی طور پر سلف صالح اس حرکت بد کو کس نگاہ سے دیکھتے تھے اس کا اندازہ فضیل بن عیاضؒ کے اس قول سے لگایا جاسکتا ہے:۔

﴿لوان لوطيا اغتسل بكل قطرة من السماء للقى الله غير طاہر﴾

''لواطت کرنے والا اگر آسمان کے ایک ایک قطرہ سے نہالے تب بھی اللہ سے اس کی ملاقات ہوگی تو وہ ناپاک ہی ہوگا'' [2]

دوسرے بزرگوں سے بھی اسی قسم کے الفاظ منقول ہیں۔ [3]

عورت کے پچھلے حصہ میں وطی کرنا:

جس طرح مرد سے اپنی جنسی خواہش کی تسکین کرنا حرام اور جرم قبیح ہے اسی طرح عورتوں کے دبر (پچھلے حصہ) میں مجامعت حرام اور موجب لعنت فعل ہے، اسلئے کہ یہ عمل غیر فطری اور عورت کی اذیت رسانی کا باعث ہونے کیساتھ نسل کش بھی ہے، امام ابن القیمؒ سورۂ بقرہ کی آیت (۲۲۲)

﴿فَأْتُوهُنَّ مِنْ حَيْثُ أَمَرَكُمُ اللهُ﴾

''(حیض سے پاکی کے بعد ان) عورتوں کے پاس جاؤ جہاں سے

---

[1] روضۃ المحبین ص ۲۹۱

[2] و [3] فتاوی ابن تیمیہ ۱۵/۳۸۵ بحوالہ اسلام کا نظریہ جنس ص ۳۴۰

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ نے تمہیں اجازت دی''

نقل کرنے کے بعد تحریر فرماتے ہیں:۔

''یہ آیت کریمہ عورت کے پچھلے حصہ میں دخول سے دو وجوہات سے روکتی ہے، ایک یہ کہ قرآن کریم نے کھیتی میں آنے کی بات کہی ہے اور وہ مقام ولادت ہے نہ کہ پاخانہ کی جگہ جو گندگی اور پلیدگی کا مقام ہے، حضرت ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ ﴿فَأْتُوا حَرْثَكُمْ﴾ سے فرج (اگلی شرمگاہ) مراد ہے۔

اس کے علاوہ حیض کے خون اور گندگی کی وجہ سے جب فرج میں ہمبستری حرام ہوجاتی ہے تو پھر پاخانہ کے مقام میں کیونکر جائز ہوسکتی ہے جب کہ وہ سراسر گندگی کا مقام ہے مزید یہاں فساد و بگاڑ کی دوسری باتیں بھی موجود ہیں کہ اس سے نسل منقطع ہوتی ہے اور یہ عورتوں کے ساتھ بدفعلی، اغلام بازی کا قریب ترین ذریعہ ہوسکتا ہے۔

اگلے حصہ میں وطی یہ عورت کا حق ہے، ظاہری بات ہے کہ پچھلے حصہ میں ایسا کرنے سے اس کا حق ادا ہوتا ہے اور نہ اس کی خواہش کی تسکین و تشفی کا ہی کوئی سامان ہوتا ہے۔

یہ بات بھی ہے کہ پاخانہ کا مقام اس مقصد کے لئے نہیں تیار کیا گیا ہے، اس کے لئے تو اگلا حصہ بنایا گیا ہے، جو لوگ اگلی کی بجائے پچھلی شرمگاہ کو استعمال کرتے ہیں وہ حکمت الٰہی اور شریعت ربانی سے تجاوز کرتے ہیں۔

یہ عمل مرد کیلئے بھی نقصان دہ ہے، یہی وجہ ہے کہ ماہر حکماء اور عقلاء اس سے روکتے ہیں، اس لئے کہ شرمگاہ کے اندر مادہ کو جذب کرلینے کی پوری صلاحیت ہوتی ہے، جب کہ پاخانہ کے راستہ میں رطوبت جذب نہیں ہوسکتی کیونکہ یہ فطرت کے خلاف ہے۔ (آگے لکھتے ہیں) نیز

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس سے مرد وعورت کے محاسن کا جنازہ نکل جاتا ہے، برائیوں کا غلبہ ہوجاتا ہے، ایک دوسرے سے محبت ومودت کی جگہ نفرت ودوری پیدا ہوجاتی ہے۔

یہ زوالِ نعمت اور نزولِ انتقام ومصیبت کے بڑے اسباب میں سے ہے، اس سے لعنت برستی ہے، اللہ تعالیٰ ایسے شخص سے منہ پھیر لیتا ہے اور اپنے نظرِ کرم کا دروازہ اس پر بند کردیتا ہے، اب اس کے بعد پھر کونسی بھلائی رہ جاتی ہے اور جس بندے پر اللہ کی پھٹکار ہوجائے، اس کی نظرِ شفقت وعنایت اس سے روٹھ جائے اور جس سے وہ اپنا رخ پھیر لے بھلا اس کی زندگی بھی کوئی زندگی ہوسکتی ہے؟ [1]

علامہ ابن القیمؒ کی یہ باتیں ان صحیح احادیث سے مستفاد ہیں جو آپ ﷺ سے مروی ہیں، چنانچہ اس سلسلے میں آپ ﷺ کا فرمان ہے:۔

﴿ملعون من اتی امراۃ فی دبرھا﴾

(ابوداؤد کتاب النکاح:۲۱۶۲، ابن ماجہ:۱۹۲۳)

''جو شخص عورت سے اس کی پشت میں جماع کرے وہ لعنتی ہے''

مزید آپ ﷺ کا ارشاد ہے:۔

﴿من اتی امرأۃ فی دبرھا فقد برئ مما انزل علی محمد﴾ (ابوداؤد کتاب الطب:۳۹۰۴، ترمذی:۱۳۵)

''جس نے عورت سے اس کی پشت میں جماع کیا، بلاشبہ وہ اس چیز سے بری ہوگیا جو اللہ تعالیٰ نے محمد (ﷺ) پر نازل کی ہے''

ایک دوسری روایت کے الفاظ ہیں:۔

﴿لاینظر اللہ الی رجل جامع امرأتہ فی دبرھا﴾

''اللہ ایسے شخص کی طرف رحمت کی نگاہ سے نہیں دیکھے گا جس نے اپنی

---

[1] زاد المعاد ۴/۲۴۰۔۲۴۲

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بیوی سے اس کی پشت میں جماع کیا''

(احمد:۲/۲۷۲،ابن ماجہ کتاب النکاح:۱۹۲۳)

دوعورتوں کا باہم لطف اندوز ہونا:

اسی طرح دوعورتوں کا باہم لطف اندوز ہونا اور جنسی لذت حاصل کرنا بھی ناجائز اور حرام عمل ہے، علامہ ابن قدامہ لکھتے ہیں:۔

''اگر دوعورتیں ہم جنسی کا عمل کرتی ہیں تو وہ دونوں زانی اور ملعون ہیں کیونکہ رسول اللہ ﷺ سے منقول ہے:۔

﴿إِذَا أَتَتِ الْمَرْأَةُ الْمَرْأَةَ فَهُمَا زَانِيَتَانِ﴾

''جب دوعورتیں ہم جنسی کا عمل کرتی ہیں تو دونوں بدکار ہوتی ہیں'' [1]

مشت زنی کا حکم:

جنسی لذت کی تسکین کی ایک صورت استلذاذ بالید (ہاتھوں کے ذریعہ لطف اندوز ہونا) اور مشت زنی ہے، مالکیہ، شافعیہ، حنفیہ، اور جمہور علماء کا مذہب ہے کہ مشت زنی حرام ہے اور یہی صحیح مذہب ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:۔

﴿وَالَّذِينَ هُمْ لِفُرُوجِهِمْ حَافِظُونَ إِلَّا عَلَىٰ أَزْوَاجِهِمْ أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُمْ فَإِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُومِينَ فَمَنِ ابْتَغَىٰ وَرَاءَ ذَٰلِكَ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْعَادُونَ﴾

''(اور کامیاب ہونے والے مومن) وہ لوگ ہیں جو اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرتے ہیں سوائے اپنی بیویوں اور زیر ملکیت لونڈیوں کے کہ ان پر محفوظ نہ رکھنے میں وہ قابل ملامت نہیں ہیں البتہ جو اس کے علاوہ

---

[1] المغنی ۸/۱۹۸ مذکورہ روایت کو علماء نے موضوع قرار دیا ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کچھ اور چاہیں وہی حد پھلانگنے والے ہیں''

امام ابن کثیرؒ تحریر فرماتے ہیں:۔

''امام شافعیؒ نے اور جنہوں نے ان کی موافقت کی ہے اسی آیت کریمہ سے استدلال کیا ہے کہ مشت زنی حرام ہے'' [1]

حرملہ بن عبدالعزیزؒ کہتے ہیں:۔

﴿سألت مالکا عن الرجل یجلد عمیرۃ فتلا ھذہ الآیۃ ''والذین ھم .....﴾

''میں نے امام مالک سے مشت زنی کرنے والے آدمی کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے یہ آیت کریمہ تلاوت کی ۔۔۔۔۔۔'' [2]

اس آیت کریمہ سے وجہ استدلال یہ ہے کہ حرامکاری سے شرمگاہ کی حفاظت پر اللہ تعالیٰ نے مومنین کی تعریف کی ہے اور شرمگاہ کی حفاظت کے اس عام حکم سے اپنی بیویوں اور زیرملکیت لونڈیوں سے قربت کو مستثنیٰ (الگ) قرار دیا ہے اس کے بعد ارشاد فرمایا ہے:۔

''جو ان (بیویوں اور زیرملکیت لونڈیوں) کے علاوہ طلب کرے، وہ ظالم ہیں اور حلال سے حرام کی طرف تجاوز کرنے والے ہیں''

اس کیلئے ﴿عادی﴾ کا لفظ استعمال کیا ہے اور عادی (سرکش) ہی حد پھلانگتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے متعین کردہ حد کو پھلانگنے والا ظالم ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:۔

﴿وَمَنْ يَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ﴾

(البقرہ:۲۲۹)

''جو لوگ اللہ تعالیٰ کے حدود پھلانگتے ہیں وہی ظالم ہیں''

گویا کہ یہ آیت بیویوں اور لونڈیوں کے علاوہ لطف اندوزی کے تمام طریقوں

---

[1] ابن کثیر ۳/۲۶۴

[2] احکام القرآن لابن عربی ۳/۱۳۱۰

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور راستوں کی حرمت پر دلالت کرتی ہے اور اس میں کوئی شک نہیں کہ مشت زنی مذکورہ دونوں طریقوں کے علاوہ ہے، اس طرح مشت زنی حرام اور اس کا کرنے والا نص قرآنی کی رو سے ظالم ٹھہرا۔ [1]

بعض علماء کی رائے میں ایسے حالات میں جب کہ شہوانی خواہشات کا غلبہ ہو اور حرام کے ارتکاب کا اندیشہ پیدا ہو جائے تو غلبۂ شہوت کو کنٹرول کرنے کی غرض سے اسے اختیار کرنے میں کوئی حرج نہیں بشرطیکہ حد سے تجاوز نہ ہو اور اسے عادت نہ بنالیا جائے۔

لیکن یہ رائے اس لئے کمزور اور نا قابل قبول ہے کہ جنسی شہوت کے غلبہ اور جائز ذریعہ کے میسر نہ ہونے کی صورت میں خود کو قابو میں رکھنے کا نسخہ آپ ﷺ نے تجویز فرمادیا ہے ﴿فَعَلَيْهِ بِالصَّوْمِ فَإِنَّهُ لَهُ وِجَاءٌ﴾ کہ ایسے شخص کو روزہ رکھنا چاہئے روزہ اس کی شہوت کو توڑ دے گا، اس بارے میں علامہ ابن القیمؒ کے الفاظ ہیں:

﴿والصحيح عندى انه لايباح لان النبى ﷺ انما ارشد صاحب الشهوة اذاعجز عن الزواج الى الصوم ولو كان هناك معنى غيره لذكره﴾

''صحیح بات یہ ہے کہ ایسا کرنا درست نہیں، اسلئے کہ نبی ﷺ نے شہوت والے شخص کو جو نکاح کرنے سے عاجز ہو روزہ رکھنے کی ہدایت فرمادی ہے، اگر اس مقصد کیلئے کوئی دوسرا طریقہ بھی اختیار کیا جاسکتا تھا تو آپ ﷺ اس کا تذکرہ بھی فرمادیتے'' [2]

یہیں سے یہ بات بھی سمجھ لینے کی ہے کہ جنسی تسکین کیلئے اس قسم کے جو ذرائع بھی قیامت تک استعمال کئے جائیں وہ سب کے سب حرام ہونگے۔

---

[1] فتاوی ابن بازؒ مترجم (مکمل) ص ۵۷۱، ۵۷۲، دارالداعی ریاض

[2] بدائع الفوائد ۴/۹۷ (مصری)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مشت زنی یا خودلذتی کے حوالہ سے یہ بات بھی قابل غور ہے کہ جسے ایک مرتبہ اس کا ذائقہ مل جائے پھر وہ اس سے بمشکل چھٹکارا حاصل کر پاتا ہے۔

مشت زنی کے طبی نقصانات:

چنانچہ مشت زنی کے بارے میں ایک حکیم جناب جلیس احمد صدیقی (پاکستان) کا مضمون ملاحظہ فرمایئے، جس میں اس بات کی وضاحت کے ساتھ مشت زنی کے دیگر بہت سے طبی نقصانات پر بھی روشنی ڈالی گئی ہے، موصوف لکھتے ہیں:۔

''ہاتھ سے سرچشمۂ حیات خارج کرنے والے کو مجلوق اور اس قبیح فعل کو جلق، مشت زنی یا استمناء بالید کہتے ہیں، اس بدخصلت کی ابتداء افریقہ سے ہوئی ہے، مگر موجودہ زمانہ میں یہ ناز یبا عادت پوری دنیا میں عموماً اور ہمارے ملک میں خصوصاً جاری وساری ہے۔

دیگر ممالک میں عورتوں اور مردوں کے اختلاط پر کوئی روک ٹوک نہیں ہے، اسلئے وہاں کے مرد اور لڑکے زنا میں ملوث ہوجاتے ہیں مگر ہمارے معاشرتی اقدار کی بنا پر جو لوگ زنا کرنے سے ڈرتے ہیں وہ لوگوں سے چھپ کر خود کو ضائع کرنا شروع کردیتے ہیں، اس عادت میں اکثر طالب علم، کنوارے لوگ اور ریاکار زاہد مبتلا ہوتے ہیں۔

یہ عادت جب ایک مرتبہ کسی کو لگ جائے تو آسانی سے پیچھا نہیں چھوڑتی ہے، ہاتھ کی سخت رگڑ کے باعث پٹھے ذکی الحس ہوجاتے ہیں اور ان میں بار بار تناؤ رہتا ہے اور وہ شخص بار بار اس فعل کا ارتکاب کرتا ہے، میں یہاں اس غلط فہمی کا ازالہ کردوں کہ بہت سے بے وقوف لوگ اپنے احباب کو یہ مشورہ دیتے ہیں کہ جلق لگاؤ اس سے تمہاری طاقت میں اضافہ ہوگا، کیونکہ پٹھوں کی حس بڑھ جاتی ہے اور جلق کے باعث مادۂ منویہ کا مکمل اخراج نہیں ہوتا ہے اس لئے آلۂ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تناسل میں بار بار اکساہٹ ہوتی ہے، جسے یہ جہلاء ''طاقت سے تعبیر کرتے ہیں جب کہ حقیقتاً یہ کمزوری کی علامت ہے۔

جلق سے کیونکہ دل ودماغ کمزور ہوجاتے ہیں، اس لئے مجلوق کو مرگی، فالج، لقوہ، ضعفِ مثانہ، ورم غدہ قدامیہ، عارضۂ قلب، بندنشاد، (اس مرض میں پیشاب کی نالی کا سوراخ کان کے سوراخ کے برابر تک بڑا ہوجاتا ہے اور مریض پیشاب اور منی کے انزال پر قابو نہیں رکھ سکتا ہے) ہونے کے امکانات بہت بڑھ جاتے ہیں۔

میرے پاس اکثر مجلوق آتے ہیں جن کی شادیاں ہوچکی ہیں مگر وہ اپنی بیویوں کے لئے ناکارہ ہوچکے ہیں بوقت خاص انہیں نامکمل ایستادگی ہوتی ہے اور وقت دخول یا اس سے قبل ہی ان کو انزال ہوجاتا ہے۔

فرض کریں کہ آپ صحراء میں تپتی دھوپ میں جارہے ہیں پیاس سے حلق میں کانٹے پڑ رہے ہیں اور کوئی آپ کو از راہ عنایت پانی پینے کیلئے پیش کرتا ہے مگر محض چند قطرے پلا کر مشکیزہ کھینچ لیتا ہے، بتایئے اس وقت آپ کے کرب کا کیا عالم ہوگا؟ کیا آپ اس شخص کی شکل دیکھنا بھی گوارہ کریں گے؟ یقیناً نہیں، بعینہ یہی عالم مجلوق کی بیوی کا ہوتا ہے اگر وہ شریف عورت ہے تو ساری زندگی وہ گھٹ گھٹ کر گذار دے گی ورنہ وہ دیگر حضرات کو ''مستفیض'' کرے گی یا کم از کم خاندان اور گھر والوں کے سامنے تو اس ''شیر مرد'' کی ''مردانگی'' کے پول کھول ہی دے گی'' [1]

بیوی کے علاوہ لونڈی سے بھی مجامعت کی اجازت کیوں؟

گذشتہ صفحات میں بعض قرآنی آیات کے حوالہ سے یہ بات گذر چکی ہے کہ

---

[1] نوجوان تباہی کے دہانے پر ص ۱۶۱، ۱۶۲، فرید بکڈپو دہلی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مذہب اسلام میں اپنی لونڈی سے ہم بستری کی اجازت دی گئی ہے، یہ مسئلہ بہت سے لوگوں کے ذہنی خلجان و پریشانی کا باعث بنتا ہے اسلئے یہ سمجھ لینا ضروری ہے کہ اسلام میں لونڈی سے قربت ومجامعت کی اجازت کس پس منظر میں اور کن شرطوں کے ساتھ دی گئی ہے۔

اسلام سے پہلے غلامی کا عام چلن تھا اور صدیوں سے دنیا کی قدیم ترین قوموں میں اس کا رواج چلا آرہا تھا، غلام بنانے کے مختلف طریقے رائج تھے، اسلام نے تمام طریقوں کو کالعدم کرتے ہوئے غلام بنانے کے صرف ایک طریقہ کو باقی رکھا اور وہ ہے جنگ میں قید ہونے والے مرد وعورت کو غلام بنانا، اسلام نے قید میں آئی لونڈیوں سے کچھ مخصوص شرطوں اور ہدایتوں کے ساتھ اس کے مالک کو فائدہ اٹھانے کی اجازت دی،، لونڈیوں سے فائدہ اٹھانے سے متعلق شریعت کی وہ شرطیں اور ہدایتیں کچھ اس طرح ہیں:۔

☆ صرف اس قیدی عورت سے قربت جائز ہے جسے لشکر کا امیر دیگر مال غنیمت کی طرح کسی مجاہد کو دیدے، اس سے پہلے کسی قیدی عورت سے قربت زنا ہونے کے ساتھ مال غنیمت میں خیانت ہوگی۔

☆ اگر امیر لشکر کسی عورت کو کسی کی ملکیت میں دیدے تو اس کے بعد نکاح کی ضرورت نہیں، ملکیت میں دے دینا ہی کافی ہوگا اور عورت کا سابقہ نکاح خود سے ختم ہوجائے گا۔

☆ امیر لشکر یا حکومت اگر کسی عورت کو کسی کی ملکیت میں دیدے تو پھر وہ خود بھی اس کو واپس لینے کی مجاز نہیں ہوتی، الا یہ کہ اس تقسیم میں کوئی ناانصافی کی بات واقع ہوئی ہو جس کا پتہ بعد میں چلے۔

☆ لونڈی سے صرف وہی شخص جماع کرسکتا ہے جس کی ملکیت میں ہو، کوئی دوسرا نہیں۔

☆ ملکیت حاصل ہونے کے بعد لونڈی سے اس وقت تک جماع کرنا درست نہیں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جب تک کہ ایک حیض کی مدت نہ گذر جائے اور حمل کی صورت میں وضع حمل تک اس سے قربت جائز نہیں۔[1]

اسلام نے غلامی کو بالکل ختم اسلئے نہیں کر دیا کہ:۔

☆ ایک تو پہلے سے معاشرہ میں بڑی تعداد میں غلام مرد وخواتین موجود تھیں، اگر اسلام بالکلیہ غلامی کے خاتمہ کا فرمان جاری کرتا اور لوگوں پر غلاموں کو آزاد کرنا فرض قرار دیتا تو یہ جہاں ایک طرف بہت سے مالکوں کو مالی اعتبار سے شدید نقصان اور خسارہ سے دوچار کرنے کا سبب بنتا وہیں بہت سے غلاموں (مثلاً کمائی نہ کر سکنے والے بچے اور خواتین) کے حق میں بھی بہتر نہ ہوتا۔

☆ دوسرے جنگوں کے نتیجہ میں قیدی مردوں اور عورتوں کا وجود ناگزیر تھا، اب قیدی عورتوں کے ساتھ سلوک کی ایک صورت تو یہ ہے کہ انہیں قتل کر دیا جائے جبکہ دوسری صورت یہ تھی کہ انہیں زندہ رکھا جائے اور موجودہ زمانہ کی طرح انہیں کیمپ میں رکھ کر فوجیوں کو عام اجازت دی جائے کہ وہ جس عورت کو چاہیں اپنی شہوت کا نشانہ بنائیں، ظاہر ہے کہ یہ عمل زنا ہونے کے ساتھ حیوانیت و بہیمیت کا منظر پیش کرنے والا ہے، تیسری صورت یہ تھی کہ ان میں سے ہر ایک کو کسی کی ملکیت میں دیدیا جائے اور اسے اس سے فائدہ اٹھانے کی بھی اجازت دی جائے، اسلام نے مخصوص شرطوں کے ساتھ جو کہ گذر چکی ہیں اسی صورت کو اختیار کیا، اگر قیدی عورتوں کو معاشرہ میں یونہی آزاد چھوڑ دیا جاتا تو معاشرے میں ان کے ذریعہ سے بدکاری پھیلتی یا مالک کو محض حق ملکیت دے کر لونڈی سے فائدہ اٹھانے کی اجازت نہ دی جاتی تب بھی اس مصیبت سے مفر نہیں تھا، بنابریں لونڈی سے فائدہ اٹھانے کی یہ رخصت واجازت ایک بڑے مسئلہ کا بہتر اور صحیح حل ہے، اس حل کے ساتھ اسلام میں لونڈی کی آئندہ بہتر زندگی کے لئے بہت سے سامان فراہم کئے گئے ہیں، اس سلسلے میں نبی ﷺ کا ارشاد ہے:۔

---

[1] تیسیر القرآن از کیلانی ج ا ص ۳۵۹

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿مَنْ كَانَتْ لَهُ جَارِيَةٌ فَعَلَّمَهَا فَأَحْسَنَ إِلَيْهَا ثُمَّ أَعْتَقَهَا وَتَزَوَّجَهَا كَانَ لَهُ أَجْرَانِ﴾

''جس شخص کے پاس کوئی لونڈی ہو اور وہ اس کی تعلیم و تربیت کرے، اسے ادب سکھلائے پھر اسے آزاد کر کے اس سے نکاح کر لے تو اس کیلئے دوہرا اجر ہے'' (بخاری، کتاب العتق: ۲۵۴۴)

☆ مزید ایسا ہو سکتا ہے کہ ایمان لے آنے کے بعد جو مسلمان آزاد عورت سے نکاح نہ کر سکتا ہو وہ اس سے نکاح کر لے، ایسی صورت میں مالک لونڈی سے دوسرے کام تو لے سکتا ہے لیکن ہمبستری نہیں کر سکتا۔

☆ اس کے علاوہ لونڈی سے مالک کی کوئی اولاد ہو جائے تو پھر اس کیلئے اس کو فروخت کرنا جائز نہیں ہوگا، مالک کے مرنے کے وہ خود بخود آزاد ہو جائے گی، ایسی لونڈی کو ''ام الولد'' کہا جاتا ہے۔

مرد و عورت کے تعلقات کی بعض ناجائز شکلیں

مرد و عورت کے تعلقات اور جنسی خواہش کی تسکین کے کچھ اور راستے تھے جن سے نسل انسانی کی افزائش اور تربیت و ترقی کے مقصد عظیم کو نقصان پہونچتا تھا یا جن سے زناکاری و بدکاری کو فروغ حاصل ہو سکتا تھا، اسلام نے ان سبھوں کو حرام قرار دیا۔

نکاح متعہ:

اس سلسلے کی ایک چیز ''نکاح متعہ'' ہے، متعہ کسی عورت سے ایک مقررہ مدت تک کے لئے نکاح کر لینے کو کہتے ہیں، ابتداءِ اسلام میں اس نکاح کو ضرورۃً اور مصلحتاً جائز رکھا گیا تھا، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:۔

''ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مل کر جہاد کرتے تھے، ہمارے ساتھ ہماری بیویاں نہیں ہوتی تھیں، اس لئے ہم نے عرض کیا کہ ہم اپنے آپ کو خصی کیوں نہ کر لیں؟ آپ ﷺ نے اس سے روک دیا اور رخصت دیدی کہ ہم کسی عورت سے کپڑے یا (کسی بھی چیز) کے عوض نکاح کر لیں'' (بخاری کتاب التفسیر: ۴۶۱۵ مسلم کتاب النکاح: ۱۴۰۴)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَأُحِلَّ لَكُمْ مَّاوَرَاءَ ذٰلِكُمْ أَنْ تَبْتَغُوْا بِأَمْوَالِكُمْ

مُّحْصِنِيْنَ غَيْرَ مُسَافِحِيْنَ

اوران عورتوں کے سوااور عورتیں تمہارے لیے حلال کی گئی

ہیں کہ اپنے مال کے مہر سے تم ان سے نکاح کرنا چاہو

برے کام سے بچنے کیلئے نہ کہ شہوت رانی کیلئے

(النساء:۲۴)

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ کی روایت کے مطابق:۔

''پھر غزوۂ اوطاس کے موقع پر تین دنوں کے لئے نکاح متعہ کی اجازت دی پھر اس سے منع فرمادیا'' (مسلم، کتاب النکاح:۱۴۰۵ وغیرہ)

ایک موقع پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دوران خطبہ فرمایا:۔

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے متعہ کی ہمیں تین مرتبہ اجازت دی پھر اسے حرام کردیا، اللہ کی قسم مجھے کسی بھی شادی شدہ کے نکاح متعہ کا علم ہوگا تو میں اسے سنگسار کردوں گا'' (ابن ماجہ کتاب النکاح:۱۹۹۳، التلخیص الجبیر ۱۵۴/۳)

امام نوویؒ تحریر فرماتے ہیں کہ:۔

''درست بات یہ ہے کہ متعہ دومرتبہ حرام ہوااور دوہی مرتبہ جائز ہوا چنانچہ یہ غزوۂ خیبر سے پہلے حلال تھا پھر اسے غزوۂ خیبر کے موقع پر حرام کیا گیا، پھر اسے فتح مکہ کے موقع پر جائز کیا گیا اور عام اوطاس بھی اسی کو کہتے ہیں، اس کے بعد ہمیشہ کیلئے اسے حرام کردیا گیا'' [1]

بہرحال ابتداءِ اسلام میں جتنی مرتبہ بھی متعہ حلال ہوا وہ صرف اضطرار اور ضرورت شدیدہ کی بنا پر غزوات اور حالت سفر میں ہوا کسی موقعہ پر بھی اس کی حلت حضر میں نہیں ہوئی جیسا کہ مذکورہ روایتوں سے واضح ہے، مزید حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

﴿إنما كانت المتعة لخوف نا ولحر بنا﴾

www.KitaboSunnat.com

''متعہ کی حلت سفروں میں ہوئی اور ہمیں کوئی حدیث ایسی نہیں ملی جس میں یہ ہو کہ رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کے لئے حالت حضر میں متعہ کی اجازت دی ہو''

یہاں یہ وضاحت مناسب معلوم ہوتی ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ حرمت متعہ کے بعد بھی اضطرار اور شدید ضرورت میں متعہ کے جواز کے قائل تھے، لیکن بعد میں جب انہیں اس کی حرمت کا قطعی علم ہو گیا تو اس بات سے رجوع کر لیا، اس سلسلے میں علامہ ابوبکر جصاصؒ تحریر فرماتے ہیں:۔

﴿ولا نعلم أحدا من الصحابة روى عنه تجديد القول في اباحة المتعة غير ابن عباس وقد رجع عنه حين استقر عنده تحريمها بتواتر الأخبار من جهة الصحابة﴾

''تمام صحابہ کرامؓ میں سوائے ابن عباسؓ کے کوئی بھی حلت متعہ کا قائل نہیں اور انہوں نے بھی متعہ کے جواز سے اس وقت رجوع کر لیا تھا جب تمام صحابہ سے متعہ کی حرمت ان کے ہاں تواتر کے ساتھ ثابت ہو گئی''[1]

نکاح حلالہ:

نکاح حلالہ بھی اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے، علامہ ابن القیمؒ تحریر فرماتے ہیں:۔

''حلالہ کہتے ہیں جس عورت کو تین طلاقیں ہو چکی ہوں اس کا نکاح کسی سے صرف اسلئے کر دینا کہ وہ اگلے خاوند کے لئے حلال ہو جائے یہ نیا خاوند اس سے سیاہ کاری کر کے اس کو طلاق دے تو پہلا دیوث خاوند

---

[1] احکام القرآن ۱۵۲/۲، بحوالہ آپ کے مسائل اور ان کا حل ج ۱ ص ۳۵۴، ابوالحسن مبشر احمد ربانی، مکتبہ فاروقیہ، لاہور

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس سے پھر نکاح کرلے، یہ حنفی مذہب کا مسئلہ ہے [1] اس کی برائیاں حد سے سوا ہیں جوان مسلمانوں کی پیشانی پر بدنما داغ ہیں، حلالہ دراصل خفیہ زنا ہے جو شرعاً حرام محض ہے'' [2]

رسول اللہ ﷺ نے محلِّل (حلالہ کی نیت سے نکاح کرنے والے) اور محلَّل لہ (پہلے شوہر) دونوں پر لعنت بھیجی ہے۔ (ترمذی کتاب النکاح: ۱۱۲۰، نسائی، احمد، بیہقی)

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا:۔

﴿اَلَا اُخْبِرُکُمْ بِالتَّیْسِ الْمُسْتَعَارِ؟﴾

''کیا میں تمہیں ادھار کے سانڈ کی خبر نہ دوں؟''

صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کیوں نہیں! اے اللہ کے رسول! تو آپ ﷺ نے فرمایا:۔

﴿هُوَ الْمُحَلِّلُ، لَعَنَ اللّٰهُ الْمُحَلِّلَ وَالْمُحَلَّلَ لَهُ﴾

---

[1] جس طرح شیعوں کے یہاں متعہ ایک بابرکت چیز ہے جیسا کہ شیعہ کی تفسیر ''منہج الصادقین'' اور ''برھان المتعۃ'' میں لکھا ہے کہ ایک بار متعہ کرنے والا سیدنا حسین کے درجہ پر، دو بار کرنے والا سیدنا حسن کے درجہ پر، تین بار متعہ کرنے والا سیدنا علی کے درجہ پر اور چار بار متعہ کرنے والا رسول اللہ ﷺ کے مقام پر فائز ہوتا ہے، اسی طرح حنفیوں کے یہاں اگر ایک شخص اپنے بھائی کے لئے اس کی بیوی کو حلال کرنے کی غرض سے حلالہ کرے تو یہ باعث اجر کام ہے، اس سلسلے میں ان کی جرأت کا اندازہ اس بات سے کرنا چاہئے کہ انہوں نے حدیث میں وارد لفظ ''لعنت'' کو ''رحمت'' کے معنی میں بدلنے کی کوشش کی ہے، چنانچہ حنفی فقہ کی مشہور کتاب کنز الدقائق کی شرح مستخلص الحقائق ص ۱۲۶ پر لکھا ہے ''وان کان بشرط التحلیل فیحتمل أن اراد باللعن الرحمة'' یعنی اگر یہ حدیث (لعنت والی) نکاح حلالہ کے متعلق ہے تو اس میں اس معنی کا احتمال ہے کہ اللہ کے نبی ﷺ نے لعنت کا لفظ بول کر رحمت مراد لی ہو'' (نعوذ باللہ) (آپ کے مسائل اور ان کا حل ج ۱ ص ۳۶۷)

[2] اعلام الموقعین مترجم ج ۲ ص ۷۶

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''وہ حلالہ کرنے والا ہے، اللہ تعالیٰ نے حلالہ کرنے والے اور جس کے لئے حلالہ کیا جائے دونوں پر لعنت فرمائی ہے''

(ابن ماجہ کتاب النکاح دارقطنی، بیہقی، ارواء الغلیل ۶/۳۰۰)

صاحب سبل السلام، علامہ صنعانیؒ کے لفظوں میں:۔

''الحدیث یدل علی تحریم التحلیل لأنه لایکون اللعن الاعلی فاعل المحرم وکل محرم منهی عنه والنهی یقتضی الفساد''

''مذکورہ (ترمذی والی) حدیث حلالہ کی حرمت پر دلالت کرتی ہے، اس لئے کہ لعنت کا اطلاق فعلِ حرام کے مرتکب پر ہی ہوتا ہے اور ہر حرام چیز پر شریعت میں نہی وارد ہے اور نہی فساد کا تقاضہ کرتی ہے'' [1]

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:۔

﴿وَاللّٰهِ لَا اُوْتِی بِمُحَلِّلٍ وَلَا مُحَلَّلٍ لَهٗ اِلَّا رَجَمْتُهُمَا﴾

''اللہ کی قسم میرے پاس حلالہ کرنے والا اور جس کیلئے حلالہ کیا جائے دونوں لائے گئے تو دونوں کو رجم کردوں گا''

(ابن ابی شیبہ ۴/۲۹۴، عبدالرزاق ۹/۳۴۹، بیہقی ۷/۲۰۸)

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے پاس ایک آدمی لایا گیا، جس نے حلالے کی غرض سے نکاح کیا تھا، انہوں نے ان دونوں کے درمیان جدائی کرادی اور فرمایا:۔

﴿لَا تَرْجِعُ اِلَیْهِ اَلَّا بِنِکَاحِ رَغْبَةٍ غَیْرِ دَلْسَةٍ﴾

''یہ عورت حلالہ کے ذریعہ پہلے شوہر کی طرف نہیں لوٹ سکتی بلکہ ایسے نکاح کے ذریعہ لوٹ سکتی ہے جو رغبت کے ساتھ ہو اور دھوکا دہی سے پاک ہو'' (بیہقی ۷/۲۰۸، ۲۰۹)

اسی طرح حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے ایک ایسے آدمی کے بارے میں پوچھا گیا

---

[1] سبل السلام ۳/۱۲۷

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جس نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دیدیں، پھر اس کے بھائی نے اس کے مشورہ کے بغیر اس سے اس لئے نکاح کرلیا تاکہ وہ اس عورت کو اپنے بھائی کے لئے حلال کردے کیا اس طرح یہ پہلے کے لئے حلال ہوسکتی ہے؟ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ صحیح نکاح کے بغیر یہ حلال نہیں ہوسکتی ہم اس طریقہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں بدکاری (زنا) شمار کرتے تھے۔

﴿كُنَّا نَعُدُّ هٰذَا سِفَاحًا عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ﴾

(حاکم ۲۸۰۶، بیہقی ۷/۲۰۸، التلخیص الجبیر ۳/۱۷۱)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے ایک روایت کے مطابق دونوں کو زنا کار قرار دیا ہے۔

(ابن ابی شیبہ ۴/۲۹۴)

جبکہ ایک روایت کے الفاظ ہیں:۔

﴿لَا يَزَالَانِ زَانِيَيْنِ وَإِنْ مَكَثَا عِشْرِيْنَ سَنَةً إِذَا عُلِمَ أَنَّهُ يُرِيْدُ أَنْ يُحِلَّهَا﴾

''حلالہ کرنے والے مرد وعورت اگرچہ بیس سال اکٹھے رہیں وہ زنا ہی کرتے رہیں گے جبکہ مقصد عورت کو پہلے شوہر کیلئے حلال کرنا ہو''۔

(حاکم ۲/۱۹۹، بیہقی ۷/۲۰۸)

نکاح متعہ اور نکاح حلالہ دونوں میں ایک مشترک بات یہ پائی جاتی ہے کہ دونوں میں نکاح سے مقصود گھر بسانا اور توالد وتناسل کا سلسلہ جاری کرنا نہیں ہوتا، اسی طرح ان کی بنیاد محبت ومودت پر نہیں ہوتی بلکہ محض ایک میں جنسی خواہش کی تسکین اور دوسرے میں ایک ناجائز چیز کو جائز ٹھہرانے کا غلط ارادہ ونیت کارفرما ہوتی ہے اور ظاہر ہے کہ یہ دونوں باتیں منشائے شریعت کے ساتھ کھلواڑ کے مترادف ہیں۔

نکاح حلالہ کا ایک خطرناک پہلو یہ بھی ہے کہ اس سے زنا کاری کے رجحان کو فروغ حاصل ہوتا ہے، ایک تو اس طور پر کہ اس کے ذریعہ سے حلالہ کرنے والوں کی ایک پوری ٹیم وجود میں آجاتی ہے، جیسا کہ برصغیر ہندوپاک کے بعض مقامات پر اس کا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مشاہدہ کیا جاسکتا ہے، دوسرے اس طرح کہ جو عورتیں ایک مرتبہ حلالہ کے دور سے گذر جائیں، ان سے حیاء وشرم کا نکل جانا ایک یقینی امر ہے، علامہ ابن القیمؒ اس پر روشنی ڈالتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:۔

''وہ عورتیں جو اس حلالہ کے چکر میں غیر مرد کا منہ دیکھ لیتی ہیں وہ پھر کیا گھریلو بن کر رہتی ہیں؟ مستثنیات کو چھوڑ کر ہم تو کہہ سکتے ہیں کہ جن کے منہ یہ لہو لگ جاتا ہے وہ پھر ادھر ادھر منہ مارتی پھرتی ہیں، ان سے پھر ایک شوہر پر قناعت نہیں ہوتی، وہ پھر بے شرمی بے حیائی اور بے حجابی کا مجسمہ بن جاتی ہیں، اگر فرضاً ظاہرا ایسی نہ بھی معلوم ہوں، تاہم ان کے بڑھے ہوئے خطرناک حوصلے، ان کے اٹھے ہوئے حجاب انہیں چین سے بیٹھنے نہیں دیتے، وہ چھپ چھپاتے کچھ کالا دھولا کر گزرتی ہیں اور کچھ نہیں تو اپنے اس کرائے کے ٹٹو پر شیفتہ ہو جاتی ہیں، اب ایک خاوند ان کا ظاہری ہوتا ہے اور ایک باطنی، کیوں عقلمندو! بھلا جب اس کے سامنے کپڑا کھول چکی ہے، جب یہ اس کی بغل میں لیٹ چکی ہے، جب یہ اس کا شہد چوس چکی ہے، کیا اب وہ آسانی سے اسے چھوڑ دے گی؟ کیا وہ لطف وہ نئی رات رنگینیوں والی اسے بہت جلد بھول جائے گی؟ کیا اس مست شباب کی یاد اس کے دل پر سے بآسانی محو ہو جائے گی؟'' [1]

ولی کی اجازت کے بغیر نکاح:

اسی طرح کا ایک معاملہ کسی لڑکی کا ولی کی سرپرستی واجازت کے بغیر ''شادی رچانے'' کا ہے، شریعت اسلامیہ نے اسے جائز نہیں رکھا ہے۔

قرآن مجید میں جہاں کہیں مرد کے نکاح کا ذکر ہے، وہاں نَکَحَ یَنْکِحُ کا صیغہ استعمال

---

[1] اعلام الموقعین مترجم ج ۲ ص ۷۶

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیا گیا ہے، جسکے معنی خود نکاح کرنے کے ہوتے ہیں مثلاً:

﴿وَلَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكَاتِ حَتّٰى يُؤْمِنَّ﴾

(البقرہ:۲۲۱)

''مشرک عورتوں سے نکاح نہ کرو جب تک وہ ایمان نہ لے آئیں''

اور ﴿فَانْكِحُوْهُنَّ بِاِذْنِ اَهْلِهِنَّ﴾ (النساء:۲۵)

''ان سے ان کے گھر والوں کی اجازت سے نکاح کرلو''

لیکن جہاں عورت کے نکاح کا ذکر آیا ہے وہاں عموماً بابِ اِفعال (سے اِنکاح) کا صیغہ استعمال کیا گیا ہے جس کے معنی نکاح کرنے کے ہیں مثلاً:

﴿وَاَنْكِحُوا الْاَيَامٰى مِنْكُمْ﴾ (النور:۳۲)

''اپنے بے شوہر عورتوں کے نکاح کردو''

اور ﴿وَلَا تُنْكِحُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَتّٰى يُؤْمِنُوْا﴾

(البقرہ:۲۲۱)

''اپنی عورتوں کے نکاح مشرک مردوں سے نہ کرو جب تک کہ وہ ایمان نہ لائیں''

اس سے واضح ہے کہ شریعت نے عورت کو اس کا اہل قرار نہیں دیا ہے کہ وہ بذات خود اپنا نکاح کرے، مولانا عبدالماجد دریا آبادی سورۂ بقرہ کی مذکورہ آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:۔

''﴿ولا تنکحوا﴾ خطاب مردوں سے ہے کہ تم اپنی عورتوں کو کافروں کے نکاح میں نہ دو، حکم خود عورتوں کو براہ راست نہیں مل رہا ہے کہ تم کافروں کے نکاح میں نہ جاؤ، یہ طرز خطاب بہت پُرمعنی ہے، صاف اس بات پر دلالت کررہا ہے کہ مسلمان عورتوں کا نکاح مردوں کے واسطہ سے ہونا چاہئے''[1]

---

[1] تفسیر ماجدی ج ا ص ۴۱۶

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امام بخاریؒ اور دیگر علماء و محدثین نے قرآن مجید کی اس آیت سے بھی اس مسئلہ پر استدلال کیا ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:۔

﴿وَاِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ فَبَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ اَنْ يَّنْكِحْنَ اَزْوَاجَهُنَّ اِذَا تَرَاضَوْا بَيْنَهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ﴾ (البقرہ:۲۳۲)

''اور تم اپنی عورتوں کو جب طلاق دو اور وہ اپنی عدت پوری کر لیں تو انہیں ان کے خاوندوں سے نکاح کرنے سے نہ روکو جب کہ وہ آپس میں دستور کے مطابق رضامند ہوں''

امام حسن بصریؒ روایت کرتے ہیں:۔

''مجھ سے معقل بن یسارؓ نے بیان کیا کہ یہ آیت میرے ہی بارے میں نازل ہوئی، میں نے اپنی بہن کا نکاح ایک شخص سے کر دیا، اس نے اسے طلاق (رجعی) دیدی، لیکن جب عدت پوری ہوگئی تو (دوسرے پیغام کے ساتھ) اس نے بھی پیغام دیا، میں نے اس سے کہا کہ میں نے تم سے اس کا نکاح کر دیا، اسے تمہاری زوجیت میں دیدی، لیکن تم نے اسے طلاق دیدی اور اب پھر تم اس سے نکاح کا پیغام لے کر آئے ہو؟ اللہ کی قسم! میں ہرگز بھی اسے کبھی تمہاری طرف لوٹنے نہ دوں گا، وہ کچھ برا آدمی نہ تھا اور عورت (بہن) بھی رجوع کیلئے تیار تھی، تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی، میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! اب میں (نکاح) کر دوں گا، چنانچہ انہوں نے ایسا کر دیا'' (بخاری کتاب النکاح: ۵۱۳۰۔ ابوداؤد: ۲۰۸۷، ترمذی: ۲۹۸۱)

اس آیت اور اس کے سبب نزول سے معلوم ہوا کہ عورت بذات خود نکاح کرنے کا اختیار نہیں رکھتی، یہی وجہ ہے کہ ولی سے کہا جا رہا ہے کہ عورت کو نکاح سے نہ روکو، اگر وہ بذات خود اس کی مجاز ہوتی تو حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ کی اجازت و رضامندی کی ضرورت نہ ہوتی۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امام قرطبیؒ اپنی تفسیر ''الجامع لاحکام القرآن'' میں تحریر فرماتے ہیں:۔

''ففی الآیۃ دلیل علی أنہ لایجوز النکاح بغیر ولی لأن أخت معقل کانت ثیبا ولو کان الأمر الیھا دون ولیھا لزوجت نفسھا ولم تحتج الی ولیھا معقل فالخطاب اذا فی قولہ تعالیٰ ''فلا تعضلوھن ''للاولیاء وان الأمر الیھم فی التزویج مع رضاھن''

''اس آیت میں کریمہ میں اس بات کی دلیل ہے کہ ولی کے بغیر نکاح جائز نہیں ہے اسلئے کہ معقل بن یسار کی بہن ثیب (طلاق یافتہ تھیں) اور اگر ولی کے بغیر معاملہ اس کے اختیار میں ہوتا تو وہ اپنا نکاح خود کر لیتی اور اپنے ولی معقل بن یسار کی محتاج نہ ہوتی اور اس آیت کریمہ میں ''فلا تعضلوھن'' میں خطاب اولیاء کو ہے، نکاح میں عورت کی رضامندی کے باوجود معاملہ مردوں پر موقوف ہے''

ٹھیک اسی طرح کی بات امام شافعیؒ (کتاب الأم)، امام بغوی، امام ابن کثیر، امام ابن جریر طبری، (اپنی تفسیروں میں) امام ابن قدامہ (المغنی ۷/۳۳۸) حافظ ابن حجر (فتح الباری ۹/۹۴) اور ابوبکر ابن العربی (احکام القرآن ۱/۲۰۱) وغیرہم نے بھی لکھی ہے۔[1]

اس سلسلے میں امام بخاریؒ نے بطور دلیل حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی یہ روایت بھی نقل فرمائی ہے، وہ بیان فرماتی ہیں:۔

''زمانۂ جاہلیت میں نکاح کے چار طریقے رائج تھے، ایک صورت تو یہی تھی جیسے آج کل لوگ کرتے ہیں، ایک شخص دوسرے شخص کے پاس اس کی زیر پرورش لڑکی یا اس کی بیٹی کے نکاح کا پیغام بھیجتا اور اس کا مہر دے کر اس سے نکاح کرتا، دوسرا نکاح یہ تھا کہ کوئی شوہر اپنی بیوی

---

[1] آپ کے مسائل اور ان کا حل ج ۱ ص ۳۲۹ ابوالحسن مبشر احمد ربانی مطبوعہ پاکستان

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے جب وہ حیض سے پاک ہو جاتی تو کہتا تو فلاں شخص کے پاس چلی جا اور اس سے ہم بستری کر لے، اس مدت میں شوہر اس سے جدا رہتا اور اسے چھوتا بھی نہیں، پھر جب اس غیر مرد سے اس کا حمل ظاہر ہو جاتا جس سے وہ عارضی طور پر صحبت کرتی رہتی تو حمل کے ظاہر ہونے کے بعد اس کا شوہر اگر چاہتا تو اس سے صحبت کرتا، ایسا اس لئے کرتے تھے تا کہ ان کا لڑکا شریف اور عمدہ پیدا ہو، یہ نکاح ''نکاح استبضاع'' کہلاتا تھا، تیسری قسم نکاح کی یہ تھی کہ چند آدمی جو تعداد میں دس سے کم ہوتے کسی عورت کے پاس آنا جانا رکھتے اور اس سے صحبت کرتے، پھر جب وہ عورت حاملہ ہوتی اور بچہ جنتی تو وضع حمل پر چند دن گزرنے کے بعد وہ عورت اپنے ان تمام مردوں کو بلاتی، اس موقع پر ان میں سے کوئی شخص انکار نہیں کر سکتا تھا، چنانچہ وہ سب اس عورت کے پاس جمع ہو جاتے اور وہ ان سے کہتی کہ جو تمہارا معاملہ تھا وہ تمہیں معلوم ہے اور اب میں نے یہ بچہ جنا ہے، پھر وہ کہتی کہ اے فلاں! یہ بچہ تمہارا ہے، وہ جس کا چاہتی نام لے دیتی اور وہ لڑکا اسی کا سمجھا جاتا، وہ شخص اس سے انکار کرنے کی جرأت نہیں کر سکتا تھا، چوتھا نکاح اس طور پر تھا کہ بہت سے لوگ کسی عورت کے پاس آیا جایا کرتے تھے، عورت اپنے پاس کسی بھی آنے والے کو روکتی نہیں تھی، یہ کسبیاں ہوتی تھیں، اس طرح کی عورتیں اپنے دروازے پر جھنڈے لگائے رہتی تھیں جو نشانی سمجھے جاتے تھے، جو بھی چاہتا ان کے پاس جاتا، اس طرح کی عورت جب حاملہ ہوتی اور بچہ جنتی تو اس کے پاس آنے والے جمع ہوتے اور کسی قیافہ جاننے والے کو بلاتے اور بچہ کا ناک نقشہ جس سے ملتا جلتا ہوتا اس عورت کے اس لڑکے کو اس کے ساتھ منسوب کر دیتے اور وہ بچہ اس کا بیٹا کہا جاتا، اس سے کوئی انکار نہیں کرتا تھا، پھر جب محمد ﷺ حق کے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ساتھ رسول ہو کر تشریف لائے تو آپ نے جاہلیت کے تمام نکاحوں کو باطل قرار دیدیا، صرف اس نکاح کو باقی رکھا جس کا آج کل رواج ہے''

(بخاری کتاب النکاح: ۵۱۲۷)

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ نکاح کیلئے ولی کا ہونا ضروری ہے، اس لئے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے بیان کے مطابق جو نکاح زمانہ اسلام میں باقی رہا وہ صرف یہ ہے کہ مرد عورت کے ولی کو پیغام نکاح بھیجے اور وہ مہر کی تعیین کے بعد اس کا نکاح کر دے۔

حقیقت یہ ہے کہ لڑکی کو ولی و سرپرست کی اجازت و رضامندی کو نظر انداز کر کے نکاح کی اجازت نہ دینے میں بڑی حکمت و مصلحت کارفرما ہے، علامہ ابن القیمؒ تحریر فرماتے ہیں:۔

''اگر یہ (بغیر ولی کے نکاح کا عدم جواز) نہ ہوتا تو ہر زانی اپنے دوستوں کو لے کر عورت کے پاس چلا جاتا اور اس سے کہہ دیتا کہ دس درھم کے مہر پر تو مجھ سے نکاح کر لے وہ ہاں کہہ دیتی، اس کے دو بدکار دوست اس کے گواہ بن جاتے، اب خوب منہ کالا کرتے''[1]

اسی لئے شریعت اسلامیہ میں اس کی بالکل گنجائش نہیں رکھی گئی کہ لڑکی کو بغیر ولی کی رضامندی کے نکاح کی اجازت دی جائے، ابوموسی اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دوٹوک فرمان ہے:۔

﴿لَا نِكَاحَ اِلَّا بِوَلِيٍّ﴾

''ولی کی اجازت کے بغیر نکاح نہیں''

(ابوداؤد کتاب النکاح: ۲۰۸۲، ترمذی: ۱۱۰۱، احمد ۴/۳۹۴ وغیرھم)

امام حاکمؒ تحریر فرماتے ہیں:۔

''اس مسئلہ میں حضرات علیؓ، عبداللہ بن عباسؓ، معاذ بن جبلؓ، عبداللہ

---

[1] اسلامی احکام کی حکمتیں از ابن القیم جمع کردہ عبداللطیف اثری، مطبوعہ مکتبہ فہیم مئو۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بن عمرؓ، جابر بن عبداللہؓ، ابوذر غفاریؓ، مقداد بن اسودؓ، عبد اللہ بن مسعودؓ، ابوہریرہؓ، عمران بن حصینؓ، عبد اللہ بن عمرو، مسور بن مخرمہؓ اور انس بن مالکؓ سے احادیث مروی ہیں اور اکثر صحیح ہیں، اسی طرح اس مسئلہ میں ازواج مطہرات، حضرت عائشہؓ، حضرت ام سلمہؓ اور زینبؓ بنت جحش سے بھی صحیح روایات مروی ہیں'' (مستدرک:۲/۱۷۲)

دوسری روایت کے الفاظ ہیں:۔

﴿أَيُّمَا امْرَأَةٍ نَكَحَتْ بِغَيْرِ إِذْنِ وَلِيِّهَا فَنِكَاحُهَا بَاطِلٌ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ﴾

''جس عورت نے اپنے ولی کی اجازت کے بغیر نکاح کیا اس کا نکاح باطل ہے'' (ابوداؤد کتاب النکاح:۲۰۸۳، ترمذی:۱۱۰۲، احمد ۲/۴۷)

ایک روایت میں ولی کے بغیر نکاح کرنے والی عورت کو زانیہ قرار دیا گیا، آپ ﷺ کا ارشاد ہے:۔

﴿لَا تُزَوِّجُ الْمَرْأَةُ الْمَرْأَةَ وَلَا تُزَوِّجُ الْمَرْأَةُ نَفْسَهَا فَإِنَّ الزَّانِيَةَ هِيَ الَّتِي تُزَوِّجُ نَفْسَهَا﴾

(صحیح ابن ماجہ:۱۵۲۷)

''کوئی عورت کسی عورت کا نکاح نہ کرائے اور نہ ہی عورت (بغیر ولی کے) خود اپنا نکاح کرے جو عورت اپنا نکاح خود کرے وہ زانیہ ہے''

واضح رہے کہ ولی سے باپ مراد ہے، باپ کی غیر موجودگی میں دادا، پھر بھائی، پھر چچا ہے (یعنی عصبہ رشتہ دار) قریبی ولی کی موجودگی میں ولی ابعد (دور کے ولی) کی ولایت درست اور جائز نہیں ہوگی، اگر کسی کے دو ولی ہوں اور نکاح کے موقع پر کوئی اختلاف واقع ہو جائے تو ترجیح قریبی ولی کو ہوگی اور اگر دونوں ولی برابر حیثیت کے ہوں تو اختلاف کی صورت میں حاکم ولی ہوگا۔

(فتح الباری:۹/۱۸۶، ابن ابی شیبہ:۱۵۹۶۳)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہاں یہ وضاحت ضروری ہے کہ اگر کسی عورت کا ولی ظالم ہو اور مناسب رشتہ ملنے اور لڑکی کی پسند کے باوجود اپنے ذاتی مفاد یا انا کی وجہ سے شادی میں رکاوٹ بن رہا ہو تو شرعی طور پر ایسے شخص کی ولایت ختم ہو جاتی ہے، حافظ ابن حجرؒ حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ کی حدیث (جو بخاری کے حوالہ سے گذر چکی ہے) کی شرح میں لکھتے ہیں:۔

''معقلؓ کی حدیث میں اس بات کی دلیل ہے کہ ولی اگر نکاح میں رکاوٹ بنے تو پہلے حاکم اسے اس سے باز آنے کا حکم دے، اگر باز آجائے تو ٹھیک وگرنہ حاکم نکاح کروائے گا، واللہ اعلم''

(فتح الباری: ۱۸۸/۹)

اسی طرح امام ابن تیمیہ تحریر فرماتے ہیں:۔

''اگر وہ (لڑکی) کسی شخص کو پسند کرے اور وہ اس کے لائق بھی ہو تو اس کے باپ، بھائی، چچا یا جو بھی ولی ہو اس کے ساتھ اس کی شادی کر دے اگر وہ اس کو روکے رکھے یا شادی میں رکاوٹ ڈالے تو اس کا دور کا ولی یا پھر حاکم اس کی اجازت کے بغیر بھی اس کا نکاح کر سکتا ہے، اس پر علماء کا اتفاق ہے، ولی کو اس کا نکاح ایسے شخص کے ساتھ کسی صورت نہیں کرنا چاہئے جسے وہ ناپسند کرتی ہو لیکن جو اس کے قابل ہو اور اس کو پسند بھی ہو تو باتفاق علماء اس کو اس کے ساتھ شادی کرنے سے روکنا نہیں چاہئے۔

جاہل اور ظالم لوگ اس کو روکے رکھتے ہیں یا اپنی مرضی کے مطابق اپنی ذاتی اغراض کیلئے اس کی شادی کر دیتے ہیں، اس میں عورت کی کوئی مصلحت نہیں ہوتی، اگر وہ نہ مانے تو اسے مجبور کریں گے یا عار دلاتے رہیں گے تا آنکہ وہ راضی ہو جائے، اور اپنے فائدے کیلئے یا کسی عداوت کے سبب اس کو اس کے قابل شخص سے جدا رکھتے ہیں، یہ تمام کام ظلم اور دشمنی ہیں، جنہیں اللہ اور اس کے رسول نے حرام قرار دیا ہے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور تمام مسلمانوں کا ظلم وعداوت کے حرام ہونے پر اتفاق ہے''[1]

ولایت کی شرط لڑکی ہی کیلئے کیوں؟

اس سوال کا جواب دیتے ہوئے حافظ مبشر حسین لاہوری تحریر فرماتے ہیں:۔

''اس کا اصل جواب تو یہی ہے کہ یہ ایک الٰہی فیصلہ ہے جس کی تعمیل ہمارے لئے ازبس ضروری ہے اور اللہ کی شریعت پر عمل درآمد کرنے میں نہ صرف یہ کہ اخروی نجات مضمر ہے بلکہ دنیاوی کامیابی کا دارومدار بھی اسی میں ہے تاہم اگر اس شرعی حکم کی حکمت ومصلحت پر غور کیا جائے تو اس کی درج ذیل وجوہات سمجھ میں آتی ہیں:

۱۔اسلام نے مرد وزن کے منفی جذبات واحساسات کی بنا پر انہیں جن دو الگ اور مختلف دائروں میں تقسیم کیا ہے اس کے مطابق عورت کا بنیادی کام گھریلو ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہونا ہے، خواہ یہ وسائل رزق سے متعلقہ ہوں یا دیگر معاشرتی معاملات سے، اسلام کی تجویز کردہ اس تقسیم کی وجہ سے عورتوں کے لئے ممکن ہی نہیں ہوتا کہ وہ اپنے شریک حیات کو معروف وباعزت طریقے سے تلاش کرنے اور فیصلۂ انتخاب سے پہلے ہر طرح کی چھان پھٹک کرنے میں کامیاب ومطمئن ہوسکیں، جب کہ مردوں کے لئے اس مسئلہ میں کوئی بڑی مشکل آڑے نہیں ہوتی اس لئے اسلام عورتوں کی خیر خواہی کرتے ہوئے ان کے نکاح کی ذمہ داری ان کے اولیاء پر ڈالتا ہے تاکہ معاشرے کے سرد وگرم سے بچشیدہ اور آزمودہ وتجربہ کار اولیاء اپنے زیر ولایت لڑکیوں کے لئے مناسب رشتہ تلاش کرسکیں۔

۲۔مردوں کے لئے بذات خود اپنے رشتہ ازدواج کی بات چیت

---

[1] مجموع الفتاوی ۳۲/۴۰

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرنا کوئی مشکل امر نہیں جب کہ عورتوں کے لئے فطری شرم وحیا کے سبب یہ انتہائی مشکل امر ہے کہ وہ اپنے آپ کو کسی سے نکاح کے لئے پیش کریں، اگر بالفرض کوئی عورت اتنی جرأت کر بھی لے اور دوسری طرف سے مرد اس کی پیش کش کو ٹھکرا دے تو ردعمل کے طور پر اس عورت کی کیا کیفیت ہوگی، اہل خرد و دانش اسے بخوبی جانتے ہیں، اس لئے اسلام نے عورت کے نکاح کو ولی کی اجازت و رضامندی کے ساتھ مشروط ٹھہرا دیا ہے اور یقیناً یہ عورت پر اسلام کا احسان ہے۔

۳۔ علاوہ ازیں مرد کے مقابلہ میں عورت، قوت فیصلہ، قوت برداشت، توازن واعتدال اور ایسی ہی بے شمار صفات میں فطری وجبلی طور پر ناقص ہوتی ہے اس لئے شادی بیاہ جیسے اہم ترین اور زندگی کے فیصلہ کن موڑ کی حیثیت رکھنے والے معاملے کو بہتر سے بہتر بنانے کے لئے لڑکی کی رضامندی کے ساتھ اس کے اولیاء کی رضامندی کو بھی ضروری قرار دیا گیا'' [1]

امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک نکاح کیلئے ولایت شرط نہیں ہے، ان کا استدلال قرآن مجید کی ان آیات سے ہے جن میں نکاح کی نسبت عورتوں کی طرف کی گئی ہے لیکن یہ استدلال اس لئے قابل لحاظ نہیں ہے کہ خود احناف نے ان میں سے بعض کے سلسلے میں یہ تسلیم کیا ہے کہ یہاں نکاح وطی کے معنی میں ہے، عقد کے معنی میں نہیں، دیکھئے حنفی اصول فقہ کی کتاب ''اصول شاشی'' وغیرہ۔

اسی طرح جن احادیث سے ان کا استدلال ہے ان میں ایک مسند احمد اور نسائی (۳۲۰۲) میں مروی حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی روایت ہے جس میں بغیر ولی کے ان کا نکاح نبی ﷺ سے ہونے کا ذکر ہے، لیکن اولاً تو یہ روایت سنداً ضعیف ہے، اس میں ایک راوی ابن عمر بن ابی سلمہ مجہول ہے، ثانیاً اس میں ان کے کسی ولی کے موجود نہیں ہونے کا ذکر ہے، ایسی صورت میں ولایت کا اختیار نبی ﷺ کی طرف

[1] ہدیۃ العروس ص ۱۳۳، ۱۳۴ فرید بکڈپو، دہلی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

منتقل ہو جائے گا جیسا کہ ابوداؤد وغیرہ کی روایت میں یہ الفاظ موجود ہیں:

﴿فَالسُّلْطَانُ وَلِيُّ مَنْ لَا وَلِيَّ لَهُ﴾

''اس کا ولی سلطان ہے جس کا کوئی ولی نہ ہو''

اسی طرح امام طحاویؒ کی ''شرح معانی الآثار'' میں موجود حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے تعلق سے مروی روایت جس میں ذکر ہے کہ انہوں نے اپنی بھتیجی حفصہ بنت عبدالرحمٰن کا نکاح عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے کر دیا اس مسئلہ میں صریح نہیں ہے کہ انہوں نے خود یہ ذمہ داری نبھائی یا کسی کو اس کا وکیل بنایا، اس کے علاوہ یہ ایک موقوف روایت ہے جو صریح مرفوع مقابلہ میں کیونکر پیش کی جاسکتی ہے؟ مزید خود امام طحاویؒ نے یہ روایت نقل کی ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنے بھائی کی اولاد میں سے ایک مرد کی شادی خاندان کی لڑکیوں میں سے کسی سے کی، انہوں نے دونوں کے درمیان پردہ لٹکا دیا پھر گفتگو کرنے کے بعد جب صرف نکاح کا معاملہ رہ گیا تو انہوں نے ایک مرد کو حکم دیا اور اس نے نکاح کروایا، پھر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہنے لگیں:

﴿لَيْسَ إِلَى النِّسَاءِ النِّكَاحُ﴾

''نکاح کا معاملہ عورتوں سے متعلق نہیں ہے''

اس روایت کو امام عبدالرزاق اور ابن ابی شیبہ (۱۳۵/۴) نے بھی نقل کیا ہے اور حافظ ابن حجرؒ نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔ (فتح الباری ۱۸۶/۹)

اور جس روایت میں ہے کہ ''ثیبہ اپنی ذات کی زیادہ حقدار ہے'' (مسلم) تو امام نوویؒ اور دوسرے علماء کی صراحت کے مطابق اس کا مطلب ہے ثیبہ ہاں یا نا (یعنی رضامندی وعدم رضامندی) کا زیادہ اختیار رکھتی ہے اور باکرہ کے برخلاف زبانی طور پر اس کی اجازت حاصل کرنی ضروری ہے۔ (دیکھئے شرح مسلم ۲۰۳/۹ اور المحلی لابن حزم ۴۵۷/۹)

نکاح کے لئے گواہوں کی ضرورت:

شریعت نے اس نکاح کو بھی باطل قرار دیا ہے جس کا انعقاد کم از کم دو گواہوں کی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

موجودگی کے بغیر عمل میں آیا ہو اور اس حکم کے پیچھے بھی دراصل وہی مقصد کارفرما ہے جو ولی کی اجازت و رضامندی کے حکم کے پیچھے ہے، حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

﴿لَا يُنْكَحُ إِلَّا بِوَلِيٍّ وَشَاهِدَيْ عَدْلٍ﴾

''ولی اور دو گواہوں کے بغیر نکاح نہیں ہوتا''

(دار قطنی ۳/۲۲۵، بیہقی ۷/۱۲۵، ارواء الغلیل ۱۸۶۰)

اسی طرح حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے موقوفاً روایت ہے:۔

﴿لَا نِكَاحَ إِلَّا بِشَاهِدَيْ عَدْلٍ وَوَلِيٍّ مُرْشِدٍ﴾

(ارواء الغلیل: ۱۸۴۴)

''دو عادل گواہوں اور ایک مرشد ولی کے بغیر نکاح نہیں ہوتا''

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس ایک شخص کا معاملہ لایا گیا جس میں صرف ایک مرد اور ایک عورت گواہ تھی تو انہوں نے فرمایا:۔

﴿هٰذَا نِكَاحُ السِّرِّ وَلَا أُجِيزُهُ وَلَوْ كُنْتَ تَقَدَّمْتَ فِيهِ لَرَجَمْتُ﴾

''یہ خفیہ نکاح ہے اور میں اسے جائز قرار نہیں دیتا اور اگر تم اس میں مزید پیش قدمی کرتے تو میں رجم کا حکم دیتا'' (موطا ۲/۵۳۵)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح کھلے طور پر منعقد کرنے کی بھی ہدایت فرمائی ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:۔

﴿أَعْلِنُوا النِّكَاحَ﴾

''نکاح کا اعلان کرو'' (آداب الزفاف للالبانی ص ۱۸۳)

دوسری روایت ہے:۔

﴿فَصْلُ مَا بَيْنَ الْحَرَامِ وَالْحَلَالِ الدُّفُّ وَالصَّوْتُ﴾

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''حرام وحلال کے درمیان فرق کرنے والی چیز دف بجانا اور نکاح کا اعلان کرنا ہے'' (ترمذی کتاب النکاح: ۱۰۸۸، ابن ماجہ وغیرہما)

واضح رہے کہ دف ہلکے چمڑے سے تیار ایک معمولی قسم کے باجے کو کہتے ہیں لہذا اس کی بنیاد پر ڈھول اور تاشے وغیرہ بجانے کا جواز فراہم کرنا جائز اور درست نہیں، شادی کے موقعوں پر نبوی دور میں اشعار پڑھنے کا ثبوت موجود ہے، لیکن جن روایتوں سے اس کا ثبوت ملتا ہے ان سے یہ بات بھی معلوم ہوتی ہے کہ یہ اشعار یا بچیاں پڑھتی تھیں یا لونڈیاں بالغ اور شریف عورتیں نہیں، علاوہ ازیں اشعار، نیکی اور بھلائی کی باتوں، اسلاف کے اچھے کارناموں اور دعا وغیرہ پر مشتمل ہوتے تھے نہ کہ عشق و معاشقہ اور بے حیائی و بیہودگی کی باتوں پر۔

(دیکھئے بخاری کتاب النکاح، احمد ۴/۷۷، ابن ماجہ ۱۹۰۰ وغیرہ)

نکاح کے موقع پر خطبہ کی مشروعیت کا مقصد بھی بڑی حد تک نکاح کا اعلان ہی ہے، اسی طرح آپ ﷺ نے نکاح کے بعد ولیمہ کرنے کی تاکید فرمائی ہے، جیسا کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے فرمایا:۔

﴿اَوْلِمْ وَلَوْ بِشَاةٍ﴾

''کہ ولیمہ کرو اگرچہ ایک بکری سے ہو''

(بخاری کتاب النکاح: ۵۱۶۷، مسلم: ۱۴۲۷)

ساتھ ہی آپ ﷺ نے دعوت ولیمہ میں شرکت ضروری قرار دیا، جیسا کہ آپ ﷺ کا ارشاد ہے:۔

﴿إِذَا دُعِيَ اَحَدُكُمْ اِلَى الْوَلِيْمَةِ فَلْيَأْتِهَا﴾

''جب تم میں سے کسی کو ولیمہ کی دعوت ملے تو وہ اس میں شریک ہو''

(بخاری، کتاب النکاح: ۵۱۷۳)

اور آپ ﷺ نے فرمایا:۔

﴿وَمَنْ تَرَكَ الدَّعْوَةَ فَقَدْ عَصَى اللّٰهَ وَرَسُوْلَه﴾

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''جس نے (بغیر عذر کے) دعوت قبول نہیں کی اس نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی'' (بخاری کتاب النکاح: ۵۱۷۷، مسلم: ۱۴۳۲)

دراصل دعوت ولیمہ اگر ایک طرف اظہار خوشی کا ذریعہ ہے تو دوسری طرف نکاح کے اعلان وتشہیر کا وسیلہ بھی، ولیمہ کی تاکید کے ساتھ اس میں شرکت کے حکم سے مقصود نکاح کا اعلان واظہار ہی ہوسکتا ہے تاکہ شکوک وشبہات کے ازالہ کے ساتھ عورت ومرد کے خفیہ اور ناجائز تعلقات کے راستوں کو بند کیا جاسکے، یہی وجہ ہے کہ ایک روایت میں محض حاضری ضروری قرار دی گئی ہے اور کھانا کھانے کو آدمی کی خواہش پر چھوڑ دیا گیا ہے:۔

﴿فَإِنْ شَاءَ طَعِمَ وَإِنْ شَاءَ تَرَكَ﴾

''اگر چاہے تو کھالے اور اگر چاہے تو چھوڑ دے'' (مسلم: ۱۴۳۰)

بدکار عورت سے نکاح:

اس بارے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:۔

﴿اَلزَّانِیْ لَا یَنْکِحُ اِلَّا زَانِیَةً.....وَحُرِّمَ ذٰلِکَ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ﴾

''زانی مرد صرف زانی یا مشرک عورت سے نکاح کرتا ہے اور زانی عورت صرف زانی یا مشرک مرد سے ہی نکاح کرتی ہے اور یہ (نکاح) مسلمانوں پر حرام کیا گیا ہے'' (النور: ۳)

امام احمد بن حنبلؒ کی رائے ہے کہ پاکدامن مرد کی شادی زانیہ عورت سے صحیح نہیں ہوگی، یہاں تک کہ وہ صدق دل سے توبہ کرلے، اسی طرح پاکدامن عورت کی شادی زانی وفاجر مرد سے صحیح نہیں ہوگی، یہاں تک کہ وہ سچی توبہ کرلے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ایسا کرنا مومنوں کے لئے حرام کردیا گیا ہے، شیخ الاسلام امام ابن تیمیہؒ نے بھی اسی رائے کی تائید کی ہے، (حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے بھی اسی طرح کا قول

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

منقول ہے)۔[1]

اس رائے کی تائید ذیل کی روایتوں سے ہوتی ہے:۔

حضرت مرثد بن أبی مرثد غنوی رضی اللہ عنہ سے ایک بدکار عورت (عناق) سے شادی کا اظہار کیا تو نبی ﷺ خاموش رہے یہاں تک کہ یہ آیت مذکورہ بالا نازل ہوئی، تو آپ ﷺ نے انہیں بلا کر فرمایا ﴿لا تنکحها﴾ ''اس سے نکاح نہ کرو''۔

(ابوداؤد کتاب النکاح: ۲۰۵۱، ترمذی: ۳۷۷، نسائی: ۶/ ۱۰۶۶)

اسی حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

''ایک مسلمان نے ام مہزول نامی ایک بدکار عورت سے نکاح کیلئے آپ ﷺ سے اجازت چاہی تو آپ ﷺ نے اسی آیت مذکورہ کی تلاوت فرما کر اسے ایسی عورت سے نکاح کرنے سے منع فرمادیا''

(احمد: ۲/ ۱۵۸)

زناکار خاتون سے نکاح ایک طرف اگر اولاد پر ظلم ہے جن کے سلسلے میں قوی امکان اس بات کا ہے کہ کبھی نہ کبھی انہیں ماں کے حوالہ سے عار دلایا جائے تو دوسری طرف اس بات کا امکان اور خطرہ بھی مکمل طور پر موجود ہے کہ ایسے آدمی کو اپنی بیوی کی سابقہ بدچلنی کے نمونے وقتاً فوقتاً دیکھنے کو ملتے رہیں۔

---

[1] تیسیر الرحمان لبیان القرآن ج ۲ ص ۹۹۲

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنَا اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً وَّسَاءَ سَبِيْلًا

خبردار زنا کے قریب بھی نہ پھٹکنا کیونکہ وہ بڑی بے حیائی ہے

اور بہت ہی بری راہ ہے۔ (الاسراء:۳۲)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسباب ومحرکات (زنا) پر قدغن

اسلام نے زنا کاری و بدکاری کو حرام کرنے اور اس کے لئے سخت ترین سزا تجویز کرنے پر ہی اکتفا نہیں کیا، بلکہ اس نے اس سے حفاظت و بچاؤ کی بھی پوری پوری تدبیر کی اور ان تمام راستوں کو بند کرنے کا پورا انتظام کیا جن سے زنا کاری کو کسی طور پر بھی سماج میں در آنے کا موقع مل سکتا تھا، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:۔

﴿وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنَا اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً وَسَاءَ سَبِيْلًا﴾

''خبردار زنا کے قریب بھی نہ پھٹکنا کیونکہ وہ بڑی بے حیائی ہے اور بہت ہی بری راہ ہے'' (الاسراء:۳۲)

حافظ صلاح الدین یوسف اس آیت کی تفسیر میں رقمطراز ہیں:۔

''اسلام میں زنا چونکہ بہت بڑا جرم ہے، اتنا بڑا کہ کوئی شادی شدہ مرد یا عورت اس کا ارتکاب کرے تو اسے اسلامی معاشرے میں زندہ رہنے کا ہی حق نہیں ہے، پھر اسے تلوار کے ایک وار سے مار دینا ہی کافی نہیں ہے بلکہ حکم ہے کہ پتھر مار مار کر اس کی زندگی کا خاتمہ کیا جائے تاکہ وہ معاشرے میں عبرت بن جائے، اسلئے یہاں فرمایا کہ زنا کے قریب نہ جاؤ یعنی اس کے دواعی اور اسباب سے بھی بچ کر رہو'' [1]

جبکہ شیخ عبدالرحمٰن السعدیؒ اس کی تفسیر میں لکھتے ہیں:۔

''زنا کے قریب بھی جانے کی ممانعت مطلق عمل زنا کی ممانعت سے زیادہ مؤثر اور بلیغ ہے، اسلئے کہ یہ ممانعت زنا کے ساتھ اس کے مقدمات ودواعی کی ممانعت کو بھی شامل ہے'' [2]

---

[1] احسن البیان ص ۷۷۵ [2] تفسیر کلام المنان ۴/۲۷۵

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محرمات کی تعیین اور ان سے نکاح کی حرمت:

اس سلسلے میں اسلام نے جو تدابیر اور انتظامات کئے ہیں ان میں ایک زبردست انتظام اس نے یہ کیا کہ ان تمام مردوں اور عورتوں کے لئے آپس میں ایک دوسرے سے نکاح ابدی طور پر حرام قرار دیا، جن کی باہمی قربت ناگزیر اور ایک دوسرے سے دور رہ پانا مشکل و ناممکن تھا، چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:۔

﴿حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ أُمَّهَاتُكُمْ وَبَنَاتُكُمْ وَأَخَوَاتُكُمْ .....﴾

''تم پر حرام کی گئی ہیں تمہاری مائیں، تمہاری لڑکیاں، تمہاری بہنیں، تمہاری پھوپھیاں، تمہاری خالائیں، بھائی کی لڑکیاں، بہن کی لڑکیاں، تمہاری وہ مائیں، جنہوں نے تمہیں دودھ پلایا ہے، تمہاری دودھ شریک بہن، تمہاری ساس، تمہاری وہ پرورش کردہ لڑکیاں جو تمہاری گود میں ہیں تمہاری ان عورتوں سے جن سے تم دخول کر چکے ہو ہاں اگر تم نے ان سے جماع نہ کیا ہو تو تم پر گناہ نہیں، تمہارے صلبی سگے بیٹوں کی بیویاں تمہارا دو بہنوں کو جمع کر دینا، ہاں جو گزر چکا سو گزر چکا اور شوہر والی عورتیں مگر وہ جو تمہاری ملکیت میں آجائیں'' (النساء:۲۴، ۲۵)

محرمات کی تفصیل:

محرمات جن سے شریعت اسلامیہ میں نکاح حرام قرار دیا گیا ہے، ان کی دو قسمیں ہیں: (الف) ابدی محرمات اور (ب) عارضی یا سببی محرمات۔

(الف) ابدی محرمات کی تفصیل یہ ہے:۔

۱۔ نسبی محرمات

☆ امہـــــات (مائیں) ان کے ساتھ نانیاں اور پرنانیاں اسی طرح دادیاں اور

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پردادیاں بھی شامل ہیں۔

☆ بنات (بیٹیاں) اس میں پوتیاں، نواسیاں اور ان کی بیٹیاں شامل ہیں۔

☆ اخوات (بہنیں) سگی اور سوتیلی دونوں۔

☆ عمات (پھوپھیاں) اس میں باپ کی پھوپھیاں اور خالائیں شامل ہیں۔

☆ خالات (خالائیں) اس میں ماں کی خالائیں اور پھوپھیاں داخل ہیں۔

☆ بنات الاخ (بھتیجیاں) حقیقی، علاتی (باپ کی طرف سے) اور اخیافی (ماں کی طرف سے) تینوں قسم کے بھائیوں کی بیٹیاں اور پھر ان کی بیٹیاں اور نواسیاں شامل ہیں۔

☆ بنات الاخ (بھانجیاں) تینوں قسموں کی بہنوں کی بیٹیاں اور نواسیاں۔

۲۔ رضاعی محرمات

یہ سات نسبی محرمات تھیں، رضاعت سے بھی یہ سات قسم کے رشتے حرام ہوجاتے ہیں، جیسا کہ آپ ﷺ کا ارشاد ہے:

﴿اَلرَّضَاعَةُ تُحَرِّمُ مَا تُحَرِّمُ الْوِلَادَةُ﴾

''دودھ پینے سے حرمت اسی طرح ثابت ہوتی ہے جس طرح خون (کے رشتہ) سے حرمت ثابت ہوتی ہے''

(بخاری کتاب النکاح: ۵۰۹۹، مسلم: ۱۴۴۴)

دوسری روایت کے الفاظ ہیں:

﴿اِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ مِنَ الرَّضَاعَةِ مَا حَرَّمَ مِنَ النَّسَبِ﴾

''اللہ تعالی نے رضاعت سے بھی ان رشتوں کو حرام کردیا ہے جنہیں نسب کی وجہ سے حرام کیا ہے''

(ترمذی، کتاب الرضاع: ۱۱۴۶، ارواء الغلیل: ۲۸۴/۶)

واضح رہے کہ رضاعت اس وقت ثابت ہوگی جبکہ دوسال (حولین کاملین) کی عمر سے پہلے اور پانچ مرتبہ علیحدہ علیحدہ دودھ پلایا گیا ہو، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں:۔

''قرآن کریم میں یہ حکم نازل کیا گیا تھا کہ دس مرتبہ دودھ پلانے سے حرمت ثابت ہوگی لیکن پھر اسے پانچ مرتبہ دودھ پلانے کے ساتھ منسوخ کر دیا گیا اور پھر پانچ مرتبہ پلانے سے حرمت ثابت ہوتی یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ فوت ہو گئے اور معاملہ اسی طرح رہا''

(مسلم، کتاب الرضاع: ۲۶۳۵)

۳۔سسرالی محرمات

☆ باپ اور دادا کی بیویاں۔

☆ بیوی کی ماں (دادی اور نانی کے ساتھ)۔

☆ مدخولہ (جس سے ہمبستری کر لی گئی ہو) بیوی کی بیٹی۔

☆ سگے بیٹے کی بیوی۔

ان تینوں قسم کے محرمات سے ابدی طور پر نکاح کرنا حرام ہے۔

(ب) عارضی یا سببی محرمات

☆ بیوی کی بہن (سالی)۔

☆ بیوی کی پھوپھی اور خالہ، ان کی حرمت حدیث سے ثابت ہے، آپ ﷺ کا ارشاد ہے:۔

﴿لَا يُجْمَعُ بَيْنَ الْمَرْأَةِ وَعَمَّتِهَا وَبَيْنَ الْمَرْأَةِ وَ خَالَتِهَا﴾

''ایک مرد کے نکاح میں پھوپھی اور بھتیجی اور خالہ اور بھانجی کو جمع نہ کیا جائے'' (بخاری کتاب النکاح: ۵۱۰۹، مسلم: ۱۴۰۸)

ان تینوں سے اس وقت تک نکاح جائز نہیں جب تک بیوی عقد میں ہے، اگر اسے طلاق ہو جاتی ہے، تو عدت کے بعد، اسی طرح اس کے، مرنے کے بعد ان سے نکاح

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

درست ہے۔

☆ وہ عورت جو کسی کے عقد میں ہو، اس سے اس وقت نکاح جائز ہوگا جبکہ اسے طلاق یا خلع ہو جائے یا وہ بیوہ ہو جائے اور عدت گذر جائے۔

شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ محرمات ابدیہ سے نکاح کی حرمت کی حکمت پر روشنی ڈالتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:۔

''اس (حرمت) کی (وجوہات میں سے) ایک وجہ یہ ہے کہ ان (رشتہ داروں) کے درمیان ہمہ وقتی رفاقت وصحبت ہوتی ہے اور ان کے درمیان پردہ کا التزام ممکن نہیں، آپس میں ان کی فطری اور طبعی حاجات وضروریات ہیں نہ کہ مصنوعی اور بناوٹی، اب اگر ان کے مابین لالچ منقطع نہ کر دی جاتی اور رغبتوں پر قدغن نہ لگا دیا جاتا تو بے شمار مفاسد اور خرابیاں وجود میں آتیں، آپ دیکھتے نہیں کہ ایک آدمی کی نظر کسی اجنبی عورت پر پڑتی ہے تو وہ اس پر فریفتہ ہو جاتا ہے اور اس کی خاطر ہر قسم کے خطرات مول لینے کے لئے تیار ہو جاتا ہے تو جن کے ساتھ تنہائی ہوتی اور جن کے محاسن اور خوبیوں پر دن ورات نظر پڑتی ہے ان کے ساتھ کس قسم کا معاملہ ہو سکتا ہے، سوچنے کی بات ہے؟'' [1]

محرمات سے نکاح کی سزا:

شریعت اسلامیہ میں ایسے شخص کی سزا قتل ہے جو کسی محرم عورت سے شادی کر لے جیسا کہ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:۔

''میری ملاقات اپنے چچا سے ہوئی ان کے پاس ایک جھنڈا تھا، میں نے ان سے دریافت کیا کہ کہاں کا ارادہ ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا:۔

---

[1] حجۃ اللہ البالغہ مع رحمۃ اللہ الواسعۃ ج ۵ ص ۸۷

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿بَعَثَنِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اِلٰی رَجُلٍ نَکَحَ امْرَأَۃَ أَبِیْہِ، فَأَمَرَنِیْ أَنْ أَضْرِبَ عُنُقَہٗ وَاٰخُذَ مَالَہٗ﴾

''مجھے رسول اللہ ﷺ نے ایک ایسے آدمی کی طرف بھیجا ہے جس نے اپنے والد کی بیوی سے نکاح کرلیا ہے، آپ ﷺ نے مجھے حکم دیا ہے کہ اس کی گردن اڑادوں اور اس کا مال چھین لوں''

(ابوداؤد کتاب الحدود: ۴۴۵۷، ترمذی، ابن ماجہ، دارقطنی، بیہقی)

عورتوں کے دائرۂ عمل کی تحدید:

قدرت کی طرف سے مردوں کے مقابلہ میں عورتوں میں صنفی کشش زیادہ رکھی گئی ہے اور انہیں حسن وادا کے خصوصی پیکر میں ڈھالا گیا ہے، نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے۔

﴿اَلْمَرْأَۃُ عَوْرَۃٌ فَاِذَا خَرَجَتْ اِسْتَشْرَفَھَا الشَّیْطَانُ﴾

''عورت سراپا پردہ ہے، جب وہ نکلتی ہے تو شیطان اسے حسین وجمیل کرکے دکھاتا ہے'' (ترمذی ابواب الرضاع: ۱۱۷۳، صحیح الجامع: ۹۶۹)

اور آپ ﷺ کا فرمان ہے:۔

﴿اِنَّ الْمَرْأَۃَ تُقْبِلُ فِیْ صُوْرَۃِ شَیْطَانٍ وَتُدْبِرُ فِیْ صُوْرَۃِ شَیْطَانٍ﴾

''بلاشبہ عورت جب سامنے سے آتی ہے تو شیطان کی صورت میں آتی ہے اور جب منہ پھیر کر جاتی ہے تو شیطان کی صورت میں جاتی ہے''

(مسلم، کتاب النکاح: ۱۴۰۳)

اسلئے اس بارے میں شریعت اسلامیہ نے ایک بڑی تدبیر اور خصوصی حفاظت کا سامان یہ کیا کہ عورتوں کو گھروں کی چہار دیواری کے اندر ہی رہنے کی تاکید کی، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:۔

﴿وَقَرْنَ فِیْ بُیُوْتِکُنَّ﴾

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''اپنے گھروں میں جمی رہو'' (الاحزاب:۳۳)

اور نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے۔

﴿اَلْمَرْأَةُ رَاعِيَةٌ عَلٰى بَيْتِ بَعْلِهَا وَوَلَدِهٖ وَهِيَ مَسْئُوْلَةٌ عَنْهُمْ﴾

''بیوی اپنے شوہر کے گھر اور اس کے بچوں کی نگران ہے، اس سے ان کے متعلق باز پرس ہوگی'' (بخاری:۷۱۳۸، مسلم:۴۸۲۸)

اس طرح شریعت نے یہ فیصلہ کیا کہ عورت کا خصوصی دائرۂ عمل اس کا گھر ہے، اسے گھر میں رہ کر شوہر کے گھر کی حفاظت اور اس کے بچوں کی نگرانی و تربیت کا فریضہ انجام دینا ہے، اور اس کی یہی وہ ذمہ داری ہے جس کے بارے میں قیامت کے دن اس سے باز پرس ہوگی۔

شریعت کو عورتوں کا گھر کے اندر ہی رہنا کس حد تک منظور و مطلوب ہے، اس کا اندازہ اس بات سے کرنا چاہئے کہ اس نے اس مقصد کی خاطر اپنے بعض اہم احکام میں تبدیلی تک گوارہ کرلی، مثال کے طور پر مردوں پر صلاۃ باجماعت واجب ہے، شریعت نے عورتوں سے یہ وجوب نہ صرف یہ کہ ساقط کردیا ہے بلکہ ان کی بہترین صلاۃ وہ قرار دی گئی ہے جسے وہ گھر کے اندر ادا کریں، نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے:۔

﴿خَيْرُ مَسَاجِدِ النِّسَاءِ قَعْرُ بُيُوْتِهِنَّ﴾

(احمد:۶/۱۲۹۷، ابن خزیمہ:۱۶۸۳)

''خواتین کی بہترین مساجد ان کے گھروں کی چار دیواری ہے''

حضرت ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ کی زوجۂ محترمہ حضرت ام حمید رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا:۔

﴿إِنِّيْ أُحِبُّ الصَّلَاةَ مَعَكَ﴾

''میں آپ کے ساتھ صلاۃ ادا کرنا پسند کرتی ہوں''

تو آپ ﷺ نے فرمایا:۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿عَلِمْتُ اَنَّکِ تُحِبِّیْنَ الصَّلَاۃَ مَعِیْ وَصَلَاتُکِ فِیْ بَیْتِکِ خَیْرٌ لَّکِ مِنْ صَلَاتِکِ فِیْ حُجْرَتِکِ وَصَلَاتُکِ فِیْ حُجْرَتِکِ خَیْرٌ لَّکِ مِنْ صَلَاتِکِ فِیْ دَارِکِ وَصَلَاتُکِ فِیْ دَارِکِ خَیْرٌ لَّکِ مِنْ صَلَاتِکِ فِیْ مَسْجِدِ قَوْمِکِ وَ صَلَاتُکِ فِیْ مَسْجِدِ قَوْمِکِ خَیْرٌ لَّکِ مِنْ صَلَاتِکِ فِیْ مَسْجِدِیْ﴾

''مجھے یقین ہے کہ تمہاری خواہش یہی ہے لیکن تمہیں معلوم ہونا چاہئے کہ تمہارا اپنے مکان کی کسی تنگ کوٹھری میں صلاۃ ادا کرنا تمہارے لئے کشادہ کمرہ میں صلاۃ ادا کرنے سے بہتر ہے اور تمہاری جو صلاۃ کمرے میں ادا ہو وہ مکان کے صحن میں ادا کی جانے والی صلاۃ سے اولیٰ ہے اور تمہاری صحنِ مکان میں ادا کی جانے والی صلاۃ اس صلاۃ سے افضل ہے جو تم اپنے محلے کی مسجد میں ادا کرو، اسی طرح تمہاری جو صلاۃ اپنے محلّہ کی کسی مسجد میں ادا ہو وہ تمہارے حق میں میری مسجد میں ادا کی جانے والی صلاۃ سے بہتر ہے''

اس حدیث کے راوی (ام حمیدؓ کے بھتیجے) حضرت عبداللہ بن سویدؒ کہتے ہیں کہ ان کی پھوپھی نے اپنے لئے مکان کا سب سے اندرونی اور تاریک حصہ صلاۃ کے لئے متعین کرلیا تھا اور وہ وہیں ساری عمر صلاۃ ادا کرتی رہیں۔ (مسند احمد: ۶/۳۷۱)

اسی طرح جمعہ کی فرضیت بھی عورتوں سے ہٹادی گئی ہے، آپ ﷺ کا ارشاد ہے:۔

﴿اَلْجُمُعَۃُ حَقٌّ وَاجِبٌ عَلٰی کُلِّ مُسْلِمٍ اِلَّا أَرْبَعَۃٍ، عَبْدٍ مَّمْلُوْکٍ أَوِامْرَأَۃٍ أَوْصَبِیٍّ أَوْمَرِیْضٍ﴾

''ہر مسلمان پر جمعہ باجماعت ادا کرنا واجب ہے، مگر چار قسم کے لوگ اس سے مستثنیٰ ہیں، غلام، عورت، بچہ اور مریض''

(ابوداؤد، کتاب الصلاۃ: ۱۰۶۷، دارقطنی ۲/۳)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مردوں کے لئے صلاۃ جنازہ میں شرکت فرض کفایہ ہے جبکہ عورتوں کے لئے زیادہ سے زیادہ جائز، حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنھا سے روایت ہے:۔

﴿نُهِيْنَا عَنِ اتِّبَاعِ الْجَنَائِزِ وَلَمْ يُعْزَمْ عَلَيْنَا﴾

(بخاری:۶۳)

''ہمیں جنازہ کے ساتھ چلنے سے منع کیا گیا مگر تاکید (سختی) سے منع نہیں ہوا''

اور جہاد مردوں پر واجب ہے جبکہ عورتوں پر نہیں، حضرت عائشہ رضی اللہ عنھا نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا:۔

﴿عَلَى النِّسَاءِ جِهَادٌ﴾

''کیا عورتوں پر جہاد فرض ہے؟''

آپ ﷺ نے فرمایا:۔

﴿نَعَمْ عَلَيْهِنَّ جِهَادٌ لَا قِتَالَ فِيهِ، الْحَجُّ وَالْعُمْرَةُ﴾

''ہاں عورتوں پر بھی جہاد فرض ہے لیکن اس میں قتال نہیں، یعنی حج وعمرہ'' (ابن ماجہ کتاب المناسک:۲۸۰۱)

غزوۂ بدر کے موقع پر حضرت ام ورقہ بنت نوفل رضی اللہ عنھا نے آپ ﷺ کی خدمت میں عرض کیا:۔

﴿ائْذَنْ لِي فِي الْغَزْوِ مَعَكَ، أُمَرِّضُ مَرْضَاكُمْ لَعَلَّ اللّٰهَ أَنْ يَرْزُقَنِي شَهَادَةً﴾

''مجھے اجازت دیجئے کہ آپ کے ساتھ جنگ میں چلوں اور زخمیوں کی تیمارداری کروں، شاید اسی طریقے سے اللہ تعالیٰ مجھے شہادت کے مرتبہ سے سرفراز فرمادے''

آپ ﷺ نے فرمایا۔

﴿قَرِّي فِي بَيْتِكِ فَإِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ يَرْزُقُكِ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الشَّهَادَةَ﴾

''تم اپنے گھر ہی میں رہو، تمہیں اللہ تعالیٰ شہادت کا رتبہ عطا فرمادے گا''

راوی کا بیان ہے:۔

﴿فَكَانَتْ تُسَمَّى الشَّهِيْدَةَ﴾ (ابوداؤد، کتاب الصلاۃ:۵۹۱)

''(آپ ﷺ کے اس فرمان کی وجہ سے) ان کا نام ہی شہیدہ پڑ گیا تھا''

واضح رہے کہ انہیں اپنے غلام کے ہاتھوں شہادت کا درجہ مل گیا، غلام نے انہیں جلد آزادی پانے کی خاطر قتل کر دیا تھا۔

حضرت اسماء بنت یزید بن سکن الانصاریہ رضی اللہ عنہا بڑی عاقلہ، فاضلہ اور دیندار صحابیہ تھیں ان کو صحابیات نے اپنا ترجمان اور نمائندہ بنا کر خدمت نبوی میں بھیجا، انہوں نے آ کر رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ میں مسلمانوں کی بیویوں کی طرف سے نمائندہ بن کر آئی ہوں، وہ کہتی ہیں اور میں بھی کہتی ہوں:۔

﴿إِنَّ اللّٰهَ بَعَثَكَ إِلَى الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ كَافَّةً فَآمَنَّا بِكَ وَاتَّبَعْنَاكَ، نَحْنُ مَعْشَرَ النِّسَاءِ مَقْصُوْرَاتٌ مُخَدَّرَاتٌ قَوَاعِدُ بُيُوْتٍ وَمَوَاضِعُ شَهَوَاتِ الرِّجَالِ وَحَامِلَاتُ أَوْلَادِهِمْ وَإِنَّ الرِّجَالَ فُضِّلُوْا بِالْجُمُعَاتِ وَشُهُوْدِ الْجَنَائِزِ وَالْجِهَادِ وَإِذَا خَرَجُوْا لِلْجِهَادِ حَفِظْنَا لَهُمْ أَمْوَالَهُمْ وَرَبَّيْنَا أَوْلَادَهُمْ أَفَنُشَارِكُهُمْ فِي الْأَجْرِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟﴾

''اللہ تعالیٰ نے آپ کو مردوں اور عورتوں کی طرف مبعوث کیا ہے ہم آپ پر ایمان لے آئیں اور آپ کی اتباع کی، ہم پردہ نشیں، گھروں میں رہنے والی ہیں، مردوں کی خواہش پوری کرنے والی ہیں، ان کی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اولاد (حمل) کا بوجھ اٹھاتی ہیں، جبکہ مردوں کو ہم پر یہ فضیلت دی گئی ہے کہ صلاۃ جمعہ ادا کرتے ہیں، جنازہ اور جہاد میں شرکت کرتے ہیں، وہ جب جہاد کیلئے نکل جاتے ہیں تو ہم ان کے مالوں کی حفاظت کرتے ہیں اور ان کے بچوں کی پرورش کرتے ہیں، اے اللہ کے رسول کیا ان صورتوں میں ہم بھی اجر وثواب میں مردوں کی شریک ہوسکتی ہیں؟''

آپ ﷺ اسماء بنت یزید کی یہ متأثر کن باتیں سن کر صحابہ کرامؓ کی طرف متوجہ ہوئے اور ان سے پوچھا:۔

﴿هَلْ سَمِعْتُمْ مقالة امْرَاةٍ اَحْسَنَ سُؤَالًا عَنْ دِيْنِهَا مِنْ هٰذِهٖ﴾

''اسماء بنت یزیدؓ سے پہلے تم لوگوں نے دین کے بارے میں اس سے بہتر سوال کسی عورت سے سنا تھا؟''

صحابہؓ نے عرض کیا نہیں، اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:۔

﴿اِنْصَرِفِيْ يَا اَسْمَاءُ وَاعْلَمِيْ مَنْ وَرَائِكِ مِنَ النِّسَاءِ اَنَّ حُسْنَ تَبَعُّلِ اَحَدِاكُنَّ لِزَوْجِهَا وَطَلَبَهَا لِمَرْضَاتِهٖ وَاتِّبَاعِهَا لِمُوَافَقَتِهٖ يَعْدِلُ كُلَّ مَاذَكَرْتِ لِلرِّجَالِ﴾

''اسماء جاؤ ان عورتوں کو بتادو کہ تم میں سے کسی عورت کا اپنے شوہر کے ساتھ حسن سلوک، اس کی رضا جوئی اور اس کے مزاج کے مطابق اتباع ان تمام باتوں کے برابر ہے جن کا ذکر تم نے مردوں کے متعلق کیا ہے''

رسول اللہ ﷺ کی زبان مبارک سے یہ بشارت سن کر اسماء خوشی کے ساتھ تہلیل وتکبیر کہتی ہوئی چلی گئیں اور عورتوں کو رسول اللہ ﷺ کی بشارت سنائی۔ [1]

---

[1] الاستیعاب ۲/۷۲۶

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عورتوں پر اسلام کا احسان یا ظلم؟

اسلام نے عورتوں کا دائرۂ عمل ان کے گھروں کو قرار دیا اور انہیں بیرونی مشاغل سے حتی الامکان دور رہنے کی تاکید کی، معاندین اسلام کی نگاہوں میں یہ عورتوں پر مذہب اسلام کا ظلم ہے، چنانچہ وہ اس کے حوالہ سے ان کی مظلومیت کا رونا روتے اور حقوق انسانی کی پامالی کی دہائی دیتے ہیں حالانکہ تاریخ وحقائق اس بات پر گواہ ہیں کہ طبقۂ نسواں کو جتنے اور جس قسم کے حقوق اسلام نے عطا کئے ان کا عشر عشیر بھی انہیں دیگر اقوام ومذاہب کے زیر سایہ نصیب نہ ہوا، بلکہ حقیقت یہ ہے کہ دنیا کی تاریخ میں اسلام ہی وہ مذہب ہے جس نے سب سے پہلے عورتوں کے حقوق کا اعلان واظہار کیا اور انہیں عزت وشرف اور عظمت واحترام کے مقام پر بٹھایا۔

عورتوں کی انسانی حیثیت کا اعتراف:

تاریخ کی گواہی تو یہ ہے کہ اسلام سے قبل عورت کی انسانی حیثیت ہی مجروح تھی اور مردوں کا ایک بڑا طبقہ اس کے نوع انسانی میں سے ہونے کا ہی منکر تھا، چنانچہ یہ ایک ثابت شدہ حقیقت ہے کہ:۔

> ''۵۸۶ء میں فرانس والوں نے اس موضوع پر ایک کانفرنس منعقد کی کہ عورت انسان ہے یا نہیں؟ پھر بڑی بحث وتمحیص کے بعد شرکاء کانفرنس نے یہ فیصلہ دیا کہ عورت انسان ہے اور اسے مرد کی خدمت کے لیے پیدا کیا گیا ہے''[1]

اسلام نے نہ صرف یہ کہ عورت کی انسانی حیثیت کو صاف اور اجاگر کیا بلکہ اس بات کی بھی وضاحت کی کہ انسانی حیثیت سے مرد اور عورت کے درمیان کوئی فرق وامتیاز نہیں ہے، قرآن کریم کا برملا اعلان ہے:۔

---

[1] خاتون اسلام از ڈاکٹر مقتدی حسن ازہری ص ۲۵، بنارس

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿ يَـاأَيُّهَـا النَّـاسُ اِنَّـا خَـلَـقْـنَـاكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّاُنْثٰى وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوْبًاوَّقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوْا،اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَاللّٰهِ اَتْقَاكُمْ﴾

''اے لوگو! ہم نے تم سب کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا ہے اور اسلئے کہ تم آپس میں ایک دوسرے کو پہچان سکو کنبے اور قبیلے بنا دیئے ہیں، اللہ کے نزدیک تم سب میں باعزت وہ ہے جو سب سے زیادہ ڈرنے والا ہو'' (الحجرات:۱۳)

دوسری جگہ ارشاد ہے:۔

﴿يَـا اَيُّهَـا النَّـاسُ اتَّـقُـوْا رَبَّـكُـمُ الَّذِىْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَفْسٍ وَّاحِدَةٍوَّخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَارِجَالًا كَثِيْرًاوَّنِسَاءً﴾

''اے لوگو! اپنے پروردگار سے ڈرو، جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا اور اس سے اس کی بیوی کو پیدا کر کے ان دونوں سے بہت سے مرد اور عورتیں پھیلا دیں'' (النساء:۱)

اور نبی اکرم ﷺ کا فرمان ہے:۔

﴿اِنَّمَاالنِّسَاءُ شَقَائِقُ الرِّجَالِ﴾

''عورتیں مردوں کی شقیقہ (ہم جنس) ہیں''

(ابوداؤد، کتاب الطہارۃ:۲۳۶)

امام خطابیؒ لکھتے ہیں:۔

''ای نظائرهم وأمثالهم فی الخلق والطباع فكانهن شققن من الرجال'' (معالم السنن ۱/۱۶۲)

''یعنی عورتیں پیدائش اور طبعی اوصاف میں مردوں ہی کی طرح ہیں گویا کہ وہ مردوں سے ہی نکلی ہیں''

شقیقہ شقَّ یَشُقُّ سے ہے جس کے معنی پھاڑنے کے ہیں، کسی چیز کو دو حصوں میں پھاڑ دیا جائے تو ان میں سے ہر ایک کو ''شقیقہ'' کہتے ہیں، کسی چیز کے نصف کو ''شِق

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الشئی '' کہتے ہیں اور اسی سے عربی میں شقیق اور شقیقہ (حقیقی، بھائی بہن) کے معنی میں بولا جاتا ہے۔

دینی حیثیت سے مرد وعورت کی برابری:

سورۂ حجرات کی مذکورہ بالا آیت سے واضح ہے کہ بڑائی اور بزرگی کا معیار عنداللہ تقویٰ اور پرہیزگاری ہے، یوں مذہبی اعتبار سے بھی اسلام میں مرد وعورت کے درمیان کوئی فرق نہیں رکھا گیا ہے، چنانچہ اس بارے میں ایک جگہ ارشاد ہے:۔

﴿مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً وَّلَنَجْزِيَنَّهُمْ اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ﴾

''جو شخص نیک عمل کرے مرد ہو یا عورت لیکن باایمان ہو تو ہم اسے یقیناً نہایت بہتر زندگی عطا فرمائیں گے اور ان کے نیک اعمال کا بہتر بدلہ بھی انہیں ضرور ضرور دیں گے'' (النحل:۹۷)

دوسری جگہ ارشاد ہے:۔

﴿وَمَنْ يَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ مِنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِكَ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ وَلَا يُظْلَمُوْنَ نَقِيْرًا﴾ (النساء:۱۲۴)

''جو ایمان والا ہو مرد ہو یا عورت اور وہ نیک اعمال کرے یقیناً ایسے لوگ جنت میں جائیں گے اور کھجور کی گٹھلی کے شگاف کے برابر بھی ان کا حق نہ مارا جائے گا''

ایک اور جگہ فرمایا:۔

﴿اِنِّيْ لَآ اُضِيْعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِّنْكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى بَعْضُكُمْ مِّنْ بَعْضٍ﴾ (آل عمران:۱۹۵)

''تم میں سے کسی کام کرنے والے کے کام کو خواہ وہ مرد ہو یا عورت میں ہرگز ضائع نہیں کرتا، تم آپس میں ایک دوسرے کے ہم جنس ہو''

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عورت کے معاشرتی، معاشی اور تمدنی حقوق اسلام میں:

معاشرتی حیثیت سے بھی زندگی کے ہر موڑ پر عورتوں کو خصوصی حقوق سے سرفراز کیا گیا ہے، دنیا جانتی ہے کہ بیٹی کی پیدائش کو کسی زمانہ میں اور شاید کسی قوم میں (بھی) اچھی نگاہ سے نہیں دیکھا گیا، اس سلسلے میں عربوں کے رویہ کی وضاحت قرآن کی زبانی سنئے:۔

﴿وَاِذَا بُشِّرَ اَحَدُهُمْ بِالْاُنْثٰى ظَلَّ وَجْهُهٗ مُسْوَدًّا وَّهُوَ كَظِيْمٌ يَّتَوَارٰى مِنَ الْقَوْمِ مِنْ سُوْٓءِ مَا بُشِّرَ بِهٖ اَيُمْسِكُهٗ عَلٰى هُوْنٍ اَمْ يَدُسُّهٗ فِى التُّرَابِ اَلَا سَآءَ مَا يَحْكُمُوْنَ﴾ (النحل:۵۸،۵۹)

''ان میں سے جب کسی کو لڑکی ہونے کی خبر دی جائے تو اس کا چہرہ سیاہ ہو جاتا ہے اور دل ہی دل میں گھٹنے لگتا ہے اس بری خبر کی وجہ سے لوگوں سے چھپا ہوتا ہے، سوچتا ہے کہ کیا اس کو ذلت کے ساتھ لئے ہوئے ہی رہے یا اسے مٹی میں دبا دے، آہ کیا ہی برے فیصلے کرتے ہیں''

چنانچہ اکثر تو یہی ہوتا کہ ان (معصوموں) کو مٹی میں ہی دبا دیا جاتا، اسلام نے نہ صرف یہ کہ ان کے قتل کو جرم عظیم قرار دیا بلکہ ان کی پرورش اور اچھی تربیت و تعلیم پر بڑے اجر و ثواب اور عظیم جنت کی بشارت سنائی، نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے:۔

﴿مَنْ عَالَ جَارِيَتَيْنِ حَتّٰى تَبْلُغَا جَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ اَنَا وَهُوَ كَهَاتَيْنِ وَضَمَّ اَصَابِعَهٗ﴾

''جس شخص نے دو بچیوں کی پرورش و تربیت کی یہاں تک کہ وہ بالغ ہو گئیں، قیامت کے دن وہ اس حال میں آئے گا کہ میں اور وہ ان دو انگلیوں کی طرح (قریب) ہوں گے'' آپ ﷺ نے اپنی انگلیاں ملائیں۔ (مسلم کتاب البر والصلہ :۲۶۳۱)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں:۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''میرے پاس ایک عورت اس حال میں آئی کہ اس کے ساتھ اس کی دو بیٹیاں تھیں، وہ سوال کر رہی تھی، اسے میرے پاس ایک کھجور ہی مل سکی، وہ کھجور میں نے اسے دیدی، اس نے اس کے دو حصے کر کے اپنی دونوں بیٹیوں میں تقسیم کر دیا اور خود کچھ نہ کھایا، پھر کھڑی ہوئی اور چلی گئی، جب نبی ﷺ تشریف لائے تو میں نے ان کو یہ بات بتلائی، آپ ﷺ نے فرمایا:۔

﴿مَنِ ابْتُلِيَ مِنْ هٰذِهِ الْبَنَاتِ بِشَيْءٍ فَأَحْسَنَ إِلَيْهِنَّ كُنَّ لَهُ سِتْرًا مِنَ النَّارِ﴾

''جس کو ان بیٹیوں میں سے کسی معاملہ میں آزمایا جائے اور وہ ان کے ساتھ اچھا برتاؤ کرے تو وہ بیٹیاں اس کے لئے جہنم کی آگ سے پردہ بن جائیں گی''

(بخاری، کتاب الزکاۃ: ۱۴۱۸، مسلم کتاب البر۔۔: ۲۶۲۹)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہی کا بیان ہے:۔

''میرے پاس ایک مسکین عورت اپنی دو بیٹیوں کو اٹھائے ہوئے آئی، میں نے اسے کھانے کیلئے تین کھجوریں دیں، اس نے دو کھجوریں تو اپنی دونوں بیٹیوں کو دیدیں اور ایک کھجور اس نے کھانے کیلئے اپنے منہ کی طرف بڑھائی کہ وہ بھی اس کی بیٹیوں نے مانگ لی، اس نے اس کے دو حصے کئے اور اپنی بیٹیوں کو کھلا دیا، اس کی یہ بات مجھے بڑی اچھی لگی، میں نے اس کا ذکر رسول اللہ ﷺ سے کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا:

﴿إِنَّ اللّٰهَ قَدْ أَوْجَبَ لَهَا بِهَا الْجَنَّةَ أَوْ أَعْتَقَهَا بِهَا مِنَ النَّارِ﴾ (مسلم ایضا: ۲۶۳۰)

''اللہ نے اس کے اس عمل کی وجہ سے اس پر جنت واجب کر دی یا اسے جہنم سے آزاد کر دیا''

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بلوغت کے بعد جب لڑکی رشتۂ زوجیت سے منسلک ہوجاتی ہے تو یہاں بھی اسلام نے بیوی کی حیثیت سے اس کے حقوق کی تعیین کی اور شوہر کو اس کے ساتھ بہتر اور شایان شان سلوک کی پوری تاکید کی، ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

﴿وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِي عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوفِ﴾ (البقرہ:۲۲۸)

''اور عورتوں کے بھی ویسے ہی حق ہیں جیسے ان پر مردوں کے ہیں اچھائی کے ساتھ''

دوسری جگہ ارشاد ہے:۔

﴿وَعَاشِرُوهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ فَإِنْ كَرِهْتُمُوهُنَّ فَعَسَىٰ أَنْ تَكْرَهُوا شَيْئًا وَيَجْعَلَ اللَّهُ فِيهِ خَيْرًا كَثِيرًا﴾ (النساء:۱۹)

''ان کے ساتھ اچھے طریقہ سے بود و باش رکھو، گو تم انہیں ناپسند کرو لیکن بہت ممکن ہے کہ تم کسی چیز کو برا جانو اور اللہ تعالیٰ اس میں بہت ہی بھلائی کردے''

جب کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:۔

﴿إِسْتَوْصُوا بِالنِّسَاءِ فَإِنَّهُنَّ خُلِقْنَ مِنْ ضِلَعٍ﴾

''عورتوں کے ساتھ بھلائی کی وصیت قبول کرو بلاشبہ ان کی پیدائش پسلی کی ہڈی سے ہوئی ہے'' (بخاری کتاب النکاح:۵۱۸۴، مسلم:۱۴۶۸)

اور آپ ﷺ کا ارشاد ہے۔

﴿خَيْرُكُمْ خَيْرُكُمْ لِأَهْلِهِ وَأَنَا خَيْرُكُمْ لِأَهْلِي﴾

''تم میں سب سے بہتر وہ ہے جو تم میں سے اپنی بیوی کے لئے سب سے بہتر ہے اور میں اپنی بیوی کے لئے سب سے بہتر ہوں''

(ترمذی کتاب المناقب:۳۸۹۵، الصحیحہ:۲۸۵)

مزید فرمایا:۔

﴿لَا يَفْرَكْ مُؤْمِنٌ مُؤْمِنَةً إِنْ كَرِهَ مِنْهَا خُلُقًا رَضِيَ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مِنْهَا آخَرَ﴾

''کوئی مومن شخص (اپنی) مومنہ (بیوی) سے بغض نہ رکھے، اگر اس کی ایک عادت ناپسند ہوگی تو اس کی کسی دوسری عادت کو وہ پسند بھی کرے گا'' (مسلم: ۱۴۶۹)

آپ ﷺ نے حجۃ الوداع کے اپنے خطاب میں فرمایا تھا:۔

﴿اَلَا وَاسْتَوْصُوْا بِالنِّسَاءِ خَيْرًا، فَإِنَّمَا هُنَّ عَوَانٌ عِنْدَكُمْ لَيْسَ تَمْلِكُوْنَ مِنْهُنَّ شَيْئًا غَيْرَ ذٰلِكَ إِلَّا أَنْ يَّأْتِيْنَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ، فَإِنْ فَعَلْنَ فَاهْجُرُوْهُنَّ فِي الْمَضَاجِعِ، وَاضْرِبُوْهُنَّ ضَرْبًا غَيْرَ مُبَرِّحٍ، فَإِنْ أَطَعْنَكُمْ فَلَا تَبْغُوْا عَلَيْهِنَّ سَبِيْلًا، أَلَا إِنَّ لَكُمْ عَلٰى نِسَائِكُمْ حَقًّا، وَلِنِسَائِكُمْ عَلَيْكُمْ حَقًّا، فَحَقُّكُمْ عَلَيْهِنَّ أَنْ لَّا يُوْطِئْنَ فُرُشَكُمْ مَنْ تَكْرَهُوْنَ وَلَا يَأْذَنَّ فِي بُيُوْتِكُمْ لِمَنْ تَكْرَهُوْنَ أَلَا وَحَقُّهُنَّ عَلَيْكُمْ أَنْ تُحْسِنُوْا إِلَيْهِنَّ فِي كِسْوَتِهِنَّ وَطَعَامِهِنَّ﴾ (ترمذی، ابواب النکاح: ۱۱۶۳)

''سنو عورتوں کے ساتھ اچھا سلوک کیا کرو، اسلئے کہ وہ تمہارے ماتحت ہیں، تم ان سے اس (ہم بستری کے اور اپنی عصمت اور تمہارے مال کی حفاظت) کے علاوہ اور کچھ اختیار نہیں رکھتے، ہاں اگر وہ کسی بڑی کوتاہی اور بدزبانی (یا کھلی بے حیائی) کا ارتکاب کریں (تو سزا دے سکتے ہو) تو اگر وہ ایسا کریں تو انہیں بستروں سے دور کردو اور انہیں مارو لیکن اذیت ناک مار نہ ہو، پھر وہ تمہاری فرمانبرداری اختیار کرلیں تو ان کیلئے کوئی اور راستہ مت ڈھونڈو (طلاق وغیرہ کا) یاد رکھو! جس طرح تمہارا حق تمہاری بیویوں پر ہے (اسی طرح) تمہاری بیویوں کا حق تم پر

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے، تمہارا حق ان پر یہ ہے کہ وہ تمہارے بستر ایسے لوگوں کو نہ روندنے دیں جنہیں تم ناپسند کرتے ہو اور ایسے لوگوں کو گھر کے اندر آنے کی اجازت نہ دیں جنہیں تم اچھا نہیں سمجھتے، سنو! اور ان کا حق تم پر یہ ہے کہ تم ان کے ساتھ ان کی پوشاک اور خوراک میں اچھا سلوک کرو''

آپ ﷺ تک صحابیاتؓ نے جب اپنے شوہروں کی مار پیٹ کی شکایت پہنچائی تو آپ ﷺ نے فرمایا:۔

﴿لَقَدْ اَطَافَ بِاٰلِ بَيْتِ مُحَمَّدٍ نِسَاءٌ كَثِيْرٌ يَشْكُوْنَ اَزْوَاجَهُنَّ لَيْسَ اُولٰئِكَ بِخِيَارِكُمْ﴾

(ابوداؤد، کتاب النکاح: ۲۱۴۶)

''محمد (ﷺ) کے گھر والوں کے پاس بہت سی عورتوں نے ہجوم کیا ہے جو اپنے خاوندوں کی شکایت کرتی ہیں، (یاد رکھو) ایسا کرنے والے تم میں اچھے لوگ نہیں ہیں''

زوجیت کے نتیجے میں عورت کی ایک اور حیثیت سامنے آتی ہے اور وہ ''ماں'' کی حیثیت ہے، شریعت اسلامیہ میں ماں کا حق باپ سے بڑھ کر ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:۔

﴿وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ وَهْنًا عَلٰى وَهْنٍ وَّفِصٰلُهٗ فِيْ عَامَيْنِ اَنِ اشْكُرْ لِيْ وَلِوَالِدَيْكَ﴾ (لقمان: ۱۴)

''ہم نے انسان کو اس کے ماں باپ کے متعلق نصیحت کی ہے، اس کی ماں نے دکھ پر دکھ اٹھا کر اسے حمل میں رکھا اور اس کی دودھ چھڑائی دو برس میں ہے کہ تو میری اور اپنے ماں باپ کی شکر گزاری کر''

دوسری جگہ فرمایا گیا ہے:۔

﴿وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ اِحْسَانًا حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ كُرْهًا وَّوَضَعَتْهُ كُرْهًا وَحَمْلُهٗ وَفِصٰلُهٗ ثَلٰثُوْنَ شَهْرًا﴾

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''اور ہم نے انسان کو اپنے ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک کرنے کا حکم دیا ہے اس کی ماں نے اسے تکلیف جھیل کر پیٹ میں رکھا اور تکلیف برداشت کر کے اسے جنا اس کے حمل کا اور اس کے دودھ چھڑانے کا زمانہ تیس مہینہ کا ہے'' (الاحقاف:۱۵)

والدین کے ساتھ حسن سلوک کے اس حکم میں والدہ کی تکالیف کا خصوصی طور پر ذکر اس بات کو واضح کرتا ہے کہ اس حکم میں ماں کا حق باپ سے مقدم ہے، نبی اکرم ﷺ کی حدیث سے مزید اس کی وضاحت ہوتی ہے، ایک صحابی نے آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر پوچھا:۔

﴿مَنْ اَحَقُّ النَّاسِ بِحُسْنِ صَحَابَتِیْ ؟﴾

''میرے حسن سلوک کا سب سے زیادہ حقدار کون ہے؟

فرمایا:

﴿اُمُّكَ﴾ ''تمہاری ماں''

اس نے پوچھا:۔ ﴿ثُمَّ مَنْ﴾ ''پھر کون''؟

آپ ﷺ نے فرمایا: ''تمہاری ماں''

اس نے پھر پوچھا ﴿ثُمَّ مَنْ﴾ ''پھر کون''؟

فرمایا: ﴿ثُمَّ اُمُّكَ﴾ ''تمہاری ماں''

اس نے چوتھی بار پوچھا:۔ ﴿ثُمَّ مَنْ﴾ ''پھر کون''؟

آپ ﷺ نے فرمایا: ﴿ثُمَّ اَبُوْكَ﴾ ''پھر تمہارا باپ''

(بخاری، کتاب الادب:۵۹۷۱، مسلم، کتاب البر والصلہ :۲۵۴۸)

معاشی حقوق کے سلسلے میں عورتوں کے ساتھ اسلام کا معاملہ سب سے نرالا اور سرتاسر عادلانہ ہے، اسلام نے عورت کو ہر قسم کی معاشی ذمہ داری سے فارغ کر دیا ہے، لیکن اس کے باوجود اس کو گرانقدر مالی حقوق عطا کئے ہیں، اس کے لئے حق مہر کی تعیین کی گئی جو اس کی مرضی سے متعین ہوگا، وراثت میں اس کا حق مقرر کیا گیا ہے جبکہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس سے پہلے وہ خود وراثت میں منتقل ہونے والی چیز تھی اور مشرق اور مغرب میں کہیں عورت کی وراثت کا کوئی تصور نہ تھا، ہاں لڑکوں کے مقابلہ میں اس کا حصہ نصف مقرر کیا گیا ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ شریعت نے اخراجات اور بیوی بچوں کی کفالت کا مکلف پورے طور پر مرد کو بنایا ہے جبکہ عورت کو ہر طرح کے اخراجات سے مستثنیٰ کر دیا گیا ہے، لیکن اس کے باوجود بعض حالتیں ایسی ہیں جن میں عورتوں کا حصہ مردوں کے برابر بلکہ بعض اوقات ان سے زیادہ قرار پاتا ہے۔

اسلام نے عورت کو خرید و فروخت کی کامل آزادی دی اور سب سے بڑھ کر یہ کہ اس کی آزادانہ ملکیت کا حق تسلیم کیا جو اسلام سے قبل عورت کو کسی طور پر حاصل نہ تھا، برطانیہ جیسے ملک میں ۱۸۸۲ء تک خواتین کو جائداد کا مطلق حق نہ تھا۔[1]

حق مہر کی رقم کے سلسلے میں قرآن کریم شوہروں کو تاکید کرتے ہوئے کہتا ہے:۔

﴿وَاِنْ اَرَدْتُّمُ اسْتِبْدَالَ زَوْجٍ مَّكَانَ زَوْجٍ وَّاٰتَيْتُمْ اِحْدٰهُنَّ قِنْطَارًا فَلَا تَاْخُذُوْا مِنْهُ شَيْـًٔا﴾ (النساء:۲۰)

''اور اگر تم ایک بیوی کی جگہ دوسری بیوی کرنا ہی چاہو اور ان میں سے کسی کو تم نے خزانے کا خزانہ دے رکھا ہو، تو بھی اس میں سے کچھ نہ لو''

تمدنی حقوق بھی سارے کے سارے عورتوں کو عطا کئے گئے ہیں، نکاح کیلئے اس کی اجازت و رضامندی ضرور قرار دی گئی ہے، جبری نکاح کی صورت میں فسخ نکاح کا حق اسے حاصل ہے، جیسا کہ پچھلے صفحات میں گزر چکا ہے، اگر کسی معقول وجہ سے وہ اپنے شوہر کو پسند نہیں کر رہی ہے تو شریعت نے اسے خلع کا حق دیا ہے، جسے وہ اگر شوہر راضی نہ ہو تو عدالت کے واسطے سے حاصل کر سکتی ہے، طلاق کا اختیار عورتوں کو نہیں دیا گیا اس کی وجہ یہ ہے کہ عورت فطری طور پر زود رنج، عجلت پسند اور جذباتیت کی شکار واقع ہوئی ہے اگر اسے یہ اختیار ملتا تو پھر خاندان کو بقا اور استحکام کبھی حاصل نہیں ہو پاتا علامہ فرید وجدی عورتوں کی اس فطری حالت پر روشنی ڈالتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

---

[1] عورت اسلام اور جدید سائنس ص ۱۳۹، حکیم طارق محمود چغتائی مکتبہ الحسنات دہلی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''عورت کی جسمانی ساخت بچوں کی جسمانی ترکیب سے قریب تر ہوتی ہے اس لئے عام طور پر دیکھا جاتا ہے کہ وہ بچوں ہی کی طرح جلد متاثر اور منفعل ہوجاتی ہے، فرحت وکلفت ،خوف ومسرت کے احساسات جلد ہی اس پر طاری ہوجاتے ہیں اور چونکہ اس میں عقلیت اور غور وفکر کی قوت کو زیادہ دخل نہیں ہوتا، اس لئے جلد ہی یہ تاثرات اس سے زائل بھی ہوجاتے ہیں اور اکثر دیرپا ثابت نہیں ہوتے ،اس بنا پر عورت متلون اور غیر مستقل مزاج ہوتی ہے'' [1]

اس سے واضح ہے کہ شریعت کا یہ فیصلہ سراسر حکمت ودانائی اور مصلحت وخیر خواہی پر مبنی ہے اہل مغرب نے عورتوں کو یہ اختیار دیا ہے تو اس کے تلخ تجربات نے ان کی سماجی زندگی کی چولیں ہلا کر رکھ دی ہیں۔

تعلیم کا نہ صرف یہ کہ عورت کو حق حاصل ہے بلکہ مسلمان ہونے کے ناطے حصول علم اس پر فرض اور واجب ہے ،اسی طرح دینی ،سماجی اور سیاسی معاملات و امور میں رائے دہی کا حق بھی اسے کامل طور پر حاصل ہے۔

الغرض اسلام نے عورت کو وہ تمام حقوق عطا کئے ہیں جو انسانی حیثیت سے، مذہبی اعتبار سے اور تمدنی ومعاشی اور معاشرتی طور پر اسے عطا کئے جاسکتے تھے۔

عورتوں کی گواہی:

اسلامی شریعت میں مالی امور سے متعلق گواہی میں دو عورتوں کی گواہی ایک مرد کے برابر قرار دی گئی ہے جیسا کہ اللہ تعالی کا ارشاد ہے:۔

﴿وَاسْتَشْهِدُوْا شَهِيْدَيْنِ مِنْ رِّجَالِكُمْ فَاِنْ لَّمْ يَكُوْنَا رَجُلَيْنِ فَرَجُلٌ وَامْرَاَتَانِ مِمَّنْ تَرْضَوْنَ مِنَ الشُّهَدَاءِ اَنْ تَضِلَّ اِحْدٰهُمَا فَتُذَكِّرَ اِحْدٰهُمَا الْاُخْرٰى﴾

---

[1] دائرۃ المعارف فرید وجدی ۸/۵۹۶

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''اس (قرض کے لین دین) کے معاملہ میں اپنے (مسلمان) مردوں میں سے دو گواہ بنالو اور اگر دو مرد میسر نہ آئیں تو پھر ایک مرد اور دو عورتوں کو گواہ بناؤ تاکہ ان میں سے ایک اگر بھول جائے تو دوسری اسے یاد دلائے اور گواہ ایسے ہونے چاہئیں جن کی گواہی تمہارے ہاں مقبول ہو'' (البقرہ:۲۸۲)

اب اس بنیاد پر یہ پروپیگنڈہ کیا جاتا ہے کہ اسلام نے اپنے اس قانون کے ذریعہ عورتوں کی حق تلفی کی ہے، حالانکہ آیت کریمہ میں اس کی وجہ بھی بتادی گئی ہے کہ اگر ایک عورت بھول جائے تو دوسری اس کو یاد دلادے، یعنی اس کی وجہ عورت کا نسیان ہے، ہاں مولانا عبدالرحمٰن کیلانیؒ کے لفظوں میں ''یہاں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر عورت بھول سکتی ہے تو کیا مرد نہیں بھول سکتا؟ تو اس کا جواب بالکل واضح ہے کہ اسلامی قانون عام حالات کے مطابق وضع کئے گئے ہیں اور ان کا واضع خود اللہ تعالیٰ ہے جو اپنی مخلوق کی خامیوں اور خوبیوں سے پوری طرح واقف ہے، عورت پر حیض، نفاس، حمل اور وضع حمل کے دوران کچھ ایسے اوقات پیش آتے ہیں جب اس کا دماغی توازن برقرار نہیں رہ سکتا اور حکمائے قدیم وجدید سب عورت کی ایسی حالت کی تائید وتوثیق کرتے ہیں''۔[1]

حالیہ تحقیق سے یہ بات ثابت ہوگئی ہے کہ اسلام کا یہ قانون فطرت کے بالکل مطابق ہے کیونکہ حیاتیاتی حقیقت کے عین موافق ہے، ٹائمز آف انڈیا (۱۸ جنوری ۱۹۸۵ء ص ۹) میں یو پی آئی کے حوالہ سے ایک رپورٹ شائع ہوئی تھی جس کے الفاظ یہ ہیں:۔

''عورتوں کے مقابلہ میں مردوں کے اندر اس بات کی زیادہ صلاحیت ہوتی ہے کہ وہ ریاضیاتی (حسابی) معلومات کو یاد رکھیں اور اس کو ترتیب دے سکیں مگر عورتیں الفاظ میں زیادہ بہتر ہوتی ہیں، یہ بات ایک روسی سائنسداں نے کہی، ڈاکٹر ولادیمیر کونوگوف تاس نے نیوز ایجنسی کو بتایا

---

[1] تیسیر القرآن ج ۱ ص ۲۱۶

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ مرد ریاضیاتی موضوعات پر چھائے ہوئے ہیں، اس کی وجہ ان کے اندر حافظہ کی خصوصیت ہے، صنف قوی (مرد) لسانی مواد کو ترکیب دینے اور استعمال کرنے میں زیادہ مشکل محسوس کرتا ہے''[1]

مولانا عبدالرحمٰن کیلانیؒ کے لفظوں میں:

''عورت کے نسیان ہی کی بنا پر فوجداری مقدمات میں اس کی شہادت قابل قبول نہیں کیونکہ ایسے مقدمات میں معاملہ کی نوعیت سنگین ہوتی ہے، مالی معاملات میں عورت کی گواہی قبول تو ہے لیکن دو عورتوں کو ایک مرد کے برابر رکھا گیا ہے اور عائلی مقدمات میں چونکہ زوجین ملوث ہوتے ہیں اور وہ ان کا ذاتی معاملہ ہوتا ہے جہاں نسیان کا امکان بہت کم ہی ہوتا ہے لہذا ایسے مقدمات میں میاں بیوی دونوں کی گواہی برابر نوعیت کی ہوگی اور وہ معاملات جو بالخصوص عورتوں سے متعلق ہوتے ہیں وہاں عورت کی گواہی کو مرد کے برابر ہی بلکہ معتبر قرار دیا گیا ہے مثلاً مرضعہ اگر رضاعت کے متعلق گواہی دے تو وہ دوسروں سے معتبر سمجھی جائے گی خواہ یہ دوسرا کوئی عورت ہو یا مرد'' [2]

مولانا ہی کے الفاظ میں:

''اس مسئلہ کا دوسرا پہلو یہ ہے کہ عورت اپنی اصل کے لحاظ سے ایسی عدالتی کاروائیوں سے سبکدوش قرار دی گئی ہے، اب یہ اسلام کا اپنا مزاج ہے کہ وہ عورت کو گھر سے باہر کھینچ لانے کو پسند نہیں کرتا.....

.....عورت کی گواہی صرف اس صورت میں قبول کی گئی ہے جبکہ کوئی دوسرا گواہ میسر نہ آسکے اور اگر دوسرا گواہ میسر آجائے تو اسلام عورت کو شہادت کی ہرگز اجازت نہیں دیتا'' [3]

---

[1] خاتون اسلام از وحیدالدین خاں [2] تیسیر القرآن ج ا ص ۲۱۷

[3] بحوالۂ سابق

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عورتوں کا جنسی تقدس:

اب رہی یہ بات کہ اسلام نے عورتوں کا حقیقی مرکزِ عمل ان کے گھروں کو قرار دیا تو علامہ اقبالؒ کے لفظوں میں:۔

''عورت کا جنسی تقدس اس بات کا متقاضی ہے کہ اسے اجنبی نگاہوں سے محفوظ رکھا جائے، عورت ایک عظیم ذریعۂ تخلیق ہے اور یہ حقیقت ہے کہ کائنات کی تمام تخلیقی قوتیں مستور اور محجوب ہیں''

عورتوں کے طبعی فرائض اور ان کا تقاضہ:

لیکن اس بات سے قطع نظر کہ اس حکم سے مقصود اصلی یہ ہے کہ عورتوں کو مردوں کی نگاہوں سے دور رکھا جائے، عورتوں کی جسمانی حالت اور ان کے طبعی فرائض اور فطری ذمہ داریوں کا تقاضہ بھی یہی ہے اور ان کے مقصد تخلیق کی تکمیل کا راز بھی اسی میں پوشیدہ ہے۔

عورتوں کی تخلیق کا ایک مقصد (جیسا کہ ہم ذکر کر آئے ہیں) مردوں کی تسکین و راحت کا سامان کرنا ہے، ظاہری بات ہے کہ مرد کے حق میں وہی عورت تسکینِ قلب کا ذریعہ اور راحتِ جان کا سامان ثابت ہوسکتی ہے، جو اس کے فکرِ معاش (جس کی ذمہ داری قدرت کی طرف سے اس کے کاندھوں پر ڈالی گئی ہے اور اس کے مطابق اسے ذہنی اور جسمانی قوتیں بھی فراہم کی گئی ہیں) کیلئے نکلنے کے بعد اس کے گھر بار کی حفاظت ونگرانی کا فریضہ انجام دے اور دن بھر کی تگ ودو، دوڑ دھوپ اور محنت و مشقت کے ساتھ مختلف طبیعت ومزاج کے لوگوں سے سابقہ اور معاملہ کے بعد جب وہ شام کے وقت گھر کی دہلیز پر قدم رکھے تو وہ اپنی حسین ودلکش مسکراہٹوں کے ساتھ اس کا استقبال کرے، پھر اپنی نرم وشیریں باتوں اور حسن ومحبت کی موہنی اداؤں سے (جو یقیناً قدرت کی طرف سے خصوصی طور پر اسے بخشی گئی ہیں) اس کا دل بہلائے، اس کی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ضروریات کی ساری چیزیں اس کے سامنے لا حاضر کرے، اور اس کی ہر وہ جائز خدمت انجام دے جس سے اس کے درماندہ جسم کو آرام وراحت اور تھکے ہوئے قلب ودماغ کو سکون ومسرت حاصل ہو۔

یہی وہ عورت ہے جس کو زبان نبوی نے دنیا کی بہترین پونجی اور متاع قرار دیا ہے، آپ ﷺ کا ارشاد ہے:۔

﴿اَلدُّنْیَا کُلُّھَا مَتَاعٌ وَخَیْرُ مَتَاعِ الدُّنْیَا اَلْمَرْأَۃُ الصَّالِحَۃُ﴾

''دنیا ساری کی ساری فائدہ اٹھانے کی چیز ہے اور دنیا کا بہترین سامان نیک بیوی ہے'' (مسلم کتاب النکاح:۱۴۶۹)

آپ ﷺ سے پوچھا گیا:۔

﴿اَیُّ النِّسَاءِ خَیْرٌ﴾

''بہترین عورت کونسی ہے''؟

فرمایا:۔

﴿اَلَّتِیْ تَسُرُّہُ اِذَانَظَرَ وَتُطِیْعُہُ اِذَااَمَرَ وَلَا تُخَالِفُہُ فِیْ نَفْسِھَاوَمَا لِہٖ بِمَایَکْرَہُ﴾ (نسائی، کتاب النکاح:۳۲۳۳)

''شوہر جب اسے دیکھے تو وہ اسے خوش کردے، جب کسی بات کا حکم دے تو بجالائے اور وہ اپنی جان ومال کے سلسلے میں ایسی مخالفت نہ کرے جو اس کے شوہر کو ناپسند ہو''

ایک لائق وہوشمند اور باکمال وصالح بیوی اپنے شوہر کے لئے تسکین قلب کا سامان اور اس کے درد کا درماں کس طرح ثابت ہوسکتی ہے اس کا اندازہ سیرت نبوی کے اس واقعہ سے بخوبی کیا جاسکتا ہے۔

پہلی مرتبہ جب نبی اکرم ﷺ پر وحی کا نزول ہوا تو یہ وحی کا پہلا تجربہ اور فرشتہ سے اولین سابقہ تھا اسلئے قدرتی طور پر آپ کا قلب اطہر بے چینی کی کیفیت سے دوچار

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوا، آپ ﷺ گھبرائے ہوئے گھر تشریف لائے، خوف کی شدت سے آپ کے شانۂ مبارک پر لرزہ اور کپکپی طاری تھی، اپنی زوجۂ محترمہ خدیجہ رضی اللہ عنھا سے فرمایا۔

''مجھے چادر اڑھادو، مجھے چادر اڑھادو''

پھر جب بے چینی کی کیفیت ختم ہوئی تو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنھا سے پورا واقعہ کہہ سنایا اور کہنے لگے:۔

''مجھے اپنی جان کا ڈر لگتا ہے''

اس موقع پر حضرت خدیجہ رضی اللہ عنھا سے آپ کی جس طرح غمگساری کی اور جس انداز سے آپ کی تسلی و دلجمعی کا سامان کیا اس سے ایک مثالی بیوی کا کردار اور شوہر کی زندگی میں بیوی کی حیثیت وضرورت کا پورا نقشہ کھل کر سامنے آجاتا ہے۔

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنھا کہنے لگیں:۔

﴿كَلَّا وَاللّٰهِ مَا يُخْزِيكَ اللّٰهُ اَبَدًا، اِنَّكَ لَتَصِلُ الرَّحِمَ، وَتَحْمِلُ الْكَلَّ وَتَكْسِبُ الْمَعْدُوْمَ، وَتَقْرِى الضَّيْفَ وَتُعِيْنُ عَلٰى نَوَائِبِ الْحَقِّ﴾

''اللہ کی قسم! ایسا ہرگز نہیں ہوسکتا! اللہ آپ کو کبھی رسوا نہیں کرے گا، آپ صلہ رحمی کرتے ہیں، بے سہاروں کا بوجھ اٹھاتے ہیں، خالی ہاتھ والوں کا بندوبست کرتے ہیں، مہمان کی میزبانی کرتے ہیں اور حق دار کی مصیبت میں مدد فرماتے ہیں'' (بخاری کتاب بدء الوحی:۳)

اب ان الفاظ نے آپ ﷺ کو کیسی قوت فراہم کی ہوگی اور آپ کو کیسا سہارا دیا ہوگا اس کا اندازہ ہر شخص اچھی طرح کرسکتا ہے۔

مشہور یورپین مفکر لنڈ برگ نے اپنی کتاب ''ماڈرن ویمن'' میں سچ لکھا ہے:۔

''اعداد وشمار واضح کرتے ہیں کہ مرد کی کام کرنے کی صلاحیت تیس سے ساٹھ فیصد تک بڑھ جاتی ہے جب اس کی بیوی اس کے گھر کو بخوبی سنبھال لیتی ہے''

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وہ عورتیں جو گھروں سے دور اور باہر محنت ومشقت کے کاموں میں مشغول رہتی ہیں وہ کیوں کر اپنے شوہروں کیلئے سکون وراحت کا سبب بن سکتی ہیں جبکہ وہ خود کسی کی خدمت کی محتاج بن کر گھروں کو لوٹتی ہیں؟ ایسی صورت میں مرد وعورت کے تعلقات کی صورت کیا ہوگی اور اس کا اثر خاندان ومعاشرہ پر کیا ہوگا اس کا اندازہ کرنا بہت آسان ہے؟؟

عورت کی تخلیق کا دوسرا اہم اور بنیادی مقصد نسل انسانی کی ترقی وافزائش اور تربیت ونشوونما ہے، اس عظیم مقصد کی تکمیل کے لئے ایک عورت کو حمل، وضع حمل، رضاعت اور تربیت کے مختلف ادوار اور مراحل سے گزرنا ناگزیر ہے، ان میں سے ہر ایک دور انتہائی اہمیت کا حامل ہے اور ہر ایک میں عورت کو اپنی حفاظت وصحت کے لیے مخصوص احتیاطوں اور تدبیروں کی ضرورت ہوتی ہے۔

ان میں پہلا دور حمل کا ہے، جس کی عمومی مدت نو ماہ ہے، یہ عورت کی زندگی کا نازک ترین زمانہ ہوتا ہے، اس مدت میں عورتیں عام طور سے گھریلو کام کاج کرنے کی پوزیشن میں بھی نہیں ہوتیں، عورت کی معمولی سے معمولی حرکت کا اثر نہ صرف یہ کہ اس کی اپنی ذات پر پڑتا ہے بلکہ اس کے پیٹ میں پلنے والا بچہ بھی اس سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہتا، بچہ کی صحت وکمزوری اور حیات وموت کا انحصار تمام تر ماں کی احتیاط اور حفاظت پر ہوتا ہے، مصر کے نامور مصنف علامہ فرید وجدی تحریر فرماتے ہیں:۔

> ''اطبائے قدیم وجدید کا قول ہے کہ زمانۂ حمل میں عورت کو نہایت شدت کے ساتھ اپنے خیالات، مزاج اور افعال کی نگہداشت کرنی چاہئے، ورنہ جس قسم کے حالات اس کو پیش آئیں گے جنین کی جسمانی اور دماغی حالت بھی اسی قسم کی ہوگی۔
>
> یورپ کے سینکڑوں تجربوں سے بھی اس کی تصدیق ہوئی ہے، مختلف بچوں کے عادات واطوار اور جسمانی قوت کے مبداء (بنیاد) کا جب سراغ لگایا گیا تو زمانۂ حمل کے حالات ثابت ہوئے، فرانس میں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خوبصورت والدین کا بچہ جب سیاہ رنگ اور حبشیوں کی صورت پر پیدا ہوا تو ڈاکٹروں کو اس اختلاف پر سخت حیرت ہوئی، تحقیق سے ثابت ہوا کہ زمانۂ حمل میں ان کی نشست کے سامنے میز پر ایک حبشی کا اسٹیچو رہا کرتا تھا جس کی سیاہت اور رنگ کا اثر نگاہوں کے ذریعہ دماغ میں پہونچا اور والدین کو اس طرف غیر معمولی توجہ ہوگئی، اسی کا نتیجہ ہے کہ بچہ کا والدین کی صورت سے کوئی تعلق نہ رہا، اور اسی حبشی کی ڈیل ڈول پر پیدا ہوا'' [1]

وضعِ حمل کی سختی و تکلیف تو زمانۂ حمل کی دشواریوں سے کہیں بڑھ کر ہوتی ہے، اس حالت میں ایک عورت زندگی سے زیادہ موت کے قریب ہوتی ہے، معمولی قسم کی چوک بھی اسے اور جنین دونوں کو موت کے منہ میں پہنچا سکتی ہے، علامہ فرید وجدی کے الفاظ میں:۔

''ہر سال دنیا میں ہزاروں جانیں صرف اس لئے ضائع ہوجاتی ہیں کہ طبی اصول کے مطابق وضع حمل کے وقت احتیاط اور حفاظت نہیں کی جاتی''

اس کے بعد رضاعت کا دور آتا ہے، اس دور میں ایک عورت درحقیقت اپنے لئے نہیں بلکہ اس ننھے وجود کے لیے جیتی ہے جسے قدرت کی طرف سے اس کی گود میں بطور امانت ڈال دیا گیا ہے۔

اس دور میں ایک عورت کو اپنی غذا کے حوالہ سے خصوصا بڑی احتیاط ملحوظ رکھنی پڑتی ہے، اس لئے کہ جس قسم کی غذائیں وہ استعمال کرتی ہے اسی قسم کے اثرات ذہنی اور جسمانی طور پر اس کے بچہ پر مرتب ہوتے ہیں، یوں بچہ کی جسمانی حالت اور تندرستی و بیماری کا انحصار اس کی ماں کی احتیاط و تدبیر پر رہتا ہے۔

اس دور سے گزرنے کے بعد بچہ کی تربیت و تعلیم کا مشکل ترین اور فیصلہ کن مرحلہ سامنے آتا ہے، بچہ کی آئندہ زندگی اور اس کی سیرت و کردار اور اعمال و خصائص کا

---

[1] مسلمان عورت ص ۲۱ (مولانا آزاد) فرید بکڈپو دہلی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دار و مدار پورے طور پر اس مرحلہ کی توجہ و تربیت پر ہوتا ہے، اس مرحلہ میں جو اثرات اس کے بے داغ قلب اور شفاف ذہن میں بیٹھ جائیں انہیں بعد کی صدہا کوششوں اور تعلیم و تربیت کی ہزارہا تدبیروں سے بھی مٹانا مشکل ہوتا ہے، نبی کریم ﷺ نے اسی بات کو اپنے ان الفاظ میں واضح فرمایا ہے:۔

﴿كُلُّ مَوْلُوْدٍ يُوْلَدُ عَلَى الْفِطْرَةِ فَأَبَوَاهُ يُهَوِّدَانِهِ أَوْ يُنَصِّرَانِهِ أَوْ يُمَجِّسَانِهِ﴾ (بخاری کتاب الجنائز: ۱۳۸۵)

''ہر بچہ فطرت (اسلام) پر پیدا ہوتا ہے، اس کے والدین اسے یہودی یا نصرانی یا مجوسی بنا دیتے ہیں''

اس سے والدین اور خصوصا والدہ کی ذمہ داری کی نزاکت کا اندازہ کیا جا سکتا ہے، نپولین نے کہا تھا۔

''تم مجھے اچھی مائیں دو میں تمہیں بہترین قوم دوں گا''

اس دور میں جبکہ نسل نو کے بگڑنے کے سارے اسباب جمع ہو چکے ہیں، سینما اور موبائل و انٹرنیٹ وغیرہ کے ذریعہ فحاشی اور بے حیائی کو گھر گھر پہنچایا جا رہا ہے، اخلاق دشمن لٹریچر، اخبارات، ڈائجسٹ اور آبرو باختہ اور حیا سوز تصویروں کا سیلاب بلا خیز ہے جس نے معاشرہ کو اپنے نرغے میں لے لیا ہے، تعلیم و تربیت کی ذمہ داری خصوصا کئی گنا بڑھ گئی ہے۔

علامہ فرید وجدی ان چاروں ادوار کا جائزہ لینے کے بعد تحریر فرماتے ہیں:۔

''اب سوال یہ ہے کہ جس گروہ کا قدرتی فرض ایسے اہم اور دشوار مرحلوں کا طے کرنا ہے کیا وہ دنیا کی تمدنی کشمکش میں شریک ہو سکتا ہے اور کیا اس قسم کی شرکت اس کے طبعی فرائض میں رکاوٹ نہیں بنے گی؟ فرض کرو ایک عورت علم و تدبر کے اعلی درجہ تک ترقی کر کے کسی پارلیمنٹ میں ممبر یا کسی سیاسی گروہ کی ایک رکن ہو گئی لیکن ساتھ ہی ازدواج اور معاشرت کے طبعی نتائج نے اس کو زمانہ حمل کی پریشانیوں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں بھی مبتلا کر دیا ہے تو ایسی حالت میں وہ اپنی پارٹی کی حمایت اور سیاسی مباحثوں کے دفعات پر غور کرے گی اور روز وشب اسی فکر میں سرگرم رہے گی یا ان تدابیر صحت اور قوانین احتیاط پر عمل کرے گی جن کی تعمیل میں ذرا سی کمی اس کی اور جنین کی ہلاکت کا باعث ہو جاتی ہے۔۔۔۔۔۔۔اسی مثال پر موقوف نہیں ایک عورت نے قانونی تعلیم کو بدرجۂ کمال حاصل کر کے ایک کامیاب بیرسٹر کی صورت میں اپنے آپ کو پبلک میں ظاہر کیا، لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ اس کی گود میں ایک ننھا سا وجود بھی اس کی توجہ اور محبت کے انتظار میں اس کی صورت تک رہا ہے، ایسی حالت میں اس کا کسی جرم کی مدافعت میں اور ان قانونی پہلوؤں کی تلاش میں جو اس کے مؤکل کیلئے مفید ہوں مصروف رہنا اور شب بھر سندوں اور حوالوں کی جستجو میں قانون کی ضخیم ضخیم کتابوں کی ورق گردانی میں منہمک رہنا کہ صبح کو مقدمہ کی پیشی ہونے والی ہے کیا اس کو ایام رضاعت کے نازک فرائض سے باز نہ رکھے گا؟ اور کیا اپنی پوری توجہ اور قوت کو جرم کی مدافعت کی کامیابی کیلئے صرف کر دینا اور اسی فکر وکوشش میں رہنا اس کو بچہ کی نگہداشت اور تربیت سے غافل رہنے پر مجبور نہ کرے گا؟ عورت کے طبعی فرائض کی ہدایت تو یہ ہے کہ یوم ولادت سے لے کر آخر ایام طفولت تک بچے کی ہر حرکت وعمل کی نگہداشت کرے، عمدہ خصائل کا اسے عادی بنائے، بری عادتوں سے محفوظ رکھے، لیکن اس بدقسمت بچہ کا کیا حال ہوگا جبکہ اس کی بیرسٹر ماں عدالت میں فریق مخالف پر جرح کر رہی ہوگی اور اس کا شیر خوار بچہ اس کی توجہ اور تربیت کا منتظر جھولے میں جھول رہا ہوگا؟ اس بدنصیب بچہ کی صحت اور زندگی کس حالت میں ہوگی جب وہ صالح اور مفید دودھ کا محتاج ہوگا اور اس کی مدبر اور پارلیمنٹ کی ممبر ماں ''لبرل پارٹی'' کی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حمایت کے خیال میں رات دن مستغرق اور مختلف جدوجہد میں منہمک ہوگی اور ناکامی کے انفعال وافسوس نے دودھ میں فساد پیدا کر کے بچہ کی طبعی غذا کو اس کیلئے مضر اور خطرناک بنا دیا ہوگا"[1]

آگے لکھتے ہیں:۔

"حقیقت یہ کہ قدرت نے دنیا کے کاموں کے خود ہی دو حصے کر دیئے ہیں، نوع انسانی کی حفاظت اور تکثیر اور انسانی ضروریات کا انتظام، پہلا کام عورت کے ذمہ قرار دیا گیا ہے، اسی لئے اس کو اسی قسم کے اعضاء اور اسی قسم کی جسمانی قوت دی گئی ہے جو اس فرض کی انجام دہی کیلئے ضروری ہیں، دوسرا کام مرد کے متعلق (ذمہ) کیا گیا اسلئے اسی کے مطابق جسمانی اور دماغی طاقت عطا کی گئی، ان دونوں گروہوں کا الگ الگ کام دنیا کا مجموعی تمدن قائم رکھتا ہے اور جب اختلاف اٹھانے کی کوشش ہوتی ہے یا کوئی گروہ اپنے فرائض سے باہر قدم

---

[1] موجودہ دور میں رضاعت کے مسئلہ کا حل خارجی غذاؤں کی صورت میں نکالا گیا ہے لیکن یہ بچوں کیساتھ حق تلفی اور قدرت کی طرف سے سونپی گئی امانت میں خیانت ہے، ماہرین اور اطباء کا اس پر اتفاق ہے کہ بچے کی ترقی اور نشوونما کا بہترین ذریعہ ماں کا دودھ ہی ہے، اسی سے اس کو مکمل غذائیت حاصل ہوسکتی ہے۔

اسی طرح ان کی تربیت ونگہداشت کیلئے کنڈرگارڈن اور کرایہ کی دایوں کا سہارا لیا جاتا ہے، یہ بھی دراصل بچہ کی شخصیت سے کھلواڑ اور اس پر صریح ظلم کے مترادف ہے، ظاہر ہے کہ انسانی بچے مرغی کے چوزے نہیں کہ انہیں پولٹری فارم جیسی مصنوعی جگہوں میں رکھ کر پروان چڑھایا جاسکے، ایک بچہ اپنے بچپن کے ابتدائی ایام میں جیسی محتاجگی کا شکار ہوتا ہے اور اس کی تربیت ونشوونما کیلئے شفقت ومحبت اور دلسوزی ودردمندی کے جیسے جذبات درکار ہیں ماں کے سوا کسی اور سینہ میں ان کا وجود کیونکر ممکن ہوسکتا ہے؟ ایک ماہر انسانیات نے لکھا ہے کہ "پرانے اور نئے مجرمین اور نفسیاتی لحاظ سے بیمار اور لاپرواہ لوگوں کے ابتدائی حالات کا جائزہ لیا جائے تو لازمی طور پر معلوم ہوگا کہ بچپن میں ماں کی محبت سے محرومی کے باعث ان کے اندر مجرمانہ رجحانات یا نفسیاتی الجھنیں پیدا ہوئی ہیں" (ماذا عن المرأۃ ص ۱۲۸ بحوالہ خاتون اسلام، از ڈاکٹر ابو ہری ص ۱۱۳)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نکالتا ہے تو تمدن اور معاشرت کے انتظام میں خلل پڑ کر سینکڑوں دقتیں اور مشکلیں پیدا ہو جاتی ہیں''۔[1]

دانشوران یورپ کا اعتراف:

مرد وعورت کے درمیان جو جسمانی، ذہنی اور عضویاتی فرق رکھا گیا ہے اور اس کی بنیاد پر ان کیلئے الگ الگ دائرۂ عمل کی تعیین کی گئی ہے، اس کی واقعیت وضرورت کا اعتراف خود یورپ (جہاں عورتوں کی آزادی کا راگ الاپا جاتا ہے اور بہر اعتبار اور ہر میدان عمل میں مرد وعورت کی حیثیت کی برابری کا پرفریب اور خلاف فطرت نعرہ لگایا جاتا ہے اور جس کے زیر اثر بہت سے جدید تعلیم یافتہ اور اسلامی تعلیمات کی روح و حقیقت سے ناآشنا نام نہاد مسلمان بھی ہاں میں ہاں ملاتے نظر آتے ہیں) کے ان دانشوروں، مایہ ناز مفکروں اور قابل فخر واعتبار محققوں نے بھی کیا ہے جو حقیقت پسند ہیں اور جنہوں نے مرد وعورت کی جسمانی اور ذہنی صلاحیتوں اور ان کے عضویاتی فرق و اختلاف کا مطالعہ گہرائی وبصیرت سے کیا ہے۔

یورپ کا ممتاز مصنف ژول سیماں اپنے ایک مضمون میں جو ''ریویو آف ریویوز'' میں شائع ہوا تھا اور جس میں ایک فرانسیسی دانشور ''لوزویہ'' کی تصنیف پر تبصرہ کیا گیا تھا، لکھتا ہے:۔

> ''عورت کو چاہئے کہ عورت رہے، ہاں بے شک عورت کو چاہئے کہ عورت رہے، اس میں جس قدر عورت اس سے قریب تر ہوگی اس کی قدر ومنزلت بڑھے گی اور جس قدر دور ہوگی اس کے مصائب ترقی کریں گے، بعض فلاسفر انسان کی زندگی کو پاکیزگی سے خالی سمجھتے ہیں مگر میں کہتا ہوں کہ انسان کی زندگی دلفریب، پاک اور بیحد پاکیزہ ہے، بشرطیکہ ہر مرد اور عورت اپنے ان مدارج سے واقف ہو جائے جو

---

[1] مسلمان عورت ص ۲۵۔۲۷

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قدرت نے اس کے لئے قرار دیئے ہیں اور اپنے فرائض کو ادا کرے، جو قدرت نے اس کے متعلق کر دیئے ہیں''

ژول سیماں ایک اور موقع پر لکھتا ہے۔

''جو عورت اپنے گھر سے باہر کی دنیا کے مشاغل میں شریک ہوتی ہے اس میں شک نہیں کہ وہ ایک عامل بسیط کا فرض انجام دیتی ہے، مگر افسوس ہے کہ عورت نہیں رہتی'' [1]

مشہور سوشلسٹ فلاسفر علامہ پروڈن اپنی کتاب ''ابتکار النظام'' میں لکھتا ہے۔

''عورت کو تمدن انسانی میں قدرت نے بالکل حصہ نہیں دیا، وہ علم کا راستہ طے کرنا چاہتی ہے مگر علم اس سے مساعدت نہیں کرتا، اس کا نتیجہ ہے کہ خوفناک نتائج کے ظہور پذیر ہونے کے ہم متوقع ہیں، نوع انسانی عورت کی کسی علمی اختراع یا صناعی ایجاد یا اخلاقی اور سیاسی کوششوں کی ہرگز ممنون نہیں ہے، وہ علم کی شاہراہ پر بغیر عورت کی مساعدت کے چلی ہے، اور اس نے خود ہی حیرت انگیز عجائبات ظاہر کئے ہیں، بلکہ مرد ہی ایک اکیلی ذات ہے جو خود بخود اختراع کرتی ہے، تکمیل تک پہنچاتی ہے، اس پر عمل کرتی ہے، اس سے نتائج پیدا کرتی ہے اور عورت کے تغذیہ اور آرام و راحت کا انتظام کرتی ہے''

یہی فلاسفر مزید لکھتا ہے:۔

''سوسائٹی کی تکوین درحقیقت ان تین عنصروں سے ہوتی ہے علم، عمل، عدالت، اب دیکھو کہ مرد اور عورت کا ان عناصر ثلاثہ میں کس درجہ کا حصہ ہے؟ اور باہم کس قدر متفاوت ہیں، نظام تمدن ہم کو بتلاتا ہے کہ علم و عمل اور عدالت کے لحاظ سے مرد اور عورت میں وہ نسبت ہے جو ۳×۳×۳ کو ۲×۲×۲ سے ہوتی ہے یعنی ۲۷ اور ۸ کی نسبت ہے، اس لئے

---

[1] مسلمان عورت ص ۵۶۔۵۷

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جولوگ عورتوں کے لئے آزادی اور استقلال کے طالب ہیں وہ در اصل عورتوں کو شقاوت کے قیدخانہ میں قید کرنا چاہتے ہیں، وہ قیدخانہ جو مفروضہ عبودیت (خیالی غلامی) کے قیدخانہ سے کچھ کم نہیں ہے'' [1]

یورپ کا ایک اور مفکر پروفیسر جیوم فریژ جو تہذیب وتمدن انسانی کا مشہور نقاد ہے، یورپین عورتوں کی حالت زار پر آنسو بہاتے ہوئے رقمطراز ہے:۔

''ان عورتوں کو رہن سہن کے اصل اصول یعنی (زوجیت) سے سخت نفرت ہے، قدرت نے جس غرض کے لیے ان کو پیدا کیا ہے اور جس کام کے لئے ان کو لچکدار جسم اور لوچدار اعضاء (انگ) عطا کئے ہیں، انہوں نے ان کو بالکل بھلا دیا ہے، انہوں نے اپنی پیدائشی حس اور جنسی امتیازات (یعنی عورت پن) کو مار ڈالا، ان کی حالت ایک ایسے درجہ تک پہنچ گئی ہے کہ اب نہ وہ عورت رہیں اور نہ مرد بن سکیں بلکہ ایک تیسری جنس کا نمونہ بن گئیں، وہ مرد اسلئے نہیں کہ ان کا جسم مرد نہیں بنا اور عورت اس لئے نہیں کہ ان کا عمل عورتوں جیسا نہیں'' [2]

سوویت یونین کا آخری صدر میخائل گورباچیف کہتا ہے:۔

''خواتین کو اپنی خانگی ذمہ داریاں سنبھال لینی چاہئے، مرد جنگ کی آگ اور خواتین باورچی خانے کی آگ جلانے کی زیادہ اہل ہیں'' [3]

اسلام میں عورت کی حکمرانی جائز نہیں ہے:

اسلام میں عورتوں کو سربراہ حکومت بنانے کی اجازت نہیں، گذشتہ تفصیل کی روشنی میں اس کی حکمت ومصلحت کو بآسانی سمجھا جاسکتا ہے، ایک حاکم اور سربراہ مملکت کیلئے

---

[1] مسلمان عورت ص ۶۰، ۶۶ [2] اسلامی نظام میں عورت کا مقام ص ۵۰، مائل خیرآبادی، دہلی

[3] وومن مشن، روزنامہ ''جنگ'' ۱۸ نومبر ۱۹۹۵ء

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جس قسم کے ذہنی، جسمانی اور نفسیاتی اوصاف وخصوصیات درکار ہیں، عورتیں ان سے بہر حال محروم ہیں، سلطنت کے امور وفرائض کی انجام دہی کیلئے ایک حاکم کو حکومت کے کارندوں کی نگرانی، وزراء اور مشیروں سے گفتگو اور تبادلۂ خیال، ملکی وغیر ملکی سیاسی دوروں، دیگر ممالک کے اپنے ہم منصبوں سے ملاقات اور ان سے مصافحہ ومعانقہ، اجتماعات میں شرکت اور تقریر وخطابت وغیرہ جیسے صدہا جھمیلوں اور مشاغل سے دوچار ہونا پڑتا ہے جو عورت کے طبعی فرائض اور اس کے جنسی تقدس سے کسی طور پر بھی میل نہیں کھاتے، اسی لئے شریعت اسلامیہ نے اس منصب کا اہل صرف مرد کو قرار دیا ہے، مولانا مودودیؒ، سورۂ نساء کی آیت ﴿الرجال قوامون علی النساء﴾ کے حوالہ سے لکھتے ہیں:

''اس آیت میں اللہ تعالی صاف الفاظ میں قوامیت (سربراہی) کا مقام مردوں کو دے رہا ہے اور صالح عورتوں کی دو خصوصیات بیان کرتا ہے، ایک یہ کہ وہ اطاعت شعار ہوں، دوسرے یہ کہ وہ مردوں کی غیر موجودگی میں ان چیزوں کی حفاظت کریں جن کی حفاظت اللہ کرانا چاہتا ہے، آپ کہیں گے کہ یہ حکم تو خانگی معاشرت کیلئے ہے نہ کہ ملکی سیاست کیلئے، مگر یہاں اول تو مطلقا ﴿الرجال قوامون علی النساء﴾ کہا گیا ہے، ''فی البیوت'' (گھروں میں) کے الفاظ ارشاد نہیں ہوئے ہیں جن کو بڑھائے بغیر اس حکم کو خانگی معاشرت تک محدود نہیں کیا جاسکتا، پھر اگر آپ کی بات مان لی جائے تو ہم پوچھتے ہیں کہ جسے اللہ نے گھر میں ''قوام'' نہ بنایا بلکہ قنوت (اطاعت شعاری) کے مقام پر رکھا، آپ اسے تمام گھروں کے مجموعہ یعنی پوری مملکت میں قنوت کے مقام سے اٹھا کر قوامیت کے مقام پر لانا چاہتے ہیں؟ گھر کی قوامیت سے مملکت کی قوامیت تو زیادہ بڑی اور اونچے درجے کی ذمہ داری ہے، اب کیا اللہ کے متعلق آپ کا یہ گمان ہے کہ وہ ایک گھر میں عورت کو قوام

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہ بنائے گا مگر کئی گھروں کے مجموعے پر اس کو قوام بنا دے گا؟'' [1]

اور اس سلسلے میں نبی کریم ﷺ کا دوٹوک فرمان ہے:۔

﴿لَنْ يُفْلِحَ قَوْمٌ وَلَّوْا أَمْرَهُمُ امْرَأَةً﴾

''وہ قوم ہرگز کامیاب نہیں ہوسکتی جس نے اپنے معاملات کا نگراں عورت کو بنالیا'' (بخاری کتاب المغازی: ۴۴۲۵)

خلافت راشدہ کے چالیس سالہ دور میں میدان سیاست میں عورت کی شمولیت کی صرف ایک مثال ملتی ہے اور وہ ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی جنگ جمل میں شمولیت، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان کے اقدام سے متعلق انہیں لکھا:۔

﴿فَإِنَّكِ خَرَجْتِ غَاضِبَةً لِلَّهِ وَلِرَسُولِهِ تَطْلُبِينَ أَمْرًا كَانَ عَلَيْكِ مَوْضُوعًا مَا بَالُ النِّسْوَةِ وَالْحَرْبِ وَإِصْلَاحِ بَيْنَ النَّاسِ﴾

''آپ اللہ اور اس کے رسول (کے حکم قصاص) کیلئے غضب ناک ہوکر ایک ایسے معاملہ کیلئے نکلی ہیں جس کی ذمہ داری سے آپ سبکدوش تھیں، بھلا عورتوں کا جنگ اور لوگوں میں مصالحت سے کیا تعلق ہے؟''

(الامامہ والسیاسۃ ص ۷۰)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ جو اس جنگ میں غیر جانبدار تھے ان کی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے متعلق یہ رائے تھی:۔

﴿إِنَّ بَيْتَ عَائِشَةَ خَيْرٌ لَّهَا مِنْ بُرْدَجِهَا﴾

''حضرت عائشہؓ کا گھر ان کیلئے ہودج سے بہتر ہے''

(الامامہ ص ۶۱) [2]

عبداللہ بن احمد نے زوائد الزھد میں اور امام ابن منذر، امام ابن ابی شیبہ اور امام

---

[1] ماہنامہ ترجمان القرآن ستمبر ۱۹۵۲ء

[2] فقہ الحدیث ج ۲ ص ۸۱۱

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابن السنی رحمہم اللہ نے اپنی کتابوں میں مسروقؒ کی روایت نقل کی ہے:۔

''حضرت عائشہؓ تلاوت قرآن کرتے ہوئے جب اس آیت پر پہونچتی (وقرن فی بیوتکن) تو بے اختیار اپنی جنگ جمل میں شمولیت کی غلطی یاد کر کے رو پڑتیں حتی کہ دوپٹہ بھیگ جاتا تھا'' [1]

بوقت ضرورت گھر سے نکلنے کی اجازت:

پردہ کا حکم اترنے کے بعد ایک مرتبہ حضرت عمرؓ نے ام المؤمنین حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کو گھر کے باہر دیکھ لیا تو انہیں ٹوکا، حضرت سودہ رضی اللہ عنہا نے گھر لوٹنے پر اس کا تذکرہ نبی ﷺ سے کیا، آپ ﷺ پر وحی کی کیفیت طاری ہوئی، اس کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا:۔

﴿إِنَّهُ أُذِنَ لَكُنَّ أَن تَخْرُجْنَ لِحَوَائِجِكُنَّ﴾

''بلاشبہ اللہ نے تمہیں اپنی ضروریات کیلئے گھر سے باہر نکلنے کی اجازت دی ہے'' (بخاری:۴۷۹۵)

دور نبوی میں خواتین (صحابیات) اپنی مختلف قسم کی ضروریات ومقاصد کیلئے گھر سے نکلا کرتی تھیں، اس سلسلے میں حضرت اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ عنہا کی روایت (گٹھلیاں چننے کیلئے جانے کی) گذر چکی ہے۔

اور یہ بات تو اظہر من الشمس ہے کہ خواتین صلاۃ کی ادائیگی کیلئے مسجد نبوی میں حاضر ہوا کرتی تھیں، آپ ﷺ کا ارشاد ہے:۔

''جب تمہاری عورتیں مسجد کی طرف جانے کی اجازت مانگے تو انہیں منع نہ کرو'' (بخاری ۵۷۸، مسلم ۶۴۵ مؤطا ۱/۵ وغیرہم)

عہد نبوی میں ایک عورت ادائیگی صلاۃ کے ارادہ سے اپنے گھر سے نکلی، راستہ میں ایک آدمی نے اس پر کپڑا ڈال کر اس سے اپنی خواہش پوری کر لی، وہ عورت چیختی رہی،

---

[1] تفہیم القرآن ج ۴ ص ۹۱

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(لیکن کوئی پہنچ نہ سکا) اور وہ آدمی چلا گیا، (اس دوران) ایک دوسرا آدمی اس کے پاس سے گزرا، ساتھ ہی مہاجرین کی ایک جماعت بھی وہاں سے گزر رہی تھی، عورت نے (ان سے) کہا کہ اس شخص نے میرے ساتھ زنا کیا ہے، چنانچہ مہاجرین نے اس آدمی کو پکڑ لیا جس کے بارے میں عورت نے کہا تھا کہ اس نے میرے ساتھ زنا کیا ہے جب اسے عورت کے سامنے لایا گیا تو وہ کہنے لگی ہاں! یہی وہ آدمی ہے، اب مہاجرین اس شخص کو رسول اللہ ﷺ کے پاس لے گئے، جب آپ ﷺ نے اس شخص کو رجم کرنے کا حکم دیا تو وہ شخص کھڑا ہو گیا جس نے فی الواقع عورت کے ساتھ زنا کیا تھا اور کہنے لگا: اے اللہ کے رسول! دراصل میں اس (عورت) سے اس مجرمانہ فعل کا مرتکب ہوا ہوں، آپ نے اس عورت سے فرمایا تو چلی جا اللہ نے تجھے معاف کر دیا اور مشتبہ شخص کے بارے میں اچھے کلمات فرمائے، پھر بدکاری کرنے والے کے بارے میں حکم دیا کہ اسے رجم کر دیا جائے، اور فرمایا اس نے ایسی توبہ کی ہے کہ اگر اہل مدینہ ایسی توبہ کریں تو ان (سب) کی توبہ قبول ہو جائے''[1]

عیدین میں تو خواتین کو حاضری کی خصوصی تاکید تھی، حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:۔

﴿أُمِرْنَا أَنْ نُخْرِجَ الْعَوَاتِقَ وَالْحُيَّضَ فِي الْعِيدَيْنِ يَشْهَدْنَ الْخَيْرَ وَدَعْوَةَ الْمُسْلِمِينَ وَتَعْتَزِلُ الْحُيَّضُ الْمُصَلَّى﴾ (بخاری کتاب العیدین: ۹۸۰)

---

[1] یہ حدیث حسن درجہ کی ہے لیکن یہ جملہ کہ تم اسے رجم کر دو، صحیح نہیں ہے اور راجح بات یہ ہے کہ اسے رجم نہیں کیا گیا تھا (صحیح ترمذی ۲/۷۵) اس حدیث کو امام احمد (مسند ۶/۳۹۹) نے بھی روایت کیا ہے اس میں یہ وضاحت موجود ہے کہ آپ ﷺ نے اس عورت کے ساتھ ان دونوں مردوں کو بھی چھوڑ دیا اور فرمایا کہ ''اسے رجم نہ کرو اس نے بارگاہ الٰہی میں ایسی توبہ کی ہے'' البتہ اس حدیث میں جلاوطنی کا ذکر ہے، اس حدیث کو امام بیہقی نے سنن کبری (۲۸۵۱۸) میں نقل کیا ہے اور اسے صحیح قرار دیا ہے۔

(مشکاۃ مترجم ۳/۱۹۴، طبع مئو)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''ہمیں حکم دیا گیا کہ ہم جوان لڑکیوں اور حائضہ عورتوں کو بھی عیدین میں ساتھ لے کر نکلیں تاکہ وہ بھی مسلمانوں کے ساتھ خیر اور دعاؤں میں شریک ہوں البتہ حائضہ عورتیں عیدگاہ سے الگ رہیں''

انہی سے مروی ہے:۔

''میں نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا کہ جب ہم میں سے کسی کے پاس چادر نہ ہو اور اس وجہ سے وہ (صلاۃ عید کے لئے) نہ جا سکے تو کوئی حرج ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا۔

﴿لِتُلْبِسْهَا صَاحِبَتُهَا مِنْ جِلْبَابِهَا فَلْيَشْهَدْنَ الْخَيْرَ وَدَعْوَةَ الْمُسْلِمِينَ﴾

''اس کی سہیلی اپنی چادر کا ایک حصہ اسے اڑھا دے اور پھر وہ خیر اور مسلمانوں کی دعاؤں میں شریک ہو'' (بخاری کتاب العیدین: ۹۸۰)

احادیث میں غزوات میں ان کی شرکت، زخمیوں کو پانی پلانے اور مرہم پٹی کرنے کا بھی ذکر موجود ہے، چنانچہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:۔

﴿كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَغْزُو بِأُمِّ سُلَيْمٍ وَنِسْوَةٍ مِنَ الْأَنْصَارِ يَسْقِينَ الْمَاءَ وَيُدَاوِينَ الْجَرْحَى﴾

''رسول اللہ ﷺ ام سلیم اور انصار کی کچھ عورتوں کو جہاد میں لے جاتے تھے تاکہ وہ مجاہدین کو پانی پلائیں اور زخمیوں کا علاج کریں''

(بخاری کتاب الجہاد: ۲۸۸۰۔ مسلم ایضا: ۱۸۱۰ ابوداؤد: ۲۵۳۱)

حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے:۔

﴿غَزَوْتُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ سَبْعَ غَزَوَاتٍ، أَخْلُفُهُمْ فِي رِحَالِهِمْ فَأَصْنَعُ لَهُمُ الطَّعَامَ، وَأُدَاوِي الْجَرْحَى وَأَقُومُ عَلَى الْمَرْضَى﴾

(مسلم کتاب الجہاد: ۱۸۱۲، ابن ماجہ ایضا: ۲۸۵۶)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سات غزووں میں شرکت کی، میں ان کے خیموں میں پیچھے رہتی، ان کے لئے کھانا تیار کرتی، زخمیوں کی مرہم پٹی کرتی اور بیماروں کی تیمارداری''

اسی طرح صحابیات کے کاروبار کرنے، بازار سے سوداسلف لانے اور شادی کی تقریب میں شرکت کی روایتیں بھی موجود ہیں، امام بخاری ''بَابُ ذِهَابِ النِّسَاءِ وَالصِّبْيَانِ اِلَى الْعُرْسِ'' (باب دعوت شادی میں عورتوں اور بچوں کا بھی جانا جائز ہے) کے تحت نقل فرماتے ہیں کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا:۔

''نبی کریم ﷺ نے عورتوں اور بچوں کو کسی شادی سے آتے دیکھا تو آپ خوشی کے مارے جلدی سے کھڑے ہو گئے اور فرمایا:۔

اَللّٰهُمَّ اَنْتُمْ مِنْ اَحَبِّ النَّاسِ اِلَيَّ

''اللہ (گواہ رہے) تم لوگ سب لوگوں سے زیادہ مجھ کو محبوب ہو''

(بخاری کتاب النکاح: ۵۱۸۰)

عورت کی ملازمت کا مسئلہ:

گذشتہ تفصیلات سے جہاں یہ بات واضح ہے کہ اسلام نے ایک انتہائی اہم اور مہتم بالشان فریضہ کی ادائیگی کے علاوہ سماج کو جنسی آلودگیوں سے محفوظ رکھنے کے لئے عورت کی ذمہ داریوں کو خانگی امور تک محدود کر دیا ہے اور اس کے اخراجات و ضروریات کی تکمیل کا ذمہ دار مرد کو ٹھہرایا ہے، وہیں یہ بات بھی صاف ہے کہ بوقت ضرورت و مجبوری عورت کو گھر سے باہر کے امور میں حصہ لینے کی بھی اجازت ہے، بنابریں اگر کسی عورت کا شوہر یا رشتہ دار وغیرہ کی صورت میں کوئی معاشی کفیل اور مالی سرپرست موجود نہیں ہے یا موجود تو ہے لیکن معذوری یا مفلسی کا مسئلہ درپیش ہے تو اسے ایسے تمام کاموں کی اجازت ہے جو جائز حدود کے اندر آتے ہیں، جن میں ملازمت بھی شامل ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ڈاکٹر مقتدیٰ حسن ازھریؒ نے لکھا ہے کہ ''بوقت ضرورت واحتیاج عورت کے لئے کام کی اجازت پر علماء اسلام کا اتفاق ہے بشرطیکہ اسلامی آداب واخلاق کو ٹھیس نہ پہنچے''[1]

ضرورت کی ایک شکل تو وہ ہے جس کا اوپر ذکر ہوا یعنی ایک عورت کی معاشی مجبوری، جبکہ ضرورت کی ایک دوسری شکل کا تعلق سماج سے ہے یعنی بعض ایسے امور وافعال سے جن کی انجام دہی کے لئے عورت ہی مناسب اور موزوں ہوسکتی ہے جیسے عورتوں اور بچوں کا علاج ویتیمارداری، بچیوں کی تعلیم اور اس طرح کے دیگر کام جن کا تعلق طبقۂ نسواں سے ہی ہے، اب یہ اجازت نہ صرف یہ کہ پہلی شکل کو شامل ہونی چاہئے بلکہ دوسری شکل اپنی اہمیت وضرورت کے پیش نظر یہاں وجوب کے حدود میں داخل ہوسکتی ہے، لیکن بہرصورت یہ اجازت اس شرط کی پابند ہوگی کہ اس سے عورت کے ان گھریلو ذمہ داریوں پر اثر نہ پڑے جو ایک ماں یا خانگی امور کی نگراں کی حیثیت سے اس پر عائد ہوتی ہے۔

جہاں تک مطلقا اور آزادانہ طور پر محض آسائش دنیا کی فراوانی اور دولت وثروت میں اضافہ کے لئے عورت کی ملازمت کی بات ہے تو اسلام اسے سخت ناپسندیدگی کی نگاہ سے دیکھتا ہے، اس سلسلے میں نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے:۔

﴿ثَلَاثَةٌ لَاتُسْأَلُ عَنْهُمْ ،رَجُلٌ فَارَقَ الْجَمَاعَةَ وَعَصَى إِمَامَهُ وَمَاتَ عَاصِيًا وَأَمَةٌ أَوْ عَبْدٌ أَبَقَ فَمَاتَ وَامْرَأَةٌ غَابَ عَنْهَا زَوْجُهَا قَدْ كَفَاهَا مَؤُونَةَ الدُّنْيَا فَتَبَرَّجَتْ بَعْدَهُ ،فَلَاتُسْأَلُ عَنْهُمْ﴾

''تین قسم کے افراد ہیں جن سے بات تک نہ کی جائے گی، ایک وہ شخص جس نے جماعت سے منہ موڑا، امام کی نافرمانی کی اور نافرمان ہوکر مرا، دوسرے وہ باندی یا غلام جو بھاگ کھڑے ہوں اور اسی حالت میں ان کی موت آجائے، تیسری وہ عورت جس کا شوہر لاپتہ ہو

---

[1] خاتون اسلام از ڈاکٹر ازہریؒ ص ۸۵

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جائے لیکن دنیوی اخراجات کی کفالت اور ان کا بندوبست کیا جائے ، اس کے باوجود یہ عورت بے پردہ گھومتی رہے، ان لوگوں سے بات تک نہ کی جائے گی'' (حاکم ۱/۱۱۹، احمد ۴/۱۹)

دراصل اس سے نہ صرف یہ کہ خانگی ومعاشرتی نظام میں انتشار وخلل رونما ہوتا ہے بلکہ معاشی توازن کے بگڑ جانے کا بھی پورا اندیشہ ہے، اسلئے کہ اس میں اس بات کا پورا امکان ہے کہ ایک گھر کے مرد وخواتین دونوں ملازمت میں ہوں جبکہ دوسرے گھر کے مرد کو بھی ملازمت حاصل نہ ہو، عورت کی مطلقا ملازمت کی وکالت کرنے والے یہ بتلائیں کہ کیا سماج میں موجود تمام مردوں کی ملازمت کا انتظام ہوگیا ہے؟ اگر نہیں تو پھر ہزاروں بلکہ لاکھوں بے روزگار مردوں کی موجودگی میں عورتوں کی ملازمت کی وکالت کا کیا مطلب ہے؟ یوں بھی عورتیں مردوں کے مقابلہ میں تقریبا آدھا کام کرتی ہیں، اس سلسلے میں مصری محکمۂ ملازمین کے صدر نے ایک بیان جاری کیا تھا جس میں اس بات کی وضاحت کے ساتھ اس نے یہ بھی بتایا تھا کہ کسی دفتر یا کارخانہ میں جب ایک عورت دوسری عورت کا ساتھ پاتی ہے تو زیادہ تر وقت غیر مفید بات چیت میں گزار دیتی ہے۔[1]

عورت کی تعلیم اور نصاب تعلیم:

عورتوں کے حقوق کے زیر عنوان یہ بات گذر چکی ہے کہ اسلام میں عورت کو تعلیم کا نہ صرف یہ کہ پورا حق حاصل ہے بلکہ مسلمان ہونے کے ناطے مردوں کی طرح (دین کے بنیادی مسائل، فرائض وواجبات اور زندگی سے متعلق ناگزیر اور ضروری احکامات کا) علم حاصل کرنا ان پر فرض ہے، جیسا کہ نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے:

﴿طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيضَةٌ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ﴾

''علم کا حصول ہر مسلمان پر فرض ہے''

(ابن ماجہ، بیہقی، مشکاۃ تحقیق الالبانی ۱/۷۶)

---

[1] حوالۂ سابق ص ۸۹

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حقیقت یہ ہے کہ علم کے بغیر نہ حقوق اللہ کی ادائیگی صحیح طور پر ممکن ہے نہ حقوق العباد کی، علم سے بے بہرہ شخص کی مثال اس آدمی کی ہے جو بصارت و بینائی کی نعمت سے محروم دوسروں کی مدد کے بغیر حرکت و عمل سے عاجز اور قدم قدم پر ٹھوکریں کھانے پر مجبور ہو، یہی وجہ ہے کہ نصوص کتاب وسنت گوناگوں اسلوب و پیرایہ میں حصول علم کی ترغیب وتاکید سے معمور ہیں، قرآن کریم میں ایک ہزار سے زائد مقامات پر علم کا ذکر آیا ہے بلکہ قرآن کریم کی نازل ہونے والی سب سے پہلی آیات کا آغاز ہی ''اقرأ'' (پڑھو) سے ہوا ہے، اللہ تعالیٰ علم وجہل کے فرق کو اجاگر کرتے ہوئے فرماتا ہے:۔

﴿قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَالَّذِيْنَ لَايَعْلَمُوْنَ، اِنَّمَايَتَذَكَّرُ اُولُوا الْاَلْبَاب﴾ (زمر:۹)

''کہہ دیجئے کیا جاننے والے اور نہ جاننے والے برابر ہو سکتے ہیں، یقیناً نصیحت وہی حاصل کرتے ہیں جو عقلمند ہوں''

دوسری جگہ اہل علم کی عظمت واضح کرتے ہوئے فرماتا ہے:۔

﴿يَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ آمَنُوْا مِنْكُمْ وَالَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجَاتٍ﴾

''اللہ تم میں سے اہل ایمان کو اور ان لوگوں کو جن کو علم سے نوازا گیا درجات میں بلند فرماتا ہے''

مزید ارشاد ہے:

﴿اِنَّمَايَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَاءُ﴾ (فاطر:۸۲)

''اللہ سے اس کے وہی بندے ڈرتے ہیں جو علم رکھتے ہیں''

ایک اور جگہ فرمایا:۔

﴿وَتِلْكَ الْاَمْثَالُ نَضْرِبُهَالِلنَّاسِ وَمَا يَعْقِلُهَا اِلَّا الْعَالِمُوْنَ﴾

''ہم ان مثالوں کو لوگوں کیلئے بیان کررہے ہیں ان کو وہی سمجھتے ہیں جو علم والے ہیں'' (العنکبوت:۴۳)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علم ہی وہ واحد شے ہے جس میں اضافہ اور زیادتی کی دعا کا حکم نبی اکرم ﷺ دیا گیا ہے:۔

﴿وَقُلْ رَّبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا﴾ (طٰہٰ:۱۱۴)

''یہ دعا کر کہ میرے رب میرا علم بڑھا''

اور نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے:

﴿مَنْ سَلَکَ طَرِیْقًا یَلْتَمِسُ فِیْهِ عِلْمًا سَهَّلَ اللّٰهُ لَهٗ بِهٖ طَرِیْقًا اِلَی الْجَنَّةِ﴾

''جو علم (دین) کی تلاش کیلئے کسی راستے پر چلے تو اللہ تعالیٰ اس کیلئے جنت کا راستہ آسان فرما دیتا ہے'' (مسلم: ۲۶۹۹)

ترمذی (۲۶۸۲) اور ابوداؤد (۳۶۴۱) میں حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ کی روایت میں مزید یہ الفاظ بھی ہیں:

﴿وَاِنَّ الْمَلَائِکَةَ لَتَضَعُ اَجْنِحَتَهَا لِطَالِبِ الْعِلْمِ رِضًا بِمَا یَصْنَعُ، وَاِنَّ الْعَالِمَ لَیَسْتَغْفِرُ لَهٗ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِی الْاَرْضِ حَتّٰی الْحِیْتَانُ فِی الْمَاءِ، وَفَضْلُ الْعَالِمِ عَلَی الْعَابِدِ کَفَضْلِ الْقَمَرِ عَلٰی سَائِرِ الْکَوَاکِبِ وَاِنَّ الْعُلَمَاءَ وَرَثَةُ الْاَنْبِیَاءِ وَاِنَّ الْاَنْبِیَاءَ لَمْ یُوَرِّثُوْا دِیْنَارًا وَّلَا دِرْهَمًا وَاِنَّمَا وَرَّثُوا الْعِلْمَ، فَمَنْ اَخَذَهٗ اَخَذَ بِحَظٍّ وَافِرٍ﴾

''فرشتے طالب علم کیلئے اس کے عمل سے خوش ہو کر اپنے پر بچھا دیتے ہیں، عالم کیلئے آسمان و زمین کی ہر مخلوق حتی کہ مچھلیاں پانی میں مغفرت کی دعا کرتی ہیں، عالم کی فضیلت عابد پر ایسے ہی ہے جیسے چاند کو سارے ستاروں پر فضیلت حاصل ہے، علماء انبیاء کے وارث ہیں اور انبیاء نے اپنے ورثے میں دینار اور درہم نہیں چھوڑے وہ تو علم ہی ورثے میں چھوڑ کر جاتے ہیں، تو جس نے علم حاصل کیا اس نے (شرف

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وکمال کا) ایک بڑا حصہ حاصل کیا''

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:۔

''میرے نزدیک علم کے حصول کیلئے تھوڑی دیر بیٹھنا رات بھر جاگ کر عبادت کرنے سے زیادہ پسندیدہ ہے''

امام سفیان ثوریؒ فرماتے ہیں:۔

''طلب علم سے بہتر کوئی عمل نہیں اگر سچی نیت کے ساتھ ہو''

امام شافعیؒ کہتے ہیں:۔

''طلب علم نفل صلاۃ کی ادائیگی سے زیادہ افضل ہے''

امام احمدؒ کا قول ہے:۔

''لوگ علم کے کھانے اور پینے سے زیادہ محتاج ہیں اس لئے کہ کھانے اور پینے کی ضرورت دن میں ایک یا دو بار پڑتی ہے جبکہ علم کی ضرورت ہر گھڑی ہے''

عبداللہ بن مبارکؒ فرماتے ہیں:۔

''حضرت سلیمان علیہ السلام کو علم اور بادشاہت میں سے ایک چیز کا اختیار دیا گیا، انہوں نے علم کو اختیار کیا تو اللہ نے علم کے اختیار کرنے کی وجہ سے علم کے ساتھ بادشاہی سے بھی سرفراز فرمادیا''

اور کسی حکیم نے کہا ہے:۔

''علم کے شرف اور فضل کیلئے بس یہ بات کافی ہے کہ ہر شخص اس کی نسبت پر فخر محسوس کرتا ہے گو کہ وہ علم والا نہ ہو اور ہر شخص جسے علم کے دربار سے ہٹادیا جائے اور اس کی نسبت جہالت سے جوڑی جائے تو اسے تکلیف پہنچتی ہے اور وہ اپنی بے عزتی محسوس کرتا ہے اگر چہ وہ جاہل ہو''[1]

---

[1] مذکورہ تمام اقوال مختصر جامع بیان العلم وفضلہ لابن عبدالبر سے ماخوذ ہیں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مذکورہ نصوص اور ان اقوال وآثار سے علم کی عظمت وضرورت واضح ہے، اور ظاہر ہے کہ علم کی یہ فضیلت وترغیب جس طرح مردوں کیلئے ہے اسی طرح عورتوں کیلئے بھی ہے، بلکہ عورت کے سر پر انتظام خانہ داری اور بچوں کی تعلیم وتربیت کی جو عظیم الشان ذمہ داری ڈالی گئی ہے اس سے وہ صحیح معنوں میں اسی وقت عہدہ برآ ہوسکتی ہے جبکہ وہ علم وہنر کے زیور سے آراستہ ہو، ایک جاہل اور گنوار عورت نہ صحیح منتظم ہوسکتی ہے اور نہ بہتر مربیہ، ایک عربی شاعر کہتا ہے:۔

اَلْاُمُّ مَـدْرَسَةٌ اِذَا اَعْـدَدْتَهَا اَعْدَدْتَ شَعْبًا طَيِّبَ الْاَعْرَاقِ

ماں ایک مدرسہ ہے جسے تم تیار کردو تو تم نے ایک عمدہ اور بہتر نسل تیار کردیا

اور اسی سے یہ بات بھی خوب سمجھی جاسکتی ہے کہ ایک لڑکی کو کس قسم کی تعلیم کی حاجت اور ضرورت ہے، پروفیسر ثریا بتول علوی (پاکستان) نے اپنی کتاب ''اسلام میں عورت کا مقام اور مرتبہ'' میں لڑکیوں کا نصاب تعلیم مرتب کیا ہے، جو ان کے گھریلو اور تعلیمی تجربات کا عکاس بھی ہے اور جنس اناث کی تعلیمی ضرورت کا بہترین خاکہ اور نقشہ بھی، پروفیسر موصوفہ تحریر فرماتی ہیں:۔

''ہماری رائے میں میٹرک تک نصاب تعلیم ایسا ہو جو اس کے دل ودماغ کو ایمان بالغیب سے روشن ومنور کرے، یوم آخرت کے حساب اور جزا وسزا پر یقین کامل پیدا ہو، عمل صالح کی ترغیب ملے، اس کے بعد اس کو وہ امور سیکھنے چاہئیں جو اس کو ساری عمر گھر میں انجام دینے ہیں، مثلاً:

(۱) کھانا پکانا، موجود وسائل سے کم از کم وقت میں غذائیت سے بھر پور ذائقہ دار کھانا تیار کرنا۔

(۲) سلائی ودستکاری، گھر کی ضرورت کے مطابق سلائی، کٹائی، کڑھائی، بیکار چیزوں کو کارآمد بنانا۔

(۳) لباس پہننے کا سلیقہ، ستر کے حدود کے اندر موسم کے مطابق لباس

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تیار کرنا، تقریب اور ماحول کا خیال رکھنا، صفائی ستھرائی اور سادگی کے امتزاج کے ساتھ باوقار لباس جو تعداد میں دو چار ہوں مگر ڈھنگ سے پہنے جائیں اور تھوڑی بہت محنت کر کے پرانے کپڑوں کو نیا بنانا بھی سیکھنا چاہئے۔

(۴) گھر کی زیب وزینت، گھر کی صفائی اور رکھ رکھاؤ بڑا ضروری ہے، سامان تھوڑا ہو، کم قیمت ہو مگر صاف ستھرا اور سلیقہ سے رکھا گیا ہو، بے ڈھنگا پن قیمتی ساز وسامان کو بھی بے وقعت بنا دیتا ہے اور اگر گھر والی خود بدسلیقہ ہوگی تو یہ پھوہڑ پن اگلی نسلوں تک جائے گی۔

(۵) گھر کا حساب کتاب رکھنا، بجٹ تیار کر کے اپنی آمدنی کے مطابق خرچ کرنا، باقاعدہ حساب رکھا جائے، ضروری اور اہم چیزوں کو ترجیح دی جائے مگر سجاوٹ اور عیش کو نظر انداز کیا جائے۔

(۶) گھر میں اس طرح حسن انتظام ہو کہ گھر کے تمام افراد حسب عمر و مرتبہ گھر میں سکون واطمینان محسوس کریں، ہر ایک کی ضروریات اور خواہشات کا خیال رکھ کر ان کو آرام مہیا کیا جائے، پھر اپنے عزیز واقارب رشتہ داروں اور ہمسایوں سب سے خوشگوار تعلقات قائم رکھنے کا سلیقہ سکھانا چاہئے۔

(۷) ابتدائی طبی امداد (فرسٹ ایڈ) ہر وقت حکیم اور ڈاکٹر کے پاس جانا بڑا مشکل ہوتا ہے، اسلئے چھوٹی موٹی تکلیفوں، بیماریوں اور حادثات کے بارے میں معلوم ہونا چاہئے، کیونکہ بچے ہر وقت اوٹ پٹانگ حرکتیں کرتے ہی رہتے ہیں تو ایسی تعلیم سے عورتیں وقتی پریشانیوں سے بچ سکتی ہیں۔

(۸) یہ ابتدائی تعلیم تو ہر لڑکی کیلئے ناگزیر ہے، تاکہ وہ اپنا گھر بآسانی اچھے طریقہ سے چلا سکے اس کے بعد جو خواتین مزید کام کر سکتی ہیں،

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انہیں شعبۂ تدریس، شعبۂ طب (چاہے ایلوپیتھی ہو، حکمت ہو یا ہو میوپیتھی) میں جانا چاہئے، یہ دونوں شعبے خواتین کی ضرورت ہیں۔

(۹) ادب اور شعبۂ صحافت میں بھی خواتین کو جانا چاہئے، کیونکہ آج کل تمام ذرائع ابلاغ فحاشی اور بگاڑ پھیلا رہے ہیں، صحیح فکر ونظریہ والی خواتین جو باصلاحیت ہوں آگے بڑھیں، اپنے اخبارات ورسائل جاری کریں مضامین، افسانے، ناول، اصلاحی طرز پر لکھیں، بچوں اور عورتوں کیلئے اصلاحی ادب اور لٹریچر تیار کریں'' [1]

حقیقت یہ ہے کہ عورت کیلئے یہ ایک بہترین نصاب ہے، جسے اختیار کیا جائے تو انسانی معاشرہ جنت نشان بن جائے، رہی بات عورتوں کو ان امور کی تعلیم دینے کی جن کا تعلق گھر سے باہر کے میدان سے ہے تو یہ دراصل عورت کو دوسری صنف میں منتقل کرنا اور سماج ومعاشرہ کو انارکی اور تباہی وبربادی کے غار میں ڈھکیلنا ہے۔

جس علم کی تاثیر سے زن ہوتی ہے نازن کہتے ہیں ارباب نظر اس علم کو موت

گھر سے نکلنے کے آداب وشرائط:

اسلام نے بوقت ضرورت عورتوں کو گھر سے نکلنے کی اجازت دی ہے لیکن ساتھ ہی انہیں بعض احکام وشرائط کی پابندی کا بھی سختی سے حکم دیا ہے، جن میں سرفہرست ''پردہ'' کا اہتمام وپابندی ہے۔

پردہ کا حکم:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:۔

﴿وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُولَىٰ﴾ (الاحزاب:۳۳)

''اور تم قدیم جاہلیت کے زمانہ کی طرح اپنے بناؤ کا اظہار نہ کرو''

---

[1] اسلام میں عورت کا مقام ومرتبہ ص ۱۶۷، ۱۶۸

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حافظ صلاح الدین یوسف اس آیت کے ذیل میں تحریر فرماتے ہیں:۔

''اس میں گھر سے نکلنے کے آداب بتلا دیئے کہ اگر باہر جانے کی ضرورت پیش آئے تو بناؤ سنگھار کر کے یا ایسے انداز سے جس سے تمہارا بناؤ سنگھار ظاہر ہو، مت نکلو جیسے بے پردہ ہو کر جس سے تمہارا چہرہ، بازو اور چھاتی وغیرہ لوگوں کو دعوت نظارہ دے'' [1]

دوسری جگہ ارشاد ہے:۔

﴿يَاأَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِأَزْوَاجِكَ وَبَنَاتِكَ وَنِسَاءِ الْمُؤْمِنِينَ يُدْنِينَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيبِهِنَّ ذَٰلِكَ أَدْنَىٰ أَنْ يُعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ﴾ (الاحزاب:۵۹)

''اے نبی! اپنی بیویوں سے، اپنی صاحبزادیوں سے اور مسلمانوں کی عورتوں سے کہہ دیں کہ وہ اپنے اوپر اپنی چادریں لٹکا لیا کریں اس سے بہت جلد ان کی شناخت ہو جایا کرے گی پھر ستائی نہ جائیں گی''

جلابیب جلباب کی جمع ہے جو ایسی بڑی چادر کو کہتے ہیں جس سے پورا بدن ڈھنک جائے، اپنے اوپر لٹکانے سے مراد اپنے چہرہ پر اس طرح گھونگھٹ نکالنا ہے کہ جس سے چہرے کا بیشتر حصہ بھی چھپ جائے اور نظریں جھکا کر چلنے سے اسے راستہ بھی نظر آتا جائے۔ [2]

امام ابن جریر طبری اس آیت کی تفسیر میں تحریر فرماتے ہیں:۔

﴿لا تتشبهين بالاماء فى لباسهن اذا هن خرجن من بيوتهن لحاجتهن فكشفن شعورهن و وجوههن ولكن ليدنين عليهن من جلابيبهن لئلا يعرض لهن فاسق ،اذا علم انهن حرائر

---

[1] احسن البیان ۱۱۷۸

[2] حوالۂ سابق ص ۱۱۹۲

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باذی من قول﴾

''مسلمان عورتیں جب ضرورت کے تحت گھروں سے نکلیں تو لونڈیوں کے ساتھ مشابہت اختیار کرتے ہوئے اپنے بالوں اور چہروں کو کھلا نہ رکھیں بلکہ اپنے اوپر اپنی چادریں لٹکا لیا کریں تاکہ معلوم ہو جائے کہ وہ آزاد عورتیں ہیں اور فاسقوں کی بے ہودہ باتوں سے محفوظ رہیں''۔[1]

اور علامہ ابوبکر جصاص تحریر فرماتے ہیں:

''یہ آیت اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ جوان عورت کو اجنبیوں سے اپنا چہرہ چھپانے کا حکم ہے اور اسے گھر سے نکلتے وقت ستر اور عفت مآبی کا اظہار کرنا چاہئے تاکہ مشتبہ سیرت و کردار کے لوگ اسے دیکھ کر کسی طمع ولالچ میں مبتلا نہ ہوں''۔[2]

پہچان لی جائیں گی پھر چھیڑی نہ جائیں گی:

حقیقت یہ ہے کہ پردہ نہ صرف یہ کہ عورت کی عفت مآبی کی دلیل و پہچان ہے بلکہ وہ اس کے لئے نفسیاتی، ذہنی اور جسمانی ہر اعتبار سے تحفظ کا ذریعہ بھی ہے، جس کی طرف قرآن مجید نے ﴿ذلک ادنی ان یعرفن فلایؤذین﴾ جیسے مختصر مگر جامع اور بلیغ الفاظ میں اشارہ کیا ہے۔

پردہ ایک عورت کے اندر عزت و بڑائی کا کیسا احساس پیدا کرتا ہے اور اسے تحفظ وخود اعتمادی کی کیسی عظیم کیفیت ولذت سے سرفراز کرتا ہے اس کا اندازہ ان نومسلمہ خواتین کے تاثرات سے بخوبی ہوسکتا ہے جنہیں بے پردگی کے تلخ مزے چکھنے کے بعد پردہ کے اہتمام کی نعمت اور اس سے حاصل ہونے والی عزت وخوشی سے شادکام ہونے کا موقع ملا ہے بلکہ حقیقت یہ ہے کہ پردہ ہی دراصل اس طرح کی بیشتر خواتین

---

[1] جامع البیان ۹/۳۰۶

[2] احکام القرآن ۳/۴۵۸

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے قبول اسلام کا ذریعہ بنتا ہے۔

اس سلسلے میں جاپان کی نومسلمہ خاتون ''خولہ لکاتا'' کی تحریر جو صحیح معنوں میں آیت کے مذکورہ الفاظ کی سچی تفسیر ہے، مسلم خواتین کے لئے بڑی عبرت خیز اور خصوصی طور پر مطالعہ کے قابل ہے۔

اس خاتون کی پیدائش جاپان میں ہوئی جبکہ تعلیم وتربیت فرانس میں ہوئی، فرانس ہی میں اسے قبول اسلام کا شرف حاصل ہوا، اس نے مصر وسعودی عرب کے مطالعاتی دورے بھی کئے، وہ پردہ سے متعلق اپنے احساسات وجذبات کا اظہار کرتی ہوئی لکھتی ہے:۔

"Before my conversin preferred an active pants style to a feminine skirt,but the long dress i started to were in cairo gat to plaese me very soon it makes me feel very degant as it i had became aprincess"

''قبول اسلام سے قبل میں چست پینٹ اور منی اسکرٹ پہنتی تھی لیکن اب میری پوشاک نے مجھے مسرور کردیا، مجھے یوں لگا جیسے میں ایک شہزادی ہوں''

پہلی مرتبہ میں نے حجاب پہننے کے بعد اپنے آپ کو پاکیزہ اور محفوظ سمجھا، مجھے احساس ہوا کہ میں اللہ تعالیٰ سے زیادہ قریب ہوگئی ہوں، میرا حجاب صرف اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہی نہیں تھی بلکہ میرے عقیدہ کا برملا اظہار بھی تھا، حجاب پہننے والی مسلمان عورت، جم غفیر میں بھی قابل شناخت ہوتی ہے (کہ وہ مسلمان ہے) جب کہ غیر مسلم کا عقیدہ الفاظ کے ذریعہ ہی معلوم ہوسکتا ہے''

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''منی اسکرٹ کا مطلب ہے کہ اگر آپ کو میری ضرورت ہے تو مجھے لے جاسکتے ہیں[1] حجاب صاف طور پر بتاتا ہے کہ میں آپ کے لئے ممنوع ہوں''

(As a shart skirt might be enterperetetel by men to sory:I you want me,you may take me,a Hijab means clearly:lam farbidden)

''پہلے مجھے حیرت ہوتی تھی کہ مسلم بہنیں برقع کے اندر کیسے آسانی سے سانس لے سکتی ہیں، اس کا انحصار عادت پر ہے جب عورت کو اس کی عادت ہو جاتی ہے تو کوئی دقت نہیں رہتی، پہلی بار میں نے نقاب لگایا تو مجھے بڑا اچھا لگا، انتہائی حیرت انگیز، ایسا محسوس ہوا گویا میں ایک اہم شخصیت ہوں، مجھے ایک ایسے شاہکار کی مالکہ ہونے کا احساس ہوا جو اپنی

---

[1] بے پردہ پھرنے والی خواتین اور لڑکیوں کے تعلق سے اسی قسم کے جذبات کا اظہار ایک باغیرت مسلم خاتون اہلیہ ڈاکٹر محمد رضا نے کیا ہے، وہ کہتی ہیں'' جو عورتیں اپنی کمین گاہوں سے دلہن بن کر، بناؤ سنگار کر کے اور خوب سج دھج کر بے پردہ نکلتی ہیں گویا وہ زبان حال سے جوانوں کو دعوت نظارہ دیتی ہیں اور کہتی پھرتی ہیں کہ کیا تم اس بن سنور کر نکلنے والے حسن و جمال کو نہیں دیکھ رہے ہو، یہ سب محرکات دیکھ کر بھی کیا تم قربت اور وصل کی خواہش نہیں رکھتے ہو؟

گویا دلہن بن کر سج سنور کر نکلنے والی عورتیں بازاروں اور شاہراہوں میں اپنی خوبصورتی اور حسن و جمال کی اس طرح نمائش کرتی ہیں جیسے پھیری والا چل پھر کر اور گھوم گھوم کر اپنا مال جگہ جگہ دکھاتا پھرتا ہے، مٹھائی والا اپنا مال مختلف رنگوں سے سجا کر چاندی کا ورق لگا کر شوکیش میں قرینہ کے ساتھ خوب ترتیب سے رکھتا ہے تاکہ آنے والوں کی نگاہیں ان پر پڑتے ہی دل ان کیلئے للچائے اور خریدنے کی خواہش تیز سے تیز تر ہو، اس طرح مال کا رواج ہو اور گراہک زیادہ سے زیادہ آئیں''

(مجلۃ التمدن الاسلامی دمشق ص ۲۶ بحوالہ تحفۃ العروس ص ۵۶۶، ۵۶۷)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پوشیدہ مسرتوں سے لطف اندوز ہو، میرے پاس ایک خزانہ تھا جس کے بارے میں کسی کو معلوم نہ تھا، جسے اجنبیوں کو دیکھنے کی اجازت نہ تھی۔

جب میں نے سردیوں کا برقع بنایا تو اس میں آنکھوں کا باریک نقاب بھی شامل کرلیا، اب میرا پردہ مکمل تھا، اس سے مجھے ایک گونہ آرام ملا، اب مجھے بھیڑ میں کوئی پریشانی نہ تھی، مجھے محسوس ہوا کہ میں مردوں کیلئے ناقابل دید (غیر مرئی) ہوگئی ہوں، آنکھوں کے پردے سے قبل اس وقت بڑی پریشانی ہوتی تھی جب اتفاقیہ طور پر میری نظریں کسی مرد سے ٹکراتی تھیں، اس نئے نقاب نے سیاہ عینک کی طرح مجھے اجنبیوں کی گھورتی نگاہوں سے محفوظ کردیا''

وہ مزید لکھتی ہے:۔

''اب زیادہ سے زیادہ جاپانی عورتیں اسلام قبول کررہی ہیں، مشکل حالات کے باوجود سروں تک کو چھپارہی ہیں وہ سب یہ تسلیم کرتی ہیں کہ وہ اپنے حجاب پر نازاں ہیں اور اسی سے ان کے ایمان کو تقویت ملتی ہے، میں پیدائشی طور پر مسلمہ نہیں ہوں، میں نے نام نہاد آزادی (نسواں) اور جدید طرز حیات کی دلفریبیوں اور لذتوں کو خیرآباد کہہ کر اسلام کا انتخاب کیا ہے''

اور کہتی ہے:۔

''اگر یہ درست ہے کہ اسلام ایسا مذہب ہے جو عورتوں پر ظلم کررہا ہے تو اپنی مطلق آزادی کو چھوڑ کر آج یورپ، امریکہ اور جاپان میں بہت ساری جوان عورتیں مذہب اسلام قبول کیوں کرتی ہیں؟ میں چاہتی ہوں کہ لوگ اس پر روشنی ڈالیں'' [1]

اسی طرح ایک امریکی نومسلمہ لیلیٰ لیسالوٹ وتمان کہتی ہیں:۔

---

[1] The Hejab.....why page;56.65 بحوالہ غیرت کا فقدان ص ۱۱۰۔۱۱۲

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''جب میں حجاب استعمال کرنے لگی تو مجھے امن وامان کا سایہ مل گیا مجھے محسوس ہوا کہ پردہ کے باعث لوگ میرا احترام کرنے لگے ہیں، اب مجھے کوئی تنگ نہیں کرتا تھا، نہ سڑک پر، نہ بس وغیرہ میں''

ایک اور نومسلمہ ''ہدیٰ'' (برطانیہ) بیان کرتی ہیں:۔

''جو چیز مجھے اسلام کی طرف کھینچ لائی وہ پردہ تھا، مسلمان خواتین کا یہ اسکارف اور لباس غیر مردوں کی نظریں عورت کی طرف سے ہٹا دیتا ہے''۔[1]

برطانیہ ہی کی ایک اور نومسلمہ تسنیم صالح سابق نام مارک کریندل پردہ کے سلسلے میں اپنے تاثرات کا اظہار ان لفظوں میں کرتی ہیں:۔

''اسلامی لباس صنف نازک کی مکمل نگہداشت کا بہترین ذریعہ ہے، کیونکہ اسلامی پوشاک کے علاوہ کسی بھی پوشاک میں سیکس کو اپیل کرنے والی ہی رہتی ہے چونکہ اسلامی لباس میں نشیب وفراز کا اظہار نہیں ہوتا اسلئے سیکسی علامت کے بجائے ایک خاص فہم وشعور، تہذیب وثقافت کا نمونہ قرار پاتی ہے''۔[2]

ڈاکٹر کملا ثریا (کملاداس، تھریسر، کیرالہ) انگریزی اور ملیالم کی مشہور اور ممتاز شاعرہ تھیں، انہیں ان کی تحقیق وتصنیف وغیرہ کی بنا پر بین الاقوامی شہرت حاصل ہے، انہوں نے ۱۲، دسمبر ۱۹۹۹ء کو کیرالا کے شہر کوچین میں ایک علمی وادبی تقریب میں اپنے قبول اسلام کا اعلان کر کے بین الاقوامی سطح پر ہلچل مچادی، ۱۵ دسمبر ۱۹۹۹ء کو ٹائمز آف انڈیا کو انٹرویو دیتے ہوئے انہوں نے پردہ کے سلسلے میں اپنے تاثرات کا اظہار ان لفظوں کیا:۔

''اسلامی تعلیمات میں برقع نے مجھے بہت متاثر کیا یعنی وہ لباس جو

---

[1] ماہنامہ محدث لاہور اپریل ۲۰۰۲ء ص ۱۵۰ بحوالہ سابق ۱۱۱۔۱۱۲

[2] مجلّہ ''طوبیٰ'' مشرقی چمپارن، بہار اکتوبر ۲۰۰۹ء ص ۲۲، ۲۳

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مسلمان خواتین عموماً باہر نکلتے وقت بطور حجاب پہنتی ہیں، یہ عورت کو مرد کی چبھتی ہوئی نظروں سے محفوظ رکھتا ہے اور ایک خاص قسم کا احساسِ تحفظ فراہم کرتا ہے، آپ کو میری بات بڑی عجیب محسوس ہوگی کہ میں نام نہاد آزادی سے تنگ آ گئی ہوں، مجھے عورتوں کے ننگے منہ، آزادانہ چلت پھرت ذرا بھی پسند نہیں، میں چاہتی ہوں کوئی مرد میری طرف گھور کر نہ دیکھے، اسی لئے آپ کو یہ سن کر تعجب ہوگا کہ میں گذشتہ چوبیس برسوں سے وقتاً فوقتاً برقع اوڑھ رہی ہوں، شاپنگ کیلئے جاتے ہوئے، ثقافتی پروگراموں میں شرکت کرتے ہوئے، حتی کہ بیرون ملک سفروں میں میں اکثر برقع پہن لیا کرتی تھی اور ایک خاص قسم کے تحفظ سے لطف اندوز ہوتی تھی، میں نے دیکھا کہ پردہ دار عورتوں کا احترام کیا جاتا ہے اور کوئی انہیں بلاوجہ پریشان نہیں کرتا''

اسی طرح ''خلیج ٹائمز'' کیساتھ اپنی گفتگو میں انہوں نے کہا:۔

''میں نے اب باقاعدہ پردہ اختیار کرلیا ہے، مجھے یوں لگتا ہے کہ جیسے برقع بلٹ پروف جیکٹ ہے، جس میں عورت مردوں کی ہوس ناک نظروں سے بھی محفوظ رہتی ہے اور ان کی شرارتوں سے بھی''[1]

کاش عصر حاضر کی مسلم خواتین ان نو مسلمہ خواتین کے تاثرات و بیانات سے نصیحت حاصل کرتیں اور انہیں اپنے لئے مشعل راہ بناتیں!

چہرہ اور ہاتھوں کا پردہ:

فقہاء کے درمیان اس بارے میں اختلاف ہے کہ عورت کا چہرہ اور اس کے دونوں ہاتھ پردہ میں داخل ہیں یا نہیں؟ امام ابوحنیفہؒ، امام شافعیؒ، اور بعض دیگر علماء کا قول ہے کہ یہ دونوں اعضاء پردہ کے حکم سے الگ ہیں، جب کہ امام مالکؒ اور امام احمد بن

[1] میں نے اسلام کیوں قبول کیا؟ (پروفیسر خالد حامدی) تیسرا ایڈیشن ص ۲۸۶۔۱۸۸

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حنبلؒ کے قول کے مطابق ان دونوں اعضاء کو بھی چھپانا ضروری ہے۔

دراصل اس اختلاف کی بنیاد سورۂ نور کی آیت ﴿وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا﴾ ''اور عورتیں اپنی زینت کو ظاہر نہ کریں سوائے اس کے جو ظاہر ہو جائے'' کی تفسیر میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی اختلاف ہے، ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے نزدیک ظاہری زینت سے مراد کپڑے وغیرہ ہیں جب کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کے نزدیک چہرہ اور ہاتھ۔

چونکہ اس اختلاف سے بہت سے تجدد پسند حضرات غلط فائدہ اٹھانے کی کوشش کرتے ہیں اس لئے اس مسئلہ پر روشنی ڈالنا ضروری معلوم ہوتا ہے، آیئے دیکھتے ہیں کہ اس بارے میں صحیح نقطۂ نظر کیا ہے اور روایت و درایت اور عقل و نقل سے کس رائے کی تائید ہوتی ہے؟

اس سلسلے میں پہلی بات تو یہ ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی قول سند کے اعتبار سے ضعیف ہے، ان سے مروی ایک سند میں جسے امام ابن جریر طبریؒ نے نقل کیا ہے، ایک راوی مسلم الملائی کمزور ہے [1] جبکہ دوسری سند میں جسے امام بیہقیؒ نے نقل کیا ہے دو راوی احمد بن عبدالجبار اور عبداللہ بن مسلم بن ہرمز ضعیف ہیں [2]

واضح رہے کہ زینت کی تفسیر میں چہرہ اور ہتھیلی کی بات مصنف ابن ابی شیبہ میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے، لیکن اس کی سند میں بھی ایک بدعتی، مرجئی اور متکلم فیہ راوی موجود ہے۔ [3]

دوسری بات یہ کہ علماء نے ان دونوں صحابہؓ کے اقوال کی کئی توجیہیں کی ہیں، جن کی دیگر روایاتِ حدیث، آیت کے الفاظ اور سیاق و سباق سے تائید ہوتی ہے۔

ان میں ایک توجیہ یہ ہے کہ ان دونوں صحابہ نے اپنے اقوال کے ذریعہ ممنوعہ زینت یعنی ''ولا یبدین زینتھن'' کی تفسیر بیان کی ہے نہ کہ ظاہری زینت یعنی ''الا

---

[1] دیکھئے امام مزی کی کتاب ''تہذیب الکمال ۷/۱۰۳'' میں علماء جرح تعدیل کے اقوال

[2] تہذیب الکمال ۱/۵۴ [3] ایضاً ۳/۳۵۹

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ماظھر'' کی۔

ایک توجیہ یہ کہ ان حضرات نے زینت ظاہرہ سے مراد چہرہ اور دونوں ہاتھ لیا ہے لیکن یہاں ان کا اتفاقاً کھل جانا مراد ہے نہ کہ عمداً کھولنا۔

اس توجیہ کی تائید اس طرح ہوتی ہے کہ آیت میں ''ظہر'' فعل لازم آیا ہے، جس کے معنی کھل جانے کے ہیں نہ کہ کھولنے کے جیسے ہوا وغیرہ کی وجہ سے کھل جانا، مفسر ابن عطیہ اندلسیؒ اپنی تفسیر میں اس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:۔

''یظھر لی بحکم الفاظ الآیة ان المرأة مأمورة بان لا تبدی وان تجتھدفی الاخفاء لکل ماھو زینة ویقع الاستثناء فی کل ماغلبھا فظھر بحکم ضرورة حرکته فیمالابدمنھا او اصلاح شان فما ظھر علی ھذا الوجه فھو المعفی عنه''

''آیت کے الفاظ سے مجھے یہ سمجھ میں آتا ہے کہ عورت کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ اپنے آپ کو ظاہر نہ کرے اور ہر قسم کی زینت کو خوب خوب چھپانے کی کوشش کرے، استثناء سے مراد ہر وہ چیز ہے جو عورت پر غالب آجائے مثلاً عورت کوئی ضروری حرکت کرے یا اپنا حلیہ ٹھیک کرنے کی وجہ سے اس کے جسم کا کوئی حصہ ظاہر ہو جائے تو وہ معاف ہے''[1]

اور ایک بہتر اور قابل قبول توجیہ یہ ہے کہ اس سے مراد عورت کا گھر میں اپنے چہرے کو کھلا رکھنا ہے، اس کی تائید اس بات سے ہوتی ہے کہ سورۂ نور کی آیتیں گھر کے ہی پردہ کے بارے میں ہیں، گھر سے باہر کے پردہ کا ذکر سورۂ احزاب میں ہے، اس بات کو پختہ کرنے کیلئے سورۂ احزاب کی آیت ۵۹ ﴿یٰاَیُّھَاالنَّبِیُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِکَ وَبَنٰتِکَ الآیة﴾ ''اے نبی! اپنی بیویوں سے، اپنی صاحبزادیوں سے الخ'' کی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا یہ قول ملاحظہ فرمائیے، فرماتے ہیں:۔

---

[1] المحرر الوجیز ۱۰/۴۸۸، ۴۸۹

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿اَمَرَ اللّٰہُ نِسَاءَ الْمُؤْمِنِیْنَ اِذَا خَرَجْنَ مِنْ بُیُوْتِھِنَّ فِیْ حَاجَۃٍ اَنْ یُّغَطِّیْنَ وُجُوْھَھُنَّ مِنْ فَوْقِ رُؤُوْسِھِنَّ بِالْجَلَابِیْبِ وَیُبْدِیْنَ عَیْنًا وَّاحِدَۃً﴾

''اللہ تعالیٰ نے مومن عورتوں کو حکم دیا ہے کہ جب وہ کسی ضرورت کے تحت اپنے گھروں سے نکلیں تو چادروں سے اپنے سروں کے اوپر سے اپنے چہروں کو ڈھک لیا کریں اور (راستہ دیکھنے کیلئے) صرف ایک آنکھ کھلی رکھیں''۔[1]

ظاہر ہے کہ آیت کا تعلق گھر سے باہر نکلنے کی حالت سے ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ گھر سے باہر چہرہ کے پردہ کے قائل ہیں۔

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی تفسیر کی تائید اس آیت کے نزول کے بعد صحابیات رضی اللہ عنہن کے عمل سے بھی ہوتی ہے، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:۔

''یرحم اللہ نساء المہاجرات الاول لما انزل اللہ ﴿ولیضربن بخمرھن علی جیوبھن﴾ شققن مروطھن فاختمرن بھا'' (بخاری کتاب التفسیر: ۴۷۵۸)

''اللہ تعالیٰ شروع کی مہاجر عورتوں پر رحم فرمائے کہ جب اللہ تعالیٰ نے حکم نازل فرمایا کہ عورتیں اپنی چادروں کے پلو اپنے سینوں پر ڈال لیا کریں تو انہوں نے اپنی چادروں کو پھاڑ کر اوڑھنیاں بنالیا''

حافظ ابن حجرؒ اس کی شرح میں لکھتے ہیں:۔

''فاختمرن ای غطین وجوھھن'' یعنی ''اوڑھنیاں بنانے کا مطلب ہے کہ انہوں نے اپنے چہروں کو ڈھانپ لیا''۔[2]

ان دو وضاحتوں کے بعد قرآن وحدیث کے دیگر دلائل کی طرف آتے ہیں:۔

---

[1] ابن کثیر ۳/۱۸ [2] فتح الباری ۸/۴۹۰

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سورۂ احزاب کی آیت ۵۹ میں فرمایا گیا ہے کہ ''اے نبی! اپنی بیویوں سے، اپنی صاحبزادیوں سے اور مسلمانوں کی عورتوں سے کہہ دیں کہ وہ اپنے اوپر اپنی چادریں لٹکا لیا کریں'' اس آیت کی تفسیر میں حضرت ابن عباسؓ کا قول گذر چکا ہے ''اللہ تعالیٰ نے مومن عورتوں کو حکم دیا ہے کہ جب وہ کسی ضرورت کے تحت اپنے گھروں سے نکلیں تو چادروں سے اپنے سروں کے اوپر سے اپنے چہروں کو ڈھک لیا کریں اور (راستہ دیکھنے کیلئے) صرف ایک آنکھ کھلی رکھیں''

اسی طرح محمد بن سیرینؒ فرماتے ہیں کہ میں نے عبیدہ السلمانی سے اللہ تعالیٰ کے قول: ﴿ یدنین علیھن من جلابیبھن ﴾ کے بارے میں پوچھا کہ عورتیں آخر کس طرح اپنی چادروں کا ایک حصہ اپنے چہروں پر ڈالیں گی تو انہوں نے اس کا عملی طریقہ بتاتے ہوئے اپنے چہرہ اور سر کو ایک چادر سے ڈھک لیا اور صرف اپنی بائیں آنکھ کو کھولے رکھا''[1]

ان دو عظیم مفسرین کے علاوہ تقریباً تمام اگلے اور پچھلے مفسرین نے ''ادناء جلباب'' (اپنے اوپر چادر ڈالنا) سے مراد چہرہ کا پردہ لیا ہے اور اسے آزاد عورتوں کا شعار قرار دیا ہے، اس سلسلے میں امام ابن جریر طبریؒ اور ابوبکر جصاص کی تفسیریں گذر چکی ہیں، بعض مفسرین نے چہرہ کھولنے کو زمانۂ جاہلیت کی باقیات میں قرار دیا ہے، جیسے امام ابن حیان الاندلسیؒ کے الفاظ ہیں:۔

''وعلیھن شامل لجمیع اجسادھن او علیھن علی وجوھھن لان الذی یبدو منھن فی الجاھلیۃ ھو الوجہ''[2]

''اور ﴿علیھن﴾ (اپنے اوپر) ان عورتوں کے سارے جسم کو شامل ہے یا ﴿علیھن﴾ سے مراد ﴿علی وجوھھن﴾ (اپنے چہروں پر) ہے اس لئے کہ زمانۂ جاہلیت میں عورتیں جس چیز کو ظاہر کرتی تھیں

[1] ابن کثیر ۵۶۹/۳ [2] البحر المحیط ۲۵۰/۷

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وہ چہرہ ہی تھا''

اسی طرح امام قرطبیؒ تحریر فرماتے ہیں:۔

''لما كانت عادة العربيات التبذل وكن يكشفن وجوههن كما يفعل الاماء، وكان ذالك داعية الى نظر الرجال اليهن وتشعب الفكرة فيهن ،امرالله رسوله ﷺ ان يامرهن بارخاء الجلابيب عليهن اذا اردن الخروج الى حوائجهن'' [1]

''عرب خواتین میں چونکہ (دور جاہلیت کا) کچھ چھچھورا پن باقی تھا اور وہ لونڈیوں کی طرح اپنے چہروں کو کھلا رکھتی تھیں اور ان کا یہ فعل مردوں کے ان کی طرف دیکھنے اور ان کے بارے میں پریشاں خیالی کا باعث بن رہا تھا، اس لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کو یہ حکم دیا کہ وہ ان کو اپنے اوپر چادروں کے لٹکانے کا حکم دیں جب بھی وہ اپنی ضرورت کے لئے باہر نکلنے کا ارادہ کریں''

اس بات کی دلیل کہ چہرہ کھلا رکھنا لونڈیوں کی عادت تھی، مندرجہ ذیل دو روایتیں بھی ہیں۔

۱۔ خیبر کی فتح سے واپسی پر رسول اللہ ﷺ نے جب خیبر اور مدینہ کے درمیان تین دن حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ قیام فرمایا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں اختلاف ہوا کہ آپ ﷺ نے صفیہ رضی اللہ عنہا کو اپنے نکاح میں لیا ہے یا ان کو بطور لونڈی رکھا ہے تو بعض صحابہ کرامؓ کہنے لگے:۔

﴿ان حجبها فهي احدى امهات المؤمنين وان لم يحجبها فهي مما ملكت يمينه فلما ارتحل وطأ لها خلفه ومد الحجاب﴾

---

[1] الجامع لاحکام القرآن ۲۴۳/۷

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''اگر آپ ﷺ نے ان سے پردہ کرایا تو وہ امہات المؤمنین میں سے ہونگی اور اگر آپ ﷺ نے پردہ نہ کرایا تو وہ آپ کی لونڈی ہونگی، پھر جب آپ ﷺ نے وہاں سے کوچ فرمایا تو حضرت صفیہ کو اپنے پیچھے بٹھالیا اور پردہ کھینچ دیا'' (بخاری:۴۲۱۳)

ایک روایت کے الفاظ یہ ہیں:۔

﴿وستترها رسول اللہ ﷺ وحملها وراءہ وجعل ردائہ علی ظہرہا ووجہہا﴾

''اور اللہ کے رسول ﷺ نے حضرت صفیہ کو ڈھانپا، انہیں اپنے پیچھے سوار کیا اور اپنی چادر ان کی پیٹھ اور چہرہ پر ڈال دی''

۲۔حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک لونڈی کو دیکھا اس نے چہرہ چھپایا ہوا تھا، تو اسے مارا اور فرمایا:۔

''آزاد عورتوں کے ساتھ مشابہت مت اختیار کرو''

(ابن ابی شیبہ:۶۲۹۱)

اور اس بات کی دلیل کہ ''جلباب'' (چادر جس کے لٹکانے کا حکم ہے) کا استعمال بدن کے دیگر اعضاء کے ساتھ چہرہ کو ڈھانپنے کیلئے بھی ہوتا تھا، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی یہ روایت ہے، وہ واقعہ افک کی تفصیلات بیان کرتے ہوئے حضرت صفوان بن معطل رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرماتی ہیں:۔

﴿فعرفنی حین رآنی وکان یرانی قبل الحجاب فاستیقظت باسترجاعہ حین عرفنی فخمرت وجہی بجلبابی ،وفی روایۃ فسترت وجہی عنہ بجلبابی﴾

''انہوں نے جب مجھے دیکھا تو پہچان لیا، وہ مجھے حجاب کے حکم کے نزول سے پہلے دیکھا کرتے تھے، انہوں نے جب مجھے پہچان لیا تو ﴿انا للہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وانا الیہ راجعون ﴾ پڑھا (جسے سن کر) میں بیدار ہوگئی اور اپنا چہرہ اپنے جلباب سے ڈھانپ لیا'' اور ایک روایت میں ہے ''میں نے اپنا چہرہ اپنے جلباب سے چھپالیا'' (بخاری: ۴۷۵۰ کتاب التفسیر)

سورۂ احزاب کی آیت ۵۳ کو آیت حجاب کہا جاتا ہے، اس میں پہلی مرتبہ اللہ تعالی نے ازواج مطہرات کو پردہ کرنے کا حکم دیا، اللہ تعالی کا ارشاد ہے:۔

﴿وَاِذَا سَاَلْتُمُوْهُنَّ مَتَاعًا فَاسْئَلُوْهُنَّ مِنْ وَّرَاءِ حِجَابٍ ،ذٰلِكُمْ اَطْهَرُ لِقُلُوْبِكُمْ وَقُلُوْبِهِنَّ﴾

''اور جب تم ان (ازواج مطہرات) سے کوئی سامان مانگو تو پردے کے پیچھے سے مانگو، یہ عمل تمہارے اور ان (ازواج) کے دلوں کی زیادہ پاکیزگی کا باعث ہے''

یہ آیت حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خواہش پر اتری انہوں نے نبی ﷺ سے عرض کیا:۔

'' آپ کے گھر میں نیک اور بد ہر قسم کے لوگ آتے رہتے ہیں، بہتر ہوتا کہ آپ امہات المؤمنین کو پردہ کا حکم دیں''

(بخاری کتاب التفسیر: ۴۷۹۰)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی مذکورہ روایت سے بالکل واضح ہے کہ اس آیت میں جس پردہ کا حکم دیا گیا ہے اس میں چہرہ کا پردہ بھی شامل ہے۔

اب رہا یہ کہنا کہ اس آیت کا تعلق خاص ازواج مطہرات سے ہے تو اس آیت میں پردہ کی علت بھی بیان کردی گئی ہے اور وہ دلوں کی پاکیزگی ہے ﴿ذلکم اطھر لقلوبکم وقلوبھن﴾ اور ظاہر ہے کہ عام عورتوں کو دلوں کی اس پاکیزگی کی ضرورت ازواج مطہرات سے کہیں بڑھ کر ہے، اس حکم کی عمومیت کا اندازہ کرنے کیلئے ان روایتوں کا مطالعہ کیجئے، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:۔

﴿كَانَ الرُّكْبَانُ يَمُرُّوْنَ بِنَا وَنَحْنُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مُحْرِمَاتٍ فَإِذَا حَاذَوْا بِنَا سَدَلَتْ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اخذنا جلابیبنا من رؤسنا علی وجوهنا فاذا جاوزونا کشفناه (ابوداؤد کتاب المناسک: ۱۸۳۳)

''کہ سواروں کا قافلہ ہمارے پاس سے گذرتا اور ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حالت احرام میں ہوتی تھیں تو جب وہ ہمارے بالکل بالمقابل ہو جاتے تو ہم میں سے ہر ایک اپنے جلباب (چادر) کو اپنے سر سے اپنے چہرہ پر کر لیتی، اور جب وہ آگے بڑھ جاتے تو (چونکہ حالت احرام میں چہرہ کھولے رکھنے کا حکم تھا) اس لئے ہم اپنے چہروں کو کھول دیتے تھے''

حضرت اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ عنہا کا بیان ہے:۔

کنا نغطی وجوهنا من الرجال (حاکم ۱/۴۵۴)

''ہم (غیر محرم) مردوں کے سامنے اپنے چہروں کو ڈھانکے رکھتے تھے''

کیا یہ روایتیں اس بات کی دلیل فراہم نہیں کر رہی ہیں کہ دور نبوی میں چہرہ کے پردہ کی پابندی اور اہتمام عام تھا؟ اور ظاہر سی بات ہے کہ صحابیات کی یہ پابندی قرآنی حکم کی تعمیل ہی میں تھی۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:۔

لا تنتقب المرأة المحرمة ولا تلبس القفازين

''عورت (احرام کی حالت میں) نہ نقاب ڈالے اور نہ دستانہ پہنے''

(بخاری کتاب الحج: ۱۷۰۷)

امام ابن تیمیہؒ اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد تحریر فرماتے ہیں:۔

''یہ حدیث اس بات کی دلیل ہے کہ احرام کے علاوہ عام حالت میں عورتوں میں اپنے چہرہ چھپانے کے لئے نقاب ڈالنے اور ہاتھوں کے چھپانے کے لئے دستانہ پہننے کا رواج عام تھا، اس لئے حالت احرام میں ان دونوں چیزوں کے استعمال سے منع کیا گیا'' [1]

---

[1] احکام حجاب (مجموعہ مقالات) ص ۵۲ مترجم ڈاکٹر محمد حسین خاں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ترمذی (کتاب اللباس: ۱۷۳۱) کی روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

"من جر ثوبه خيلاء لم ينظر الله اليه"

''جو شخص تکبر وغرور سے اپنا کپڑا گھسیٹتا ہوا زمین پر چلے اللہ تعالیٰ اس کی طرف قیامت کے دن (بنظر رحمت) نہیں دیکھے گا''

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا:۔

"فكيف يصنع النساء بذيولهن"

''عورتیں اپنے دامن کا کیا کریں گی؟''

آپ ﷺ نے فرمایا:۔

"يرخينه شبرا"

''زمین پر ایک بالشت کے بقدر لٹکا لیں گی''

انہوں نے عرض کیا:۔

"اذن تنكشف اقدامهن"

''پھر تو ان کے قدم کھل جائیں گے؟''

آپ ﷺ نے فرمایا:۔

"يرخين ذراعا لا يزدن عليه"

''ایک بالشت لٹکا لیں گی اس سے زیادہ نہیں کر سکتیں''

یہ حدیث دلیل ہے کہ عورت کیلئے اپنے پاؤں ڈھانپنا فرض ہے اور یہ بات واضح ہے کہ پاؤں میں ہاتھوں اور چہرہ کے مقابلہ میں کم کشش پائی جاتی ہے، تو کمتر کشش والے مقام کے حکم کی تصریح ووضاحت خود بخود بتا رہی ہے کہ اس سے زیادہ پر کشش اور اس حکم کے زیادہ حقدار مقامات کا کیا حکم ہونا چاہئے؟ یہ بات شریعت کی حکمت کے قطعاً منافی ہے کہ کمتر کشش اور قلیل تر فتنہ کے باعث اعضاء کو ڈھانپنا تو فرض ہو لیکن زیادہ فتنہ کے باعث اور پر کشش اعضاء کو کھلا رکھنے کی اجازت ہو؟ جو حضرات عورت کے چہرہ کے پردہ کا انکار کرتے ہیں انہیں غور کرنا چاہئے کہ آخر پردہ کے احکام کا مقصد کیا ہے؟ ظاہر ہے کہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وہ اس کے سوا کچھ نہیں کہ سماج اور سوسائٹی کو فتنوں اور انتشار سے محفوظ رکھا جائے، اب سوال یہ ہے کہ کیا چہرہ کو کھول کر اس مقصد کو حاصل کیا جا سکتا ہے؟ ہرگز نہیں! اس لئے کہ چہرہ ہی کسی عورت کے حسن و جمال کا آئینہ دار اور اس کی خوبصورتی و بدصورتی کا معیار ہوتا ہے چنانچہ خوبصورتی کے خواہاں اور حسن و جمال کے گرویدہ لوگوں کا مرکز توجہ عورت کا چہرہ ہی ہوتا ہے، اگر ان کی نگاہ میں چہرہ پرکشش اور متاثر کن ہے تو پھر دوسرے اعضاء قابل التفات نہیں سمجھے جاتے، ذرا سوچئے کہ جس شریعت نے عورت کو اپنی آواز میں لچک پیدا کرنے سے روکا ہو، زمین پر آواز پیدا کرتے ہوئے چلنے سے منع کیا ہو اور خوشبو لگا کر باہر نکلنے سے باز رہنے کی تاکید کی ہو اور یہ سب اس مقصد کی خاطر کہ فتنے کو ہوا نہ ملے بھلا وہ اس بات کو کیونکر گوارہ کرے گی کہ عورت اپنے چہرہ کو کھول کر اجنبی مردوں کے سامنے آئے جبکہ چہرہ کی فتنہ سامانی ان ساری چیزوں کے فتنہ سے بدرجہا بڑھی ہوئی ہے؟ چہرہ کی فتنہ سامانی پر دلیل خود حدیث میں بھی باقاعدہ موجود ہے، حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:۔

"فضل بن عباسؓ حجۃ الوداع کے موقع پر نبی ﷺ کے ساتھ سواری پر بیٹھے تھے، قبیلہ خثعم کی ایک عورت آئی تو فضل اسے دیکھنے لگے اور وہ فضل کو دیکھنے لگی، اللہ کے رسول ﷺ نے فضل کا چہرہ پکڑ کر اس کا رخ دوسری طرف کر دیا" (بخاری کتاب الحج: ۱۵۱۳، مسلم: ۱۳۳۴)

واضح رہے کہ عورت حالت احرام میں تھی اور اس حالت میں چہرہ کھلا رکھنا مشروع ہے اسی لئے نبی اکرم ﷺ نے عورت کو چہرہ ڈھانپنے کا حکم نہ دے کر فضل بن عباس رضی اللہ عنہ کا چہرہ دوسری طرف پھیر کر انہیں مبتلائے فتنہ ہونے سے بچایا۔

یہی وجہ ہے کہ جو فقہاء چہرہ اور ہاتھوں کے پردہ کو فرض نہیں سمجھتے وہ بھی فتنہ سے بچانے کیلئے چہرہ کو ڈھکنا ہی مناسب قرار دیتے ہیں، چنانچہ علامہ البانیؒ جو چہرہ کے پردہ کے فقط مستحب ہونے کے قائل ہیں تحریر فرماتے ہیں:۔

﴿نلفت نظر النساء المؤمنات الى ان كشف الوجه وان كان

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جائز افستره افضل﴾

''ہم مؤمن عورتوں کو توجہ دلاتے ہیں کہ چہرہ کھلا رکھنا اگرچہ جائز ہے لیکن اس کا ڈھانپنا افضل ہے''

دوسری جگہ تحریر فرماتے ہیں:۔

﴿فمن حجب ذلك (الوجه والكفين) ايضا منهن فذلك مانستحبه لهن و ندعوا اليه﴾

''جس نے ان دونوں (چہرہ اور ہتھیلیوں) کو ڈھانپا تو اسی بات کو ہم مستحب سمجھتے اور اسی کی دعوت دیتے ہیں''

ایک اور مقام پر لکھتے ہیں:

﴿ومن اخذ بالحسن فهو افضل و هذا هو الذى التزمته عمليا مع زوجى وارجو الله تعالى ان يوفقنى لمثله مع بناتى حين يبلغن﴾

''جس نے احسن (یعنی چہرے کے پردہ) کو پکڑا تو یہ افضل ہے، اور میں نے عملاً ازدواجی زندگی میں اپنی بیوی کے ساتھ اسی کو اپنایا ہے اور اللہ سے امید کرتا ہوں کہ وہ مجھے اپنی بیٹیوں کے سلسلے میں جب وہ بالغ ہو جائیں اسی بات کی توفیق دے''[1]

بہرصورت شریعت اسلامیہ نے ضرورت کے تحت گھر سے نکلنے کی صورت میں خواتین کے لئے ضروری قرار دیا ہے کہ وہ پورے لباس کے ساتھ اور مکمل پردہ کا اہتمام کرتے ہوئے نکلیں۔

مکمل پردہ اور کامل لباس؟

محدث عظیم علامہ محمد ناصر الدین البانیؒ نے اپنی کتاب ''حجاب المرأۃ المسلمہ'' میں

---

[1] حجاب المرأۃ المسلمۃ ص ۵، ۷، ۸

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پردہ کی جو شرطیں ذکر کی ہیں ان کی روشنی میں کامل لباس کا نقشہ کچھ اس طرح سامنے آتا ہے۔

☆۔لباس ایسا ہو کہ اس سے پورا بدن ڈھک جائے، جیسا کہ آیت احزاب اور گذشتہ احادیث سے واضح ہے۔

☆۔ پردہ یا لباس خود آرائش کا سامان نہ بن جائے، کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ولا یبدین زینتھن الآیة﴾

''اور (مسلمان عورتیں) اپنی زینتوں کو ظاہر نہ کریں''

یہ آیت اپنے عموم کے ساتھ جملہ ظاہری پوشاک کو شامل ہے جبکہ وہ آراستہ و پیراستہ ہوں، اور یہیں سے یہ بات واضح ہو جانی چاہئے کہ مختلف قسم کے نقوش اور بیل بوٹوں سے مزین برقع، نقاب اور چادریں پردہ میں شامل نہیں۔

☆۔ کپڑا دبیز اور موٹا ہو تاکہ جسم نظر نہ آئے کیونکہ لباس یا پردہ کا مقصد ہی یہی ہے کہ جسم کو چھپایا جائے، طبقات ابن سعد کے مطابق حفصہ بنت عبدالرحمٰن حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس ایک باریک اوڑھنی اوڑھ کر آئیں، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے دیکھتے ہی اسے پھاڑ دیا اور کہا کہ تمہیں سورۂ نور میں اللہ تعالیٰ کا نازل کیا ہوا حکم معلوم نہیں؟ پھر دوسری اوڑھنی منگا کر انہیں دی۔ [1]

☆۔لباس ڈھیلا ڈھالا ہو، ایسا چست اور تنگ نہ ہو کہ اس سے جسم کی ساخت و بناوٹ نمایاں ہو، اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جو کپڑے تحفے میں دیئے تھے، ان میں گاڑھے کتان کا ایک کپڑا تھا جسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے پہنا دیا تھا، میں نے وہی کپڑا اپنی بیوی کو پہنا دیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے دریافت فرمایا تم نے کتان کا وہ کپڑا کیوں استعمال نہیں کیا؟ میں نے عرض کیا، اسے میں نے اپنی بیوی کو پہنا دیا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

﴿مُرھا فلتجعل تحتھا غلالة فانی اخاف ان تصف

---

[1] ابن سعد ۸/۴۶

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حجم عظامها۔

''اسے کہہ دو کہ اس کے نیچے شلوکہ پہن لیا کرے، کیونکہ مجھے ڈر ہے کہ کپڑا بدن کی ہڈیوں کو نمایا کرے گا''

(الأحادیث المختارہ ۱/۴۴۱، احمد و بیہقی)

☆۔مردوں کے لباس سے ملتا جلتا نہ ہو، نبی کریم ﷺ نے ایسی عورتوں پر لعنت بھیجی ہے جو مردوں کی مشابہت اختیار کرتی ہیں۔(بخاری کتاب اللباس:۵۵۴۶ وغیرہ)

سنن ابی داؤد (کتاب اللباس:۴۰۹۸) کی روایت میں ہے:۔

لعن رسول اللہ ﷺ الرجل یلبس لبسة المرأة والمرأة تلبس لبسة الرجل۔

''رسول اللہ ﷺ نے عورتوں کے لباس پہننے والے مرد پر اور مردانہ لباس استعمال کرنے والی عورتوں پر لعنت فرمائی''

☆۔لباس کافر عورتوں کی پوشاک سے مشابہ نہ ہو، اسلئے کہ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:۔

من تشبّه بقوم فهو منهم۔

''جس نے کسی قوم کی مشابہت اختیار کی اس کا شمار انہی لوگوں میں ہوگا'' (ابوداؤد کتاب اللباس:۴۰۳۱)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے مجھ پر دو زرد رنگ کے کپڑے دیکھے تو فرمایا:۔

انّ هذه من ثياب الكفار فلا تلبسها۔

''یہ کافروں کے لباس میں سے ہے لہذا اسے نہ پہنو'' (مسلم:۵۴۰۱)

☆۔لباس یا پردہ شہرت کا باعث نہ ہو، یعنی اس کے استعمال سے لوگوں کے مابین ممتاز یا نمایاں ہونا مقصود نہ ہو، نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:۔

من لبس ثوب شهرة البسه الله ثوب مذلّة يوم

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الْقِيَامَةِ ثُمَّ أَلْهَبَ فِيهِ النَّارَ﴾

(ابن ماجہ کتاب اللباس: ۳۶۰۷، ابوداؤد ایضاً صحیح الجامع: ۶۵۲۶)

''جس شخص نے شہرت کے لئے لباس پہنا اللہ تعالیٰ اسے قیامت کے دن ذلت وخواری کا لباس پہنائے گا پھر اس میں آگ بھڑکا دے گا''

واضح رہے کہ ان میں سے پہلی چار شرطوں کا تعلق خصوصی طور پر گھر سے باہر نکلنے سے ہے، جبکہ بعد کی شرطیں گھر اور باہر دونوں جگہوں کیلئے ہیں۔

جو عورتیں پردہ سے متعلق پابندیوں کا اہتمام نہیں کرتیں نبی اکرم ﷺ نے انہیں سخت وعید سنائی ہے، آپ ﷺ کا ارشاد ہے:۔

﴿نِسَاءٌ كَاسِيَاتٌ عَارِيَاتٌ مَائِلَاتٌ مُمِيلَاتٌ لَا يَدْخُلْنَ الْجَنَّةَ وَلَا يَجِدْنَ رِيحَهَا، وَرِيحُهَا يُوجَدُ مِنْ مَسِيرَةِ خَمْسِ مِائَةِ سَنَةٍ﴾

''وہ عورتیں جو لباس پہننے کے باوجود (لباس کے تنگ یا شگاف دار و باریک ہونے کی وجہ سے) ننگی ہوں، مردوں کی طرف مائل ہونے والی اور ان کو اپنی طرف مائل کرنے والی ہوں جنت میں داخل نہیں ہونگی اور نہ ہی اس کی خوشبو پائیں گی جبکہ خوشبو پانچ سو سال کے سفر کی مسافت سے آئے گی'' (موطا، کتاب الجامع: ۲۶۵۲ اور مسلم کتاب الجنۃ: ۳۱۲۸، الفاظ کے معمولی اضافے اور فرق کے ساتھ)

ایک دوسری روایت میں ایسی عورتوں کو ملعون قرار دیا گیا ہے:۔

﴿سَيَكُونُ فِي آخِرِ الزَّمَانِ نِسَاءٌ كَاسِيَاتٌ عَارِيَاتٌ عَلَى رُؤُوسِهِنَّ كَأَسْنِمَةِ الْبُخْتِ، الْعَنُوهُنَّ فَإِنَّهُنَّ مَلْعُونَاتٌ﴾ (طبرانی اوسط: ۹۳۳۱)

''آخری زمانہ میں ایسی عورتیں ہونگی جو لباس پہننے کے باوجود ننگی ہونگی، ان کے سر بختی اونٹ کے کوہان نما ہونگے، ان پر لعنت بھیجو کیونکہ یہ ملعون ہیں''

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عورتوں کو پردہ کروانا مرد کی ذمہ داری ہے:

پردہ کی پابندی کرانے کے سلسلے میں علامہ ابن القیمؒ نے اپنی کتاب ''الطرق الحکمیۃ فی السیاسۃ الشریعۃ'' ص ۲۸۰ میں لکھا ہے کہ:

''گھر کے ذمہ دار شخص یعنی باپ، شوہر اور بھائی وغیرہ کیلئے ضروری ہے کہ وہ اپنی ماتحت عورتوں کو بن سنور کر باہر نکلنے، باریک وشفاف لباس پہننے اور راستہ میں مردوں سے بات کرنے سے روکے، اگر کوئی عورت بن سنور کر اکثر باہر جاتی ہو تو اسے زبردستی منع کرے، نہ مانے تو گھر کے اندر محبوس (قید) کردے''۔[1]

مگر افسوس کہ آج کل مردوں نے اس فریضہ کی ادائیگی سے کنارہ کشی اختیار کرلی ہے ان کے گھر کی عورتیں بے پردہ اور بن سنور کر گھر سے باہر نکلتی ہیں اور لوگوں کو دعوت نظارہ دیتی پھرتی ہیں لیکن ان کی رگ حمیت بالکل نہیں پھڑکتی اور ان کے کانوں پر جوں تک نہیں رینگتا، اسی بات کا رونا روتے ہوئے اکبرالہ آبادی نے کہا تھا۔

بے پردہ کل جو نظر آئیں چند بیبیاں — اکبر زمیں میں غیرت قومی سے گڑ گیا
پوچھا جو ان سے پردہ تمہارا وہ کیا ہوا — کہنے لگیں عقل پہ مردوں کی پڑ گیا

یہ عقل پر پردہ ہی پڑنا تو ہے کہ جو مرد یہ جانتا ہے کہ جب اس کے سامنے سے بے پردہ عورتوں کا گذر ہوتا ہے تو اس کی نگاہیں ان کے حسن سے لطف اندوز ہونے کیلئے بے تاب ہوجاتی ہیں اور ان کا تعاقب کرنے کی خواہش وکوشش کرتی ہیں وہ یہ سمجھنے سے قاصر رہے کہ جب اس کی بہن، بیٹی، اور بیوی بے پردہ ہوکر نکلیں گی تو کیا دوسروں کی نگاہیں ان کے حسن سے لطف اندوز نہیں ہوں گی؟ مگر کیا کہئے کہ اب مغربی تہذیب کے طفیل میں۔

خدا کے فضل سے بیوی میاں دونوں مہذب ہیں — حجاب ان کو نہیں آتا انہیں غصہ نہیں آتا

---

[1] خاتون اسلام از ڈاکٹر ازہری ص ۱۸

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور جب غیرت ہی رخصت ہو جائے تو پھر کس بھلائی کی توقع کی جا سکتی ہے؟

کن لوگوں سے پردہ نہیں؟

قرآن مجید میں شوہر اور ابدی محارم (نسبی ورضاعی باپ، بھائی، دادا، نانا، بیٹا اور اس کی اولاد، بیٹی کی اولاد، چچا، ماموں، بھائی اور بہن کے بیٹے اور سسرالی میں سسر، داماد اور شوہر کی اولاد) کے علاوہ جن سے پردہ کا استثناء کیا گیا ہے، وہ قرآن کے الفاظ میں یہ ہیں:۔

﴿اَوْنِسَائِهِنَّ اَوْ مَامَلَكَتْ اَيْمَانُهُنَّ اَوِ التَّابِعِيْنَ غَيْرِ اُولِى الْاِرْبَةِ مِنَ الرِّجَالِ اَوِ الطِّفْلِ الَّذِيْنَ لَمْ يَظْهَرُوْا عَلٰى عَوْرَاتِ النِّسَاءِ﴾

☆ نساء ھن (اپنی عورتوں) سے جنس عورت مراد ہے خواہ مسلم ہو یا غیر مسلم کیونکہ یہودی اور مشرک عورتیں ازواج مطہراتؓ کے پاس آیا جایا کرتی تھیں، لیکن ان سے ازواج مطہرات کا پردہ کرنا ثابت نہیں۔[1]

☆ مامملکت ایمانھن (غلام ولونڈی) صحیح حدیث سے ثابت ہے کہ عورتوں کا غلام سے پردہ نہیں، جیسا کہ حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ:۔

''نبی اکرم ﷺ فاطمہؓ کے پاس ایک غلام لے کر آئے، اس وقت فاطمہ نے ایسا کپڑا پہن رکھا تھا کہ جب اس سے سر ڈھانکتیں تو پاؤں کھل جاتا اور پاؤں ڈھانکتیں تو سر کھل جاتا، آپ ﷺ نے ان کی یہ کیفیت دیکھی تو فرمایا:۔

﴿اِنَّهُ لَيْسَ عَلَيْكِ بَأْسٌ، اِنَّمَا هُوَ اَبُوْكِ وَغُلَامُكِ﴾ (ابوداؤد، کتاب اللباس ۴۱۰۶)

''کوئی حرج نہیں، یہاں صرف تمہارے والد ہیں اور تمہارا غلام ہے''

---

[1] فتاوی برائے خواتین اسلام ص ۶۱۳، ۶۱۴ مترجم مولانا محمد اشفاق السلفی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

☆التابعین غیر اولی الاربة: (ایسے زیردست جو شہوت والے نہ ہوں) مراد وہ لوگ ہیں جو اپنی محتاجگی وزیردستی یا جسمانی یا عقلی کمزوری یا عمر کی زیادتی وغیرہ کی وجہ سے اس لائق نہ ہوں کہ عورتوں کے حوالہ سے کوئی شہوت کی بات سوچ سکیں۔

☆الطفل اللذین لم یظهروا علی عورات النساء: (ایسے بچے جو عورتوں کی پردہ کی باتوں سے واقف نہ ہوں) ان سے ایسے بچے خارج ہوں گے جو بالغ یا بلوغت کے قریب ہوں، کیونکہ وہ عورتوں کے پردہ کی باتوں سے واقف ہوتے ہیں۔

بوڑھی عورتوں کا حکم:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَالْقَوَاعِدُ مِنَ النِّسَاءِ اللَّاتِي لَا يَرْجُونَ نِكَاحًا فَلَيْسَ عَلَيْهِنَّ جُنَاحٌ أَنْ يَضَعْنَ ثِيَابَهُنَّ غَيْرَ مُتَبَرِّجَاتٍ بِزِينَةٍ، وَأَنْ يَسْتَعْفِفْنَ خَيْرٌ لَهُنَّ، وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ﴾

''بڑی بوڑھی عورتیں جنہیں نکاح کی امید (اور خواہش) نہ رہی ہو وہ اگر اپنے کپڑے اتار رکھیں تو ان پر کوئی گناہ نہیں بشرطیکہ وہ اپنا بناؤ سنگھار ظاہر کرنے والی نہ ہوں، تاہم اگر ان سے بھی احتیاط رکھیں تو ان کیلئے بہتر ہے، اور اللہ سنتا اور جانتا ہے'' (النور: ۶۰)

حافظ صلاح الدین یوسف اس آیت کے ذیل میں تحریر فرماتے ہیں:۔

''ان سے مراد وہ بوڑھی اور از کار رفتہ عورتیں ہیں جن کو حیض آنا بند ہو گیا ہو اور ولادت کے قابل نہ رہی ہوں، اس عمر میں بالعموم عورت کے اندر مرد کیلئے فطری طور پر جو جنسی کشش ہوتی ہے وہ ختم ہو جاتی ہے، نہ وہ کسی مرد سے نکاح کی خواہش مند ہوتی ہیں نہ مرد ہی ان کیلئے ایسے جذبات رکھتے ہیں، ایسی عورتوں کو پردے میں تخفیف کی اجازت دی گئی ہے، ''کپڑے اتار رکھیں'' سے وہ کپڑا مراد ہے جو شلوار قمیص کے اوپر عورت پردہ کیلئے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بڑی چادر یا برقعہ وغیرہ کی شکل میں لیتی ہے بشرطیکہ مقصد اپنی زینت اور بناؤ سنگھار کا اظہار نہ ہو، اس کا مطلب یہ ہے کہ کوئی عورت اپنی جنسی کشش کھو جانے کے باوجود اگر بناؤ سنگھار کے ذریعہ اپنی ''جنسیت'' کو نمایاں کرنے کے مرض میں مبتلا ہو تو اس تخفیف پردہ کے حکم سے وہ مستثنیٰ ہوگی اور اس کے لئے مکمل پردہ کرنا ضروری ہوگا'' [1]

بے پردگی کے بعض طبی نقصانات:

ڈاکٹروں کی تاکید ہے کہ عورتوں کو برہنہ لباس پہننے سے بچنا چاہئے، اس لئے کہ اس سے ان کے جسم پر غلط اور مضر اثرات مرتب ہوتے ہیں، مثلاً برہنہ لباس میں ملبوس عورت کو جب کہیں زیادہ دھوپ لگ جاتی ہے تو اس کے جسم کی رونق میں کمی آجاتی ہے بڑھاپا جلد لاحق ہونے لگتا ہے، شاہ فہد اسلامک طبی اکیڈمی کے مشیر ڈاکٹر محمد علی البار کا کہنا ہے کہ:۔

''بنفشہ کی چمک میں دیر تک رہنا خاص کر پلازوں میں عریانیت کی حالت میں گویا مختلف قسم کے جلدی کینسروں کو دعوت دینا ہے۔

اسی طرح تنگ لباس جسم کی آزادی کے لئے عذاب ہے، نظام صحت میں جسمانی ریشوں، خلیوں، چکر، پاؤں، پٹھوں اور خاص کر عضو تناسل کے لئے بہت ہی نقصان دہ ہے، تجربہ بتاتا ہے کہ بہت سی عورتیں انہیں تنگ کپڑوں کے استعمال کی وجہ سے بانجھ پن کا شکار ہوگئیں اور بعض کو غیر فطری طبعی تولید کا سامنا کرنا پڑا جس کی وجہ سے شق رحم اور بہت ہی تکلیف دہ آپریشن سے دوچار ہوئیں، یہ تنگ لباس فشار دم (بلڈ پریشر) کا بھی سبب ہے جو نسوں کے دب جانے کا نتیجہ ہوا کرتا ہے، پاؤں، پٹھوں، اور دیگر متحرک اعضاء پر ایسے لباس کی سخت گرفت

---

[1] احسن البیان ص ۹۸۹

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوتی ہے'' ۱

پردہ عورت کے بالوں کو بے شمار نقصانات سے بچاتا ہے انہیں ماحولیات کے برے اثرات سے محفوظ رکھتا ہے، ازہر یونیورسٹی (مصر) میں جلدی امراض کی ماہر خاتون ڈاکٹر نجوی حسن عبدالعال نے نقاب پوش عورتوں کا جائزہ لینے کے بعد بتایا کہ نقاب پوش عورتوں کے چھپے ہوئے بال بے پردہ عورتوں کے بال سے زیادہ خوبصورت اور قیمتی ہوتے ہیں۔ ۲

کیا پردہ عورت کی ترقی میں رکاوٹ ہے؟

بہت سے برخود غلط اور نادان قسم کے لوگ مغربی پروپیگنڈہ کے زیر اثر کہتے نظر آتے ہیں کہ پردہ عورت کی فطری آزادی کے منافی اور اس کے لئے ترقی وحصول کمال کی راہ میں رکاوٹ ہے، چنانچہ اس سلسلے میں مغربی کلچر کا ایک داعی اور نام نہاد آزادی نسواں کا حامی مصری مؤلف قاسم امین اپنی کتاب ''المرأۃ الجدیدۃ'' (Modren Women) میں لکھتا ہے:۔

> ''پردہ کا یہ نقصان ہے کہ وہ عورت کو اس کی فطری حریت سے محروم بنا دیتا ہے، اس کو اپنی تربیت کامل کرنے سے روکتا ہے، بوقت ضرورت اسے روزی کمانے سے باز رکھتا ہے اور بیوی اور شوہر دونوں کو عقل اور اخلاقی زندگی کا مزہ نہیں چکھنے دیتا اور پردہ کی پابندی رہنے کی حالت میں ایسی قابل مائیں پیدا نہیں ہوسکتیں جو اپنی اولاد کی اعلیٰ تربیت پر قادر ہوں اور اس پردہ کی وجہ سے قوم کی حالت اس انسان کے مانند ہوجاتی ہے جس کے بدن کا ایک حصہ جھولا مار گیا ہو'' ۳

---

۱ اخبار ''عکاظ'' (عربی) شمارہ ۹۹۵۲ بحوالہ عورت کی تزئین طب وشرع کی روشنی میں مترجم عبدالمعین عبدالوہاب مدنی ص ۵۰، ۵۱

۲ الدعوۃ شمارہ ۱۲۲۷ بحوالۂ سابق ص ۵۸، ۵۹ ۳ مسلمان عورت ص ۱۸۳، ۱۸۴

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسلام کی دینی، سماجی، تعلیمی اور حکمرانی کی طویل ترین تاریخ سے معمولی واقفیت رکھنے والا شخص بھی قاسم امین کی اس تحریر کی قیمت ووقعت کا اندازہ خوب خوب لگا سکتا ہے، دور صحابہ سے لے کر اب تک ہر دور اور زمانہ میں ملت اسلامیہ نے سینکڑوں نہیں بلکہ ہزاروں کی تعداد میں میدان جنگ کے فاتحین وقائدین، حکومت وسیاست کے ماہرین، عظیم الفکر فلاسفہ ومفکرین، مختلف قسم کے علوم وفنون کے بانی وموجدین، بالغ نظر علماء وفقہاء اور جلیل القدر محدثین ومجتہدین کو جنم دیا ہے، ان لوگوں کی پرورش و تربیت کی ذمہ داری کن ماؤں نے نبھائی تھی، مغربی تہذیب وکلچر کی نمائندہ بے پردہ و بے حیا عورتوں نے یا اسلامی احکام وتعلیمات پر عمل پیرا باپردہ وباحیا خواتین نے؟

اسلامی تاریخ ان باکمال خواتین کے تذکرہ سے بھی خالی نہیں جنہوں نے علوم و فنون کے مختلف میدانوں اور سعی وعمل کے مختلف شعبوں میں کارہائے نمایاں انجام دے کر بعد میں آنے والی خواتین کے لئے بہترین اور قابل تقلید اسوے چھوڑ گئی ہیں، کیا ان میں کوئی ایک بھی ایسی مل سکتی ہے جس نے پردہ کا اہتمام نہ کیا ہو؟

ایک عورت باپردہ رہ کر بھی حصول کمال کی منزلیں کس طرح طے کرسکتی ہے اور بوقت ضرورت اپنی روزی کا انتظام پردہ کے التزام کیساتھ بھی کیونکر ہوسکتا ہے اس کی وضاحت کے لئے ایک پاکستانی خاتون شہناز لغاری کی مثال پیش کی جاتی ہے، اس صراحت کے ساتھ کہ اس سے ہمارا مقصد عورتوں کی ملازمت یا بیرونی مشاغل میں ان کی شرکت کا جواز فراہم کرنا نہیں ہے، اس سلسلے میں ہم اسلامی موقف کی وضاحت پچھلے صفحات میں کرآئے ہیں۔

یہ خاتون پچھلے کئی برسوں سے برقع پہن کر پاکستان میں کیپٹن اور انسٹرکٹر کی حیثیت سے کام کررہی ہیں، ساتھ ہی ''پاکستان ویمن پائلٹ ایسوسی ایشن'' کی چیرپرسن اور انٹرنیشنل حجاب تحریک کی سربراہ بھی ہیں، انہوں نے ایک روزنامہ کو انٹرویو دیتے ہوئے کہا:

''جب میں پانچویں جماعت میں تھی تو مجھے والدین نے پردہ کروانا شروع کردیا، لڑکیاں میرا مذاق اڑاتیں، لیکن میں نے برقعہ ترک نہیں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیا، آج ساری دنیا کی لڑکیاں میرا حوالہ دیتی ہیں کہ اگر شہناز برقعہ پہن کر جہاز اڑا سکتی ہے تو ہم برقعہ پہن کر کوئی دوسرا کام کیوں نہیں کرسکتیں''؟ شہناز نے مزید بتایا کہ ''انہیں مختلف ممالک سے پرکشش آفر ہوچکی ہے کہ میں ان ممالک میں برقعہ پہن کر جہاز اڑاؤں''۔[1]

عرب شاعرہ عائشہ تیمور یہ کیا خوب کہتی ہیں ؎

بِیَدِ الْعِفافِ اَصُوْنُ عِزَّ حِجابِیْ وبِهِمَّتِیْ اَسْمُوْ عَلٰی اَتْرابِیْ

پاکدامنی کے ہاتھوں میں اپنے حجاب کی عزت کی حفاظت کرتی ہوں اور اپنی ہمت سے اپنی ہمجولیوں سے فائق ہوجاتی ہوں۔

مَاضَرَّنِیْ اَدَبِیْ وَحُسْنُ تَعَلُّمِیْ اِلَّا بِکَوْنِیْ زَهْرَةَ الْاَلْبَابِ

مجھے میرے ادب اور حسن تعلیم نے کچھ نقصان نہیں پہونچایا سوائے اس کے کہ میں عقلوں کا پھول بن جاؤں۔

مَاعَاقَنِیْ خَجَلِیْ عَنِ الْعَلْیَاءِ وَلَا سَدْلُ الْخِمَارِ بِلِمَّتِیْ وَنِقَابِیْ

میری شرم نے، زلفوں پر اوڑھنی ڈالنے نے اور میرے نقاب نے مجھے بلندیوں سے نہیں روکا۔

خوشبو لگا کر نہ نکلیں:

عورت کے گھر سے نکلنے کے سلسلے میں دوسری ہدایت یہ ہے کہ عورتیں خوشبو لگا کر نہ نکلیں، آپ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں:۔

﴿ایُّما امرأۃ استعطرت فمرَّت علی قوم لیجدُوا من ریحها فهی کذا وکذا یعنی زانیة﴾

(ترمذی ابواب الأدب:۲۷۸۶، ابوداؤد:۴۱۷۳)

''جو عورت خوشبو لگا کر مردوں کے پاس سے گذرے تاکہ وہ اس کی

---

[1] انوائے وقت ۲۷ نومبر ۱۹۹۷ء بحوالہ نکاح کے مسائل ص ۴۵

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خوشبو محسوس کریں تو وہ ایسی اور ایسی یعنی زانیہ ہے''

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے پاس سے ایک عورت کا گذر ہوا جس کے بدن سے خوشبو پھوٹ رہی تھی، انہوں نے دریافت کیا، اے اللہ کی بندی کدھر جانے کا ارادہ ہے؟ عورت نے جواب دیا، مسجد میں صلاۃ ادا کرنے جارہی ہوں، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے پوچھا کیا تم نے خوشبو لگا رکھی ہے؟ اس نے کہا ہاں، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا پھر تو واپس جاؤ اور غسل کرلو کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے:۔

﴿لَا يَقْبَلُ اللّٰهُ صَلَاةَ مَنِ امْرَأَةٍ خَرَجَتْ إِلَى الْمَسْجِدِ وَرِيْحُهَا تَعْصِفُ حَتّٰى تَرْجِعَ فَتَغْتَسِلَ﴾

''اللہ تعالیٰ اس عورت کی صلاۃ قبول نہیں کرتا جو مسجد کا رخ کرتی ہے اور اس کے بدن سے خوشبو پھوٹ رہی ہوتی ہے، جب تک کہ وہ واپس ہوکر غسل نہ کرلے''

چلتے وقت پیروں سے آواز نہ پیدا کریں:

اسی طرح کی ایک ہدایت یہ بھی دی گئی ہے کہ پیروں کو زمین پر مار کر اس طرح نہ چلیں کہ زیورات وغیرہ کی آواز نکلے اور لوگوں کو اپنی طرف مائل کرے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:۔

﴿وَلَا يَضْرِبْنَ بِأَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِيْنَ مِنْ زِيْنَتِهِنَّ﴾

''اور اس طرح زور زور سے پاؤں مار کر نہ چلیں کہ ان کی پوشیدہ زینت معلوم ہوجائے'' (النور:۳۱)

سید قطب اس آیت کے ضمن میں تحریر فرماتے ہیں:۔

''اس حکم کی اہمیت وافادیت سمجھنے کے لئے نفس انسانی کی گہری معرفت کی ضرورت ہے، شہوت انگیزی میں آواز اور خوشبو کا بڑا دخل ہے، بہت

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے لوگ عورت کے جسم کو دیکھ کر اتنا متاثر نہیں ہوتے جس قدر اثر ان پر اس کا لباس، آرائش اور زیور دیکھ کر، اس کی خوشبو سونگھ کر اور زیور کی آواز سن کر ہوتا ہے اس لئے شریعت نے عورتوں کو خوشبو اور آرائش کے سلسلے میں مذکورہ احتیاط کا پابند کیا ہے'' [1]

محرم کے بغیر سفر کی ممانعت:

یہ بھی حکم دیا گیا ہے کہ عورت بغیر محرم کے سفر نہ کرے، آپ ﷺ کا فرمان ہے:۔

﴿لَاتُسَافِرِ الْمَرْأَةُ إِلَّا مَعَ ذِیْ مَحْرَمٍ﴾

''عورت محرم کے بغیر ہرگز سفر نہ کرے''

آپ ﷺ کی یہ بات سن کر مجلس میں سے ایک آدمی اٹھ کھڑا ہوا اور عرض گذار ہوا اے اللہ کے رسول! میری بیوی حج کیلئے نکلی ہے اور میرا نام فلاں فلاں غزوہ میں لکھا جا چکا ہے؟

آپ ﷺ نے اس سے فرمایا:۔

﴿اِنْطَلِقْ فَحُجَّ مَعَ امْرَاَتِکَ﴾

''جاؤ اور پہلے اپنی بیوی کے ہمراہ حج کرو''

(بخاری کتاب الجہاد: ۳۰۰۶ وغیرہ مسلم ایضا: ۱۳۴۱)

محرم کے بغیر سفر کی ممانعت پر مشتمل مختلف احادیث میں مدت سفر سے متعلق الگ الگ باتیں مذکور ہیں، چنانچہ کسی میں تین دن سے زیادہ، (مسلم ۴۱۸ وغیرہ) کسی میں دو دن، (بخاری ۱۱۹۷ وغیرہ) کسی میں ایک دن و رات (بخاری ۱۰۸۸ وغیرہ) اور کسی میں صرف برید (آدھے دن) کے سفر کی بات آئی ہے، امام بیہقی ان روایتوں کے متعلق تحریر فرماتے ہیں:۔

﴿وکان النبی ﷺ سئل عن المرأة تسافر ثلاثا من

---

[1] فی ظلال القرآن ۶/۹۷

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

غیرمحرم فقال لاوسئل عنهاتسافریومین من غیرمحرم فقال لاویومافقال لا فادی کل واحدمنهم ماحفظ ولایکون عددمن هذه الأعداد حدا للسفروباللّٰہالتوفیق ۞

''رسول اللہ ﷺ سے عورت کے بارے میں سوال کیا گیا کہ وہ محرم کے بغیر تین دن سفر کرسکتی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا نہیں! اور پوچھا گیا کہ وہ محرم کے بغیر دو دن سفر کرسکتی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا نہیں! اور ایک دن کے متعلق پوچھا گیا آپ ﷺ نے فرمایا نہیں! ہر ایک نے جو یاد رکھا وہ آگے پہنچادیا اور ان اعداد میں سے کوئی عدد بھی سفر کے لئے حد نہیں ہے اور توفیق اللہ کے ساتھ ہے'' (بیہقی ۳/۱۳۹)

امام نوویؒ ان روایات کا خلاصہ نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

۞فالحاصل ان کل مایسمی سفراتنهی عنه المرأة بغیرزوج اومحرم سواء کان ثلاثةایام او یومین او یوماوبریداوغیرذلک لروایةابن عباس المطلقةوهی آخرروایات مسلم السابقة لتسافر امرأة مع ذی محرم وهذایتناول جمیع مایسمیٰ سفرا ۞

''خلاصۂ کلام یہ کہ ہر وہ مسافت جسے سفر کہا جاتا ہے عورت کو شوہر یا دیگر محرم کے بغیر سفر کرنے سے روکا جائے گا خواہ وہ سفر تین دن کا ہو یا دو دن کا یا ایک دن کا یا نصف دن کا یا اس کے علاوہ کا عبداللہ بن عباسؓ کی مطلق روایت کی بنا پر اور وہ پیچھے گذرنے والی مسلم کی روایت میں سے آخری ہے کہ ''عورت محرم کے بغیر سفر نہ کرے'' اور یہ حدیث ہر اس مسافت کو شامل ہے جسے سفر کہا جاتا ہے'' [1]

---

[1] شرح نووی ۹/۸۷، ۸۸

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسی طرح علامہ عبیداللہ مبارکپوری لکھتے ہیں:۔

﴿وفی الحدیث دلیل علی تحریر سفر المرأۃ من غیر محرم وھو مطلق فی قلیل السفر وکثیرہ وفی سفر الحج وغیرہ﴾

''اس حدیث میں محرم کے بغیر سفر کی حرمت پر دلیل ہے اور یہ حدیث سفر کی قلت اور کثرت اور سفر حج وغیرہ کو مطلق طور پر شامل ہے'' [1]

حقیقت یہ کہ عورتوں کا بغیر شوہر یا محرم کے سفر کرنا اور گھر سے نکلنا ہرگز خطرہ سے خالی نہیں ہوتا اس سلسلے میں ''تحفۃ العروس'' کے مؤلف علامہ محمد مھدی استانبولی نے ایک پرعبرت واقعہ نقل کیا ہے ملاحظہ فرمائیے، وہ تحریر فرماتے ہیں:۔

''ایک شوہر نے یہ اعتراف کیا کہ میں نے اپنی بیوی کے پاس پیغام بھیجا کہ میں تمہاری آمد کا منتظر ہوں، مقررہ وقت پر میں نے اہلیہ کا انتظار کیا، لیکن ہوائی جہاز نہیں آیا، میں نے کمپنی سے ٹیلیفون پر انکوائری کی، وہاں سے جواب ملا کہ ہوائی جہاز میں کوئی خرابی آ گئی ہے اسلئے کسی اسٹیشن پر درستگی کے لئے اتر گیا ہے، ایک گھنٹہ کے بعد جہاز ایرپورٹ پر آجائے گا، بعد میں جہاز ایرپورٹ پر اترا، میری بیوی جہاز سے اتر کر قریب ہی کھڑی ہوئی، ایرہوسٹس اس سے کہنے لگی کیوں؟ پائلٹ سے تم نے چلتے چلتے ملاقات نہیں کی؟ ایرہوسٹس کو کیا معلوم تھا کہ اس کا شوہر یہی ہے، شوہر نے جب یہ سنا تو اس کے کان کھڑے ہو گئے اس نے فوراً بھانپ لیا اور بالآخر بیوی نے بھی اقبال جرم کیا کہ کس طریقہ سے جہاز کے پائلٹ اور اس کا تعارف ہو گیا، پائلٹ نے مسافروں کو جھانسہ دیا کہ جہاز میں کوئی خرابی آ گئی ہے جس کی درستی کیلئے اگلی پرواز گھنٹہ بھر لیٹ ہوگی'' اس کے بعد ہوائی جہاز پھر اترا، مسافر جہاز سے

---

[1] مرعاۃ المفاتیح ۳۳۲/۸

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اتر کر باہر لاؤنج میں چلے گئے اور گھنٹہ بھر کے بعد کہیں انہیں اندر آنے دیا گیا، اس اثناء میں پائلٹ اور اس کے معاون عملہ نے اس عورت کے ساتھ اپنی اپنی جنسی ہوس کی تکمیل کر لی'' [1]

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا قول ہے:۔

﴿اِنَّمَاالنِّسَاءُ كَلَحْمٍ عَلٰى وَضَمٍ اِلَّامَاذُبَّ عَنْهُ وَالذَّابُّوْنَ هُمُ الرِّجَالُ﴾

''عورتوں کی مثال ایسی ہی ہے جیسے تختہ پر رکھے ہوئے گوشت کی کہ اس کی حفاظت ضروری ہے ورنہ ۔۔۔اور عورتوں کی حفاظت کرنے والے مرد ہی ہو سکتے ہیں''

اور کسی شاعر کا یہ شعر بھی اسی حوالہ سے پڑھنے کے قابل ہے۔

تَعْدُوالذِّئَابُ عَلٰى مَنْ لَّاكِلَابَ لَهٗ وَتُتَّقٰى صَوْلَةَ الْمُسْتَنْفِرِالْحَامِىْ

''بھیڑیا وہاں حملہ کرتا ہے جہاں کتے نہ ہوں اور جہاں لڑنے والا حفاظتی دستہ ہو وہاں حملہ کرنے سے دریغ کیا جاتا ہے''

مردوں سے اختلاط کی ممانعت:

عورتوں کے گھر سے نکلنے کے سلسلے میں ایک ضروری تاکید شریعت کی طرف سے یہ بھی ہے کہ وہ مردوں سے الگ تھلگ رہیں اور ان کا باہم اختلاط نہ ہو۔

مسجد نبوی میں خواتین صلاۃ کی ادائیگی کے لئے حاضر ہوا کرتی تھیں، اس مقصد کی خاطر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لئے ایک دروازہ مخصوص فرما دیا تھا۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

﴿لَوْتَرَكْنَا هٰذَاالْبَابَ لِلنِّسَاءِ﴾

''بہتر ہوتا کہ ہم اس دروازہ کو عورتوں کیلئے مخصوص کر دیں''

---

[1] تحفۃ العروس اردو ص ۴۴۵ مکتبہ قدوسیہ لاہور

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت نافعؒ کہتے ہیں:

﴿فَلَمْ يَدْخُلْ مِنْهُ ابْنُ عُمَرَ حَتّٰى مَاتَ﴾

کہ ''حضرت ابن عمرؓ وفات تک اس دروازے سے کبھی داخل نہیں ہوئے''

اس کے علاوہ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے، آپ ﷺ نے فرمایا:۔

﴿خَيْرُ صُفُوْفِ الرِّجَالِ اَوَّلُهَا وَشَرُّهَا آخِرُهَا وَ خَيْرُ صُفُوْفِ النِّسَاءِ آخِرُهَا وَشَرُّهَا اَوَّلُهَا﴾

(بخاری کتاب الأذان: ۸۶۰ مسلم: ۶۵۸)

''مردوں کی سب سے بہتر پہلی صف ہوتی ہے اور ان کی سب سے بری صف آخری صف ہے جب کہ عورتوں کی سب سے اچھی صف آخری صف ہوتی ہے جبکہ ان کی سب سے بری صف سب سے پہلی صف ہوتی ہے''

عورت اگر تنہا بھی ہو تو وہ مرد کے ساتھ نہیں بلکہ صف کے پیچھے اکیلی کھڑی ہوگی جیسا کہ حضرت انسؓ سے مروی ہے:۔

﴿اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ صَلّٰى بِهٖ وَبِاُمِّهٖ اَوْ خَالَتِهٖ قَالَ فَاَقَامَنِيْ عَنْ يَّمِيْنِهٖ وَاَقَامَ الْمَرْأَةَ خَلْفَنَا﴾

(مسلم کتاب الصلاۃ: ۵۵۰ وغیرہ)

''نبی اکرم ﷺ نے انہیں اور ان کی والدہ یا خالہ کی امامت کی آپ ﷺ نے مجھے اپنی دائیں جانب کھڑا کیا اور اس عورت کو ہمارے پیچھے کھڑا کر لیا''

نبی اکرم ﷺ کی طرف سے اس بات کا بھی اہتمام ہوتا کہ صلاہ با جماعت سے فراغت کے بعد واپسی میں مرد و خواتین کا اختلاط نہ ہو، حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ:۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿إِنَّ النِّسَاءَ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ كُنَّ إِذَا سَلَّمْنَ مِنَ الْمَكْتُوبَةِ قُمْنَ وَثَبَتَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَمَنْ صَلَّى مِنَ الرِّجَالِ مَا شَاءَ اللَّهُ فَإِذَا قَامَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ قَامَ الرِّجَالُ﴾

''رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں خواتین فرض نمازوں میں سلام کے بعد اٹھ جایا کرتیں جبکہ آپ ﷺ اور صلاۃ ادا کرنے والے مرد حضرات بیٹھے رہتے، جب رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوتے تو یہ لوگ بھی اٹھ کھڑے ہوتے'' (بخاری کتاب الاذان:۸۶۶)

امام زہریؒ فرماتے ہیں کہ:۔

''ہماری سمجھ سے یہ طرز عمل اسلئے اختیار کیا جاتا تا کہ خواتین اور مردوں میں دوری پیدا ہو جائے، واللہ اعلم''

صلاۃ (باجماعت) کی ادائیگی سے واپسی میں آپ ﷺ نے عورتوں کا مردوں کے ساتھ اختلاط ملاحظہ فرمایا تو عورتوں سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا:۔

﴿اسْتَأْخِرْنَ فَإِنَّهُ لَيْسَ لَكُنَّ أَنْ تَحْقُقْنَ الطَّرِيقَ عَلَيْكُنَّ بِحَافَّاتِ الطَّرِيقِ﴾

''پیچھے ہو جاؤ تمہارے لئے جائز نہیں کہ تم راستہ کے بیچ سے چلو، تمہیں راستے کے کنارے چلنا چاہئے'' اس کے بعد خواتین دیواروں سے اس قدر چپک کر چلنے لگیں کہ ان کی چادریں دیواروں سے پھنس پھنس جایا کرتیں'' (ابوداؤد کتاب الأدب:۵۲۷۲)

عیدین میں عورتوں کو (جیسا کہ گذر چکا ہے) باقاعدہ حاضری کا حکم تھا، یہاں بھی ان کے لئے مردوں سے الگ انتظام ہوتا، حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ ایک عید کا ذکر کرتے ہوئے کہتے ہیں:۔

﴿فَصَلَّى النَّاسَ ثُمَّ خَطَبَ ثُمَّ أَتَى النِّسَاءَ..

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فوعظهنّ وذكّرهنّ وامرهنّ بالصّدقة ﴾

''آپ ﷺ نے صلاۃ عید ادا کی اور خطبہ دیا پھر عورتوں کے پاس تشریف لائے۔۔۔انہیں وعظ ونصیحت فرمائی اور صدقہ کا حکم دیا''

(بخاری کتاب العیدین:۹۷۵)

اس سے واضح ہے کہ عیدگاہ میں عورتوں کیلئے مردوں سے ہٹ کر علاحدہ انتظام تھا، حج کے دوران عورتوں اور مردوں کا اختلاط اضطرار اور مجبوری کا نتیجہ ہے، تاہم صحابیات اس موقع پر بھی ممکن حد تک اختلاط سے بچنے کی کوشش کرتی تھیں، ابن جریج کہتے ہیں کہ مجھ سے حضرت عطاءؒ نے بتایا کہ جب ابن ہشام نے عورتوں کو مردوں کے ساتھ طواف کرنے سے روکنے کا ارادہ کیا تو میں نے کہا:۔

﴿كيف يمنعهنّ وقد طاف نساء النّبيّ ﷺ مع الرّجال ﴾

''وہ عورتوں کو کیسے روکے گا جبکہ نبی ﷺ کی بیویوں نے مردوں کیساتھ طواف کیا ہے''

ابن جریج کہتے ہیں کہ میں نے عطاءؒ سے عرض کیا:۔

﴿ابعد الحجاب او قبل ﴾

''کیا پردہ کی آیت کے اترنے کے بعد بھی ایسا ہوا ہے یا یہ آیت کے اترنے سے پہلے کا واقعہ ہے؟''

انہوں نے جواب دیا:۔

﴿اى لعمرى لقد ادركته بعد الحجاب ﴾

''میری عمر کی قسم! یہ آیت حجاب کے اترنے کے بعد کا واقعہ ہے''

ابن جریج نے پوچھا:

﴿كيف يخالطن الرّجال ﴾

''وہ مردوں کے ساتھ اختلاط کیسے کر لیتی تھیں؟''

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت عطاءؒ نے فرمایا:۔

﴿لَمْ يَكُنْ يُخَالِطُنَ، كَانَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا تَطُوْفُ حَجْرَةً مِنَ الرِّجَالِ لَا تُخَالِطُهُمْ﴾

''وہ مردوں کے ساتھ اختلاط نہیں کرتی تھیں، (جیسا کہ) حضرت عائشہؓ مردوں سے الگ ہو کر طواف کیا کرتی تھیں''

(بخاری کتاب الحج: ۱۶۱۸)

حافظ ابن حجرؒ اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں کہ امام فاکہی نے اپنی کتاب ''کتاب مکہ'' میں لکھا ہے کہ حضرت عمرؓ نے عورتوں کو مردوں کے ساتھ طواف کرنے سے منع فرمایا تھا، امام فاکہیؒ امام نخعیؒ سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا:۔

﴿نهى عمر ان يطوف الرجال مع النساء فرأى رجلا معهن فضربه بالدرة﴾

''حضرت عمرؓ نے مردوں کو عورتوں کے ساتھ طواف کرنے سے منع فرمادیا تھا پھر ایک آدمی کو عورتوں کے ساتھ طواف کرتے دیکھا تو اسے کوڑوں سے مارا''[1]

مخلوط درسگاہوں میں تعلیم حاصل کرنے اور مخلوط اداروں میں کام کرنے کا حکم؟

اب جس شریعت نے عبادات کے موقعوں پر عورت و مرد کے اختلاط کو گوارا نہ کیا ہو وہ اس بات کی اجازت کیونکر دے سکتی ہے کہ نوجوان لڑکے اور لڑکیاں ایک ساتھ تعلیم حاصل کریں اس طرح کہ دونوں ایک دوسرے کے بالکل قریب نہ صرف یہ کہ ایک کمرہ میں جمع ہوں بلکہ دونوں ایک ہی سیٹ پر بیٹھے ہوئے ہوں؟ اسی طرح وہ اس

[1] فتح الباری ۴/۷۲

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بات کی اجازت کیوں کر دے سکتی ہے کہ مسلم مرد وخواتین کسی ایسے ادارے میں کام کریں جہاں عورتوں اور مردوں کا باہم اختلاط ہو؟

مشہور ومعروف سعودی عالم دین علامہ محمد بن صالح العثیمینؒ سے دریافت کیا گیا کہ عورتوں کیلئے آفسوں میں کام کرنا کیسا ہے جبکہ اس کی ڈیوٹی دینی امور اور اوقاف سے متعلق آفس میں ہو؟ تو انہوں نے جواب میں فرمایا:

''عورتوں کا آفسوں میں کام کرنا دو میں سے ایک حالت سے خالی نہیں ہوگا۔

☆۔آفس خاص عورتوں کیلئے ہو جیسے لڑکیوں کے مدارس سے متعلق رہنمائی ونگرانی وغیرہ کی آفس ہو اور وہاں صرف عورتوں کی حاضری ہوتی ہو تو ایسی آفسوں میں کام کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

☆۔آفس ایسی ہو کہ اس میں عورتوں اور مردوں کا اجتماع اور اختلاط ہو تو عورت کیلئے کوئی ایسا کام کرنا جائز نہیں جس میں مرد اس کا پارٹنر اور شریک کار ہو، اسلئے کہ اس صورت میں مرد وزن کے اختلاط کا فتنہ موجود ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کو عورتوں کے فتنہ سے ڈرایا ہے اور بتلایا ہے کہ مردوں کے حق میں سب سے خطرناک اور نقصان دہ عورتوں کا فتنہ ہے یہاں تک کہ عبادت کے مقامات پر بھی آپ ﷺ کی خواہش وکوشش رہی کہ عورتوں کو مردوں سے دور رکھا جائے، جیسا آپ ﷺ کا ارشاد ہے:۔

''خیر صفوف النساء.....''

اسلئے کہ عورتوں کی پہلی صف مردوں سے قریب ہوگی اس لئے وہ سب سے بری ٹھہری اور آخری صف چونکہ مردوں سے دور رہے گی اس لئے وہ ان کی سب سے بہتر صف قرار دی گئی، یہ اس بات کی واضح دلیل ہے کہ شارع عورتوں کو مردوں کے ساتھ اختلاط سے دور رکھنا چاہتا ہے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور جن لوگوں کی امتوں کی حالات پر نظر ہے وہ اس حقیقت سے بخوبی واقف ہیں کہ عورتوں اور مردوں کا اختلاط ایک عظیم فتنہ اور مصیبت ہے جس سے یہ اقوام دوچار ہیں لیکن ان کے سامنے اس سے نجات کی کوئی راہ نہیں رہ گئی ہے کہ معاملہ حد سے بہت آگے بڑھ چکا ہے'' ۱

اسی طرح ان سے سوال ہوا کہ کیا ایسی یونیورسٹی میں تعلیم حاصل کرنا جائز ہے جہاں مرد وعورت کا اختلاط ہو؟ تو انہوں نے جواب دیا:۔

''میرا خیال ہے کہ انسان کے لئے خواہ مرد ہو یا عورت ایسی یونیورسٹی میں تعلیم حاصل کرنا جائز نہیں جہاں اختلاط کا معاملہ درپیش ہو، یہانتک کہ اس صورت میں بھی نہیں جبکہ اس کے علاوہ کوئی یونیورسٹی موجود نہ ہو، اسلئے کہ یہاں اس کی عفت و پاکدامنی اور اخلاق کو عظیم خطرہ درپیش ہے، انسان عفت و پاکدامنی اور اخلاق کے جس مرتبہ پر بھی فائز ہو جب اس کے پہلو میں کوئی عورت ہو خصوصاً جبکہ وہ خوبصورت اور بنی سنوری ہو تو فتنہ اور برائی میں پڑنے سے محفوظ نہیں رہ سکتا ہے اور ہر وہ چیز جو فتنہ اور شر کا ذریعہ بنے وہ حرام اور ناجائز ہے'' ۲

اختلاط کی تباہ کاریاں:

امام ابن قیم الجوزیہؒ اختلاط کی برائیوں کی وضاحت کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

''عورتوں کا مردوں کے ساتھ اختلاط ہر برائی ومصیبت کی جڑ ہے، اسی سے عام عذاب نازل ہوتا ہے، نظام زندگی میں ہر قسم کی خرابی پیدا ہوتی ہے، زنا اور فواحش کی کثرت ہوتی ہے، عمومی طور پر لوگ موت کے شکار ہوتے ہیں، بدکار عورتوں کے باعث حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لشکر میں جب

---

۱ نور علی الدرب بحوالہ فتاوی المرأۃ ص ۱۶

۲ دروس وفتاوی فی الحرم المکی ص ۳۱۵ بحوالۂ سابق

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بدکاری پھیل گئی تو اللہ تعالیٰ نے انہیں طاعون میں مبتلا کر دیا جس کے نتیجہ میں ایک دن میں ستر ہزار افراد لقمۂ اجل بن گئے'' [1]

حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اپنے دور میں اس سلسلے میں کوتاہی کا علم ہوا تو انہوں نے مسلمانوں کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا:۔

﴿بلغنی انّ نساءکم لیزاحمن العلوج فی الاسواق، اما تغارون ؟ انّہ لاخیر فی من لّا یغار﴾

''مجھے یہ بات معلوم ہوئی ہے کہ تمہاری عورتیں بازاروں میں مردوں کے ازدحام میں نکل رہی ہیں کیا تمہیں اس بات سے غیرت نہیں آتی! بلاشبہ اس شخص میں کوئی بھلائی نہیں جو غیرت سے محروم ہو''

(مسند احمد ۱/۱۳۳)

علامہ ابن قیم الجوزیہؒ نے اختلاط کی جن برائیوں اور فتنوں کی طرف اشارہ فرمایا ہے، آج پوری انسانی سوسائٹی عموماً اور یورپین وامریکن معاشرہ خصوصاً ان کا پورا نقشہ پیش کر رہا ہے، اس سلسلے کی مثالیں اور وضاحتیں اگلے صفحات میں پیش کی جائیں گی، یہاں پر تاریخ کے حوالے سے یہ دو مثالیں درج کی جاتی ہیں۔

۱۔ قدیم قوموں میں جس قوم کی تہذیب وتمدن کا بڑا شہرہ ہے وہ ''یونانی قوم'' ہے، ابتداء میں اس قوم کی خواتین کا مرکز عمل ان کا گھر تھا، بیرونی مشاغل سے ان کا کوئی تعلق نہ تھا، شریف گھرانوں میں پردہ کا اہتمام تھا اور زنا سے نفرت کے ساتھ نکاح کو عزت وشرف کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا لیکن جب تہذیب وتمدن کو ترقی ہوئی تو ان کی عورتوں نے گھر سے نکلنا شروع کیا اور مرد وعورت کا آزادانہ اختلاط عمل میں آیا، پھر تو رقص وسرود کی محفلیں سجنے لگیں، زنا کی برائی کا تصور مٹ گیا، بیسواؤں کے کوٹھے اہل فن وسیاست کے مرکز ٹھہرے اور اہم سیاسی معاملات کے فیصلے بھی یہیں ہونے لگے، شعراء، ادباء، فلاسفہ، آرٹسٹوں اور فنکاروں کی تخلیقات اور

---

[1] الطرق الحکمیہ ص ۲۸۱ بحوالہ خاتون اسلام از ڈاکٹر ازہری ص ۱۱۹، بنارس

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نگاہوں کی حفاظت کا حکم:

اور اس سلسلے میں ایک اہم اور بنیادی ہدایت عورتوں کو یہ بھی دی گئی ہے کہ وہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:۔

﴿قُلْ لِّلْمُؤْمِنَاتِ يَغْضُضْنَ مِنْ أَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوجَهُنَّ﴾

''مسلمان عورتوں سے کہہ دیجئے کہ وہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی عصمت میں فرق نہ آنے دیں''

اس سے قبل کی آیت میں یہی حکم مردوں کے لئے بھی موجود ہے:۔

﴿قُلْ لِّلْمُؤْمِنِينَ يَغُضُّوا مِنْ أَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوا فُرُوجَهُمْ ذَٰلِكَ أَزْكَىٰ لَهُمْ﴾ (النور: ۳۰)

''مسلم مردوں سے کہہ دیں کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں یہی ان کے لئے پاکیزہ ہے''

اس حکم و ہدایت کی عظمت و معنویت روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ دراصل آنکھ ہی وہ دروازہ ہے جس سے کسی کا چہرہ، اس کا حسن و جمال اور ناز و ادا دل میں گھس کر اسے اپنا ٹھکانہ بناتی ہے اور پھر اس کا چین و سکون غارت کئے رہتی ہے، رہ رہ کر اس کا خیال گدگدی پیدا کرتا اور ذہن و دماغ کو پوری قوت و طاقت کے ساتھ اس کی جانب متوجہ کرتا ہے، علامہ ابن قیم الجوزیہ تحریر فرماتے ہیں:۔

''نگاہیں فحش کاری کا پیش خیمہ اور جنسی شہوت بھڑکانے کا سبب بنتی ہیں چنانچہ نگاہوں کی حفاظت درحقیقت شرمگاہوں کی حفاظت کی اصلی بنیاد ہے جس شخص نے اپنی نگاہیں آزاد چھوڑ دیں اس نے اپنے لئے ہلاکت کا سامان مہیا کیا''

مزید لکھتے ہیں:

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''انسان کو لاحق ہونے والی عام مصیبتوں اور پریشانیوں کی اصل جڑ اور بنیاد نظریں ہی ہوا کرتی ہیں، کیونکہ اس نظر سے دلوں میں مختلف وسوسے پیدا ہوتے ہیں، وسوسے افکار وخیالات کو جنم دیتے ہیں، خیالات سے شہوت پیدا ہوتی ہے، شہوت اور جنسی ہیجان سے دل میں ارادہ جنم لیتا ہے جو زور پکڑتے ہوئے عزم مصمم کی شکل اختیار کر لیتا ہے پھر لازمی طور پر آخری عمل انجام پاتا ہے جس سے کوئی طاقت روک نہیں سکتی، اسی واسطے کہا جاتا ہے کہ نگاہوں کو پست اور نیچی رکھنے پر صبر کر لینا، بعد میں لاحق ہونے والی تکلیف پر صبر کر لینے کی نسبت زیادہ آسان ہے'' [1]

جلیل القدر عرب عالم شیخ جمال الدین القاسمی آیت کریمہ کی تفسیر میں لکھتے ہیں:۔

''اللہ سبحانہ تعالی نے نگاہوں کو پست رکھنے کے حکم کو شرمگاہ کی حفاظت کے حکم سے پہلے رکھا ہے اس لئے کہ نگاہ زنا کی قاصد ہے اور نگاہوں کو پست رکھنا دل کے علاج کی بہترین اور مرض کو جڑ سے مٹا دینے والی دوا ہے'' [2]

انہی باتوں کو ایک عرب شاعر نے ان خوبصورت لفظوں میں بیان کیا ہے۔

كُلُّ الْحَوَادِثِ مَبْدَأُهَا مِنَ النَّظَرِ وَمُعْظَمُ النَّارِ مِنْ مُسْتَصْغَرِ الشَّرَرِ

تمام حوادث کی ابتداء نظر سے ہوتی ہے اور چھوٹی چنگاری سے زبردست آگ بھڑک اٹھتی ہے۔

نَظْرَةٌ فَابْتِسَامَةٌ فَسَلَامٌ فَكَلَامٌ فَمَوْعِدٌ وَلِقَاءُ

پہلے نگاہیں ملتی ہیں، لبوں پر مسکراہٹ آتی ہے پھر سلام وکلام اور پھر وعدہ کے بعد ملاقات کی باری آتی ہے۔

---

[1] الجواب الکافی ص ۱۲۹۔۱۳۰ بحوالہ خواتین کے مخصوص مسائل ص ۱۸۷، ۱۸۸ مترجم رضاء اللہ مبارکپوری

[2] تفسیر القاسمی ۱۲/۴۵۰

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ٹی وی اور برہنہ تصاویر پر مشتمل اخبارات وغیرہ دیکھنے کا حکم:

یہاں یہ واضح کر دینا ضروری ہے کہ جس طرح غیر محرم مرد وخواتین کی طرف بنظر شہوت دیکھنا حرام ہے اسی طرح پردۂ سیمیں اور ٹیلی ویژن وغیر پر دکھائے جانے والے ہیجان انگیز مناظر، اخبارات ورسائل میں شائع ہونے والی عریاں اور نیم عریاں تصویروں اور رومانی اور جنسی افسانوں اور ناولوں کو دیکھنا بھی حرام اور ناجائز ہے، علامہ ابن بازؒ سورۂ نور کی آیت ﴿ قل للمؤمنين يغضوا.. الأية ﴾ (مومنوں سے کہدیں کہ اپنی نگاہوں کو نیچی رکھیں) نقل کرنے کے بعد تحریر فرماتے ہیں:۔

''یہ مصور اور غیر مصور تمام عورتوں کو شامل ہے، عورتیں کاغذوں پر دکھائی دیں یا ٹیلی ویژن پر بہر صورت نظر نیچی رکھنا ضروری ہے''۔[1]

علامہؒ سے پوچھا گیا کہ:

''ایسی ویڈیو کیسٹ کی تجارت کا کیا حکم ہے جس میں کم از کم جو چیز ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ عورتیں بے پردہ ہوتی ہیں، عشق وعاشقی کے قصے ہوتے ہیں؟ اور کیا اس تاجر کا مال حرام ہوگا؟ اس پر کیا واجب ہوتا ہے؟''

تو انہوں نے جواب میں تحریر فرمایا:۔

''ایسی کیسٹوں کی تجارت کرنا، ان کو اپنے پاس رکھنا، ان کو دیکھنا اور سننا سب حرام ہے، اس لئے کہ یہ فتنہ وفساد کے باعث ہیں، فساد کی جڑ کو ختم کرنے اور مسلمانوں کو فتنہ کے اسباب وذرائع سے محفوظ رکھنے کیلئے ایسی کیسٹوں کو ضائع کر دینا اور ان کے استعمال کرنے والوں کی تردید کرنا واجب ہے''

اسی طرح ان سے سوال کیا گیا:۔

''ایسے مجلات کی اشاعت کا کیا حکم ہے جن میں عورتیں فحش انداز

---

[1] فتاوی ابن باز (مکمل) ص ۵۴۳ دار الداعی ریاض

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں بے پردہ دکھائی جاتی ہیں، ہیرو اور ہیروئن کی خبریں خاص طور پر شائع کی جاتی ہیں؟ اور جو لوگ ایسے مجلات میں کام کرتے ہیں، ان کی تقسیم کرتے ہیں اور خریدتے ہیں ان کے بارے میں کیا حکم ہے؟''

آپؒ نے جواب میں فرمایا:۔

''ایسے مجلات شائع کرنا جائز نہیں ہے جن میں عورتوں کی تصویریں ہوں یا زنا، لواطت، نشہ خوری اور دوسرے فواحش کی اشاعت ہو، اس لئے کہ یہ باطل اور غلط چیز کی دعوت دیتے ہیں اور اس کی مدد کرتے ہیں اور ایسے مجلات میں کتابت یا پبلسٹی (اشتہار) وغیرہ کے لئے کام کرنا بھی جائز نہیں ہے، اس لئے کہ اس سے گناہ، سرکشی، زمین میں فساد پھیلانے اور معاشرہ کو بگاڑنے میں تعاون ہوگا، جبکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا: ''نیکی اور تقویٰ کے کاموں میں ایک دوسرے کا تعاون کرو، گناہ اور سرکشی کے کاموں میں تعاون نہ کرو اور اللہ سے ڈرتے رہو، بے شک اللہ تعالیٰ سخت سزا دینے والا ہے'' (المائدہ:۲) [1]

حافظ صلاح الدین یوسف سورۂ نور کی آیت ۱۹ ''جو لوگ مسلمانوں میں بے حیائی پھیلاتے ہیں۔۔۔۔۔۔'' کے حوالہ سے تحریر فرماتے ہیں:۔

''یہاں بدکاری کی ایک جھوٹی خبر کی اشاعت کو بھی اللہ تعالیٰ نے بے حیائی سے تعبیر فرمایا ہے اور اسے دنیا و آخرت میں عذاب الیم کا باعث قرار دیا ہے، جس سے بے حیائی کے بارے میں اسلام کے مزاج اور اللہ تعالیٰ کی منشا کا اندازہ ہوتا ہے کہ محض بے حیائی کی ایک جھوٹی خبر کی اشاعت عنداللہ اتنا بڑا جرم ہے، تو جو لوگ رات دن ایک مسلمان معاشرہ میں اخبارات، ریڈیو، ٹی وی اور فلموں اور ڈراموں کے ذریعہ سے بے حیائی پھیلا رہے ہیں اور گھر گھر اسے پہنچا رہے ہیں اللہ کے

---

[1] حوالۂ سابق ص ۴۱۷، ۴۱۸

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہاں یہ لوگ کتنے بڑے مجرم ہوں گے اوران اداروں میں کام کرنے والے ملازمین کیونکر اشاعتِ فاحشہ کے کام سے بری الذمہ قرار پائیں گے؟اسی طرح اپنے گھروں میں ٹی وی لاکر رکھنے والے، جس سے آئندہ نسلوں میں بے حیائی پھیل رہی ہے وہ بھی اشاعت فاحشہ کے مجرم کیوں نہیں ہونگے ؟اوریہی معاملہ فواحش اورمنکرات سے بھرپور روزنامہ اخبارات کا ہے کہ ان کا بھی گھروں کے اندر آنا اشاعت فاحشہ کا ہی سبب ہے، یہ بھی عنداللہ جرم ہوسکتا ہے۔

کاش مسلمان اپنی ذمہ داریوں کا احساس کریں اوراس بے حیائی کے طوفان کوروکنے کیلئے اپنی مقدور بھر سعی کریں'' [1]

امرد (بے ریش) کو دیکھنے کا حکم:

عورتوں کی طرح امرد (بے ریش) لڑکوں پرنظرشہوت ڈالنا بھی جائز نہیں، علامہ ابن قیم الجوزیہؒ سیدالتابعین سعید بن المسیبؒ کا قول نقل فرماتے ہیں:۔

''اِذَارَاَیْتُمُ الرَّجُلَ یُحِدُّالنَّظَرَ اِلَی الْغُلَامِ الْاَمْرَدِفَاتَّھِمُوْہُ''

''تم جب مرد کو دیکھو کہ وہ امرد لڑکے کو گھور رہا ہے تو اسے متھم سمجھو'' [2]

جبکہ امام ابن تیمیہؒ لکھتے ہیں:۔

"ومن کررالنظر الی الامرد ونحوہ اوادامہ فقال انی لا انظرشھوۃ کذب فی ذلك فانه اذا لم یکن معه داع یحتاج معه الی النظرلم یکن النظر الابمایحصل فی القلب من اللذۃ بذلك"

''جوشخص امرد یااس جیسے پر بار بارنظرڈالے یا بارہا ڈالے رہے اور

---

[1] احسن البیان ص ۹۶۹ [2] روضۃ المحبین ۱۱۵

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پھر کہے کہ اس کی نظر بطور شہوت نہیں ہے تو وہ جھوٹا ہے کیونکہ بغیر کسی ضرورت کے اس کا بار بار دیکھنا اس لذت کی بنا پر ہے جو اس کے دل کو حاصل ہو رہی ہے'' [1]

نگاہوں کی حفاظت کے فوائد:

علامہ ابن قیم الجوزیہ تحریر فرماتے ہیں:۔

''نگاہیں نیچی رکھنے کے متعدد فوائد ہیں:۔

اول یہ کہ دل حسرت اور رنج وافسوس سے نجات پا جاتا ہے (کیونکہ آدمی جتنا نگاہوں سے کسی کا تعاقب کرے گا، ناکامی پر سرد آہیں بھرے گا اور بار بار دیکھنے پر دل کو ٹھیس لگے گی)

دوسرے یہ کہ اس عادت کے نتیجہ میں دل کے اندر روشنی اور نور سرایت کر جاتا ہے جس کا عکس آنکھوں، چہرہ اور اعضاء و جوارح میں نظر آتا ہے۔۔۔۔۔۔۔۔

تیسرے یہ کہ نگاہیں نیچی رکھنے سے دل قوی اور دلیری کا جذبہ بیش از بیش ہو جاتا ہے۔

چوتھا یہ کہ نظر بازی سے جس قدر لذت اور مسرت حاصل ہوتی ہے نظر بچانے سے اس سے کہیں زیادہ سچی خوشی اور راحت نصیب ہوتی ہے اور دل کے بند دریچے بھی کھل جاتے ہیں، کیونکہ اس طرح بندہ درحقیقت اپنے ازلی دشمن شیطان کو زیر کر لیتا ہے اور اس کی ساری کوششوں پر پانی پھیر دیتا ہے۔

پانچواں فائدہ یہ ہے کہ دل شہوت اور ہوس رانی کے بندھنوں سے آزاد ہو جاتا ہے۔

---

[1] فتاوی ابن تیمیہ ۱/۵۲

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چھٹا فائدہ یہ ہے کہ اس طرح بندہ اپنے اوپر جہنم کا دروازہ بند کر لیتا ہے۔

ساتواں فائدہ یہ ہے کہ نگاہیں نیچی رکھنے سے عقل کے اندر پختگی، توانائی اور زیادتی آتی ہے کیونکہ ندیدوں اور چھچھوروں کی طرح ادھر ادھر دیکھنا بہرحال کم عقلی، طیش اور ناعاقبت اندیشی کی دلیل ہے'' [1]

کان آنکھوں کے حکم میں (گانے وغیرہ سننے کا حکم):

معلوم ہو کہ جو حکم نگاہوں کا ہے وہی کانوں کا بھی ہے، جیسا کہ آپ ﷺ کی حدیث گذر چکی ہے کہ:۔

''اللہ تعالیٰ نے زنا کا جتنا حصہ ہر شخص کے لئے لکھ دیا ہے وہ لازمی طور پر پا کر رہے گا۔۔۔۔اور کانوں کا زنا سننا ہے''

اس لئے کانوں کے ذریعہ غیر محرم عورتوں کی آواز سے لطف اندوز ہونا، فحش گیت، عشقیہ اور جذبات کو برانگیختہ کرنے والے اشعار اور موسیقی سننا حرام اور ناجائز ہے، ڈاکٹر صالح بن فوزان تحریر فرماتے ہیں:۔

''شرمگاہ کی حفاظت کے مختلف اسباب و وسائل میں سے ایک سبب اور وسیلہ یہ بھی ہے کہ گانے اور موسیقی کے سننے سے اجتناب کیا جائے، علامہ ابن قیم الجوزیہؒ اغاثۃ اللھفان (۱/۲۴۲، ۲۴۸، ۲۶۴، ۲۶۵) میں تحریر فرماتے ہیں:

''شیطان کے بے شمار کارندے ہیں، جن کے ذریعہ کم علم، کم عقل اور دین سے بیگانہ لوگوں کو اپنے دام فریب میں لیتا ہے اور جاہلوں اور باطل پرستوں کے دلوں کا شکار کرتا ہے انہیں جالوں میں سے، ایک جال ممنوع و حرام آلات لہو ولعب کے ذریعہ رقص و سرود اور گانے

[1] روضۃ المحبین ص ۹۵۔۱۰۲ ملخصا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بجانے کا سماع ہے جو کہ دلوں کو قرآن کریم سے پھیر دیتا ہے، نیز انہیں فسق وفجور اور عصیان ونافرمانی کا عادی اور رسیا بنا دیتا ہے، لہٰذا گانا بجانا درحقیقت شیطان کا قرآن ہے، جس سے بندے اور اللہ کے مابین ایک دبیز پردہ حائل ہو جاتا ہے، یہ لواطت اور زنا کے لئے جادو کا کام کرتا ہے، اس کے وسوسے سے بدچلن اور بدکار عاشق اپنے معشوق سے اپنی آخری آرزو اور تمنا حاصل کر لیتا ہے۔۔۔۔۔

(ابن القیم) آگے مزید لکھتے ہیں:

''عورت یا امرد سے گانا سننا عظیم ترین محرمات میں سے ہے اور دین کو برباد کرنے کا ایک بڑا سبب ہے''

اور لکھتے ہیں:

''ایک باغیرت آدمی اپنے اہل وعیال کو گانا سے اسی طرح روکتا اور منع کرتا ہے جس طرح انہیں شکوک وشبہات کے اسباب سے دور رکھتا ہے، بدقماش لوگوں کو اچھی طرح معلوم ہے کہ جب عورت مرد کے قابو میں نہیں آتی تو مرد اسے گانا سنانے کی پوری کوشش کرتا ہے، گانا سننے کے بعد عورت نرم پڑ جاتی ہے، کیونکہ وہ آواز سن کر بہت جلد اس کا اثر قبول کر لیتی ہے، اگر گانے کی آواز ہوگی تو اس کے اندر دو جانب سے انفعال (تاثر) پیدا ہوگا، ایک آواز کی جانب سے، دوم گانے کے معنی ومفہوم کی جانب سے، اب اس سحر آفرینی کے ساتھ ڈھول، تاشہ، غزلیات اور نسوانی انداز میں پورے جسم کو بل دے کر رقص بھی جمع ہو جائیں تو اگر گانے کے ذریعہ کوئی عورت حاملہ ہو سکتی ہے تو اسی نوعیت کے گانے سے ضرور بالضرور ہو جائے گی، کتنی ہی شریف زادیوں نے محض گانوں کی وجہ سے عصمت فروشی کی راہ اپنالی ہے'' [1]

---

[1] خواتین کے مخصوص مسائل ص ۱۸۹۔۱۹۱ مترجم ڈاکٹر رضاء اللہ مبارکپوری

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسی مضمون کو فضیل بن عیاضؒ نے بہت مختصر لفظوں میں یوں ادا کیا ہے:۔

﴿الغناء رقية الزنا﴾

''گانا زنا کا منتر ہے'' [1]

اسی طرح ایک بزرگ حضرت یزید بن ولیدؒ بنی امیہ سے خطاب کرتے ہوئے کہتے ہیں:۔

﴿ایاکم والغناء فانه ینقص الحیاء ویزید الشهوة ویهدم المروءة وانه لینوب عن الخمر ویفعل ما یفعل السکر فان کنتم فاعلین فجنبوه النساء فان الغناء داعیة الزنا﴾

''گانوں سے بچو! گانا حیا کو کم کر دیتا ہے، شہوت کو بڑھاتا ہے، مروءت کو ڈھا دیتا ہے، وہ شراب کے قائم مقام ہے اور وہی کام کرتا ہے جو نشہ کرتا ہے، اگر تم اس سے نہیں باز آسکتے تو عورتوں کو اس سے دور رکھو اس لئے کہ گانا زنا کو دعوت دینے والا ہے'' [2]

گانوں کے سلسلے میں اسی قسم کے تاثرات مشہور یونانی فلسفی افلاطون نے ظاہر کئے تھے، اس نے کہا تھا:۔

" Rhythym and melody,accompanied by dance are the barbarous expression of the soul "

''موسیقی کا ترنم اور سوز رقص کے ہمراہ دراصل انسانی روح کا وحشیانہ اظہار ہیں''

اس نے اپنی کتاب "Republic" میں اس بات کا پرزور اظہار کیا تھا کہ عوامی میوزک کو سختی کے ساتھ سنسر کیا جائے، اس نے اس خدشہ کا اظہار کیا تھا کہ برے گانوں اور

---

[1] [2] اغاثۃ اللہفان من مصاید الشیطان ۱/۲۴۵

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

موسیقی کی وجہ سے ملک کے شہری گمراہ ہو جائیں گے، ان کے اخلاق تباہ ہو جائیں گے اور وہ برے کاموں میں ملوث ہو جائیں گے۔[1]

سینکڑوں سال بعد بانی نظریہ ارتقاء چارلس ڈارون نے بھی ۱۸۷۱ء میں شائع ہونے والی کتاب "The descent of Man and selection in relation to sex" میں یہ انکشاف کیا کہ جنسی خواہشات کو ابھارنے میں موسیقی کا اہم کردار ہے، کیونکہ اس کے ذریعہ جنس مخالف کو اپنی طرف متوجہ کیا جاتا ہے۔

اب جدید سائنس نے بھی اس حقیقت سے پردہ اٹھایا ہے کہ دماغ کے Lim کا ایک حصہ ''ہپوکیمپس (Hippocampaus) طویل المیعاد یادداشت کو یاد رکھنے میں اہم کردار ادا کرتا ہے، موسیقی دماغ کے اس حصے پر اثر انداز ہو کر جنسی بے راہ روی یا تشدد پر مبنی گانوں کو انسان کی زندگی کیلئے اس کی یادداشت اور کردار کا حصہ بنا دیتی ہے۔[2]

اللہ تعالیٰ نے جب ابلیس کو مہلت دی تو اس سے فرمایا:

﴿وَاسْتَفْزِزْ مَنِ اسْتَطَعْتَ مِنْهُمْ بِصَوْتِكَ﴾

''ان میں سے تو جسے بھی اپنی آواز سے بہکا سکے بہکا لے''

(بنی اسرائیل:۶۴)

امام مجاہدؒ فرماتے ہیں کہ ''اس سے مراد گانا بجانا اور لہو ولعب ہے''[3]

معلوم ہوا کہ گانا بجانا شیطان کے ان ہتھیاروں میں سے ایک ہے جن سے وہ لوگوں کو گمراہ کرتا اور غلط راستے پر ڈالتا ہے، اسی لئے گانے کا شغل رکھنے والوں کو اللہ تعالیٰ نے شدید وعید سنائی ہے:۔

﴿وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْتَرِيْ لَهْوَ الْحَدِيْثِ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَيَتَّخِذَهَا هُزُوًا اُولٰئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ﴾

''بعض ایسے بھی ہیں جو لغو باتوں کو مول لیتے ہیں کہ بے علمی کے ساتھ

---

[1] سہ ماہی ''حکمت قرآن'' لاہور جولائی تا ستمبر ۲۰۰۹ء ص ۵۲

[2] ایضاً ص ۵۰، ۵۱ [3] ابن کثیر ۳/۴۰

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لوگوں کو اللہ کی راہ سے بہکائیں اور اسے ہنسی بنائیں، یہی وہ لوگ ہیں جن کے لئے رسوا کرنے والا عذاب ہے'' (لقمان:۶۰)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے تین مرتبہ قسم کھا کر فرمایا کہ ''لھو الحدیث'' سے مراد گانا بجانا ہے، اسی طرح حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ، حضرت جابر رضی اللہ عنہ، مجاہدؒ اور عکرمہؒ نے بھی'' لھو الحدیث'' سے گانا بجانا اور سننا مراد لیا ہے۔[1]

زنا اور غنا (گانا) کا ایک دوسرے سے تعلق اس سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا ذکر ایک ساتھ فرمایا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:۔

﴿لَيَكُوْنَنَّ مِنْ أُمَّتِيْ أَقْوَامٌ يَّسْتَحِلُّوْنَ الْحِرَّ وَ الْحَرِيْرَ وَ الْخَمْرَ وَ الْمَعَازِفَ﴾ (بخاری کتاب الاشربہ:۵۵۹۰)

''میری امت میں ایسی قومیں ہوں گی جو زنا، ریشم، شراب اور باجے حلال سمجھیں گی''

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ بھی فرمان ہے:۔

﴿فِيْ هٰذِهِ الْأُمَّةِ خَسْفٌ وَمَسْخٌ وَقَذْفٌ فَقَالَ رَجُلٌ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَتٰى ذٰلِكَ؟ قَالَ إِذَا ظَهَرَتِ الْقِيَانُ وَالْمَعَازِفُ وَشُرِبَتِ الْخُمُوْرُ﴾

(ترمذی ابواب الفتن، الصحیحہ:۱۶۰۴)

''اس امت میں زمین میں دھنسانا، صورتیں بدلنا اور پتھروں کی بارش جیسا عذاب ہوگا، مسلمانوں میں سے ایک آدمی نے عرض کیا اے اللہ کے رسول یہ کب ہوگا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب گانے والیاں اور باجے ظاہر ہونگے اور شرابیں پی جائیں گی''

☆.....☆.....☆

---

[1] تفسیر طبری ۲۱/۶۱

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دیگر تدبیریں اور ہدایات

سماج اور معاشرہ کو زنا کاری اور بدکاری سے محفوظ رکھنے لئے اسلام نے کیسی دقت پسندی و باریک بینی اور حساسیت و دوراندیشی سے کام لیا ہے، اس کا اندازہ ذیل کے احکامات سے لگانا چاہئے۔

گھروں میں داخلہ سے قبل اجازت طلبی کا حکم:

شریعت نے گھروں میں داخل ہوتے وقت خواہ گھر اپنا ہی کیوں نہ ہو جبکہ اس میں ماں، بہن یا بیٹی رہتی ہو، دروازہ پر پہنچ کر سلام کرنے اور اجازت کے بعد ہی گھر میں داخل ہونے کا حکم دیا ہے، ارشاد باری ہے:۔

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَدْخُلُوا بُيُوتًا غَيْرَ بُيُوتِكُمْ حَتَّى تَسْتَأْنِسُوا وَتُسَلِّمُوا عَلَى أَهْلِهَا، ذَٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ﴾ (النور:۲۷)

''اے ایمان والو! اپنے گھروں کے سوا اور گھروں میں نہ جاؤ، جب تک کہ اجازت نہ لے لو اور وہاں رہنے والوں کو سلام نہ کرو، یہی تمہارے لئے سراسر بہتر ہے تاکہ تم نصیحت حاصل کرو''

حدیث میں یہ وضاحت موجود ہے کہ اجازت لینے والے کو پہلے سلام کرنا چاہئے پھر اجازت مانگنی چاہئے، گویا آیت کریمہ میں تقدیم و تاخیر ہے، حضرت ربعی بن حراش رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ:۔

''ہمیں بنو عامر قبیلے کے ایک آدمی نے بتلایا کہ اس نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت طلب کی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم گھر کے اندر موجود تھے، اس نے ان

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الفاظ میں اجازت مانگی: ﴿اَاَلِجُ﴾ کیا میں اندر گھس آؤں؟ آپ ﷺ نے اپنے خادم سے فرمایا: اس شخص کے پاس جاؤ اور اسے اجازت طلب کرنے کا طریقہ سکھلاؤ، کہو کہ وہ اس طرح کہے ﴿السلام علیکم ، اَاَدْخُلُ﴾ ''السلام علیکم، کیا میں اندر آسکتا ہوں؟'' اس نے یہ بات سن لی اور کہا ''السلام علیکم، کیا میں اندر آجاؤں؟'' تو آپ ﷺ نے اجازت مرحمت فرمائی اور وہ اندر داخل ہوگیا'' (ابوداؤد، کتاب الادب: ۵۱۷۷، احمد ۵/۳۶۹)

اسی طرح حضرت کلدہ بن حنبل رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں:۔

''میں نبی اکرم ﷺ کے پاس آیا اور سلام کئے بغیر ہی اندر داخل ہوگیا تو آپ ﷺ نے فرمایا ''واپس لوٹ جا اور اس طرح کہہ السلام علیکم، کیا میں اندر آجاؤں''

(ترمذی ابواب الایمان: ۲۷۱۱ ابوداؤد: ۵۱۷۶)

حدیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اجازت تین مرتبہ طلب کی جائے گی اور تیسری مرتبہ جواب نہ ملنے پر آدمی کو لوٹ جانا چاہئے، جیسا کہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:۔

''میں انصار کی ایک مجلس میں بیٹھا ہوا تھا کہ حضرت ابوموسی اشعری گھبرائے ہوئے آئے، ہم نے ان سے پوچھا ''آپ کی گھبراہٹ کی وجہ کیا ہے''؟ انہوں نے بتایا کہ مجھے عمرؓ نے بلا بھیجا تھا، میں ان کے ہاں آیا اور تین مرتبہ ان سے اندر آنے کی اجازت طلب کی، مجھے اجازت نہیں ملی تو میں لوٹ گیا، (اب ملاقات پر) انہوں نے کہا: تم میرے پاس کیوں نہیں آئے؟ میں نے کہا کہ میں آپ کے، ہاں گیا تھا، تین بار اجازت مانگی، مجھے اجازت نہیں ملی اور آپ ﷺ کا فرمان ہے:۔

﴿اِذَا اسْتَاْذَنَ اَحَدُكُمْ ثَلَاثًا فَلَمْ يُؤْذَنْ لَهُ فَلْيَرْجِعْ﴾

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''جب تم میں سے کوئی تین بار اندر آنے کی اجازت مانگے اور اسے اجازت نہ ملے تو وہ لوٹ جائے''

اب (حضرت عمرؓ) کہتے ہیں کہ ''تم اس بات کیلئے گواہ پیش کرو'' ابوسعید نے (ان کی بات سن کر) کہا'' آپ کے ساتھ قوم کا ایک معمولی شخص ہی جائے گا، پھر ابوسعید ان کے ساتھ گئے اور گواہی دی، حضرت عمرؓ کہنے لگے'' رسول اللہ ﷺ کی یہ حدیث مجھ سے پوشیدہ رہ گئی بازاروں کی خرید وفروخت اور تجارت کے معاملات نے اس حدیث سے مجھے غافل و محروم کر دیا'' (بخاری: ۲۶۰۵، مسلم: ۲۱۵۳، ابوداؤد: ۵۱۸۰)

حضرت قتادہؒ فرماتے ہیں کہ:۔

'' تین بار کی اجازت اس لئے مقرر کی گئی ہے کہ پہلی دفعہ میں تو گھر والے معلوم کر لیں کہ فلاں ہے، دوسری دفعہ میں وہ سنبھل جائیں اور ہوشیار ہو جائیں، تیسری مرتبہ میں اگر وہ چاہیں تو اجازت دیں اور چاہیں تو منع کر دیں'' [1]

نبی اکرم ﷺ نے اس بات کو ناپسند فرمایا ہے کہ اجازت طلبی کے موقع پر جب اندر سے پوچھا جائے کون ہے؟ تو اس کے جواب میں ''میں'' کہا جائے، مطلب یہ ہے کہ اجازت طلب کرنے والے کو اپنا تعارف ''میں'' سے نہیں بلکہ اپنے نام سے کروانا چاہئے۔ (بخاری کتاب الاستیذان: ۶۲۵۰ مسلم ایضاً: ۲۱۵۵)

اجازت طلبی کے اس حکم کے پیچھے یہی مقصد کارفرما ہے کہ پردہ داری ہو اور نگاہوں کو قابل ستر مقامات پر پڑنے سے محفوظ رکھا جائے اور بے ستری و بے پردگی کا معاملہ سامنے نہ آئے۔

ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ اپنے حجرہ میں تشریف فرما تھے کہ ایک شخص نے کھڑکی میں سے جھانکا، اس پر آپ ﷺ نے فرمایا:۔

---

[1] ابن کثیر (اردو) ج ۳ ص ۶۱۴ (تحقیق حافظ زبیر علی زئی)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿لَوْ اَعْلَمُ اَنَّکَ تَنْظُرُ لَطَعَنْتُ بِهٖ فِیْ عَیْنِکَ اِنَّمَا جُعِلَ الْاِسْتِیْذَانُ مِنْ اَجْلِ الْبَصَرِ﴾

''اگر مجھے معلوم ہوتا کہ تو جھانک رہا ہے تو میں تیری آنکھ میں چبھو دیتا، استیذان (اجازت طلب کرنے) کا حکم نظروں سے بچانے ہی کیلئے دیا گیا ہے'' (بخاری کتاب الاستیذان:۶۲۴۱)

آپ ﷺ کا ارشاد ہے:۔

﴿مَنِ اطَّلَعَ فِیْ دَارِ قَوْمٍ بِغَیْرِ اِذْنِهِمْ فَقَدْ وَاعَیْنَهٗ فَقَدْ هَدَرَتْ عَیْنُهٗ﴾ (مسلم کتاب الادب:۶۳، ۲۵، ابوداؤد:۵۱۷۳)

''جو کسی قوم کے گھر میں ان کی اجازت کے بغیر جھانکے اور وہ لوگ اس کی آنکھ پھوڑ دیں تو اس کی آنکھ رائیگاں گئی'' (قصاص نہیں لیا جائے گا)

اسی طرح روایت ہے کہ ایک صحابی رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے تو وہ آپ ﷺ کے دروازے پر اجازت طلب کرنے کیلئے رکے اور دروازہ کی طرف منہ کر کے کھڑے ہو گئے تو آپ ﷺ نے ان سے فرمایا:۔

''تمہیں اس طرح کھڑا ہونا چاہئے یا اس طرح (یعنی دروازہ سے ہٹ کر) کیونکہ اجازت کا مقصد نظر ہی کی اجازت ہے''

(ابوداؤد، کتاب الادب:۵۱۷۴)

حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ:۔

''رسول اللہ ﷺ جب کسی کے دروازہ پر آتے تو دروازہ کے سامنے منہ کر کے نہیں کھڑے ہوتے بلکہ اس کے دائیں یا بائیں طرف چہرہ کا رخ رکھتے، ایسا اس لئے کرتے کہ ان دنوں دروازوں پر پردوں کے لٹکانے کا اہتمام نہ تھا'' (ابوداؤد کتاب الادب:۵۱۸۶)

ایک شخص نے آپ ﷺ سے پوچھا کہ ماں سے بھی اجازت لوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں! اس نے کہا میں اس کے ساتھ رہتا ہوں، آپ ﷺ نے فرمایا پھر بھی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اجازت لو اس نے پھر کہا میں اس کی خدمت کرتا ہوں، آپ ﷺ نے فرمایا کیا تم اسے ننگی دیکھنا پسند کرو گے؟ اس نے جواب دیا نہیں، آپ ﷺ نے فرمایا پھر اجازت طلب کرو۔ (مؤطا ۲/۹۶۳)

اسی طرح حضرت عطاءؒ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ میرے گھر میں میری یتیم بہنیں ہیں جو ایک ہی گھر میں رہتی ہیں اور میں ہی انہیں پالتا ہوں، کیا ان کے پاس جانے کیلئے بھی مجھے اجازت کی ضرورت ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں ضرور اجازت طلب کیا کرو، انہوں نے دوبارہ یہی سوال دہرایا کہ شاید رخصت کا کوئی پہلو نکل آئے، ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کیا تم انہیں برہنہ دیکھنا پسند کرو گے؟ انہوں نے کہا نہیں، تو فرمایا کہ پھر ضرور اجازت مانگا کرو، عطاء نے پھر یہی سوال دہرایا تو کہنے لگے تو اللہ کا حکم مانے گا یا نہیں؟ انہوں نے کہا ہاں مانوں گا، فرمایا بس پھر بغیر اطلاع کے ہرگز بھی نہ جایا کرو۔[1]

امام طاؤسؒ فرماتے ہیں کہ:۔

''محرمات ابدیہ پر عریانی کی حالت میں نظر پڑ جائے میرے نزدیک اس سے زیادہ ناپسندیدہ بات کوئی نہیں''[2]

بچوں کی اجازت طلبی:

استیذان کے اس حکم سے غلام اور بچے مستثنیٰ تھے، لیکن تین اوقات میں انہیں بھی اجازت طلب کرنے کا حکم دیا گیا، ارشاد ہے:۔

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لِيَسْتَأْذِنْكُمُ الَّذِينَ مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ وَالَّذِينَ لَمْ يَبْلُغُوا الْحُلُمَ مِنْكُمْ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ، مِنْ قَبْلِ صَلَاةِ الْفَجْرِ حِينَ تَضَعُونَ ثِيَابَكُمْ مِنَ الظَّهِيرَةِ وَمِنْ

---

[1] تفسیر طبری ۱۸/۱۴۸

[2] ابن کثیر (اردو) ج ۳ ص ۶۱۳ (تحقیق حافظ زبیر علی زئی)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بَعْدِ صَلٰوۃِ الْعِشَاءِ ثَلٰثُ عَوْرَاتٍ لَّكُمْ لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ بَعْدَهُنَّ طَوَّافُوْنَ عَلَيْكُمْ بَعْضُكُمْ مِّنْ بَعْضٍ ۞ (النور:۵۸)

''ایمان والو! تم میں سے تمہاری ملکیت کے غلاموں کو اور انہیں بھی جو تم میں سے بلوغت کو نہ پہنچے ہوں، تین وقتوں میں اجازت حاصل کرنا ضروری ہے، صلاۃ فجر سے پہلے اور ظہر کے وقت جب کہ تم اپنے کپڑے اتار رکھتے ہو اور صلاۃ عشاء کے بعد یہ تینوں اوقات تمہاری (خلوت اور) پردہ کے ہیں، ان وقتوں کے ماسوا نہ تو تم پر کوئی گناہ ہے نہ ان پر تم سب آپس میں ایک دوسرے کے پاس بکثرت آنے جانے والے ہو''

یہ تینوں اوقات ایسے ہیں کہ انسان گھر میں اپنی بیوی کے ساتھ خلوت میں مشغول یا ایسے لباس میں ہوسکتا ہے جس میں کسی کا ان کو دیکھنا جائز اور مناسب نہیں اس لئے ان تین اوقات میں گھر کے ان خدمت گذاروں کو اس بات کی اجازت نہیں کہ وہ بغیر اجازت طلب کئے گھر کے اندر داخل ہوں۔

کبوتر بازی کی ممانعت:

لوگوں کے قابل ستر مقامات کی دوسروں سے حفاظت کی خاطر اسلام میں جو تعلیمات وہدایات موجود ہیں ان میں ایک کبوتر بازی کی ممانعت بھی ہے، اسلئے کہ کبوتر بازی کرنے والا چھتوں پر چڑھے گا جس سے لازماً لوگوں کے گھروں میں جھانکنے وغیرہ کی بات پیش آسکتی ہے،[1] حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ایک آدمی کو کبوتر کا پیچھا کرتے دیکھا تو فرمایا:۔

''ایک شیطان ہے جو شیطانہ کا پیچھا کر رہا ہے'' (ابوداؤد کتاب الادب:۴۹۴۰)

موجودہ دور میں چھتوں پر چڑھ کر پتنگ بازی کرنے کی مصیبت عام ہے، اس حدیث کی روشنی میں اس کی شرعی حیثیت متعین کی جاسکتی ہے۔

---

[1] مستفاد از کتاب ''التدابیر الواقیۃ من الزنا'' ص ۲۳۸

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مخنثوں کو دور کرنے کا حکم:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور ام سلمہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں:۔

''مدینہ منورہ میں ایک مخنث تھا جسے ازواج مطہرات اور دوسری خواتین ''غیر اولی الاربۃ'' میں شمار کر کے اپنے ہاں آنے دیتی تھیں، ایک مرتبہ جب نبی ﷺ ام المؤمنین حضرت ام سلمہؓ کے گھر تشریف لائے، تو آپ نے اس کو حضرت ام سلمہؓ کے بھائی عبداللہ بن ابی امیہؓ سے باتیں کرتے سنا وہ کہہ رہا تھا کہ اگر اللہ تعالیٰ طائف کو تمہارے ہاتھوں فتح کرادے گا تو غیلان ثقفی کی بیٹی (بادیہ) کو حاصل کئے بغیر نہ رہنا کہ (وہ بہت خوبصورت اور حسین وجمیل ہے) جب وہ چلتی ہے تو اس کے (صحت مند) جسم پر آگے سے چار شکن اور پیچھے سے آٹھ شکن پڑ جاتے ہیں، نبی اکرم ﷺ نے (اس کے منہ سے عورتوں کے حسن سے متعلق ایسی بات سنی تو) فرمایا:۔

﴿لا یدخلن ھؤلاء علیکن﴾

''یہ مخنث (ہجڑہ) لوگ تم (ازواج مطہرات) کے ہاں آئندہ ہرگز نہ آئیں'' (بخاری کتاب المغازی: ۴۳۲۴، مسلم کتاب السلام: ۲۱۸۰)

بعد ازاں آپ ﷺ نے ان کے سلسلے میں مزید سختی سے کام لیا، حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے:۔

﴿ان النبی ﷺ لعن المخنثین من الرجال، والمترجلات من النساء وقال أخرجوھم من بیوتکم وأخرج فلانا وفلانا یعنی المخنثین﴾

''نبی کریم ﷺ نے زنانے مردوں اور مردانی عورتوں پر لعنت فرمائی اور فرمایا انہیں اپنے گھروں سے نکال دو اور فلاں اور فلاں ہجڑوں کو

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نکال دو'' (ابوداؤد کتاب الادب: ۴۹۳۰)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک ہجڑا لایا گیا جس نے اپنے ہاتھوں اور پیروں میں مہندی لگا رکھی تھی، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿مَا بَالُ هٰذَا؟﴾ ''اس کا کیا معاملہ ہے؟'' عرض کیا گیا، اے اللہ کے رسول! یہ عورتوں جیسا بنتا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا تو اسے مقام نقیع کی طرف بھگا دیا گیا، لوگوں نے عرض کیا اللہ کے رسول ہم اسے قتل کر دیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے صلاۃ کی ادائیگی کرنے والوں کو قتل کرنے سے منع کیا گیا ہے''

(ابوداؤد کتاب الادب: ۴۹۲۸)

اسی طرح حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو نصر بن حجاج کے بارے میں یہ اطلاع پہونچی کہ وہ عورتوں کی مشابہت اختیار کرتا اور عورتیں اس کی مشابہت اختیار کرتی ہیں تو اسے مدینہ سے اور اس کے وطن سے بصرہ کی طرف جلاوطن کر دیا۔[1]

علامہ ابن تیمیہؒ اپنی کتاب ''لباس المرأۃ.....'' میں ہجڑوں کے سلسلے میں شریعت اسلامیہ کے اس موقف کی وضاحت کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:۔

> ''شریعت اسلامیہ نے مخنثوں کے ساتھ ایسا سخت رویہ اس وجہ سے اختیار کیا ہے کہ ان کے ذریعہ معاشرہ وسماج میں فحاشی و بے حیائی عام ہوتی ہے اور مرد وعورت دونوں کے اندر بگاڑ پیدا ہوتا ہے، ان کی نسوانی اداؤں کی وجہ سے بسا اوقات عورتیں اس کے ساتھ ہو جاتی ہیں اور ان سے فحاشی و بدکاری کی بہت سی باتیں سیکھتی ہیں اور چونکہ وہ اپنی جسمانی ساخت کے اعتبار سے مرد ہے اس لئے وہ انہیں بگاڑ دیتا ہے۔
>
> ان کے ذریعہ سماج میں ایک برائی یوں بھی پھیلتی ہے کہ جب مردان کی طرف مائل ہو جائیں گے تو عورتوں سے اعراض کریں گے نیز جب عورت مرد کو نسوانی صفات اختیار کرتے ہوئے دیکھے گی تو اس کے

---

[1] فتاوی فی الخمر والمخدرات لابن تیمیہ ص ۸۷

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اندر رجولت (مردانہ پن) پیدا ہوگی اور وہ مردوں سے مشابہت اختیار کرے گی، اس طرح وہ مرد وعورت دونوں کے ساتھ رہے گا اور ہم جنس پرست بن کر عورتوں کے ساتھ ہم بستری کرنا پسند کرے گا جس طرح مرد ہم جنس پرست بن کر مردوں سے اپنی خواہشات پوری کرتا ہے'' [1]

بچوں کے بستر الگ کر دینے کا حکم:

نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:۔

﴿مُرُوْا اَوْلَادَكُمْ بِالصَّلَاةِ وَهُمْ اَبْنَاءُ سَبْعِ سِنِيْنَ وَاضْرِبُوْهُمْ عَلَيْهَا وَهُمْ اَبْنَاءُ عَشْرِ سِنِيْنَ وَفَرِّقُوْا بَيْنَهُمْ فِي الْمَضَاجِعِ﴾ (ابوداؤد:۴۴۹، احمد۲/۱۸۰)

''جب تمہاری اولاد سات سال کی ہوجائے تو انہیں صلاۃ کا حکم دو اور جب وہ دس سال کے ہوجائیں تو اس (ترک صلاۃ) پر انہیں مارو اور ان کے بستر الگ کردو''

امام ابن قیمؒ اس حکم کی علت بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

''اس حکم میں علاوہ اور بے شمار مصلحتوں کے ایک ظاہری مصلحت یہ ہے کہ ایسا نہ ہو کہ شیطان ان کے جذبات بھڑکا دے اور کسی خطرناک جرم میں مبتلا کردے کیونکہ ایک بستر پر دونوں ایک ساتھ سوئے ہیں جن میں ایک لڑکی اور دوسرا لڑکا ہے، ساری ساری رات ایک ساتھ گذرتی ہے، اللہ جانے نیند کی حالت میں کوئی کس حال میں ہے کوئی کس حال میں؟ نیند میں بھی انسان عورت کے ساتھ بہت کچھ کر گذرتا ہے جس کی اسے خبر بھی نہیں پڑتی'' [2]

---

[1] احکام حجاب مجموعۂ مقالات ص ۶۴ مترجم ڈاکٹر محمد حسین خان ندوی، دوحہ قطر

[2] اعلام الموقعین مترجم ج ۲ ص ۱۶۰

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس جانب دور جدید کے اطباء نے بھی توجہ دلائی ہے، چنانچہ ''انجمن معائنہ اطفال امریکہ'' کی طرف سے شائع شدہ کتاب ''اپنے بچوں کو جنسیات سے آگاہ رکھو'' میں لکھا گیا ہے:۔

''ضروری ہے کہ بچوں کو ایک بستر پر نہ سونے دیا جائے اور بہتر تو یہ ہے کہ انہیں ایک کمرے میں نہ سلایا جائے کیونکہ جو بچے متواتر ایک بستر پر سوتے ہیں ان کے اندر رگڑ (مشت زنی وغیرہ) اور جسمانی ملاپ کا مرض رونما ہوتا ہے اور رفتہ رفتہ یہ بچے جنسی کھیل کھیلنے لگتے ہیں'' [1]

مرد مرد کی اور عورت عورت کی شرمگاہ کو نہ دیکھے:

آپ ﷺ کا ارشاد ہے:۔

﴿لَا يَنْظُرُ الرَّجُلُ اِلٰى عَوْرَةِ الرَّجُلِ وَلَا الْمَرْاَةُ اِلٰى عَوْرَةِ الْمَرْاَةِ وَلَا يُفْضِى الرَّجُلُ اِلَى الرَّجُلِ فِىْ ثَوْبٍ وَّاحِدٍ﴾ (مسلم کتاب الحیض: ۳۳۸)

''نہ مرد مرد کے ستر کو دیکھے اور نہ عورت عورت کے ستر کو اور نہ ہی مرد مرد کے پاس ایک کپڑے میں لیٹے''

اس حدیث میں دو باتوں سے منع کیا گیا ہے، پہلی یہ کہ ایک مرد دوسرے مرد اسی طرح ایک عورت دوسری عورت کا ستر نہ دیکھے، اس سلسلے میں شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ تحریر فرماتے ہیں:۔

''اقول لان النظر الى العورة يهيج الشهوة''

''میں کہتا ہوں اس کی وجہ یہ ہے کہ ستر دیکھنا شہوت میں ہیجان پیدا کرتا ہے''

آگے لکھتے ہیں:۔

---

[1] تحفۃ العروس ص ۵۱۱ (الدار السلفیہ، ممبئی)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''والنساء يتعاشقن فيمابينهن وكذالك الرجال فيما بينهم''

''عورتیں ایک دوسرے پر عاشق ہوجاتی ہیں ایسے ہی مرد ایک دوسرے پر عاشق ہوجاتے ہیں'' [1]

دوسری بات یہ کہ دو مرد باہم ایک ہی کپڑے میں نہ لیٹیں، اس کی وجہ پر روشنی ڈالتے ہوئے محدث دہلویؒ لکھتے ہیں:۔

''السبب انه اشد شيء في تهييج الشهوة والرغبة تورث شهوة السحاق و اللواطة''

''اس ممانعت کا سبب یہ ہے کہ جسم کا جسم سے ملنا شہوت کے بھڑکانے میں خطرناک اثر رکھتا ہے اور خواہش، سحاق (عورتوں کی باہم لطف اندوزی) اور لواطت (ہم جنسی) کا ذریعہ ثابت ہوسکتی ہے'' [2]

مرد وعورت کے ستر کے حدود:

نبی ﷺ کا ارشاد ہے:۔

﴿ما بين السُّرة والرُّكبة عورة﴾

''ناف اور گھٹنے کے درمیان جو کچھ ہے ستر ہے''

(ارواء الغلیل: ۲۷۱، ۲۴۷)

دوسری روایت کے الفاظ ہیں:۔

﴿الفخذ عورة﴾

''ران ستر ہے'' (ابوداؤد کتاب الحمام: ۴۱۰۴، ترمذی: ۲۷۹۸)

ان روایتوں سے معلوم ہوا کہ ناف اور گھٹنوں کے درمیان کا حصہ مرد کا ستر ہے، اس کا دوسرے کے سامنے کھولنا جائز نہیں ہے، محض عورت کیلئے عورت کے ستر کا حصہ

---

[1] و [2] حجۃ اللہ مع (شرح) رحمۃ اللہ ج ۵ ص ۴۸

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بھی یہی ہے، جس روایت میں ناف اور گھٹنے کو ستر کہا گیا ہے وہ ضعیف ہے۔[1]

اور جہاں تک عورت کے ستر کے حدود کی بات ہے تو چہرہ اور ہتھیلی کے علاوہ عورت کا پورا جسم ستر ہے، عورت کیلئے اپنے چہرہ اور ہاتھوں کے علاوہ جسم کے کسی بھی حصہ کو اپنے شوہر کے سوا دوسروں کے سامنے کھولنا جائز نہیں، خواہ وہ اس کا باپ یا بھائی ہی کیوں نہ ہو، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما رسول اللہ ﷺ کے ہاں آئیں اور انہوں نے باریک لباس پہن رکھے تھے تو نبی ﷺ نے ان سے اپنا منہ پھیر لیا اور فرمایا:۔

﴿إِنَّ الْمَرْأَةَ اذا بلغت الْمَحِيضَ لَمْ يَصْلُحْ لَهَا اَنْ يُّرَى مِنْهَا الَّا هٰذَا وَهٰذَا وَاَشَارَ اِلٰى وَجْهِهٖ وَكَفَّيْهِ﴾

''جب عورت بالغ ہو جائے تو اس کیلئے جائز نہیں کہ اپنے جسم میں سے کچھ ظاہر کرے سوائے چہرے کے اور سوائے اس کے یہ کہہ کر آپ ﷺ نے اپنی کلائی پر اس طرح ہاتھ رکھا کہ آپ کی گرفت کے مقام اور ہتھیلی کے درمیان صرف ایک مٹھی بھر جگہ باقی تھی''

(ابوداؤد: ۴۱۰۴، صحیح الترغیب ۲۰۴۵)

مولانا عبدالرحمٰن کیلانیؒ کے لفظوں میں:

''ان احکام میں اتنی گنجائش ہے کہ عورت اپنے محرم رشتہ داروں کے سامنے کسی ضرورت کے تحت جسم کا اتنا حصہ کھول سکتی ہے، جسے گھر کا کام کرتے ہوئے کھولنے کی ضرورت پیش آتی ہے جیسے فرش دھوتے وقت پائنچے اوپر چڑھا لینا یا آٹا گوندھتے وقت کف اوپر کر لینا وغیرہ۔[2]

اس سلسلے میں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے متعلق یہ روایت گزر چکی ہے کہ سر ڈھانکنے کی وجہ سے ان کا پیر اور پیر ڈھانکنے کی وجہ سے سر کھل جا رہا تھا تو نبی ﷺ نے

---

[1] فقہ الحدیث ج ۱ ص ۳۴۷

[2] احکام ستر وحجاب ص ۲۱۔۲۲

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فرمایا:

''تمہارے لئے کوئی حرج کی بات نہیں، تمہارے سامنے صرف تمہارے والد ہیں اور تمہارا غلام ہے''

(ابوداؤد:۴۱۰۶ الصحیحۃ:۲۸۶۸)

بے ستری سے حتی الامکان اجتناب کیا جائے:

شریعت نے اس بات کی تاکید کی ہے کہ برہنگی اور بے ستری سے حتی الامکان اجتناب کیا جائے یہاں تک کہ خلوت میں بھی، آپ ﷺ کا ارشاد ہے:۔

﴿اِحْفَظْ عَوْرَتَكَ اِلَّا مِنْ زَوْجَتِكَ اَوْ مَا مَلَكَتْ يَمِيْنُكَ﴾

''اپنی شرمگاہ کو بیوی یا لونڈی کے علاوہ چھپا کر رکھو''

(راوی بھز بن حکیم کہتے ہیں کہ) میں نے عرض کیا:

﴿يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اَرَاَيْتَ اِذَا كَانَ الرَّجُلُ خَالِيًا؟﴾

''اے اللہ کے رسول آپ بتائیں کہ اگر کوئی شخص تنہا ہے؟''

تو آپ ﷺ نے فرمایا:۔

﴿فَاللّٰهُ اَحَقُّ اَنْ يُسْتَحْيَا مِنْهُ﴾

''اللہ زیادہ لائق ہے کہ اس سے شرم کی جائے''

(ابوداؤد کتاب الحمام:۴۰۱۷، ترمذی:۲۷۶۹)

اس حکم کی علت (جیسا کہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے لکھا ہے) یہ ہے کہ بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ کوئی شخص اچانک آجاتا ہے، ایسی صورت میں اس کی نگاہ شرمگاہ پر پڑ جائے گی اور اس کے جو اثرات نفس پر مرتب ہو سکتے ہیں وہ واضح ہے، دوسری بات یہ کہ آدمی کے اخلاق اس کے اعمال کے عکاس ہوتے ہیں جو شخص حیادار ہوگا وہ لامحالہ ستر کا اہتمام کرے گا جب کہ بے ستری بے حیائی کی علامت ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میاں بیوی کا ایک دوسرے کا ستر دیکھنا:

گزشتہ روایت کے الفاظ:

''اپنی شرمگاہ کو بیوی یا لونڈی کے علاوہ چھپا کر رکھو''

سے واضح ہوتا ہے کہ بیوی اور لونڈی کے سامنے ستر کا کھولنا اور برہنہ ہونا جائز ہے، دوسرے لفظوں میں میاں بیوی کیلئے ایک دوسرے کا ستر دیکھنا جائز ہے، چنانچہ سعودی عرب کی مستقل فتوی کمیٹی نے اسی کے مطابق فتوی دیا ہے [1] حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی روایت جس کے الفاظ ہیں:

''میں نے کبھی رسول اللہ ﷺ کی شرمگاہ نہیں دیکھی''

سندی اعتبار سے ضعیف ہے، بنابریں لائق حجت نہیں [2]

عورتوں کے عام حمام میں جانے کی ممانعت:

شریعت کی طرف سے عورتوں کو یہ تاکید کی گئی ہے کہ وہ عام حماموں میں نہ جائیں، اس ممانعت کی وجہ اس کے سوا کیا ہوسکتی ہے کہ یہ بے ستری و بے حیائی کے فروغ پانے کا ذریعہ بن سکتا ہے، اس سلسلے میں نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:۔

مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلَا يَدْخُلْ حَلِيْلَتُهُ الْحَمَّامَ وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلَا يَدْخُلِ الْحَمَّامَ لَا بِمِئْزَرٍ، وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلَا يَجْلِسْ عَلٰى مَائِدَةٍ يُدَارُ عَلَيْهَا الْخَمْرُ

(ترمذی، نسائی، حاکم ۴/۲۸۸، احمد ۳/۳۳۹)

''جو شخص اللہ اور یوم آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے اسے چاہئے کہ

---

[1] فتاوی اللجنۃ الدائمۃ ۱۹/۳۶۱ [2] آداب الزفاف للالبانی ص ۱۰۹

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اپنی اہلیہ کو حمام میں جانے نہ دے، جو شخص اللہ پر اور یوم آخرت پر یقین رکھتا ہے اسے چاہئے کہ حمام میں ازار کے بغیر نہ داخل ہو اور جو شخص اللہ اور اس کے رسول پر ایمان رکھتا ہو اسے چاہئے کہ کسی ایسے دسترخوان پر نہ بیٹھے جس پر شراب رکھی ہو''

حضرت ام درداء رضی اللہ عنھا روایت کرتی ہیں کہ:۔

''میں حمام سے نکلی تو رسول اللہ ﷺ سے ملاقات ہوگئی، آپ ﷺ نے دریافت فرمایا: ام درداء کہاں سے (آرہی ہو)؟ عرض کیا حمام سے، تو آپ ﷺ فرمانے لگے:۔

﴿وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ، مَامِنْ امْرَأَۃٍ تَضَعُ ثِیَابَھَا فِیْ غَیْرِ بَیْتٍ اَحَدٍ مِّنْ اُمَّھَاتِھَا، اِلَّا وَھِیَ ھَاتِکَۃٌ کُلَّ سِتْرٍ بَیْنَھَا وَبَیْنَ الرَّحْمٰنِ﴾

(احمد: ۶/۳۶۱، ۳۶۲، آداب الزفاف للالبانی ص ۶۸)

''اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے جو عورت اپنی کسی ماں کے علاوہ کسی اور گھر میں کپڑے اتارتی ہے وہ اس پردے کو فاش کرتی ہے جو اس کے اور رحمن کے درمیان پڑا ہوا ہے''

اسی طرح ابوملیح ھذلی سے روایت ہے کہ:۔

''اہل شام کی کچھ عورتیں عائشہؓ کے پاس آئیں، حضرت عائشہؓ نے ان سے پوچھا تمہارا تعلق کن لوگوں سے ہے؟ انہوں نے جواب دیا اہل شام سے، تو حضرت عائشہؓ نے کہا شاید تم ان لوگوں سے تعلق رکھتی ہو جن کی عورتیں حمام میں داخل ہوتی ہیں؟ انہوں نے کہا ہاں! تو آپؓ نے فرمایا ''سنو میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے:

﴿مَامِنْ امْرَأَۃٍ تَخْلَعُ ثِیَابَھَا فِیْ غَیْرِ بَیْتِھَا اِلَّا ھَتَکَتْ مَابَیْنَھَا وَبَیْنَ اللّٰہِ﴾

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''جو عورت اپنے کپڑے اپنے گھر کے علاوہ کسی اور جگہ اتارتی ہے وہ اس پردہ کو چاک کرتی ہے جو اس کے اور اللہ کے درمیان ہے''

(ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ آداب الزفاف ۶۹)

علامہ یوسف القرضاوی لکھتے ہیں:۔

''جب اسلام کے احکام عورتوں کے حمام میں داخل ہونے کے بارے میں اتنے سخت ہیں حالانکہ حمام چہار دیواری والا گھر ہوتا ہے اور وہ بھی ایسا گھر جس میں صرف عورتیں داخل ہوتی ہیں تو ان بے حیا اور آوارہ عورتوں کے بارے میں کیا حکم ہوگا جو اپنے ستر کا راستوں پر مظاہرہ کرتی پھرتی ہیں اور ساحل سمندر پر اپنے جسموں کی نمائش کرتی ہیں تاکہ حریص آنکھوں کے لئے لذت دید کا اور شہوانی جذبات کے لئے تسکین کا سامان کریں؟؟''[1]

غیر محرم عورت کو چھونے کی حرمت:

اس سلسلے میں آپ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں:۔

﴿لَاَنْ یُّضْرَبَ اَحَدُکُمْ فِیْ رَاْسِہٖ بِمِخْیَطٍ خَیْرٌ لَّہٗ مِنْ اَنْ یَّمَسَّ امْرَاَۃً لَاتَحِلُّ لَہٗ﴾ (طبرانی کبیر ۳/۲۱، صحیح الجامع: ۵۰۴۵)

''تم میں سے کسی کے سر میں لوہے کی میخ چبھوئی جائے یہ بہتر ہے اس سے کہ وہ کسی عورت کو چھوئے جو اس کیلئے حلال نہیں ہے''

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نبی اکرم ﷺ کے بارے میں بیان کرتی ہیں:۔

﴿وَلَا وَاللّٰہِ مَا مَسَّتْ یَدُہٗ یَدَ امْرَاَۃٍ فِی الْمُبَایَعَۃِ قَطُّ، مَا یُبَایِعُھُنَّ اِلَّا بِقَوْلِہٖ: قَدْ بَایَعْتُکِ عَلٰی ذٰلِکَ﴾ (بخاری کتاب التفسیر: ۴۸۹۱)

---

[1] اسلام میں حلال وحرام ص ۲۱۷، مترجم شمس پیرزادہ، الدار السلفیہ، ممبئی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''اللہ کی قسم! کبھی آپ کے دست مبارک نے بیعت کرنے کیلئے کسی عورت کے ہاتھ کو نہیں چھوا، عورتوں کی بیعت صرف آپ ﷺ کے اس قول سے ہوتی تھی کہ ''میں نے ان باتوں پر تمہاری بیعت لے لی''

اسی طرح حضرت امیمہ بنت رقیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:۔

''میں بیعت کی غرض سے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی، آپ ﷺ نے قرآن کی آیت ''ہم اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کریں گی الخ'' (الممتحنہ) سے ہماری بیعت لی اور فرمایا کہ ان احکام کی اطاعت تمہارے اوپر بقدر استطاعت فرض ہے، ہم نے عرض کیا:۔

﴿اَللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَرْحَمُ بِنَا مِنْ اَنْفُسِنَا﴾

کہ ''اللہ اور اس کے رسول ہم پر ہماری جانوں سے بھی زیادہ رحم فرما ہیں''

(مزید) ہم نے عرض کیا:۔

﴿یَارَسُوْلَ اللّٰهِ اَلَا تُصَافِحُنَا؟﴾

''اے اللہ کے رسول! آپ ہم سے مصافحہ نہیں کریں گے؟''

تو آپ ﷺ نے فرمایا:۔

﴿اِنِّیْ لَا اُصَافِحُ النِّسَاءَ اِنَّمَا قَوْلِیْ لِامْرَأَةٍ وَّاحِدَةٍ كَقَوْلِیْ لِمِائَةِ امْرَأَةٍ﴾

''میں عورتوں سے مصافحہ نہیں کرتا ہوں، میرا قول ایک عورت کے لئے بھی وہی ہے جو سو عورتوں کے لئے ہے'' (مسند احمد: ۲۵۷۶۸)

علامہ تقی الدین ہلالیؒ اپنی کتاب ''حکم مصافحۃ المرأۃ'' (عورتوں سے مصافحہ کرنے کا حکم) میں تفسیر ابن کثیر کے حوالہ سے مذکور دونوں روایتوں اور بیعت سے متعلق کچھ دوسری روایتوں کو نقل کرنے کے بعد تحریر کرتے ہیں:۔

''یہ بات بالکل واضح ہے کہ رسول اللہ ﷺ گناہوں سے معصوم تھے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور بیعت جو اللہ اور رسول کی اطاعت کے لئے ایک معاہدہ تھا اس کیلئے مرد آپ کے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر عہد کرتے تھے، لیکن اس کے لئے آپ نے عورتوں کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں کبھی نہیں لیا تا کہ یہ مسئلہ بالکل واضح رہے کہ عورتوں سے مصافحہ کرنا حرام ہے اور یہ اسوہ آپ ﷺ کے بعد خلفاء کے لئے نمونۂ عمل بنا رہے''

آگے لکھتے ہیں:۔

''مسلمان عورت پر فرض ہے کہ وہ کسی اجنبی مرد کو اپنے بدن کا کوئی حصہ چھونے نہ دے خواہ وہ ہاتھ ہی کیوں نہ ہو البتہ اگر عورت مریض ہو اور لیڈی ڈاکٹر فراہم نہ ہو تو ایسی صورت میں ڈاکٹر کے لئے عورت کے جسم کو برائے علاج چھونا جائز ہے''

مزید لکھتے ہیں:۔

''اجنبی عورتوں کے بدن کو چھونے کی حرمت کا حکم تمام اجنبی مردوں کے لئے عام ہے، اس حکم سے بہنوئی، دیور، یا عورت کے چچا کا لڑکا یا اس کے ماموں کا لڑکا وغیرہ مستثنیٰ نہیں ہیں اس لئے کہ شرعی اعتبار سے یہ سب کے سب اس کیلئے اجنبی ہیں'' [1]

غیر محرم کیساتھ خلوت میں ہونے کی ممانعت:

آپ ﷺ کا ارشاد ہے:۔

﴿اَلَا لَا یَبِیْتَنَّ رَجُلٌ عِنْدَ امْرَاَۃٍ ثَیِّبٍ اِلَّا اَنْ یَّکُوْنَ نَاکِحًا اَوْ ذَا مَحْرَمٍ﴾

''کوئی مرد کسی شوہر دیدہ کے پاس تنہائی میں نہ بیٹھے البتہ خاوند یا اس کے محرم کو اجازت ہے'' (مسلم کتاب السلام: ۲۱۷۱)

---

[1] احکام حجاب (مجموعۂ مقالات) ص ۱۶۱، ۱۶۲

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دوسری روایت ہے، آپ ﷺ نے فرمایا:۔

﴿إِيَّاكُمْ وَالدُّخُولَ عَلَى النِّسَاءِ﴾

''عورتوں کے پاس تنہائی میں مت جاؤ''

ایک انصاریؓ نے عرض کیا:۔

﴿يَا رَسُولَ اللّٰهِ افرأيت الْحَمْوَ﴾

''اے اللہ کے رسول! حمو (شوہر کے قریبی رشتہ دار دیور وغیرہ) کے بارے میں کیا حکم ہے؟''

آپ ﷺ نے فرمایا:۔

﴿الْحَمْوُ الْمَوْتُ﴾

''حمو عورت کے حق میں موت ہے''

(بخاری کتاب النکاح: ۴۹۳۴، مسلم: ۲۱۷۲)

آپ ﷺ کا جملہ "الحمو الموت" بڑا ہی معنی خیز اور انتہائی بلاغت و جامعیت کا حامل ہے، علامہ یوسف القرضاوی لکھتے ہیں:۔

''مطلب یہ ہے کہ یہ خلوت باعث خطر اور موجب ہلاکت ہے، اگر آدمی معصیت کا مرتکب ہوتا ہے تو یہ دینی ہلاکت ہے، اگر شوہر کی غیرت اسے اس بات کے لئے آمادہ کرتی ہے کہ وہ اپنی بیوی کو طلاق دیدے تو یہ عورت کے لئے ہلاکت ہے اور خلوت کے نتیجہ میں جب اقارب ایک دوسرے کے بارے میں بدگمانی کرنے لگیں گے تو یہ معاشرتی روابط کے لئے ہلاکت کا سامان ہے، حقیقت یہ ہے کہ اس کا اثر صرف انسانی جذبات اور خیالات ہی پر نہیں پڑتا بلکہ اس کی زد میں خاندان کی زندگی، میاں بیوی کے گذر بسر کے حالات اور ان کی رازدارانہ باتیں بھی آجاتی ہیں اور فضول گوئی کرنے والوں اور گھروں میں بگاڑ پیدا کرنے والوں کو زبان دراز کرنے کا موقع مل

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جاتا ہے''۔[1]

مذکورہ ممانعت کی علت بھی حدیث میں بیان کردی گئی ہے، ارشاد ہے:۔

﴿لَا يَخْلُوَنَّ رَجُلٌ بِامْرَأَةٍ إِلَّا كَانَ ثَالِثَهُمَا الشَّيْطَانُ﴾

''کوئی مرد جب بھی کسی غیر عورت کے ساتھ تنہائی میں ہوتا ہے تو ان کے ساتھ تیسرا شیطان ہوتا ہے''

(ترمذی ابواب الفتن، ابن ماجہ: ۱۲۳۶۲، احمد ۱/۲۶)

علامہ شوکانیؒ تحریر فرماتے ہیں:۔

''اجنبی عورت کے ساتھ تنہائی میں اکٹھا ہونے کی حرمت پر علماء امت کا اجماع ہے جیسا کہ حافظ ابن حجرؒ نے فتح الباری میں نقل کیا ہے، حرمت کی علت وہی ہے جو حدیث میں بیان کی گئی ہے کہ ان دونوں کے ساتھ تیسرا شیطان ہوتا ہے اور شیطان کی موجودگی دونوں کے معصیت اور گناہ کے ارتکاب کا سبب بن سکتی ہے، محرم کی موجودگی میں اجنبی عورت کے ساتھ اکٹھا ہونا جائز ہے کیونکہ اس کی موجودگی معصیت کے ارتکاب کے لئے رکاوٹ ہوگی''۔[2]

موجودہ مسلم سماج میں اس حکم وممانعت کی خلاف ورزی کی متعدد شکلیں دیکھنے کو ملتی ہیں، اس سلسلے میں ڈاکٹر صالح بن فوزان الفوزان رقمطراز ہیں:۔

''بعض خواتین اور ان کے سرپرست اجنبی ڈرائیور کے ساتھ عورت کے تنہائی میں سوار ہونے کے سلسلے میں تساہل اور چشم پوشی سے کام لیتے ہیں، حالانکہ یہ حرام خلوت ہے، شیخ محمد بن ابراھیم آل الشیخ مفتی سعودی عرب اپنے مجموع فتاوی (۱۰/۵۲) میں فرماتے ہیں:۔

---

[1] اسلام میں حلال وحرام ص ۲۰۰۔۲۰۱

[2] نیل الاوطار ۶/۱۲۰

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''اس امر میں کسی قسم کے شک وشبہ کی گنجائش باقی نہیں رہ گئی ہے کہ اجنبی عورت کا ڈرائیور کے ساتھ کسی محرم کی رفاقت کے بغیر تنہا کار میں سوار ہونا واضح طور پر ایک منکر عمل ہے، اس میں متعدد غیر معمولی خرابیاں ہیں، خواہ ڈرائیور کے ساتھ کار میں بیٹھنے والی باحیاء شرمیلی لڑکی ہو یا پاکدامن بڑی عمر کی عورت ہو جو مردوں سے بالمشافہ بات چیت کرتی ہو، جو شخص اپنی محرم خواتین کے لئے اس امر کو پسند کرتا ہے وہ دینی اعتبار سے کمزور، مردانگی میں ناقص اور بے غیرت ہے، رسول اکرم ﷺ کا ارشاد ہے ''کوئی مرد کسی عورت کے ساتھ تنہائی میں نہیں ہوا مگر شیطان۔۔۔۔

عورت کا اجنبی مرد کے ساتھ کار میں سوار ہونا گھر وغیرہ میں اس کے ساتھ خلوت اختیار کرنے سے کہیں زیادہ خطرناک اور مضر ہے کیونکہ وہ اس عورت کو شہر کے اندر یا شہر کے باہر اس کی رضامندی کے ساتھ یا بغیر رضامندی کے کہیں بھی لے جا سکتا ہے، اس سے جو خرابیاں لازم آئیں گی وہ مجرد خلوت سے لازم آنے والی خرابیوں سے کہیں زیادہ خطرناک اور عظیم ہوں گی۔

جس شخص کے ذریعہ خلوت کو ختم کیا جا سکتا ہے، اس کا بڑا ہونا ضروری ہے، لہذا کم سن بچے کا موجود ہونا کافی نہیں ہے اور بعض خواتین کا یہ تصور کہ اگر انہوں نے اپنے ساتھ کسی بچے کو لے لیا تو خلوت ختم ہوگئی غلط ہے، امام نوویؒ شرح صحیح مسلم (۹/۱۰۹) میں فرماتے ہیں ''اگر کوئی اجنبی مرد کسی اجنبی عورت کے ساتھ بغیر کسی تیسرے شخص کی موجودگی کے خلوت میں ہوتا ہے تو یہ باتفاق علماء حرام ہے، اسی طرح اگر ان دونوں کے ساتھ کوئی ایسا شخص ہو جس سے اس کی کم سنی کی وجہ سے شرم وحیا نہ کی جاتی ہو تو اس کے ذریعہ ممنوع خلوت زائل نہیں ہو سکتی''

(اسی طرح) بعض خواتین اور ان کے سرپرست ڈاکٹروں کے پاس

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بھی عورت کے تنہا جانے میں تساہل سے کام لیتے ہیں، ان کی دلیل یہ ہے کہ عورت علاج کی ضرورت مند ہوتی ہے، یہ بھی ایک نہایت منکر (ناپسندیدہ) اور حد درجہ خطرناک عمل ہے اس پر خاموشی اور سکوت اختیار کرنا یا اسے باقی رکھنا جائز نہیں ہے، شیخ محمد بن ابراہیمؒ مجموع فتاوی (۱۰/۱۳) میں لکھتے ہیں:۔

''بہر حال کسی اجنبی عورت کے ساتھ مرد کا خلوت میں ہونا شرعاً حرام ہے، خواہ وہ معالج طبیب ہی کیوں نہ ہو دلیل وہی حدیث ہے جس میں ہے کہ کوئی مرد کسی عورت۔۔۔شیطان ان کا تیسرا ہوتا ہے۔

لہذا عورت کے ساتھ کسی شخص کی موجودگی ضروری ہے خواہ اس کا شوہر ہو یا اس کا کوئی محرم مرد ہو، اگر یہ میسر نہ ہو تو اس کی کوئی قریبی رشتہ دار عورت ہی ہو، اگر ان لوگوں میں سے کوئی بھی نہ ہو اور بیماری سنگین ہو جس کو مؤخر کرنا ممکن نہ ہو تو کم از کم نرس وغیرہ کی موجودگی ضروری ہے تاکہ خلوتِ ممنوع سے اجتناب ہو سکے''

اسی طرح ڈاکٹر کا کسی اجنبی کے ساتھ خلوت اختیار کرنا جائز نہیں ہے خواہ اس کی کلاس فیلو ڈاکٹر یا نرس ہی کیوں نہ ہو اور نابینا استاد وغیرہ کا کسی طالبہ کے ساتھ خلوت میں ہونا بھی جائز نہیں اور نہ ہی جہاز میں کسی ائر ہوسٹس کا اجنبی مرد کے ساتھ خلوت میں ہونا جائز ہے، جھوٹی تہذیب کے نام پر نیز کفار کی اندھی تقلید اور شرعی احکام سے لاپرواہی کی بنا پر لوگ ان امور میں تساہل سے کام لیتے ہیں'' [1]

عورتیں غیر مردوں سے گفتگو کے وقت آواز میں لچک نہ پیدا کریں:

اللہ تعالی نے جس طرح عورت کے جسم کے اندر مرد کے لئے جنسی کشش رکھی ہے

[1] اخواتین کے مخصوص مسائل ص ۱۹۹۔۲۰۳

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسی طرح اس نے عورتوں کی آواز میں بھی فطری طور پر دلکشی ونزاکت اور شیرینی وحلاوت بھردی ہے جو مرد کو مقناطیس کی طرح اپنی طرف کھینچتی اور دعوت عشق ومحبت دیتی ہے، اس لئے شریعت نے عورتوں کو تاکید کی ہے کہ وہ مردوں سے گفتگو کے وقت اپنے لہجے میں کسی قسم کی نرمی اور لوچ ولگاوٹ ہرگز نہ پیدا کریں، ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

﴿اِنِ اتَّقَیْتُنَّ فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ﴾ (الاحزاب:۳۲)

''اگر تم پرہیزگاری اختیار کرو تو نرم لہجے سے بات نہ کرو کہ جس کے دل میں روگ ہو وہ کوئی برا خیال کرے اور ہاں قاعدے کے مطابق کلام کرو''

سعودی عالم دین شیخ عبداللہ بن جبرینؒ سے ٹیلیفون وغیرہ پر عورت سے گفتگو کرنے کے سلسلے میں سوال کیا گیا تو انہوں نے جواب میں تحریر فرمایا:۔

''صحیح قول کے مطابق (جسم کی طرح) عورت کی آواز بھی پردہ (چھپانے) کی چیز ہے یہی وجہ ہے کہ دوران صلاۃ اگر امام سے کوئی غلطی ہوجائے تو عورت کو سبحان اللہ کہنے کے بجائے تالی پیٹنے کا حکم ہے، اسے بلند آواز سے اذان دینے کی اجازت نہیں، اسی طرح حالت احرام میں تلبیہ کے لئے اسے بس اس قدر آواز نکالنے کی اجازت ہے جس سے اس کی ساتھی اس کی آواز کو سن لے، تاہم علماء نے بقدر حاجت وضرورت عورت کو مرد سے مخاطب ہونے کی اجازت دی ہے جیسے کسی سوال کا جواب دینا ہو، بشرطیکہ فتنہ اور شہوت انگیزی کا اندیشہ نہ ہو، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ﴿فلا تخضعن بالقول الآیہ...

﴿دراصل عورت کا اپنی گفتگو میں نرمی و لچک پیدا کرنا یا ایسی گفتگو کرنا جو میاں اور بیوی میں ہوا کرتی ہے قلب میں شہوت زنا کے مرض کے قرار پکڑنے کا ذریعہ ہے۔

اگر ایسی صورت نہیں ہے تو عورت کے لئے بقدر ضرورت ٹیلیفون پر گفتگو کرنے کی اجازت ہے خواہ خود ڈائل کرکے ہو یا ریسیو کرنے کی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صورت میں اسلئے کہ وہ اس پر مجبور ہے'' [1]

ہمبستری کے راز کھولنے کی ممانعت:

اسلام نے اس بات کو حرام قرار دیا ہے کہ عورت و مرد اپنی شب باشی اور ہم بستری کی باتوں کو لوگوں میں بیان کریں، اسلئے کہ جیسا کہ واضح ہے یہ لوگوں کی شہوت کے بھڑکانے کا ذریعہ اور بے حیائی کو فروغ دینے کا باعث ہے، آپ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں:۔

﴿إِنَّ مِنْ أَشَرِّ النَّاسِ عِنْدَ اللّٰهِ مَنْزِلَةً يَوْمَ الْقِيَامَةِ الرَّجُلُ يُفْضِي إِلَى امْرَأَتِهِ وَتُفْضِي إِلَيْهِ ثُمَّ يَنْشُرُ سِرَّهَا﴾

''قیامت کے دن بدترین مقام اس شخص کا ہے جو اپنی بیوی سے مباشرت کرتا ہے اور وہ اس کے ساتھ اس میں شریک ہوتی ہے پھر وہ اس کی پوشیدہ باتوں کو پھیلاتا اور بیان کرتا ہے'' (مسلم کتاب النکاح: ۱۴۳۷)

حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا:۔

﴿لَعَلَّ رَجُلًا يَقُولُ مَا يَفْعَلُ بِأَهْلِهِ وَلَعَلَّ امْرَأَةً تُخْبِرُ بِمَا فَعَلَتْ مَعَ زَوْجِهَا﴾

''کیا کوئی مرد اپنی بیوی کیساتھ کئے کام کو بیان کرتا ہے یا کوئی عورت اپنے تعلقات زن وشوئی کو بیان کرتی ہے؟''

لوگ خاموش رہے، میں نے عرض کیا اللہ کی قسم! اے اللہ کے رسول یہ (عورتیں) بھی ایسا کرتی ہیں اور یہ (مرد) بھی ایسا کرتے ہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا:۔

﴿فَلَا تَفْعَلُوا فَإِنَّمَا ذٰلِكَ مَثَلُ الشَّيْطَانِ لَقِيَ الشَّيْطَانَةَ فِي طَرِيقٍ فَغَشِيَهَا وَالنَّاسُ يَنْظُرُونَ﴾

''ایسا نہ کرو کیونکہ اس کی مثال ایسے ہی ہے جیسے نر شیطان مادہ شیطان

---

[1] فتاوی المرأۃ، خالد الجریسی ص ۷۰

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے راستہ میں ملے اور لوگوں کے سامنے ہی صحبت و ہم بستری کرے''

(احمد ۶/۴۵۷، آداب الزفاف ص ۴۴ الالبانی)

ابوداؤد کی روایت میں ہے، آپ ﷺ نے فرمایا:۔

''کیا تم میں سے (کوئی) آدمی اپنی بیوی کے پاس آتا ہے پھر اپنے دروازہ کو بند کر لیتا ہے اور اپنے اوپر پردہ ڈال لیتا ہے اور اللہ سے بھی پردہ اختیار کرتا ہے؟ لوگوں نے عرض کیا: ہاں اے اللہ کے رسول! آپ ﷺ نے فرمایا: پھر اس کے بعد کسی مجلس میں بیٹھ کر کہتا ہے کہ میں نے ایسا اور ایسا کیا؟ اس پر لوگ خاموش رہے پھر آپ ﷺ عورتوں کی جانب متوجہ ہوئے کیا تم میں سے کوئی ہے جو بیان کرے؟ عورتیں بھی خاموش رہیں، ایک دوشیزہ اپنے دونوں گھٹنوں میں سے ایک پر کھڑی ہوگئی تا کہ قدرے بلند ہو جائے اور رسول اللہ ﷺ اسے دیکھ لیں اور اس کی گفتگو سن لیں اس نے کہا اے اللہ کے رسول! یہ (مرد) بھی گفتگو کرتے ہیں اور یہ عورتیں بھی کرتی ہیں، تو آپ ﷺ نے فرمایا:۔

﴿ هَلْ تَدْرُوْنَ مَامَثَلُ ذٰلِكَ؟ اِنَّمَامَثَلُ ذٰلِكَ مَثَلُ شَيْطَانَةٍ لَقِيَتْ شَيْطَانًا فِي السِّكَّةِ، فَقَضٰى حَاجَتَهُ وَالنَّاسُ يَنْظُرُوْنَ اِلَيْهِ ﴾

''کیا تم جانتے ہو اس کی مثال کیا ہے؟ درحقیقت اس کی مثال اس شیطانہ کی طرح ہے جو کسی شیطان سے گلی میں ملتی ہے پھر وہ اس سے اپنی حاجت پوری کرتا ہے اور لوگ اس کی طرف دیکھ رہے ہوتے ہیں''

(صحیح الجامع: ۷۰۳۷)

شوہر کے سامنے اجنبی عورت کے اوصاف بیان کرنے کی ممانعت:

اسی طرح شریعت نے اس بات سے منع کیا ہے کہ کوئی عورت اپنے شوہر کے سامنے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کسی غیر عورت کے اوصاف بیان کرے، اس سلسلے میں نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:۔

﴿لَا تُبَاشِرِ الْمَرْأَةُ الْمَرْأَةَ فَتَنْعَتَهَا لِزَوْجِهَا كَأَنَّهُ يَنْظُرُ إِلَيْهَا﴾

''عورت دوسری عورت کے ساتھ (ایک کپڑے میں) جسم کو جسم کے ساتھ نہ ملائے اور نہ اس کے جسم کے اوصاف اس طرح اپنے شوہر سے بیان کرے گویا اس کا شوہر اس کا مشاہدہ کر رہا ہے''

(بخاری کتاب النکاح: ۵۴۰، ابوداؤد: ۲۱۵۰)

حافظ ابن حجرؒ اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:۔

''امام قابسی کہتے ہیں کہ اس حدیث میں امام مالکؒ کے فقہی اصول ''سد ذریعہ'' کی اصل اور دلیل موجود ہے، اس لئے کہ اس ممانعت کی وجہ یہ خدشہ ہے کہ کہیں شوہر ان اوصاف سے متاثر نہ ہو جائے اور پھر اس کا انجام عورت کی طلاق یا دوسری عورت پر اس کے شوہر کی فریفتگی کی صورت میں سامنے آئے'' [1]

جبکہ امام ابن القیمؒ تحریر فرماتے ہیں:۔

''عاشق کے اندر محبت کا داعیہ چار چیزوں سے پیدا ہوتا ہے۔ ۱۔نظر بازی سے ۲۔چشم وابرو سے ۳۔اوصاف سن کر اور ۴۔دل سے، اکثر آدمی دوسرے سے اس طرح محبت کرتے ہیں کہ محض اوصاف سن کر محبت کئے جاتے ہیں، محبوب پر ان کی نظر بھی نہیں پڑتی۔

یہی وجہ ہے کہ آپ ﷺ نے عورتوں کو اپنے شوہر کے سامنے کسی اور عورت کے اوصاف اس طرح بیان کرنے سے منع فرمایا ہے کہ گویا شوہر کے سامنے اس کی تصویر آجائے'' [2]

---

[1] فتح الباری ۹/۳۳۸

[2] روضۃ المحبین ص ۸۸ بحوالہ التحفۃ العروس ص ۵۴۷

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جب کسی عورت پر نظر پڑ جائے اور۔۔۔۔۔۔۔

نبی اکرم ﷺ نے ہدایت فرمائی ہے کہ اگر کسی کی نظر کسی عورت پر پڑ جائے اور وہ اسے پسند آ جائے اور دل میں شہوت کا خیال ہونے لگے تو اسے اپنی بیوی کا رخ کرنا چاہئے اور اس سے اپنی خواہش پوری کر لینی چاہئے، اس سے اس کی یہ کیفیت جاتی رہے گی، آپ ﷺ کا ارشاد ہے:۔

﴿إِنَّ الْمَرْأَةَ تُقْبِلُ فِي صُورَةِ شَيْطَانٍ وَتُدْبِرُ فِي صُورَةِ شَيْطَانٍ فَإِذَا أَحَدُكُمْ أَعْجَبَتْهُ الْمَرْأَةُ فَوَقَعَتْ فِي قَلْبِهِ فَلْيَعْمِدْ إِلَى امْرَأَتِهِ فَلْيُوَاقِعْهَا فَإِنَّ ذَلِكَ يَرُدُّ مَا فِي نَفْسِهِ﴾ (مسلم کتاب النکاح: ۱۴۰۳)

''بے شک جب عورت آتی ہے تو شیطان کی صورت میں آتی ہے اور جب جاتی ہے تو شیطان کی صورت میں جاتی ہے، تو جب تم میں سے کسی شخص کو کوئی عورت اچھی معلوم ہو اور وہ اس کے دل میں گھر کر لے تو اسے چاہئے کہ اپنی عورت کے پاس آئے اور اس سے ہم بستری کر لے اس طرح اس کے دل سے اس عورت کا خیال نکل جائے گا''

حق زوجیت کی ادائیگی کی تاکید:

اسلام میں نکاح سے مقصود بنیادی طور پر افزائش نسل کے ساتھ جنسی خواہش کی تکمیل و تسکین ہے، اب اس مقصد کا حصول اسی وقت ممکن ہے جب میاں اور بیوی ایک دوسرے کی اس خواہش کی تکمیل کا اہتمام کریں، اسی وجہ سے شریعت اسلامیہ نے ایک طرف شوہر کو اس بات کا پابند کیا ہے کہ وہ اپنی بیوی کی جنسی ضرورت سے غفلت نہ برتے، چنانچہ اس سلسلے میں مرد کو تاکید کرتے ہوئے قرآن مجید میں رب کا فرمان ہے:

﴿وَلَنْ تَسْتَطِيعُوا أَنْ تَعْدِلُوا بَيْنَ النِّسَاءِ وَلَوْ حَرَصْتُمْ فَلَا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تَمِيلُوا كُلَّ الْمَيْلِ فَتَذَرُوهَا كَالْمُعَلَّقَةِ﴾ (النساء:۱۲۹)

''تم سے کبھی نہ ہو سکے گا کہ اپنی بیویوں میں ہر طرح عدل کرو گو تم اس کی کتنی ہی خواہش و کوشش کرو، اسلئے بالکل ہی ایک کی طرف مائل ہو کر دوسری کو ادھڑ میں لٹکتی نہ چھوڑ دو''

امام ابوبکر جصاصؒ اس آیت کریمہ سے استدلال کرتے ہوئے کہتے ہیں:۔

''اللہ تعالیٰ کا فرمان'' فَتَذَرُوهَا كَالْمُعَلَّقَةِ'' (دوسری کو ادھڑ میں لٹکتی نہ چھوڑ دو) اس بات کی دلیل ہے کہ مرد پر بیوی سے وطی کرنا واجب ہے، اس ٹکڑے کا مطلب یہ ہے کہ اسے اس طرح نہ رکھو کہ وہ نہ خالی ہو کہ دوسری شادی کر سکے اور نہ ہی وہ شوہر والی ہو اس طرح کہ اسے اس کا حق وطی نہ دو'' [1]

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ بڑے عابد اور زاہد صحابی تھے، کثرت عبادت کی وجہ سے حق زوجیت کی ادائیگی کا بھی خیال نہیں رکھ پاتے، اس بارے میں جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو علم ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا:۔

﴿يَا عَبْدَ اللّٰه !اَلَمْ اُخْبَرْ اَنَّكَ تَصُوْمُ النَّهَارَ وَتَقُوْمُ اللَّيْلَ ؟﴾

''اے عبداللہ! مجھے خبر ملی ہے کہ تم دن میں مسلسل روزے رکھتے ہو اور رات کو مسلسل قیام کرتے ہو؟''

انہوں نے جواب دیا: اے اللہ کے رسول! جی ہاں ایسا ہی ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

﴿فَلَا تَفْعَلْ صُمْ وَاَفْطِرْ وَنَمْ فَاِنَّ لِجَسَدِكَ عَلَيْكَ حَقًّا وَاِنَّ لِعَيْنَيْكَ عَلَيْكَ حَقًّا وَاِنَّ لِزَوْجِكَ عَلَيْكَ حَقًّا﴾

---

[1] احکام القرآن ۱/۴۷۲

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''تو تم ایسا نہ کرو، روزہ رکھو بھی اور کبھی ترک بھی کردو اور سویا بھی کرو، کیونکہ تمہارے اوپر تمہارے جسم کا بھی حق ہے، تمہاری آنکھوں کا بھی حق ہے اور تمہاری بیوی کا بھی حق ہے''

(بخاری کتاب النکاح: ۵۱۹۹، مسلم: ۱۱۵۹)

اسی طرح کا واقعہ حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ کا بھی ہے، ہجرت کے بعد مواخات کے ذریعہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کو حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ کا بھائی بنادیا تھا، ایک روز حضرت سلمان رضی اللہ عنہ ان کے گھر گئے تو ان کی بیوی (ام درداء) کو پراگندہ حال میں دیکھا، انہوں نے دریافت فرمایا کہ کیا بات ہے تو وہ کہنے لگیں کہ آپ کے بھائی ابو درداء کو دنیا سے کوئی لینا دینا نہیں ہے، اس کے بعد ابو الدرداء تشریف لے آئے کھانا تیار ہوا اور سلمان نے ان سے کھانے کو کہا تو وہ کہنے لگے کہ ''میں روزہ سے ہوں'' سلمان نے کہا ''جب تک تم نہیں کھاتے میں بھی نہیں کھاتا'' تو انہوں نے کھالیا، رات ہوئی تو ابو درداء عبادت کیلئے چلنے لگے، سلمان نے ان سے کہا، سو جاؤ تو سو گئے، اٹھنے لگے تو سلمان نے پھر سونے کو کہا یہانتک کہ جب رات کا آخری پہر ہوا تو سلمان نے کہا کہ اب اٹھو، پھر دونوں نے نماز ادا کی، اس کے بعد حضرت سلمان نے ان سے فرمایا:۔

﴿اِنَّ لِرَبِّکَ عَلَیْکَ حَقًّا وَلِنَفْسِکَ عَلَیْکَ حَقًّا وَلِاَھْلِکَ عَلَیْکَ حَقًّا فَاَعْطِ کُلَّ ذِیْ حَقٍّ حَقَّهٗ﴾

''بے شک تم پر تمہارے رب کا بھی حق ہے، تمہارے نفس کا بھی حق ہے اور تمہاری بیوی کا بھی حق ہے تو ہر ایک کو اس کا حق دو''

(بخاری کتاب الصوم: ۱۹۶۸)

شوہر کی اجازت کے بغیر نفلی روزہ رکھنے کی ممانعت:

دوسری طرف اسلام نے عورت کو بھی ایسے تمام امور سے بچنے کی تاکید کی جو مرد کی جنسی خواہش کی تکمیل میں رکاوٹ بنیں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسی سلسلے میں نبی اکرم ﷺ نے عورتوں کو شوہر کی موجودگی میں اس کی اجازت کے بغیر نفلی روزہ سے منع فرمایا ہے، آپ ﷺ کا ارشاد ہے:۔

﴿لایحل للمرأۃ ان تصوم وزوجھا شاھد الا باذنہ (غیر رمضان) ولا تأذن فی بیتہ الا باذنہ﴾

''عورت کے لئے جائز نہیں کہ اپنے شوہر کی موجودگی میں اس کی اجازت کے بغیر (نفلی) روزے رکھے اور کسی کو اس کے گھر میں اس کی مرضی کے بغیر آنے کی اجازت دے''

(بخاری کتاب النکاح: ۵۱۹۵، مسلم، ابوداؤد)

حافظ ابن حجرؒ فتح الباری میں تحریر فرماتے ہیں:۔

''اس حدیث سے ثابت ہے کہ عورت پر شوہر کا حق نفلی عبادت سے بڑھ کر ہے اسلئے کہ اس کا حق فرض ہے اور فرائض کی ادائیگی نوافل کی ادائیگی پر مقدم ہے'' [1]

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ:۔

''ہم لوگ نبی ﷺ کے پاس تھے کہ ایک عورت آئی اور عرض کرنے لگی کہ میرے شوہر صفوان بن معطل جب میں نماز پڑھتی ہوں مجھے مارتے ہیں اور (نفلی) روزہ رکھتی ہوں تو میرا روزہ توڑوا دیتے ہیں جبکہ خود ان کی یہ حالت ہے کہ سورج طلوع ہونے کے بعد فجر کی نماز پڑھتے ہیں، حضرت صفوان آپ ﷺ کے پاس ہی موجود تھے، آپ ﷺ نے ان سے اس بارے میں دریافت فرمایا تو انہوں نے کہا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ یہ جو کہتی ہے کہ میں اس کو نماز پڑھنے پر مارتا ہوں تو یہ دو دو سورتیں ملا کر پڑھتی ہیں حالانکہ میں نے اسے اس طرح لمبی نماز پڑھنے سے منع کیا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا اگر ایک سورہ بھی پڑھ لی جائے تو

---

[1] فتح الباری بحوالہ آداب الزفاف للالبانی ص ۲۱

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لوگوں کیلئے کافی ہے، حضرت صفوان نے کہا اور جہاں تک روزہ توڑوانے کی بات ہے تو یہ مسلسل روزے رکھتی چلی جاتی ہے حالانکہ میں ایک جوان آدمی ہوں، آپ ﷺ نے فرمایا عورت کو شوہر کی اجازت کے بغیر نفلی روزہ نہیں رکھنا چاہئے، صفوان نے عرض کیا اور رہا اس کا یہ کہنا کہ میں سورج نکلنے کے بعد ہی فجر کی نماز پڑھتا ہوں تو یہ دراصل ہماری خاندانی کمزوری ہے کہ ہم سورج نکلنے سے پہلے نہیں اٹھ پاتے، آپ ﷺ نے فرمایا: اے صفوان! تو جب اٹھو فوراً نماز ادا کرلو'

(ابوداؤد کتاب الصیام: ۲۴۵۶)

بیوی شوہر کے بلانے پر ضرور حاضر ہو:

آپ ﷺ کا ارشاد ہے:۔

﴿وَالَّذِیْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِیَدِہٖ لَا تُؤَدِّی الْمَرْأَۃُ حَقَّ رَبِّھَا حَتّٰی تُؤَدِّیَ حَقَّ زَوْجِھَا وَلَوْ سَأَلَھَا نَفْسَھَا وَھِیَ عَلٰی قَتَبٍ لَمْ تَمْنَعْہُ﴾

(ابن ماجہ کتاب النکاح: ۱۸۵۳، احمد ۴/۳۸۱، الصحیحۃ: ۱۲۷۳)

''قسم ہے اس ذات کی! جس کے ہاتھ میں محمد (ﷺ) کی جان ہے عورت اس وقت تک اپنے رب کا حق ادا نہیں کرسکتی جب تک کہ وہ اپنے شوہر کا حق ادا نہیں کرتی، اس کا خاوند اگر اسے ایسی حالت میں بلائے کہ وہ اونٹ پر (سفر کے لئے) بیٹھی ہو، تب بھی وہ اس کے پاس آنے سے انکار نہ کرے''

اور آپ ﷺ نے فرمایا:۔

﴿إِذَا الرَّجُلُ دعا زوجتہ لحاجتہ فلتأتہ وان کانت علی التنور﴾

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''جب شوہر اپنی بیوی کو جماع کے لئے بلائے تو اسے اس کے پاس آجانا چاہئے اگرچہ وہ تنور پر ہو'' (الترمذی ابواب الرضاع: ۱۱۶۰)

مزید آپ ﷺ کا ارشاد ہے:۔

﴿إِذَا دَعَا الرَّجُلُ امْرَأَتَهُ إِلَى فِرَاشِهِ فَأَبَتْ فَبَاتَ غَضْبَانَ لَعَنَتْهَا الْمَلَائِكَةُ حَتَّى تُصْبِحَ وَفِي رِوَايَةٍ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ مَا مِنْ رَجُلٍ يَدْعُو امْرَأَتَهُ إِلَى فِرَاشِهِ فَتَأْبَى عَلَيْهِ إِلَّا كَانَ الَّذِي فِي السَّمَاءِ سَاخِطًا عَلَيْهَا حَتَّى يَرْضَى عَنْهَا﴾

''جب شوہر اپنی بیوی کو اپنے بستر پر آنے کی دعوت دے (اور) وہ انکار کردے اور شوہر اس سے ناراض ہو کر رات بسر کرے تو صبح تک اس پر فرشتے لعنت بھیجتے رہتے ہیں'' اور ایک روایت میں ہے ''اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے جو شوہر اپنی بیوی کو اپنے بستر پر (آنے کی) دعوت دے اور وہ انکار کردے تو آسمان والا اس پر اس وقت تک ناراض رہتا ہے جب تک شوہر اس سے راضی نہ ہو جائے''

(بخاری: ۵۱۹۳، مسلم: ۱۴۳۶)

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی تحریر فرماتے ہیں:۔

''لما كانت المصلحة ۔۔۔ في النكاح تحصين فرجه وجب ان تحقق تلك المصلحة ۔۔۔۔۔ وذلك ان تؤمر المرأة بمطاوعته اذا اراد منها ذلك ولو لا هذا لم يتحقق تحصين فرجه فان أبت فقد سعت في رد المصلحة التي أقامها الله في عباده فتوجه اليها لعن الملائكة على كل من سعى في افسادها''

''جب نکاح سے مقصود شرمگاہ کی حفاظت ہے تو ضروری ہے کہ اس مقصد کو بروئے کار لایا جائے ۔۔۔ اور وہ اس طرح ممکن ہے کہ جب

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شوہر عورت سے صحبت کی خواہش کرے تو عورت کو اس کی اطاعت کا پابند کیا جائے ورنہ شرمگاہ کی حفاظت کا مقصد فوت ہو جائے گا، اب اگر عورت انکار کرتی ہے تو وہ اس مقصد کی تکمیل میں آڑے آتی ہے جو اللہ کو مطلوب و مقصود ہے، لہٰذا اس پر فرشتوں کی لعنت برستی ہے'' [1]

لمبی مدت تک بیوی سے دور رہنے کی ممانعت اور تحدید مدت:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے:۔

﴿لِلَّذِيْنَ يُؤْلُوْنَ مِنْ نِّسَائِهِمْ تَرَبُّصُ اَرْبَعَةِ اَشْهُرٍ﴾

''جو لوگ اپنی بیویوں سے تعلقات (نہ رکھنے کی) قسمیں کھائیں، ان کے لئے چار ماہ کی مدت ہے'' (البقرہ:۲۲۶)

اس آیت کا تعلق ''ایلاء'' سے ہے جس کے معنی قسم کھانے کے ہیں، یعنی شوہر یہ قسم کھالے کہ وہ اپنی بیوی سے تعلق نہیں رکھے گا، اگر قسم کا تعلق ایک متعین مدت (مثلاً ایک، دو، یا تین ماہ وغیرہ) سے ہو تو مدت پوری ہونے سے قبل اگر وہ اپنی بیوی سے نہیں ملتا ہے تو مدت گذر جانے کے بعد بلا کفارہ اپنی بیوی سے مل سکتا ہے اور اگر قسم کا تعلق متعین مدت سے نہیں ہے یا چار ماہ سے زیادہ مدت سے ہے تو ایسی صورت میں شریعت کی طرف سے چار ماہ کی مدت متعین کر دی گئی ہے، وہ چار ماہ گذرنے کے بعد یا تو اپنی بیوی سے تعلق قائم کرے یا پھر اسے طلاق دیدے، چار مہینہ سے زیادہ معلق رکھنے کی اجازت نہیں، پہلی صورت میں اسے کفارۂ قسم (دس مسکینوں کو کھانا کھلانا یا کپڑا پہنانا یا ایک غلام آزاد کرنا یا تین دن کے روزے رکھنا) ادا کرنا ہوگا اور اگر دونوں میں سے کوئی صورت اختیار نہیں کرے تو عدالت اسے دونوں میں سے کسی ایک بات کے اختیار کرنے پر مجبور کرے گی تاکہ عورت پر ظلم نہ ہو۔ [2]

---

[1] حجۃ اللہ مع رحمۃ اللہ ۱۲۴/۵

[2] ابن کثیر بحوالہ احسن البیان ص ۹۲، ۹۳

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ ایلاء کے لئے چار ماہ کی انتہائی مدت متعین کرنے کی علت بیان کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:۔

"اما السر فی تعین هذه المدة فانها مدة تتوق النفس فیها للجماع لامحالة و یتضرر بترکه الا ان یکون مؤوفا"

''جہاں تک اس مدت کی تعیین میں پوشیدہ راز کی بات ہے تو وہ یہ کہ یہ مدت ایسی ہے کہ نفس لامحالہ صحبت کرنے کا مشتاق ہوتا ہے اور اگر اس مدت میں صحبت نہ کی جائے تو صحت کو نقصان پہونچ سکتا ہے الا یہ کہ آدمی آفت رسیدہ (نامرد) ہو''۔[1]

روایت کے مطابق حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ایک رات مدینہ کی گلیوں میں گشت کررہے تھے کہ انہوں نے سنا، ایک عورت اپنے گھر میں یہ اشعار پڑھ رہی تھی۔

تَطَاوَلَ هٰذَاللَّيْلُ وَازْوَرَّجَانِبُهٗ وَاَرَّقَنِیْ اَنْ لَّاضَجِيْجَ اُلَاعِبُهٗ۔

رات بھیگتی چلی گئی اور اس کا سرا دراز ہوا مجھے اس چیز نے مبتلائے بے خوابی کردیا کہ یہاں کوئی شور یا ھنگامہ نہیں جس سے میں دل بہلا سکوں۔

اُلَاعِبُهٗ طَوْرًا طَوْرًا كَأَنَّمَا بَدَاقُمَرَافِیْ ظُلْمَةِاللَّيْلِ حَاجِبُهٗ

لمحہ لمحہ میں اس سے ایسے کھیلوں جیسے رات کے اندھیرے میں بادل کے افق سے چاند نکل کر آنکھ مچولی کرتا ہے۔

يُسَرُّبِه مَنْ كَانَ يَلْهُوْبِقُرْبِه لَطِيْفُ الْحَشَالَايَحْتَوِيْهِ اَقَارِبُهٗ

اس سے نزدیک رہ کر جو اس سے کھیلتا ہے اسے خوشی ہوتی ہے نرم ونازک پسلیوں والا اس کے خویش واقارب یہاں جمع نہیں ہوتے۔

فَوَاللّٰهِ لَوْلَااللّٰهُ لَاشَیْءَ غَيْرُهٗ لَحُرِّكَ مِنْ هٰذَاالسَّرِيْرِجَوَانِبُهٗ

اللہ کی قسم! اگر اللہ کا خوف نہ ہوتا نہ کوئی اور چیز تو اس چارپائی کے پائے کبھی کے ہل چکے ہوتے۔

---

[1] حجۃ اللہ مع رحمۃ اللہ ج ۵ ص ۱۶

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَلٰكِنْ أَخْشٰى رَقِيْبًا مُوَكَّلًا بِأَنْفُسِنَا لَا يَفْتُرُ الدَّهْرَ كَاتِبُهٗ

لیکن میں ایک نگران کار سے ڈرتی ہوں جو ہمارے اوپر مسلط ہے کبھی کسی وقت اس کا قلم سست نہیں پڑتا۔

مَخَافَةُ رَبِّيْ وَالْحَيَاءُ يَصُدُّنِيْ وَأَكْرَامُ بَعْلِيْ أَنْ تُنَالَ مَرَاتِبُهٗ

پروردگار کا خوف ہے، شرم وحیا سدراہ بنی ہوئی ہے اور شوہر کی عزت کا پاس ولحاظ ہے کہ اس کے مقام تک (نہیں) پہنچا جا سکتا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کے بارے میں معلومات چاہی، لوگوں نے بتایا کہ یہ فلاں عورت ہے عرصہ ہوا اس کا شوہر جہاد فی سبیل اللہ کے لئے گیا اور اب تک نہیں آیا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کے شوہر کو لکھا اور بلوا بھیجا، پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لائے اور فرمایا بیٹی شوہر کے بغیر عورت کتنے دنوں تک صبر کر سکتی ہے؟ انہوں نے کہا سبحان اللہ! آپ (یعنی ایک باپ) مجھ (یعنی ایک بیٹی) سے سوال کر رہے ہیں؟ فرمایا اگر عام مسلمانوں کی مصلحت اور مفاد کا مجھے خیال نہ ہوتا تو میں تم سے یہ سوال ہرگز نہ کرتا، انہوں نے کہا پانچ ماہ.... چھ ماہ، تب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کے لئے جہاد کی مدت میں چھ ماہ (کی رخصت) مقرر فرما دی، ایک ماہ ان کی آمد میں صرف ہوتا، چار ماہ اقامت میں، پھر ایک ماہ دوبارہ روانگی میں صرف ہوتا۔[1]

امام ابن القیمؒ اس قصہ کے ذیل میں تحریر فرماتے ہیں:۔

''مدت کی یہ تعیین اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایلاء کیلئے متعین کی گئی چار ماہ کی مدت کے مطابق ہے، اللہ سبحانہ تعالیٰ کے علم میں یہ بات تھی کہ عورت کے صبر کا پیمانہ چار مہینہ کے بعد لبریز ہونے لگتا ہے اور وہ اس مدت سے زیادہ صبر کی متحمل نہیں ہو سکتی، لہٰذا اس نے اس مدت کو ایلاء کرنے والے کیلئے متعین فرما دیا اور عورت کو اختیار دیدیا کہ وہ چار مہینہ کے بعد اگر چاہے تو

---

[1] مؤطا امام مالک بحوالہ تحفۃ العروس ۳۳۰۔۳۳۱

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کے ساتھ رہے اور چاہے تو نکاح فسخ کرالے'' [1]

ایلاء کیلئے اللہ تعالیٰ نے جو چار مہینہ کی مدت متعین فرمائی ہے اس کی بنیاد پر علماء کے ایک گروہ کا کہنا ہے کہ چار مہینہ کے اندر بیوی سے مجامعت کرنا مرد پر لازم ہے، بعض علماء یہ کہتے ہیں کہ مرد پر ہر چوتھی رات اپنی بیوی سے ہم بستر ہونا ضروری ہے، ان کی دلیل وہ قصہ ہے جسے امام قرطبیؒ نے نقل فرمایا ہے کہ:۔

''ایک خاتون حضرت عمرؓ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کرنے لگی کہ میرے شوہر دن کو روزہ رکھتے ہیں اور رات کو قیام کرتے ہیں، ان کا یہ طرز عمل اطاعت الٰہی سے متعلق ہے، لہٰذا میں پسند نہیں کرتی کہ ان کی شکایت کروں، حضرت عمرؓ نے اس کی بات سن کر فرمایا ''تمہارا شوہر کیسا اچھا شوہر ہے!'' خاتون بار بار اپنی بات دہراتی رہی اور حضرت عمر یہی جواب دیتے رہے، یہانتک کہ حضرت کعب الاسدی نے ان سے عرض کیا کہ امیر المؤمنین عورت اپنے شوہر کی بے توجہی اور عدم قربت کی شکایت کررہی ہے، حضرت عمرؓ نے کہا پھر تم نے جیسا سمجھا ہے اس کے مطابق فیصلہ کردو، کعب نے کہا: اس کے شوہر کو بلوایا جائے، اس کا شوہر آ گیا تو کعب نے اس سے کہا کہ تمہاری بیوی تمہاری شکایت کررہی ہے، وہ کہنے لگا کیا کھانے یا پینے کے سلسلے میں؟ کعب نے کہا نہیں،..... پھر حضرت کعب نے فیصلہ کرتے ہوئے اس شخص سے فرمایا کہ اللہ نے تمہارے لئے دو، تین اور چار عورتوں تک حلال کیا ہے، تو تمہارے لئے تین دن اور تین راتیں ہیں جن میں تم اللہ کی عبادت کرسکتے ہو، حضرت عمرؓ نے یہ فیصلہ سنا تو کہنے لگے اللہ کی قسم! مجھے نہیں معلوم میں تمہاری کس بات پر زیادہ تعجب کروں، آیا تمہارے اس عورت کے معاملہ کو سمجھ لینے پر یا ان کے درمیان تمہارے اس فیصلہ پر'' [2]

---

[1] روضۃ الحبین ص ۲۲۶، ۲۲۷

[2] تفسیر قرطبی ۱۹/۵، الطرق الحکمیہ فی السیاسۃ الشرعیۃ ص ۲۵

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس بارے میں ایک رائے یہ بھی ہے کہ ہر طہر میں ایک مرتبہ بیوی سے مجامعت کرنا واجب ہے، اس طور پر کہ اللہ تعالیٰ نے مرد پر اپنی بیوی کیساتھ مجامعت کو فرض قرار دیا ہے اور اس سلسلے میں قریب ترین مدت یہ ہے کہ آدمی اگر قدرت رکھتا ہو تو ہر طہر میں جماع کرے ورنہ وہ گناہگار ہوگا، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:۔

﴿فَإِذَا تَطَهَّرْنَ فَأْتُوهُنَّ مِنْ حَيْثُ أَمَرَكُمُ اللَّهُ﴾

''حیض سے پاکی کے بعد ان عورتوں کے پاس جاؤ جہاں سے اللہ نے تمہیں اجازت دی'' (سورۂ بقرہ:۲۲۲)

اس سلسلے میں امام ابن حزمؒ نے جو اس رائے کے قائل ہیں ایک قصہ سے بھی دلیل پکڑی ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ ''ایک عورت نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے اپنے شوہر کی حق زوجیت کی ادائیگی میں کوتاہی کی شکایت کی، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مرد سے پوچھا کہ تو پاکی کے موقع پر اس سے قربت کرتا ہے؟ اس نے کہا ہاں تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عورت سے فرمایا اپنے شوہر کے ساتھ چلی جاؤ اس کے پاس تمہاری کفایت کا سامان موجود ہے''[1]

اس سلسلے میں امام ابن تیمیہؒ کی بات زیادہ قرین قیاس معلوم ہوتی ہے:۔

''مرد پر عورت کے حقوق میں سے، نفقہ اور حسن معاشرت کے ساتھ یہ بھی ہے کہ وہ اس کے پاس رات گذارے اور رواج یا عرف کے مطابق اس سے جماع کرے، مرد وعورت کی مختلف حالت کی بنیاد پر اس عرف میں تبدیلی ہوسکتی ہے، وطی کی وجوبی مدت کے سلسلے میں صحیح ترین قول یہ ہے کہ اس کی تعیین عرف کے مطابق ہوگی، نہ کہ شریعت کی طرف سے مقرر کردہ کسی حد سے'' [2]

علامہ محمد بن صالح العثیمینؒ سے سوال کیا گیا کہ ''قرآن مجید نے بیوی سے اس کے

---

[1] المحلی ۱۰/۴۰ بحوالہ التد ابیر الواقیۃ ۔۔ص ۱۳۳، ۱۳۴

[2] مجموع الفتاوی ۳۴/۸۵ بحوالہ سابق

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شوہر کی مدت غیبوبت چار ماہ مقرر کی ہے لیکن میں یہاں کام پر مامور ہوں اور میری چھٹی ایک سال گذرنے پر ہوتی ہے اور بعض اوقات کام کی حالتوں اور نوعیتوں کے سبب سال بھر سے زیادہ رہنا پڑتا ہے تو اس کا کیا حکم ہے''؟ علامہؒ نے اس کا جو جواب دیا ہے اس سے امام ابن تیمیہؒ کے مذکورہ بالا قول کی وضاحت ہوسکتی ہے، ان کا جواب ہے:۔

''پہلی بات سائل کا یہ کہنا کہ'' قرآن مجید نے شوہر کی اپنی بیوی سے دور رہنے کی مدت چار ماہ مقرر کی ہے'' غلط ہے، ایسا قرآن میں وارد نہیں ہے البتہ جو تحدید آئی ہے وہ بیوی سے ایلاء کرنے والوں کیلئے ہے یعنی ایسا شخص جو اپنی بیوی سے مجامعت نہ کرنے کی قسم کھالے تو اس کیلئے اللہ نے چار مہینے مقرر فرمائے ہیں.....

رہا شوہر کا اپنی بیوی سے غائب رہنا تو اگر عورت مرد کے غائب رہنے سے راضی ہو تو مرد کیلئے کوئی حرج نہیں ہے خواہ وہ چار ماہ غائب رہے یا چھ ماہ یا ایک سال یا دو سال بشرطیکہ اس کی بیوی مامون ومحفوظ شہر میں رہتی ہو، لہذا جب عورت محفوظ جگہ میں ہو اور راضی ہو کہ اس کا شوہر طلب معاش کیلئے غائب رہے تو مرد پر اس سلسلہ میں کوئی حرج نہیں ہے، لیکن جب وہ غیر محفوظ جگہ میں ہو تو مرد کیلئے سفر کرنا اور بیوی کو غیر محفوظ جگہ میں چھوڑ دینا حلال نہیں ہے اور اگر محفوظ شہر میں قیام کرنے کے باوجود وہ اس بات سے راضی نہ ہو کہ چار ماہ یا چھ ماہ سے زیادہ ''حاکم کے فیصلہ کے مطابق'' مرد غائب یا علاحدہ رہے تو اس کیلئے بیوی سے لمبی غیبوبت حلال نہ ہوگی اور اس پر واجب ہوگا کہ اپنی بیوی سے بھلائی اور احسان کے ساتھ بود و باش اختیار کرے''۔[1]

---

[1] فتاوی برائے خواتین اسلام ص ۳۸۹۔۳۹۰

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عنین اور لاپتہ شوہر کا حکم؟

کبھی ایسا ہوتا ہے کہ ایک آدمی شادی تو کر لیتا ہے لیکن اپنی بیوی سے ملنے کی صلاحیت نہیں رکھتا، ایسے شخص کے سلسلے میں کیا حکم ہے؟ اس بارے میں امام مالکؒ نے حضرت سعید بن مسیبؒ کا یہ قول نقل فرمایا ہے:۔

﴿مَنْ تَزَوَّجَ امْرَأَةً فَلَمْ يَسْتَطِعْ أَنْ يَمَسَّهَا فَإِنَّهُ يُضْرَبُ أَجَلَ سَنَةٍ فَإِنْ مَسَّهَا وَإِلَّا فُرِّقَ بَيْنَهُمَا﴾

''جو شخص کسی عورت سے شادی کر لے اور اس سے ہمبستر ہونے کی صلاحیت نہ رکھے تو اسے ایک سال کی مہلت دی جائے گی، (اس کے بعد) اگر وہ مباشرت کے قابل ہو جاتا ہے تو ٹھیک ورنہ مرد و عورت کے درمیان تفریق کر دی جائے گی'' (مؤطا:۱۰۶۹)

یہ دراصل حضرت عمرؓ کا فیصلہ ہے جو حضرت ابن المسیبؒ کے واسطے سے منقول ہے۔ (بلوغ المرام:۸۶۶)

امام مالکؒ نے ابن شہاب زہری سے پوچھا کہ نامرد (عنین) کو علاج کیلئے ایک سال کی جو مہلت دی جائے گی، اس کا شمار کب سے ہوگا، رخصتی کے دن سے یا قاضی کے یہاں مقدمہ درج ہونے کے دن سے؟ تو انہوں نے کہا ''بَلْ مِنْ يَوْمِ تَرَافُعِهِ إِلَى السُّلْطَانِ'' یعنی مقدمہ کے درج ہونے کے دن سے شمار کیا جائے گا۔

مفقود الخبر (لاپتہ) شوہر کے سلسلے میں حضرت عمرؓ کا فرمان ہے:۔

﴿أَيُّمَا امْرَأَةٍ فَقَدَتْ زَوْجَهَا فَلَمْ تَدْرِ أَيْنَ هُوَ فَإِنَّهَا تَنْتَظِرُ أَرْبَعَ سِنِينَ ثُمَّ تَعْتَدُّ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا ثُمَّ تَحِلُّ﴾

''جس عورت کا شوہر لاپتہ ہو جائے اور اسے معلوم نہ ہو سکے کہ وہ کہاں ہے تو وہ چار سال انتظار کرے، پھر چار مہینہ دس دن عدت

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گذارے پھر وہ شادی کی مجاز ہے'' (مؤطا:۵۲،عبدالرزاق ۸۸/۷)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے علاوہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے بھی اپنے دور خلافت میں مفقود الخبر شوہر کے سلسلے میں یہی فیصلہ فرمایا۔ (عبدالرزاق ۸۹/۷)

اسی طرح حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ ''لاپتہ شوہر کی بیوی چار سال انتظار کرے''

(سنن سعید بن منصور:۱۷۵۶،بیہقی ۴۴۵/۷)

بیوی کو بناؤ سنگھار اور صفائی کا خیال رکھنا چاہئے:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:۔

''ایک جنگ میں ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں تھے، جب ہم واپسی میں مدینہ منورہ کے قریب پہونچے تو میں نے عرض کیا، اے اللہ کے رسول! میرا ابھی ابھی نکاح ہوا ہے، آپ نے مجھ سے دریافت کیا، نکاح ہوگیا ہے؟ میں نے ہاں میں جواب دیا، آپ نے دریافت کیا کنواری لڑکی سے یا بیوہ سے؟ میں نے عرض کیا، بیوہ سے، آپ نے فرمایا کنواری لڑکی سے کیوں نہ کیا تو اس سے کھیلتا اور وہ تجھ سے لطف اندوز ہوتی؟، پھر جب ہم مدینہ میں داخل ہونے کے قریب ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ابھی رک جاؤ ہم عشاء کے وقت داخل ہونگے تاکہ پراگندہ بالوں والی عورتیں اپنے بالوں کو سنوار لیں اور جن عورتوں کے شوہر سفر میں رہے ہیں وہ اپنی صفائی کرلیں یعنی بال صاف کرنے کے لوازمات استعمال کرلیں'' (بخاری کتاب البیوع:۲۰۹۷،مسلم:۷۱۵)

اس حدیث سے ایک بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ کنواری لڑکی سے نکاح کرنا مستحب اور بہتر ہے، اس کی وجہ یہ سمجھ میں آتی ہے کہ کنواری لڑکی کا دل کسی شخص کے ساتھ متعلق نہیں ہوتا جب کہ بیوہ اور مطلقہ کے دل میں اپنے پہلے شوہر کا خیال ہوسکتا ہے جو کہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یک گونہ بے التفاتی کا ذریعہ بن سکتا ہے، اس سلسلے میں ایک دوسری روایت کے الفاظ ہیں:۔

﴿عَلَیْکُنَّ بِالْاَبْکَارِ فَاِنَّھُنَّ اَغْذَبُ اَفْوَاھًا وَاَنْتَقُ اَرْحَامًا وَاَرْضٰی بِالْیَسِیْرِ﴾ (ابن ماجہ:۱۸۶۱، الصحیحہ:۶۲۳)

''کنواری لڑکیوں سے شادی کرو اس لئے کہ وہ شیریں زبان ہوتی ہیں، زیادہ بچے جن سکتی ہیں اور تھوڑی چیز پر راضی ہو جاتی ہیں''

دوسری بات یہ معلوم ہوئی کہ ایک آدمی اگر لمبے سفر پر نکلے تو وہ واپسی میں بغیر اطلاع کے اچانک گھر میں نہ جائے اس کی علت، جیسا کہ علماء نے لکھا ہے اور حدیث میں بھی اس کی طرف اشارہ موجود ہے، یہ ہے کہ بے خبری میں آنے سے اس کی بیوی پراگندہ حالت میں ہو سکتی ہے اور ایسی حالت میں اس پر نظر جانا اس سے نفرت کا باعث ہو سکتا ہے، اس سے واضح ہے کہ ایک عورت کے لئے اپنے شوہر کی خاطر ظاہری زیب و زینت کے وسائل اختیار کرنا مستحسن اور مطلوب عمل ہے، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:۔

''حضرت عثمان بن مظعون کی زوجہ مہندی اور خوشبو لگایا کرتی تھیں، پھر انہوں نے اسے ترک کر دیا، میرے پاس آئی تو میں نے ان سے پوچھا کہ شوہر موجود ہیں یا غیر حاضر ہیں، کہنے لگیں موجود رہ کر بھی حاضر نہیں ہیں، انہیں دنیا اور عورت کی کوئی چاہت نہیں'' (احمد ۶/۱۰۶ باختصار)

امام شوکانیؒ اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:۔

''حضرت عائشہ کا عثمان بن مظعون کی بیوی کو مہندی اور خوشبو کے ترک پر ٹوکنا اس بات کا پتہ دیتا ہے کہ شوہر والی عورتوں کا اپنے شوہر کیلئے بننا سنورنا مستحسن ہے''[1]

ابوالفرج اصفہانی نے ''کتاب النسوان'' میں لکھا ہے:۔

---

[1] نیل الاوطار ۶/۲۱۸

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''سڈول اور حسین وجمیل عورت بھی اپنے شوہر کی نظر میں اس وقت اپنا مقام بناتی ہے جب وہ زیب وزینت اور صاف ستھری رہنے کی پابند ہو، اپنے حسن میں اضافہ کرنے والے زیور، طرح طرح کے کپڑے اور آرائش کے لئے ایسے طریقوں پر کاربند ہو جو مرد کیلئے مناسب ہو جنہیں مرد پسند کرتا ہو اور اس کی ہمیشہ کوشش کرے کہ مرد کی نظر اس کی کسی گندگی، ناگوار بو، یا کسی ناپسندیدہ چیز پر نہ پڑ جائے اور اگر اس نے ان چیزوں میں کوئی کوتاہی برتی تو اس کا نقصان خود اٹھائے گی کیونکہ اس کا قوی اندیشہ ہے کہ شوہر اس کی سستی اور لاپرواہی کو بھانپ لے گا اور کسی اور کی طرف مائل ہوگا'' [1]

اور شوہروں کو بھی۔۔۔۔۔

بیویوں کی طرح شوہروں کی بھی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ صفائی اور ستھرائی کا خیال رکھیں اور اپنی بیوی سے اچھی حالت میں ملنے کی کوشش کریں، بعض روایتوں کے مطابق آپ ﷺ نے مردوں کو تاکید کی کہ ''اپنے کپڑے دھولیا کرو، بال تراش کر سنوار لیا کرو، مسواک کر کے زیب وزینت اور صفائی کے ساتھ رہو، کیونکہ بنی اسرائیل یہ سب نہیں کرتے تھے، اسی لئے ان کی بیویاں زناکاری کی طرف مائل ہوتی گئیں'' [2]

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:۔

''میں اپنی بیوی کیلئے اسی طرح بننا سنورنا پسند کرتا ہوں جس طرح مجھے یہ پسند ہے کہ وہ میرے لئے بنے اور سنورے، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

''اور عورتوں کے بھی ویسے ہی حق ہیں جیسے ان پر مردوں کے ہیں''

(البقرہ:۲۲۸) [3]

۱، ۲ تحفۃ العروس ص ۱۳۵ ۳ تفسیر طبری ۵۳۲/۴

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خلیفۂ دوم حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس ایک شخص آیا، گرد وغبار سے اٹا ہوا اور بکھرے ہوئے بالوں کے ساتھ، اس کے ساتھ اس کی بیوی تھی جو کہہ رہی تھی، امیر المؤمنین! نہ میں اس کے لئے اور نہ یہ میرے لئے (یعنی میں اس سے بیزار ہوں) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سمجھ لیا کہ عورت اپنے شوہر سے نفرت کرتی ہے، آپ نے اس کے شوہر کو حکم دیا کہ وہ غسل کر لے، اپنے سر کے بالوں کو ترشوالے اور ناخن کتر لے، جب شوہر فارغ ہو کر آیا تو آپ نے کہا کہ اب بیوی کے سامنے آؤ، بیوی نے دیکھا تو دم بخود رہ گئی اور نہ پہچاننے کی وجہ سے پیچھے ہٹنے لگی، پھر جب پہچان لیا تو اس کا بوسہ لیا اور اپنے دعوے سے دستبردار ہوگئی، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا! تمہیں ان کے ساتھ اسی طرح کا برتاؤ کرنا چاہئے، اللہ کی قسم! انہیں پسند ہے کہ تم ان کے لئے آراستہ و پیراستہ رہو، جیسے تم چاہتے ہو کہ وہ تمہارے لئے بنی سنوری رہیں۔[1]

مرد وعورت کی آرائش کی کچھ ناجائز شکلیں:

ایک خاتون کا اپنے شوہر کیلئے اور ایک مرد کا اپنی بیوی کیلئے بننا سنورنا اور نظافت و صفائی کا اہتمام کرنا شرعی طور پر جیسا کہ گذرا مستحسن اور مطلوب عمل ہے لیکن یہ ضروری ہے کہ یہ عمل شرعی حدود و آداب کے اندر ہو، لہٰذا مرد وخواتین کو حسن وآرائش کی ان شکلوں سے پرہیز کرنا چاہئے جن سے شریعت اسلامیہ نے روکا ہے، اس سلسلے میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں:۔

﴿لَعَنَ اللّٰهُ الْوَاشِمَاتِ وَالْمُسْتَوْشِمَاتِ وَالْمُتَنَمِّصَاتِ وَالْمُتَفَلِّجَاتِ لِلْحُسْنِ الْمُغَيِّرَاتِ خَلْقَ اللّٰهِ﴾

''اللہ تعالیٰ نے بدن گودنے والیوں اور گودوانے والیوں اور پلکوں کے بال اکھڑوانے والیوں اور خوبصورتی کیلئے دانتوں کے درمیان

---

[1] تحفۃ العروس ص ۱۳۵

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فاصلہ کرنے والیوں پر جو اللہ کی پیدا کردہ صورت میں تبدیلی کرتی ہیں لعنت فرمائی ہے''

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا یہ بیان سن کر ایک خاتون ان کی خدمت میں حاضر ہوئی اور کہنے لگی کہ ''مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ نے فلاں اور فلاں عورت پر لعنت کی ہے''؟ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہاں، میں ان لوگوں پر لعنت کیوں نہ کروں جن پر خود نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اور کتاب اللہ نے لعنت کی ہے؟ وہ خاتون کہنے لگی ''میں نے کتاب اللہ کو شروع سے آخر تک پڑھا ہے، اس میں مجھے وہ بات نہ ملی جو آپ کہتے ہیں؟'' ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا ''اگر تم نے بغور قرآن مجید کو پڑھا ہوتا تو اس میں یہ آیت ضرور ملتی:۔

﴿مَآاٰتٰكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَانَهٰكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا﴾

''رسول تمہیں جو دیں اسے لے لو اور جس سے روکیں اس سے رک جاؤ''

خاتون نے کہا ''ہاں'' تو انہوں نے فرمایا ''تو پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہی ان باتوں سے منع فرمایا ہے'' (بخاری کتاب اللباس:۵۹۳۱، مسلم:۲۱۲۵)

خواتین کے حسن و آرائش کی ایک ناجائز شکل اپنے بالوں میں وگ (مصنوعی بالوں) کا جوڑنا بھی ہے، یعنی بعض خواتین جن کے بال چھوٹے یا ان کے مطلوبہ معیار کے مطابق نہیں ہوتے وہ اپنے بالوں میں دوسرے قدرتی یا بناوٹی بال جوڑ لیتی ہیں یا دوسروں سے جڑوا لیتی ہیں، حدیث میں اس پر بھی لعنت کی گئی ہے، ایک خاتون نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ میری بیٹی کے بال جلد کی بیماری کی وجہ سے جھڑ گئے ہیں، میں نے اس کی شادی کر دی ہے، کیا میں اس میں مصنوعی بال جوڑ سکتی ہوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''اللہ تعالی نے بال جوڑنے والی پر، بال جڑوانے کی خواہش کرنے والی پر اور اس پر جس کے بال لے کر جوڑے جائیں لعنت فرمائی ہے''

(بخاری کتاب اللباس:۵۹۳۱، مسلم:۲۱۲۵)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

موجودہ دور میں نسوانی آرائش کی ایک شکل یہ بھی موجود ہے کہ خواتین غیر معمولی طور پر ناخن بڑھا لیتی ہیں، یہ عمل غیر مہذب اور دینی اعتبار سے قبیح ہونے کے ساتھ طبی نقطۂ نظر سے بھی ضرر رسانی سے خالی نہیں، علامہ ابن بازؒ سے کسی خاتون نے پوچھا کہ ناخنوں کو لمبا کرنے اور ان پر پالش لگانے کا کیا حکم ہے،؟ تو انہوں نے جواب میں تحریر فرمایا:۔

''ناخنوں کو لمبا کرنا خلاف سنت ہے، نبی ﷺ سے ثابت ہے کہ آپ نے فرمایا:۔

﴿الْفِطْرَةُ خَمْسٌ ،الْخِتَانُ والْاِسْتِحْدادُ وقصُّ الشَّارب ونَتْفُ الابط وتقْلِيمُ الاظْفار﴾

''پانچ چیزیں فطرت (سے) ہیں ،زیرناف صاف کرنا،ختنہ کرنا، مونچھ کترنا،موئے بغل اکھاڑنا اور ناخنوں کو تراشنا''

اور ان چیزوں کو چالیس دنوں سے زیادہ چھوڑنا جائز نہیں ہے جیسا کہ انس رضی اللہ عنہ سے ثابت ہے،انہوں نے کہا:۔

''ہمارے لئے رسول اللہ ﷺ نے مونچھ کترنے ،ناخن تراشنے ،بغل کے بال اکھاڑنے اور زیرناف مونڈنے کا وقت متعین فرمادیا کہ ہم ان چیزوں میں سے کسی کو چالیس راتوں سے زیادہ نہ چھوڑیں''

نیز اس لئے بھی کہ ناخن لمبا کرنے میں چوپایوں اور بعض کافروں سے مشابہت ہے، رہا نیل پالش تو اس کا استعمال نہ کرنا افضل ہے اور وضو کے وقت اس کو زائل کرنا واجب ہے، کیونکہ یہ ناخن تک پانی کو پہونچنے سے روکتا ہے۔[1]

مرد حضرات میں آرائش کی جو ناجائز شکلیں رائج ہیں ،ان میں سرفہرست داڑھی کا مونڈنا ہے،شرعاً یہ عمل حرام اور گناہ کبیرہ ہے،اس میں اللہ کی تخلیق میں تبدیلی ،عورتوں کی مشابہت اور کافروں کی نقالی پائی جاتی ہے،اور یہ ساری چیزیں حرام اور ممنوع ہیں،

[1] فتاوی برائے خواتین اسلام ص ۶۹۲، ۶۹۳

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے:۔

﴿خَالِفُوا الْمُشْرِكِيْنَ وَوَفِّرُوا اللُّحٰى وَاَحْفُوا الشَّوَارِبَ﴾

''مشرکوں کی مخالفت کرو، داڑھی کو چھوڑ دو اور مونچھیں کتر واؤ''

(بخاری کتاب اللباس:۵۸۹۲، مسلم:۲۵۹)

داڑھی رکھنے کے سلسلے میں اور بھی متعدد روایتیں ہیں، امام نووی تحریر فرماتے ہیں:

''اس سلسلے میں پانچ طرح کی روایتیں مروی ہیں جن میں ﴿اعفوا﴾ ﴿اوفوا﴾ ﴿ارخوا﴾ ﴿ارجو﴾ اور ﴿وفروا﴾ کے الفاظ ہیں ان سب کا معنی یہ ہے کہ داڑھی کو اپنی حالت پر چھوڑ دو'' [1]

ناجائز آرائش کی ایک شکل سفید بالوں کو کالے خضاب وغیرہ سے رنگنا بھی ہے، نبی اکرم ﷺ نے سفید بالوں کو رنگنے کی ترغیب دی ہے، جیسا کہ نبی ﷺ ارشاد ہے:۔

﴿غَيِّرُوا الشَّيْبَ وَلَا تَشَبَّهُوْا بِالْيَهُوْدِ﴾

''بڑھاپے (کے اثر) کو بدل دو اور یہود کی مخالفت کرو''

(بخاری کتاب اللباس:۵۷۸۴،)

دوسری روایت میں ہے:۔

''یہودی اور عیسائی (داڑھی اور سر کے سفید بال) نہیں رنگتے، تم ان کی مخالفت کرو'' (بخاری ایضا:۵۸۹۹، مسلم:۲۱۰۳)

لیکن آپ ﷺ نے بالوں کو کالے رنگ سے رنگنے سے منع فرمایا ہے، آپ ﷺ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے والد ابوقحافہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرمایا:۔

﴿غَيِّرُوْا هٰذَا بِشَيْءٍ وَاجْتَنِبُوا السَّوَادَ﴾

(مسلم کتاب اللباس:۲۱۰۲)

''اسے (سفید بال) کو کسی چیز سے بدل دو اور سیاہی سے بچو''

---

[1] شرح مسلم ۱/۱۲۹

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

﴿یَکُوْنُ قَوْمٌ یَّخْضِبُوْنَ فِیْ آخِرِ الزَّمَانِ بِالسَّوَادِ ، کَحَوَاصِلِ الْحَمَامِ لَایُرِیْحُوْنَ رَائِحَةَ الْجَنَّةِ﴾

''کچھ لوگ ہونگے جو آخری زمانے میں کالا خضاب لگائیں گے کبوتروں کے سینوں کی مانند، انہیں جنت کی خوشبو تک نہ ملے گی''

(ابوداؤد کتاب الترجل، احمد ۴/۱۵۶)

بہت سے لوگ اپنے سر اور داڑھی کے سفید بالوں کو اکھاڑ دیتے ہیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:۔

﴿لَا تَنْتِفُوا الشَّیْبَ فَاِنَّهٗ مَا مِنْ مُّسْلِمٍ یَشِیْبُ شَیْبَةً فِی الْاِسْلَامِ اِلَّا کَانَتْ لَهٗ نُوْرًا یَّوْمَ الْقِیَامَةِ﴾

''بڑھاپے کو ختم مت کرو، کیونکہ جو مسلمان اسلام کی حالت میں بوڑھا ہوا تو اس کا بڑھاپا اس کیلئے قیامت کے دن نور ہوگا''

اور ایک روایت میں ہے:۔

﴿کَتَبَ اللّٰهُ لَهٗ بِهَا حَسَنَةً ،وَحَطَّ عَنْهُ بِهَا خَطِیْئَةً﴾

''اللہ تعالیٰ اس بڑھاپے کے ذریعے اس کیلئے ایک نیکی لکھ دے گا اور اس سے ایک گناہ مٹا دے گا''

(ابوداؤد کتاب الترجل: ۴۲۰۲، ترمذی: ۲۸۲۱، ابن ماجہ: ۳۷۲۱)

مردوں کیلئے سونے کا استعمال اور ریشمی کپڑے پہننے کو بھی حرام قرار دیا گیا ہے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:۔

﴿اُحِلَّ الذَّهَبُ وَالْحَرِیْرُ لِاِنَاثِ مِنْ اُمَّتِیْ وَحُرِّمَ عَلٰی ذُکُوْرِهَا﴾ (ترمذی کتاب اللباس: ۱۷۲۰، احمد ۴/۳۹۳ وغیرہما)

''سونا اور ریشم میری امت کی عورتوں کیلئے حلال ہے اور میری امت کے مردوں کیلئے حرام ہے''

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہاں چاندی کا استعمال مردوں کیلئے جائز ہے، جیسا کہ آپ ﷺ کا فرمان ہے:۔

﴿عَلَيْكُمْ بِالْفِضَّةِ فَالْعَبُوْا بِهَا كَيْفَ شِئْتُمْ﴾

''چاندی کو لازم پکڑو اور جیسے چاہو اسے استعمال کرو''

(ابوداؤد کتاب الخاتم:۴۲۳۶، احمد:۳۷۸/۲)

نبی اکرم ﷺ کی انگوٹھی چاندی کی تھی (بخاری کتاب اللباس:۵۸۶۶) واضح رہے کہ آپ ﷺ نے لوہے کی انگوٹھی پہننے سے منع فرمایا ہے (ابوداؤد کتاب الخاتم:۴۲۲۳، احمد ۲/ ۱۶۳۔۱۷۹) ساتھ ہی آپ ﷺ نے شہادت کی انگلی اور درمیانی انگلی میں انگوٹھی پہننے سے بھی منع کیا ہے۔ (ابوداؤد ایضا:۴۲۲۵، ترمذی:۱۷۸۶)

کم عمر لڑکی سے شادی؟

قرآن وسنت میں ایسی کوئی نص نہیں ملتی کہ جس سے رشتۂ زوجیت میں منسلک ہونے والے مرد وخاتون کے مابین عمر کی تحدید وتعیین کا پتہ چلے یا مرد کیلئے اپنی عمر سے بہت کم عمر کی لڑکی سے نکاح کی ممانعت کی بات سامنے آئے، لیکن اللہ تعالی کا ارشاد ہے:۔

''اور عورتوں کے بھی ویسے ہی حق ہیں جیسے ان پر مردوں کے ہیں''

(البقرہ:۲۲۸)

اور مرد وعورت کی عمر میں بہت زیادہ فرق ہونے کی صورت میں اس بات کا غالب امکان ہے کہ فریقین یکساں طور پر ایک دوسرے کا حق ادا نہ کرسکیں اور ان میں سے کسی کے جذبات وخواہشات کی تسکین وتکمیل کما حقہ نہ ہوسکے، اس لئے اس سے پرہیز ہی مناسب اور بہتر معلوم ہوتا ہے، اس لئے کہ یہ چیز عین ممکن ہے کسی ناگوار بلکہ حرام معاملہ کا پیش خیمہ بن جائے، اس سلسلے میں ہمیں اس روایت سے بھی رہنمائی ملتی ہے کہ جب حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کیلئے حضرات ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما نے پیغام نکاح دیا تو آپ ﷺ نے یہ کہہ کر انکار کردیا کہ فاطمہ کم عمر اور چھوٹی ہیں ﴿انها

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صغیرۃ﴾ (نسائی ۳۲۲۳)

جہاں تک نبی ﷺ کا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ان کی کم عمری کے باوجود نکاح کرنے کی بات ہے تو اس کے اسباب پر روشنی ڈالتے ہوئے صاحب ''تحفۃ العروس'' لکھتے ہیں:۔

''(الف) رسالت مآب ﷺ کی شخصیت کا کسی اور کی شخصیت سے موازنہ نہیں کیا جا سکتا اس لئے حضرت عائشہؓ کی یہ بڑی سعادت تھی کہ ان کا نکاح ایسے بے مثال انسان سے ہوا، انہیں اختیار بھی دیا گیا تھا لیکن انہوں نے آپ ﷺ کو ہی اختیار کیا۔

(ب) اس رشتہ سے ایک انتظامی حکمت عملی بھی مقصود تھی، وہ یہ کہ رسول ﷺ کے ساتھ حضرت ابوبکرؓ کے روابط زیادہ سے زیادہ گہرے ہوں، حضرت صدیق اکبرؓ کا شمار عرب کے صف اول کے لوگوں میں تھا، اس لئے دونوں کا یکساں مفاد اور بنیادی مصلحتیں آپ ﷺ کے پیش نظر تھیں، پھر اسلامی دعوت وتبلیغ کے آغاز کو آگے بڑھانے اور اس سلسلے کے دوسرے کاموں کے لئے حضرت ابوبکر صدیقؓ بار بار کاشانۂ نبوت میں آیا جایا کرتے تھے۔

(ج) حضرت عائشہؓ بے اندازہ دینی صلاحیت کی مالک تھیں، آپ سے ملتی جلتی صلاحیت کم وبیش جملہ صحابیات کے اندر بھی موجود تھی، عفت اور پاکدامنی ان سب کے اندر کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی، اسلئے اس رشتہ سے کسی اندیشہ کا امکان بھی محال تھا۔

(د) حضور ﷺ کی طاقت اور توانائی بھی اس کی متقاضی تھی کیونکہ صحیح حدیث کی رو سے چالیس صحابۂ کرامؓ کے مساوی قوت آپ کو حاصل تھی۔[1]

---

[1] تحفۃ العروس ص ۸۷، ۸۸

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طلاق وخلع کی اجازت مگر ناپسندیدگی کے ساتھ؟

نکاح کے ذریعہ جس رشتہ ازدواج کا ظہور عمل میں آتا ہے اس سے جہاں نسل انسانی کی افزائش وترقی کا بنیادی مقصد حاصل ہوتا ہے وہیں مرد وعورت کی زنا وبدکاری سے حفاظت کا سامان بھی وجود میں آتا ہے، اسلئے شریعت اسلامیہ اپنی ہدایات وتعلیمات کے ذریعہ اس بات کی پوری کوشش کرتی ہے کہ مرد وعورت جب ایک مرتبہ رشتۂ زوجیت سے منسلک ہوجائیں تو پھر وہ آخری دم تک اس رشتہ سے جڑے رہیں تاکہ نکاح کے مذکورہ مقاصد کی کماحقہ تکمیل ہوسکے، تاہم اس بات سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ انسانی طبیعتیں فطری طور پر مختلف واقع ہوئی ہیں، طبیعتوں کے اس فطری اختلاف سے میاں اور بیوی مستثنی نہیں ہیں، اس لئے ممکن ہے کہ یہ اختلاف کبھی اس حد میں داخل ہوجائے کہ میاں اور بیوی کیلئے ایک دوسرے کو یا ان میں سے کسی ایک کیلئے دوسرے کو برداشت کرپانا ممکن نہ رہے، یا اور کوئی ناپسندیدگی کا سبب ایسا نکل آئے کہ ان کا ایک ساتھ رہنا مشکل ہوجائے، اب ایسی صورت میں ان کو زبردستی ساتھ رہنے پر مجبور کرنا ان کے ساتھ ظلم ہونے کے ساتھ مقاصد نکاح کے حصول کے عین برعکس بلکہ کسی ناخوشگوار حادثہ (قتل و بدکاری وغیرہ) کا ذریعہ اور وسیلہ ہوگی، بنابریں شریعت اسلامیہ نے افراط وتفریط سے ہٹ کر میاں اور بیوی کو ایک دوسرے سے علاحدگی اختیار کرلینے کی اجازت دی ہے، اسلئے کہ قرآن کے الفاظ میں ''اگر وہ دونوں جدا ہوجائیں تو اللہ اپنے فضل سے ہر ایک کو بے نیاز کردے'' (نساء: ۱۳۰) یعنی عین ممکن ہے اللہ مرد کیلئے اس کے مناسب حال اور عورت کے لئے اس کی مطلوبہ صفات کا حامل جوڑا مہیا کردے۔

جدائی اور علاحدگی میں پہل اگر مرد کی طرف سے ہوتو اسے ''طلاق'' کہتے ہیں اور اگر جدائی کا مطالبہ عورت کی طرف سے ہوتو یہ ''خلع'' ہے، طلاق وخلع کے درمیان فرق یہ ہے کہ طلاق کے ذریعہ مرد بذات خود علاحدگی اختیار کرسکتا ہے، طلاق میں مرد مہر کی ادائیگی کا یا ادا کرچکا ہوتو واپس نہ لینے کا مکلّف ہے، طلاق کی عدت تین حیض یا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تین ماہ یا حمل کی صورت میں وضع حمل ہے، جبکہ خلع میں عورت مرد سے طلاق کا مطالبہ کرے گی اگر وہ تسلیم کر لے تو ٹھیک ورنہ عدالتِ شرعی یا جہاں شرعی عدالت کا وجود نہ ہو علماء کی جماعت یا عام نیک اور پرہیزگار مسلمانوں کی پنچایت کے ذریعہ وہ اس سے چھٹکارا حاصل کر سکتی ہے یعنی وہ بذات خود طلاق دینے کا اختیار نہیں رکھتی، اس کی وجہ پر اس سے پہلے روشنی ڈالی جا چکی ہے، بہرصورت مرد کو اس سے مہر کی حد تک ایک خاص رقم یا دوسری چیز وصول کرنے کا اختیار ہوگا، اس سلسلے میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کی بیوی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور کہنے لگیں کہ اے اللہ کے رسول! میں (اپنے شوہر) ثابت پر دین و اخلاق کے سلسلے میں کوئی الزام تو نہیں لگاتی لیکن میں اسلام میں کفر (شوہر کی نافرمانی جس کا انہیں ناپسند کرنے کی وجہ مجھے ڈر ہے) کو پسند نہیں کرتی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم انہیں ان کا (مہر میں دیا ہوا) باغ لوٹاتی ہو؟ انہوں نے کہا جی ہاں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ثابت سے فرمایا کہ باغ قبول کر لو اور اسے ایک طلاق دیدو" (بخاری کتاب الطلاق: ۵۲۷۳) خلع کی عدت ایک حیض، ایک ماہ یا وضع حمل ہے۔

اسلام نے طلاق و خلع کی اجازت ضرور دی ہے لیکن اس اجازت کی حیثیت ایک اضطراری امر اور آخری ناگزیر چارۂ کار کی ہے، ورنہ اسلام نے آخری حد تک اس بات کی پوری کوشش کی ہے کہ عورت و مرد کا اختلاف اس آخری انجام کو نہ پہنچے، اس سلسلے میں اسلام نے تاکید کی ہے کہ کوئی ناپسندیدہ معاملہ پیش آئے یا مرد کسی بنا پر عورت کو پسند نہ کرے تو اسے صبر و درگذر سے کام لینا چاہئے، ارشاد ہے:۔

﴿وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ فَاِنْ كَرِهْتُمُوْهُنَّ فَعَسٰٓى اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْـًٔا وَّيَجْعَلَ اللّٰهُ فِيْهِ خَيْرًا كَثِيْرًا﴾ (نساء:۱۹)

(ان کے ساتھ اچھے طریقہ کے ساتھ بود و باش رکھو، گو تم انہیں ناپسند کرو لیکن بہت ممکن ہے کہ تم کسی چیز کو برا جانو اور اللہ تعالیٰ اس میں بہت ہی بھلائی کر دے)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:۔

﴿لَا یَفْرُكْ مُؤْمِنٌ مُؤْمِنَةً اِنْ كَرِهَ مِنْهَا خُلُقًا رَضِیَ مِنْهَا آخَرَ﴾ (مسلم:۱۴۶۹)

''کوئی مومن شخص (اپنی) مومنہ (بیوی) سے بغض نہ رکھے، اگر اس کی ایک عادت ناپسند ہوگی تو اس کی کسی دوسری عادت کو وہ پسند بھی کرے گا''

اسی طرح ایک اور حدیث میں نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے:۔

﴿اِنَّ الْمَرْأَةَ خُلِقَتْ مِنْ ضِلَعٍ لَنْ تَسْتَقِیْمَ لَكَ عَلٰی طَرِیْقَةٍ فَاِنِ اسْتَمْتَعْتَ بِهَا اِسْتَمْتَعْتَ بِهَا وَبِهَا عِوَجٌ وَاِنْ ذَهَبْتَ تُقِیْمُهَا كَسَرْتَهَا وَ كَسْرُهَا طَلَاقُهَا﴾ (مسلم کتاب الرضاع:۱۳۶۶)

''عورت پسلی سے پیدا کی گئی ہے (لہٰذا اس میں پسلی ہی کی طرح کجی ہے) وہ تیرے لئے کسی طریقے پر سیدھی نہیں رہے گی، تو اگر تو اس سے فائدہ اٹھانا چاہے تو اسی کجی کے ساتھ فائدہ اٹھا سکتا ہے اور اگر تو نے اسے سیدھا کرنا چاہا تو اسے توڑ دیگا اور اس کا توڑنا اسے طلاق دینا ہے''

اسلام نے واضح لفظوں میں تاکید کی ہے کہ عورت کی طرف سے اگر کوئی ناپسندیدہ بات پیش آتی ہے تو پہلے اسے نصیحت کی جائے، اگر اس سے کام نہ چلے تو وقتی اور عارضی جدائی کا وسیلہ اختیار کیا جائے، پھر بھی نہ سمجھے تو (ہلکے انداز میں اور چہرہ وغیرہ نازک اعضاء سے بچتے ہوئے) مارا جائے، قرآن کہتا ہے کہ اگر وہ فرمانبردار ہو جائیں تو ان پر کوئی راستہ نہ تلاش کرو (نساء:۳۴) ان کوششوں کے ناکام ہو جانے کے بعد بھی دونوں طرف سے ایک ایک آدمی مقرر ہو اور وہ اصلاح کی پوری کوشش کریں، اب بھی بات نہ بنے تو ظاہر سی بات ہے کہ آخری چارہ طلاق و جدائی ہے، اس مرحلہ پر بھی اسلام ملانے کے مواقع ڈھونڈتا ہے اور اپنی والی پوری کوشش کرتا ہے کہ شاید بات بن جائے اور نباہ کی کوئی صورت نکل آئے چنانچہ اسلام نے تاکید کی ہے کہ حیض کی حالت میں عورت کو طلاق

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہ دی جائے، مولانا محمد اقبال کیلانی کے لفظوں میں ''حیض ایک بیماری کی کیفیت ہے جس میں قدرتی طور پر مرد اور عورت میں کچھ دوری پیدا ہو جاتی ہے جبکہ حالت طہر میں قدرتی طور پر مرد اور عورت ایک دوسرے کے قریب ہو جاتے ہیں'' [1] طلاق کی تعداد ایک کی بجائے تین متعین کی گئی ہے اور اس بات پر ابھارا گیا ہے کہ بیک وقت ایک طلاق ہی دی جائے، نبی اکرم ﷺ نے ایک ساتھ تین طلاقوں پر سخت ناراضی اور برہمی کا اظہار فرمایا اور اسے کتاب اللہ کے ساتھ کھلواڑ قرار دیا۔ (نسائی کتاب الطلاق: ۳۴۳۰) تین طلاقوں میں دو مرتبہ کی طلاقیں رجعی ہیں یعنی اگر شوہر چاہے تو ان کے بعد بھی بیوی سے رشتہ استوار کر سکتا ہے، اس کیلئے طلاق کے بعد عورت کیلئے عدت کا ایک طویل وقفہ رکھا گیا ہے اور اس وقفہ میں مرد کو تاکید کی گئی ہے کہ وہ عورت کو گھر سے نہ نکالے نہ عورت خود ہی گھر سے نکلے، اس مدت میں نفقہ کی ذمہ داری حسب سابق مرد ادا کرتا رہے، مرد عدت کے اس وقفہ میں بغیر نکاح کے اپنی بیوی کو لوٹا سکتا ہے، ہاں عدت گذر جانے کے بعد اسے از سر نو نکاح کے عمل سے گذرنا پڑے گا، واضح ہے کہ یہ ساری تدبیریں اور احکامات تعلقات ختم کرنے کیلئے نہیں بلکہ از سر نو بحال کرنے کیلئے ہیں۔

عام حالات میں اسلام طلاق کو کیسی ناپسندیدگی کی نگاہ سے دیکھتا ہے اس کا اندازہ ان روایتوں سے کرنا چاہئے، نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے:۔

﴿إِنَّ اعْظَمَ الذُّنُوبِ عِنْدَ اللّٰهِ رَجُلٌ تَزَوَّجَ امْرَأَةً فَلَمَّا قَضَى حَاجَتَهُ مِنْهَا طَلَّقَهَا وَذَهَبَ بِمَهْرِهَا﴾

(اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہ بہت بڑا گناہ ہے کہ ایک آدمی کسی عورت سے نکاح کرلے اور جب اپنی ضرورت پوری کرلے تو اسے طلاق دیدے اور اس کا مہر بھی اس کو نہ دے) (ترمذی کتاب الطلاق: ۱۱۸۷، الصحیحۃ: ۹۹۹)

نبی اکرم ﷺ نے بغیر کسی وجہ کے طلاق کا مطالبہ کرنے والی عورت کو سخت وعید سنائی ہے، آپ ﷺ کا ارشاد ہے:۔

---

[1] طلاق کے مسائل ص ۱۰

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿اَیُّمَا امْرَأَۃٍ سَالَتْ زَوْجَھَا طَلَاقًا فِیْ غَیْرِ مَا بَأْسٍ فَحَرَامٌ عَلَیْھَا رَائِحَۃُ الْجَنَّۃِ﴾

''جو عورت اپنے شوہر سے بغیر کسی وجہ کے طلاق کا مطالبہ کرے اس پر جنت کی خوشبو حرام ہے'' (ابوداؤد کتاب الطلاق: ۲۲۶۳، احمد ۵/۲۷۷، وغیرھا)

آپ ﷺ نے اس شخص کو بھی شدید وعید سنائی ہے جو میاں اور بیوی کے درمیان دوری پیدا کرنے کی کوشش کرے، آپ ﷺ کا ارشاد ہے:۔

﴿لَیْسَ مِنَّا مَنْ خَبَّبَ امْرَأَۃً عَلٰی زَوْجِھَا﴾

''جو شخص کسی عورت کو اس کے شوہر سے برگشتہ کرے وہ ہم میں سے نہیں'' (ابوداؤد: ۲۱۷۵)

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی طلاق سے اس کراہت و ناپسندیدگی کی وجہ بیان کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:۔

''طلاق کی کثرت اور اس کو برا نہ سمجھنے میں بہت سی خرابیاں ہیں، ایک یہ کہ کچھ لوگ شرمگاہ کی شہوت کے غلام ہوتے ہیں، وہ نکاح سے نظام خانہ داری قائم کرنے کا ارادہ نہیں کرتے، نہ معاشی معاملات میں آپسی تعاون کا قصد کرتے ہیں، نہ شرمگاہ کی حفاظت ان کے پیش نظر ہوتی ہے، ان کا مطمح نظر بس عورتوں سے لطف اندوز ہونا اور نیا ذائقہ چکھنا ہوتا ہے چنانچہ وہ بکثرت نکاح کرتے ہیں اور طلاقیں دیتے ہیں، ایسے نکاح اور زنا میں نفس کے بگاڑ کے اعتبار سے کچھ فرق نہیں، صرف ظاہر داری کا فرق ہے کہ رسم نکاح ادا ہوگئی اور ملکی نظام سے معاملہ ہم آہنگ ہوگیا۔

اسی طرح اگر عورتیں اس چیز کی عادی ہوجائیں کہ وہ ذائقہ چکھ کر چل دیں اور لوگ اس کو برا نہ سمجھیں اور نہ اس پر افسوس ہو نہ نکیر تو بے حیائی کو فروغ ملے گا، اور کوئی دوسرے کے گھر کی بربادی کو بربادی نہیں سمجھے گا اور خیانت کی طرح پڑے گی ہر ایک اس فکر میں رہے گا کہ جدائی ہو تو

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فلاں سے نکاح کروں گا اور اس میں جو مفاسد ہیں وہ ظاہر ہیں''۔[1]

دراصل طلاق سے نہ صرف یہ کہ بدکاری کے دروازے کھلتے ہیں بلکہ خاندانوں میں دوریاں اور بغض وعداوت پیدا ہوجاتی ہے نتیجہ معاشرہ عدم استحکام کی مصیبت سے دو چار ہوجاتی ہے، ساتھ ہی بچوں کا مستقبل بھی تباہ و برباد ہوجاتا ہے، یہی وجہ ہے کہ ابلیس کو مرد وعورت کی جدائی سے حد درجہ کی دلچسپی اور خوشی ہے، رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:۔

''ابلیس'' اپنا تخت (سمندر کے) پانی پر رکھتا ہے پھر وہ لوگوں کو گمراہ کرنے کے لئے (زمین کے ہر گوشے میں) اپنے فوجی دستے بھیجتا ہے اس کے ہاں سب سے زیادہ مقرب وہ شیطان ہوتا ہے جو بہت بڑا فتنہ پرداز ہو (وہ سب واپس آکر اپنے اپنے کام کی رپورٹ دیتے ہیں) ان میں سے ایک کہتا ہے میں نے اس طرح اور اس طرح کیا ہے ''ابلیس'' کہتا ہے تو نے کچھ نہیں کیا، پھر ان میں سے ایک اور شیطان آکر کہتا ہے میں نے فلاں آدمی کو نہیں چھوڑا یہاں تک کہ میں نے اس کے اور اس کی بیوی کے درمیان تفرقہ ڈال دیا ''ابلیس'' اسے اپنے قریب کرتا ہے اور کہتا ہے اچھا ایجینٹ تو تو ہی ہے اور پھر اسے گلے سے لگالیتا ہے''

(مسلم کتاب صفات المنافقین: ۷۲۸۴)

شیخ الحدیث عبید اللہ مبارکپوری تحریر فرماتے ہیں:۔

''(میاں اور بیوی کی تفریق اور جدائی سے ابلیس کی مسرت وخوشی کی) وجہ یہ ہے کہ نکاح ایک شرعی عقد اور معاہدہ ہے جس کے ذریعہ بیوی حلال ٹھہرتی ہے، ابلیس چاہتا ہے کہ اس گرہ (عقد) کو کھول دے جسے شریعت نے باندھا ہے تاکہ شریعت کی حرام کردہ چیز حلال ہوجائے، زنا کی کثرت ہو، حرامی بچے پھیلیں، زمین پر فتنہ وفساد کی گرم بازاری ہو، شرعی حدود پامال ہوں اور حدود اللہ سے تجاوز کیا جائے، یہ

[1] حجۃ اللہ مع رحمۃ اللہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باتیں امام طیبیؒ نے لکھی ہیں، حدیث سے مقصود زوجین میں تفریق کے اسباب سے باز رہنے کی تاکید ہے اس لئے کہ زوجین کے درمیان تفریق کی صورت میں زنا میں پڑنے اور سلسلۂ نسل کے منقطع ہونے کا خدشہ ہے''[1]

اس طرح اسلام نے ان تمام راہوں اور دروازوں کو یکسر بند کردیا جن سے بے حیائی اور بدکاری کو راہ مل سکتی تھی اور اس کے رجحان کو فروغ حاصل ہوسکتا تھا، ظاہر ہے کہ ان تعلیمات وہدایات پر عمل پیرگی کے نتیجہ میں جو سماج ومعاشرہ وجود میں آئے گا وہ ہر طرح کی آلودگیوں سے محفوظ رہے گا اور جو نسل پروان چڑھے گی وہ صالح اقدار کی حامل اور انتہائی پاکیزہ سیرت وکردار کی نمائندہ ہوگی۔

ان ہی تعلیمات کی خلاف ورزی اور عملی زندگی میں ان سے انحراف واعراض اور بے اعتنائی وبے پرواہی ''فحشاء'' کا ارتکاب ہے جس سے آیت کریمہ میں ''وینھی عن الفحشاء'' کہہ کر روکا اور منع کیا گیا ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆

[1] مرعاۃ المفاتیح ۳۸۱/۱

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مغربی تہذیب

افکار وتعلیمات اور اعمال وحرکات

گذشتہ صفحات میں فحاشی وبدکاری کے انسداد اور سماج ومعاشرہ کی صالحیت و پاکیزگی سے متعلق اسلامی تعلیمات وہدایات اور قوانین وآداب کا آپ نے قدرے تفصیل سے مطالعہ کیا، اسلامی تہذیب وشریعت کے بالمقابل موجودہ دنیا کو عمومی طور پر جس تہذیب سے سابقہ ہے وہ یورپی اور مغربی تہذیب ہے جو اپنے مزاج ومذاق، افکار وتعلیمات اور پھر اثرات ونتائج کے اعتبار سے اسلامی تہذیب سے یکسر مختلف اور بالکل متضاد حیثیت کی حامل ہے۔

مغرب اور مقصد تخلیق نسواں:

اسلامی شریعت کی نگاہ میں مرد کے ساتھ عورت کی تخلیق کا بنیادی اور اساسی مقصد نسل انسانی کی افزائش ہے، مرد وعورت کے مابین باہمی جنسی کشش اور سکون اسی مقصد کی تکمیل کا ذریعہ ہے، لیکن مغرب کی نگاہ میں عورت کی بنیادی حیثیت شہوانی تسکین کے ایک آلہ سے زیادہ کچھ نہیں۔

مغرب اور شادی:

افزائش نسل کی بنیاد خاندانی نظام پر ہے اور خاندان کا نظام مرد وعورت کے اس شریفانہ تعلق سے وجود میں آتا ہے جسے ''نکاح'' یا ''شادی خانہ آبادی'' سے تعبیر کیا جاتا ہے، بنابریں اسلام کی نگاہ میں نکاح ایک بامقصد اور ضروری عمل ہے، لیکن چونکہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مغرب کی نگاہ سے عورت کی تخلیق کا بنیادی مقصد اوجھل ہے اسلئے اس کی نظر میں شادی نہ صرف یہ کہ ایک غیر ضروری عمل ہے بلکہ عورت کیلئے مردوں کی غلامی کی علامت وذریعہ اور اس کی فطری آزادی کے خلاف ہے، اس تہذیب کا ایک نمائندہ ''جان اسٹورٹ مل'' جس نے ''عورتوں کی محکومیت'' نامی کتاب لکھی ہے، کہتا ہے:

''شادی واحد غلامی کی ایک صورت ہے جو اب تک ہمارے قانون کے تحت جائز ہے، نکاح کا بندھن قانونی جسم فروشی کے مترادف ہے''[1]

اسی طرح امریکہ میں ''تحریک نسواں'' کی علمبردار شیلا کروشائن کہتی ہے:

''عورت کیلئے شادی کے معنی غلامی ہیں اس لئے تحریک نسواں کو شادی کی روایت پر حملہ کرنا چاہئے، شادی کی روایت کو ختم کئے بغیر عورت کو آزادی نصیب نہیں ہوسکتی'' [2]

جبکہ ایک مغربی ''ڈبلیو آئی جارج'' لکھتا ہے:

''تحریک نسواں کا اصل مقصد شادی کو ختم کرنا اور آزاد جنسی تعلقات کا قیام ہے'' [3]

اسی آزادانہ جنسی تعلقات کے قیام اور فطری آزادی سے محرومی سے بچنے کی خاطر یورپین مرد وخواتین میں تجرد اور تنہائی کی زندگی عام ہوتی جارہی ہے، چنانچہ برطانیہ کی نیشنل ویمن کونسل کی ایک خاتون رکن کہتی ہے:۔

''یہ خیال مضبوط ہوتا جارہا ہے کہ شادی کرکے شوہر کی خدمت کے جھمیلے میں کیوں پڑا جائے بس زندگی کے مزے اڑالئے جائیں بہت سی خواتین یہ فیصلہ کرچکی ہیں کہ ان کو اپنی بقا کیلئے مردوں کے سہارے کی ضرورت نہیں'' [4]

---

[1] غیرت کا فقدان ص ۱۵۶ [2] نکاح کے مسائل ص ۲۱

[3] تحریک نسواں یا تحریک نازن ص ۶ محمد عطاء اللہ صدیقی پاکستان

[4] ہفت روزہ تکبیر پاکستان ۴ ستمبر ۱۹۹۷ء بحوالہ نکاح کے مسائل ص ۲۱

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فرانس کے ایک ادارہ ''سوفراس'' کے مطابق مجرد ملین سے زیادہ عورتوں میں ۳۸ فی صد عورتیں اپنے اختیار وارادہ سے تجرد کی زندگی گذار رہی ہیں، فرانس میں اس وقت دس ملین سے زیادہ عورتیں اور آٹھ ملین سے زیادہ مرد بغیر شادی زندگی بسر کر رہے ہیں، ڈنمارک میں یہ تعداد ۵۵ فی صد تک پہونچ گئی ہے، فرانس میں طلاق کے سبب تجرد کے شکار مردوں اور عورتوں میں سے ۵۵ فی صد دوبارہ شادی کی بات نہیں سوچتے اور پیرس کی ہر دس عورتوں میں آٹھ تنہائی کی زندگی بسر کرتی ہے۔ ۱

BBC لندن کے ایک جائزہ کے مطابق جو برطانیہ میں ۲۰ ہزار افراد سے بات چیت کے بعد مرتب کیا گیا تھا وہاں ایک چوتھائی گھرانوں میں روایتی کنبے رہتے ہیں باقی دو تہائی بغیر شادی کے اکھٹا رہتے ہیں یا تنہا زندگی گزارتے ہیں۔ ۲

یہ دونوں جائزے برسوں پہلے کے ہیں، اسی طرح ہفتہ واری عربی مجلّہ ''المجتمع'' کویت نے سالوں پہلے ایک مضمون ''کیا تجرد یورپین عورتوں کا جدید فیشن ہے'' کے عنوان سے شائع کیا تھا، اس مضمون کے مطابق ''فرانس کے دارالحکومت پیرس میں مارچ ۱۹۸۹ء میں ایک نمائش کا اہتمام کیا گیا تھا جسے مجرد مردوں اور عورتوں کے ''سیلون'' (Saloon) کا نام دیا گیا تھا، اس سیلون میں تجارتی کمپنیوں نے ایسے کھانے، کتابیں، فرنیچر اور خدمات فراہم کی تھیں جن کی مجرد لوگوں کو ضرورت پڑتی ہے، ساتھ ہی مختلف تقاریر و مذاکرات کا جائزہ لیا گیا اور ان کے حقوق کے تحفظ کیلئے تجاویز منظور کی گئیں'' ۳

مغرب اور زنا:

اسلام نے مرد کے ساتھ عورت کی تخلیق کے مذکورہ بنیادی مقصد کی تکمیل کی خاطر جہاں نکاح کا حکم دیا ہے وہیں اس مقصد کی حفاظت کیلئے نکاح سے ہٹ کر مرد و عورت

---

۱ خاتون اسلام از ڈاکٹر ازہری ص ۱۰۷ (مطبوعہ مکتبہ فہیم مئو)

۲ روزنامہ جنگ لاہور ۲۸ ستمبر ۱۹۹۱ء ۳ خاتون اسلام ص ۱۰۷

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہیں۔ ۱

اور یہ ایک نمونہ فرانس کا بھی ملاحظہ فرمایئے:۔

۱۹۹۶ء میں فرانس کے سابق صدر شیراک کی بیٹی کلاڈ کے ہاں شادی کے بغیر بچی کی پیدائش ہوئی تو کلاڈ نے بچی کے باپ کا نام تک بتانے سے انکار کر دیا لیکن باپ کے ماتھے پر شکن تک نہ آئی۔ ۲

مغرب اور محرمات کی پامالی:

اہل مغرب نے فطری آزادی کے عنوان سے جب شہوانی آوارگی کا راستہ اپنایا اور جنسی آزادی کا دروازہ کھول دیا تو اس آزادی نے انہیں ایسا بے لگام کیا کہ وہ بالکل حیوانوں کی سطح پر آ گئے، اپنے اور غیر کی تمیز کی صلاحیت سے محروم ہو گئے، محرمات اور غیر محرمات کی اصطلاحات ان کے نزدیک بے معنی ٹھہریں اور بہن، بیٹی اور ماں جیسے رشتوں کی کوئی قیمت و وقعت ان کی نگاہوں میں نہیں رہ گئی، سابق امریکی صدر بل کلنٹن کے مطابق:

> ''اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ کوئی اپنے بیٹے سے بدفعلی کرے یا اپنی بیٹی کے کنوارے پن سے لطف اندوز ہو، کوئی بہن اپنے بھائی کو جنسی تلذذ سے سرشار کرے یا کوئی ماں اپنے بیٹے کی اٹھتی ہوئی جوانی سے محظوظ ہو، کوئی مالک اپنی کتیا سے بدذاتی کرے یا کوئی خاتون اپنے کتے، گدھے یا سور سے سرشار ہو'' ۳

چنانچہ مغرب میں حرمتوں کی پامالی کا یہ منظر عام اور معمول کی بات میں داخل ہوتا نظر آ رہا ہے، ذیل کی چند مثالوں میں اس منظر کا بخوبی مشاہدہ کیا جا سکتا ہے:۔

---

۱ صراط مستقیم برمنگھم فروری و مارچ ۱۹۹۰ء بحوالہ غیرت کا فقدان ص ۲۰۵

۲ ہفت روزہ تکبیر ۶ ستمبر ۱۹۹۷ بحوالہ نکاح کے مسائل ص ۱۵

۳ عورت، اسلام اور جدید سائنس ص ۲۰۷

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نیویارک میں ۴۳ سالہ ماں نے بیٹے سے شادی رچالی، ہوا یوں کہ ایک خاتون ''میری'' نے سترہ سال کی عمر میں ایک بچے کو جنم دیا، وہ سات سال کا تھا جب وہ اس سے لاتعلق ہوگئی، ''ڈینی'' خیراتی اداروں میں پل کر جوان ہوا اور ۲۶ سال کا ہوا تو اس کا تعارف ''میری'' سے ہوا، وہ جانتی تھی کہ وہ اس کا بیٹا ہے، اس کے باوجود اس نے ''ڈینی'' کو ورغلایا اور اس سے شادی کر لی، بیٹے کو اصلیت کا پتہ چلا تو وہ صدمہ سے بے ہوش ہوگیا۔[1]

امریکہ کے ایک ٹی وی پروگرام میں ایک بھائی بہن کو پیش کیا گیا، بہن اپنے بھائی سے حاملہ تھی، جب اس تعلق کے بارے میں پوچھا گیا تو نہ صرف انہوں نے اس بات کا اقرار کیا بلکہ اس کو جاری رکھنے کا عہد بھی کیا۔[2]

ڈاکٹر محمد علی خولی لکھتے ہیں:۔

> ''میں نے امریکہ میں ٹیلی ویژن اسکرین پر میاں بیوی اور بیٹی کو ایک ساتھ انٹرویو دیتے ہوئے دیکھا جس میں سائلہ باپ سے پوچھ رہی تھی کہ اپنی بیٹی سے زنا کرنے سے قبل اور بعد اس کا احساس کیسا تھا؟ اور یہی سوال اس کی بیٹی سے بھی پوچھ رہی تھی اور سارا خاندان ایسا بیٹھا تھا کہ یہ کوئی معمولی بات ہو!!''[3]

ٹام گرین نامی ایک شخص نے پہلے دو عورتوں سے شادی کی اور بعد میں ان کی تین بیٹیوں سے بھی شادی کر لی یعنی پہلے اس نے تمیہ نامی ایک بیوہ سے شادی کی جس کی ایک بیٹی لنڈا بھی اس کے ساتھ آ گئی پھر اس نے ایک اور بیوہ سے شادی کی جس کی دو بیٹیاں بھی ماں کے ساتھ آ گئیں دونوں بیویوں نے اپنے شوہر کے ''حسن سلوک'' سے متاثر ہو کر اور بیٹیوں سے اس کا عشق دیکھ کر یکے بعد دیگرے اپنی بیٹیوں کی شادیاں

---

[1] روزنامہ جنگ یکم مئی ۸۶ء

[2] ہفت روزہ غزوہ ۲۰ تا ۲۶ ستمبر ۲۰۰۲ء بحوالہ غیرت کا فقدان ص ۲۱۱

[3] البریق الزائف للحضارۃ الغربیۃ ص ۳۴ بحوالہ سابق۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بھی ٹام سے کردیں اس طرح ماں بیٹیوں کے ایک خاوند کی حیثیت سے ٹام گرین نے نئی مثال قائم کی۔[1]

مغرب کی بے قابو شہوانی آزادی کو محرمات کی پامالی سے بھی تسکین حاصل نہیں ہوسکی، وہ انسانوں سے آگے بڑھ کر جانوروں سے جنسی تلذذ پر اتر آئی۔

''لینڈا کالیفانو'' نامی ۴۲ سالہ امریکی خاتون نے کتے کے ساتھ اپنی شادی کی تقریب منعقد کی، جس میں ملک کی بڑی بڑی شخصیات نے شرکت کی، خاتون نے اپنے ہونے والے شوہر یعنی کتے کا نام ''ماکس'' رکھا، اس کے مطابق یہ کتا اس کے سابقہ تین شوہروں سے مثالی اور کامیاب شوہر ہے، نعوذ باللہ۔[2]

مغرب اور ہم جنس پرستی:

قدرت نے نوع انسانی کو مرد وعورت کی شکل میں دو الگ اور مختلف صنفوں میں تقسیم کر کے ان کے اندر شہوانی کشش اور جنسی شہوت رکھی اور ایک کو بارآور کرنے اور دوسرے کو بارآور ہونے کی صلاحیت وقابلیت سے نوازا، مقصد نوع انسانی کی محفوظ شکل میں افزائش اور ترقی تھی، اہل مغرب کے ذہن ودماغ سے جب نوع انسانی کی اس تقسیم کے پس پشت کارفرما یہ حقیقی مقصد فراموش ہوگیا اور جنسی شہوت وقوت کا مصرف صرف لذت کوشی ہی ٹھہری تو اس خوئے لذت کوشی اور بے قابو شہوت پرستی نے پہلے تو انہیں فطرت انسانی سے عاری کردیا پھر مزید ترقی کرتے ہوئے مزعومہ فطری آزادی کے عنوان سے انہیں فطرت حیوانی سے بھی محروم کردیا، معمولی عقل وخرد کا مالک شخص بھی اس حقیقت کو بخوبی سمجھ سکتا ہے کہ مرد وعورت کی شہوانی تسکین ولذت کا مقام فطری طور پر ان کی اگلی شرمگاہ ہیں، ان کے علاوہ دیگر کسی مقام سے لطف اندوزی بدیہی طور پر غیر فطری اور غیر عقلی ہے، لیکن دانشورانِ مغرب کی نگاہوں میں یہ انسان کی فطری آزادی کے تقاضے کے عین مطابق ہے۔

---

[1] و[2] جنگ جمعہ میگزین ۲ دسمبر ۱۹۹۱ء بحوالہ عورت، اسلام اور جدید سائنس ص ۲۵۸

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایڈنبرا یونیورسٹی میں نفسیات کے پروفیسر کرس برائڈ نے انٹرنیٹ پر جاری ایک نیوز لیٹر میں دعوی کیا کہ ۱۲ سال سے بڑی عمر کے بچوں کے ساتھ بڑی عمر کے لوگوں کا باہمی رضامندی ورغبت کے ساتھ غیر متشدد جنسی تعلقات قائم کرنے میں کوئی حرج نہیں بشرطیکہ دونوں پارٹنرس کا تعلیم وذہنی معیار بلند ہو، ڈاکٹر کرس برائڈ نے انکشاف کیا کہ خود انہوں نے بچپن میں رقم کی لالچ میں بڑی عمر کے ایک شخص کو اپنے ساتھ اس طرح چند حرکات کرنے کی اجازت دے دی تھی۔[1]

تحریک آزادی نسواں کے مشہور جریدہ ''نیشنل آرگنائزیشن فار ویمن نائمز'' نے جنوری ۱۹۸۸ء کے شمارہ میں آزادئ نسواں کے موضوع پر لکھتے ہوئے آزادئ نسواں کا مطلب ہی یہ بتایا کہ عورت کی حقیقی آزادی کیلئے ضروری ہے کہ خواتین آپس میں جنسی تعلقات قائم کریں۔[2]

جرمنی کے ڈاکٹر ماگنوش نے لواطت کے حق میں چھ سال تک جد جہد کی اور حکومت کو مجبور کر دیا کہ وہ احتساب اٹھالے، اس نے لواطت کے حق میں عجیب وغریب اور اپنے تئیں زوردار استدلال پیش کیا، اس کے مطابق'' اگر جانبین رضامند ہوں تو حکومت کیلئے کونسا عذر رہ جاتا ہے؟ کیا اس سے مملکت کو نقصان پہونچ جاتا ہے؟ کیا یہ زیادہ فطری طریقہ نہیں؟ جو لوگ اسے غیر فطری کہتے ہیں ان کے پاس کوئی دلیل نہیں، وہ محض ایک فرسودہ قول دہرائے چلے جاتے ہیں، اس کے برعکس عورت کو مرد سے اختلاط کا خمیازہ بھگتنا پڑتا ہے تو وہ ماں بن جاتی ہے یا بچے ضائع کرتی ہے، لواطت میں اس طرح کا کوئی خطرہ نہیں بلکہ اس ہم جنسی سے قحبہ گری کی مصیبت میں کمی لائی جاسکتی ہے''[3]

سابق امریکی صدر بل کلنٹن نے وائٹ ہاؤس کے سامنے ہم جنس پرست مظاہرین

---

[1] روزنامہ جنگ، لندن، ۹ رنومبر ۱۹۹۶ء بحوالہ مردود اقوام ص ۱۲۱

[2] تکبیر ۲۹ مارچ ۱۹۹۵ء بحوالہ غیرت کا فقدان ص ۲۰۵

[3] اس بازار میں از شورش کاشمیری بحوالہ عورت، اسلام اور جدید سائنس ص ۳۱۴

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے کہا:۔

''میں امریکی معاشرہ کے تمام گروہوں اور ہم جنس خواتین وحضرات کے درمیان مساوات کے قیام کیلئے کی جانے والی جد وجہد کی بھر پور تائید کرتا ہوں'' ۱

۲۶/جون ۱۹۹۴ء کو باقاعدہ امریکی حکومت کی طرف سے ایک مظاہرہ کروایا گیا، جس میں مظاہرین نے یہ مطالبہ کیا کہ ہم جنس پرست مردوں اور عورتوں کیلئے آزادانہ جنسی اختلاط کا حق تسلیم کیا جائے اور اسے انسانی حقوق کے منشور میں شامل کیا جائے۔

مظاہرہ کے بعد ہی امریکہ کی خاتون اٹارنی جنرل نے اعلان کیا کہ اگر کسی ملک میں کسی فرد کو ہم جنس پرستی کے جرم میں سزا دی جاتی ہو تو وہ امریکہ میں پناہ حاصل کر سکتا ہے، اس نے کہا کہ میں اس سلسلے میں امیگریشن کے قوانین میں مطلوبہ تبدیلیوں کی سفارشات پیش کر سکتی ہوں۔ ۲

اب مغرب کے بیشتر ممالک میں ہم جنس پرستی عام ہے اور اسے باقاعدہ قانونی حیثیت حاصل ہے بلکہ ہم جنس پرستوں کی باہمی شادیاں بھی عام ہیں۔

امریکہ میں تحریک نسواں کی ایک لیڈر ''پیٹریشیا'' نے یہ اعتراف کیا کہ وہ اپنے شوہر کے علاوہ ایک عورت کے ساتھ بھی جنسی تعلقات رکھتی ہے۔ ۳

''نیو یارک ٹائمز'' کے تخمینہ کے مطابق امریکہ میں تحریک نسواں کی تیس سے چالیس فیصد خواتین اپنی ہم جنسوں کے ساتھ تعلقات رکھتی ہیں۔ ۴

لندن میں عیسائی رسم ورواج کے مطابق ہزاروں مہمانوں کی موجودگی میں ٹاؤن ہال کے پادری نے دو عورتوں کا آپس میں نکاح پڑھایا۔ ۵

---

۱ روزنامہ یو ایس اے، ۱۲ اپریل ۱۹۹۳ء، بحوالہ نکاح کے مسائل

۲ و ۳ تکبیر ۱۳ اپریل ۱۹۹۵ بحوالہ نکاح کے مسائل ص ۱۵

۴ تکبیر ۲۹/مارچ ۱۹۹۷ء

۵ صراط مستقیم برمنگھم نومبر، دسمبر ۱۹۹۲ء

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مغرب اور بے حیائی و برہنگی:

شریعت اسلامیہ میں معاشرہ کو زنا سے پاک وصاف رکھنے کیلئے اس سے متعلق تمام چھوٹی اور بڑی چیزوں پر قدغن لگایا گیا ہے اور اس سلسلے میں انتہائی دقت و باریک بینی سے کام لیا گیا ہے، مغرب کی نگاہ میں جب زنا ہی کی کوئی قباحت نہیں رہ گئی تو پھر اس کے انسداد کی تدبیروں سے اس کا کیا واسطہ ہوسکتا ہے؟ چنانچہ بے پردگی اور مرد وعورت کے آزادانہ اختلاط وغیرہ سے آگے بڑھ کر کھلی برہنگی اور مادر زادانہ ننگا پن مغربی معاشرہ میں عار کی بات ہونے کی بجائے وجہ فخر اور ترقی یافتہ ہونے کی دلیل ہے، ابتدا ہی سے مغربی بچوں کی تربیت اس انداز سے کی جاتی ہے کہ ان کے ذہن ودماغ میں، اختلاط، ننگے پن اور برہنگی کی قباحت وبرائی کا کوئی شمہ تک باقی نہ رہنے پائے، چنانچہ برطانوی اسکولوں میں زیر تعلیم بچوں کو ابتدا ہی سے ایک دوسرے کے ساتھ برہنہ غسل کرنے کی باقاعدہ ٹریننگ دی جاتی ہے، بڑی جماعتوں میں پہنچنے کے بعد نوجوان لڑکوں اور لڑکیوں کیلئے مشترکہ سوئمنگ لازمی ہوتی ہے، مزید براں بچوں کو دیر رات تک گھر سے باہر رہنے کی سہولتیں فراہم کی جاتی ہیں اور یہ بھی بتایا جاتا ہے کہ اگر تمہارے والدین تمہیں کسی بات پر ڈانٹیں یا ماریں تو پولیس کو فون کرکے انہیں تھانے بھجوادو۔[1]

ایک امریکی اسکول میں دو خواتین اساتذہ نے اناٹومی کی آٹھویں جماعت میں برہنہ ہوکر پڑھانے کا انوکھا طریقہ استعمال کیا، ان کا استدلال یہ تھا کہ اس خشک مضمون میں اس طرح طلبہ وطالبات کی دلچسپی برقرار رکھی جاسکتی ہے۔[2]

اب اسی قسم کے ماحول وتربیت کا نتیجہ ہے کہ مغربی ملکوں میں برہنگی کے درجہ ذیل قسم کے عیاں مناظر دیکھنے کو ملتے ہیں:۔

---

[1] تکبیر ۱۹/دسمبر ۱۹۹۶ء

[2] عورت، اسلام اور جدید سائنس ص ۲۳۶

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امریکی میگزین نیوز ویک (۲۱ر جنوری ۱۹۸۵ء) کے صفحہ ۳۵ پر ایک تصویر چھپی تھی اس تصویر میں امریکی خواتین کا ایک جلوس دکھایا گیا تھا، جلوس کے آگے ایک نوجوان عورت ایک بینر اٹھائے ہوئے تھی، اس کے اوپر جلی حروف میں لکھا تھا ''اپنے قوانین اور اپنے اخلاق کو میرے جسم سے دور رکھو'' ۱

امریکہ کی ریاست انڈیانا میں نیکڈسٹی کے نام سے ایک شہر آباد ہے جس کے باشندوں کے جسم پر زمین وآسمان نے لباس نام کی کوئی چیز نہیں دیکھی، یہاں ہر سال پوری دنیا کی مادرزاد برہنہ ہونے کی شوقین عورتوں کے ''ویمن نیو ورلڈ'' مقابلے ہوتے ہیں۔ ۲

برلن میں ۱۵ر جولائی کو تقریباً پانچ لاکھ نوجوان برہنہ لڑکوں اور لڑکیوں پر مشتمل ایک ریلی نکلتی ہے، جسے ''محبت کا قافلہ'' کا نام دیا جاتا ہے۔ ۳

اہل مغرب کے یہاں برہنگی کس قدر مقبول اور دلچسپی کی حامل چیز ہے اس کا اندازہ اس بات سے کیجئے کہ اٹلی میں مسولینی کی پوتی نے اسمبلی کی ممبر شپ کیلئے برہنہ ہوکر حاضرین سے خطاب کیا اور ووٹ مانگے۔ ۴

مغرب کی حجاب دشمنی:

مغرب کی فحاشی و بے حیائی اور عریانیت و برہنگی کے ساتھ اسی گرویدگی کا نتیجہ ہے کہ وہاں کے بہت سے ممالک میں حجاب زیر عتاب اور مرکز نفرت و دشمنی بنا ہوا ہے، فرانس میں باقاعدہ برقع پر پابندی کا بل پاس کرلیا گیا ہے، اسی طرح بلجیم میں بھی اسی نوعیت کا ایک بل پیش کیا گیا ہے جبکہ آسٹریلیائی سینیٹ کے ممبران کا کہنا ہے:

''برقع پہننے والی خاتون کیلئے آسٹریلوی معاشرے میں کوئی جگہ نہیں'' ۵

---

۱ غیرت کا فقدان ص ۲۰۵ ۲،۳ الجدران المتصدعۃ بحوالہ سابق ص ۲۰۶

۴ مجلۃ الدعوۃ ستمبر ۱۹۹۵ء بحوالہ سابق

۵ مزید تفصیل کیلئے دیکھئے ''لباس کا بیان'' از محمد اقبال کیلانی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مغربی تہذیب

مختصر تاریخ اور پس منظر

انقلاب فرانس:

گزشتہ صفحات میں جس تہذیب مغرب کے بعض نقوش کا آپ نے مطالعہ کیا، اس کا آغاز ۱۷۷۹ء میں رونما ہونے والے انقلاب فرانس سے ہوتا ہے، فرانس کا یہ انقلاب دراصل قیصریت (ملوکیت وشہنشاہیت) اور پیشوائیت (عیسائی پاپائیت وکلیسا) کے جبر کے خلاف مکمل بغاوت کے طور پر وجود میں آیا تھا، اس سے قبل مغرب ایک طرف ملوکیت و جاگیرداری کے پنجۂ استبداد میں جکڑا ہوا تھا تو دوسری طرف مذہب کے نام پر شدید قسم کے کلیسائی جبر وتسلط نے اس کی ترقی وآزادی کے تمام دروازوں کو مقفل کر رکھا تھا، فرانس کا یہ انقلاب نمودار ہوا تو جس طرح ملوکیت و جاگیرداری کے تمام نشانات کو پامال کر دینا ضروری خیال کیا گیا اسی طرح مذہب واخلاق سے متعلق تمام اقدار وروایات کو بھی دفن کر دینا ضروری سمجھا گیا۔

اس انقلاب کی بنیاد سرتاسر فرد کی کامل حریت اور آزادی پر رکھی گئی اور آزادی و حریت کے میدان کو اس قدر وسعت دی گئی کہ ہر قید چمن سے آزادی اور عہد کہن کی ہر علامت سے نفرت و بیزاری اس کی پہچان ٹھہری۔

نکاح غلامی ہے:

نکاح اور اس کی جکڑ بندیاں اس مزعومہ تصور آزادی کے خلاف باور کی گئیں، فرانس کے ادیبوں نے اس تصور آزادی کے تحت نکاح کے خلاف محاذ کھول لیا اور

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مسلسل پروپیگنڈوں کے ذریعہ مغربی معاشرہ میں اسے غیر مانوس اور غیر فطری چیز قرار دینے کی کوشش کی، اس گروہ کی ایک نامور ادیبہ اور آبرو باختہ خاتون ژورژ ساں اپنے ایک ناول میں لکھتی ہے:

''میری رائے میں نکاح تمام اجتماعی طریقوں میں وہ انتہائی وحشیانہ طریقہ ہے جس کا تصور کیا جا سکتا ہے، مجھے یقین ہے کہ آخر یہ طریقہ موقوف ہو جائے گا، اگر نسل انسانی نے انصاف اور عقل کی طرف کوئی واقعی ترقی کی، پھر اس کی جگہ ایک دوسرا طریقہ لے گا جو نکاح سے کم مقدس نہ ہوگا، مگر اس سے زیادہ انسانی طریقہ ہوگا، اس وقت انسانی نسل ایسے مردوں اور عورتوں سے آگے چلے گی جو کبھی ایک دوسرے کی آزادی پر پابندی عائد نہ کریں گے'' [1]

ایک اور فرانسیسی پول ادان اپنی کتاب La Morale De l'mour میں لکھتا ہے:

''شائستہ اور معقول بنو، اپنی خواہشات اور لذت کے خادموں کو اپنا معبود نہ بنالو، نادان ہے وہ جو محبت کا مندر تعمیر کر کے اس میں ایک ہی بت کا پجاری بن کر بیٹھ جاتا ہے، لطف کی ہر گھڑی میں ایک نئے مہمان کا انتخاب کرنا چاہئے'' [2]

ایک تیسرے نے لکھا ہے:

''نہایت پرزور اخلاقی تعلیم کے ذریعہ سے اس مکروہ خیال کا استیصال کر دینا چاہئے کہ عورت کا ماں ہونا کسی حال میں شرمناک، ناجائز، ذلیل اور پایہ شرافت وعزت سے گرا ہوا بھی ہوتا ہے'' [3]

ناخوب کو خوب بنانے کی ان زوردار کوششوں کے بیچ بعض دوسرے ایسے اسباب

---

[1] پردہ ص: ۴۰

[2] ایضاً ص ۴۱، ۴۲ [3] ایضاً ص ۴۳

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وعوامل میں جمع ہو گئے جنہوں نے فحاشی کی اس تحریک کو مضبوطی اور استحکام بخشا۔

مالتھس کے نظریۂ آبادی اور جدید ایجادات کا کردار:

برطانیہ کا ایک مشہور ماہر اقتصادیات مالتھس گزرا ہے، مالتھس نے ۱۷۹۸ء میں ''اصول آبادی'' کے نام سے ایک کتاب لکھی، اس کتاب میں اس نے یہ نظریہ پیش کیا کہ انسانی آبادی جیومیٹری کے حساب یعنی ۱۔۲۔۴۔۸۔۱۶ کی نسبت سے بڑھ رہی ہے جبکہ وسائل پیداوار حساب کی نسبت یعنی ۱۔۲۔۳۔۴۔۵ کی نسبت سے بڑھتے ہیں، اس نے پیشینگوئی کی کہ اگر وسائل کی پیداوار اور انسانوں کی پیدائش کا تناسب ایسا ہی رہا تو چند ہی سالوں کے بعد برطانیہ افلاس کا شکار ہو جائے گا، اس صورت حال سے نمٹنے کیلئے اس نے ضبط نفس اور بڑی عمر میں نکاح کرنے کا مشورہ دیا، مالتھس کا یہ نظریہ آبادی غلط ثابت ہوا، بعد میں جب نو مالتھوسی تحریک آئی تو اس نے یہ اصول پیش کیا کہ نفس کی خواہشات آزادی سے پوری کی جائیں لیکن منع حمل کے جدید سائنٹفک ذرائع سے اس کے نتیجہ کو روک دیا جائے، اس طرح منع حمل کے نو ایجاد ذرائع نے فحاشی کی تحریک کو انتہائی عروج پر پہنچا دیا۔

فحاشی اور سرمایہ دارانہ استحصال:

فحاشی کی اس تحریک کو مزید ترقی و وسعت مغرب کے سرمایہ داروں سے ملی مولانا عبدالرحمٰن کیلانیؒ کے لفظوں میں ''فرانس کے منشور نے ''حریت شخصی'' کے نام پر جو آزادی بخشی تھی اس نے کسب معاش کے سلسلے میں افراد کو بے پناہ آزادی عطا کر دی، جس کی رو سے ہر شخص ہر ممکن طریقہ سے دولت سمیٹنے میں مکمل طور پر آزاد تھا، اس پر اگر کچھ پابندی تھی تو صرف یہ کہ وہ حکومت کے واجبات یعنی ٹیکس وغیرہ ادا کر دیا کرے، اس لامتناہی آزادی کی بنا پر خالص خود غرضی پر مبنی سرمایہ دارانہ نظام وجود میں آ گیا، جس میں اجتماعی مفادات کو انفرادی مفادات کی بھینٹ چڑھا دیا جاتا ہے، سرمایہ دار کو اگر کچھ غرض ہوتی ہے تو صرف

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ کہ وہ اپنے کاروبار کے ذریعہ لوگوں کی جیبوں پر زیادہ سے زیادہ ڈاکہ ڈال سکے، رہے اس کے کاروبار کے معاشرہ پر تباہ کن اثرات اور نقصانات، تو یہ اس کے نزدیک کوئی اہمیت نہیں رکھتے، چنانچہ اس دور میں سود، قمار اور شراب کو جو فروغ حاصل ہوا پہلے کبھی نہ ہوا تھا، قمار اور سود کی چند در چند اقسام کو جاذب اور دلکش انداز میں پیش کر کے معاشرہ میں رائج کر دیا گیا، اسی دور کے سرمایہ دار نے انسان کی اس بنیادی اور مخفی کمزوری یعنی شہوانیت سے بھی خوب خوب فائدہ اٹھایا، اس نے خوبصورت عورتوں کی خدمات حاصل کر کے تھیٹر، رقص گاہیں اور فلم سازی کے ادارے قائم کئے، کوشش یہ کی گئی کہ ان خوبصورت عورتوں کو ممکنہ حد تک برہنہ صورت میں پیش کر کے اور لوگوں کے شہوانی ہیجان کو خوب بھڑکا کر ان کی جیبوں پر ڈاکہ ڈالا جائے، بعض دوسروں نے حکومت سے لائسنس حاصل کر کے باقاعدہ قحبہ گری کے اڈے قائم کر دیئے، کچھ دوسروں نے میک اپ کا اعلیٰ سے اعلیٰ سامان تیار کیا اور اس کی اشتہار بازی میں خوبصورت عورتوں کی تصاویر کو جاذب نظر انداز میں پیش کیا، کچھ اور سرمایہ داروں نے برہنہ قسم کے اور بھڑکیلے لباس تیار کر کے اسے انہیں خوبصورت عورتوں کے ذریعہ معاشرہ میں مقبول بنایا اور اسے نئے فیشن کا نام دیا، پھر یہ سرمایہ دار مزید جلب منفعت کی غرض سے ہر آئے دن یہ فیشن بدل دیا کرتا تھا، اس طرح سرمایہ دار نے اپنی تجارت کو فروغ دینے کی خاطر معاشرہ کو شہوانی ہیجان کے نہ ختم ہونے والے جہنم میں دھکیل دیا جس کی وجہ سے فحاشی اور بدکاری آپ سے آپ بڑھتی چلی گئی''۔[1]

مساوات مرد وزن کا نعرہ:

اسی سرمایہ دارنہ استحصال اور ضرورت کی پیداوار'' مساوات مرد وزن''''حقوق نسواں'' اور'' آزادیٔ نسواں'' کے وہ نعرے بھی تھے جن کا حقیقی مقصد عورتوں کو گھر کی چہار دیواری سے نکال کر فیکٹریوں، آفسوں اور دیگر مراکز عمل میں افراد کی کمی پوری کرنا تھا اور جس کے نتیجہ میں ہر طرح کے مراکز عمل اور تعلیمی درسگاہوں میں اختلاط

---

[1] احکام ستر وحجاب ص ۱۲

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مرد وزن کے راستہ سے فحاشی اور بے حیائی کو انتہائی حد تک انسانی معاشرہ میں قدم جمانے کا موقع مل گیا۔

پریس کی ترقی اور جدید ذرائع ابلاغ:

بدقسمتی سے اسی زمانہ میں پریس کو ترقی ہوئی اور ابلاغ کے نت نئے ذرائع بھی وجود میں آئے، پریس کی اس ترقی اور جدید ذرائع ابلاغ کی ایجاد اور ان کے فروغ و وسعت نے فحاشی اور بے حیائی کو عالمگیر اور ہمہ گیر بنا دیا، ایک طرف سرمایہ داروں نے اپنے سرمایہ دارانہ مقاصد کی تکمیل کیلئے اور دوسری طرف صہیونی اور صلیبی تخریب پسندوں نے اپنے تخریبی عزائم واہداف کی تنفیذ وتحقیق کی غرض سے انہیں بہت حد تک یکطرفہ طور پر فحاشی و بے حیائی کے فروغ کے آلات ووسائل میں تبدیل کر دیا، اس وقت مشاہداتی طور پر جو منظر ہمارے سامنے ہے وہ یہ کہ سارے انسانی وسائل حتی کہ زندگی سے جڑے ناگزیر ضروریات وخدمات اور ان کے اداروں کو بھی فحاشی و بدکاری کی اشاعت وترویج کے اداروں اور ذرائع ووسائل میں تبدیل کر دیا گیا ہے۔

جدید ذرائع ابلاغ (میڈیا) کی دو قسمیں کی جاتی ہیں:

۱۔ پرنٹ میڈیا اور ۲۔ الکٹرونک میڈیا

ہم کھلی آنکھوں اس مشاہدہ پر مجبور ہیں کہ فحاشی اور بے حیائی کے سوداگروں نے ان ہر دو قسم کے ذرائع کو مکمل طور پر فحاشی و بے حیائی کا پیغامبر بنا کر رکھ دیا ہے، پرنٹ میڈیا میں سب سے زیادہ وسیع و مستحکم دائرۂ اثر اخبارات کو حاصل ہے، المیہ یہ ہے کہ اخبارات خواہ کسی زبان کے ہوں کسی نہ کسی عنوان سے اشاعت فاحشہ اور فروغ بے حیائی کا فریضہ نامسعود ادا کرنے میں مشغول ہیں، فلمی اشتہارات، فلمی خبریں اور فلمی اداکار اور اداکاراؤں کی برہنہ اور نیم برہنہ تصاویر اور ان کے عشق ومعاشقہ کی داستانیں ہر اخبار کی زینت وترقی کا حصہ ہیں اور ان کے لئے باقاعدہ (عموماً) ہفتہ واری کالمس اور سپلیمنٹ مخصوص ہیں، روز مرہ ایڈیشن میں کم از کم تجارتی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اشتہارات کے ذریعہ سے حیا سوز تصاویر تو آپ کو لازماً دیکھنے ہی پڑیں گے، یہاں تک کہ خالص دینی مناسبتوں سے شائع ہونے والے خصوصی سپلیمنٹ بھی اس سے محفوظ نہیں رہتے۔

پرنٹ میڈیا کی اس زہرناکی کے باوجود اس کا دائرۂ اثر بہرحال محدود ہے، اس کے بالمقابل الکٹرونک میڈیا کا دائرہ غیر محدود اور وسیع تر ہے، قدیم الکٹرونک ذرائع میں ریڈیو اور ٹی وی کا دائرۂ اثر سب سے بڑھا ہوا ہے، اس اعتبار سے بھی کہ ان سے ہر شخص خواہ پڑھا لکھا ہو یا جاہل بالارادہ و بارادہ مستفید ہوسکتا ہے اور اس اعتبار سے بھی کہ ان کی رسائی نہ صرف یہ کہ شہر اور قصبات تک ہے بلکہ پسماندہ سے پسماندہ گاؤں اور دیہات بھی اس سے فیضیاب ہو رہے ہیں، فحاشی و بے حیائی کے فروغ، گھریلو ماحول کی پراگندگی اور حیا وحجاب اور فرق مراتب کی رخصتی میں ان کا رول اظہر من الشمس ہے، بڑوں کا لحاظ، سماج و معاشرہ کا حجاب اور غیرت وحمیت کے جذبات وغیرہ اس قسم کی ساری چیزیں ٹی وی کی بدولت گویا قصۂ پارینہ اور داستان ماضی کا حصہ بن گئیں ہیں۔

اس حوالے سے ریڈیو اور ٹی وی کی حشر سامانیاں ہی ہماری سماجی اور دینی زندگی کے تانے بانے بکھیرنے کیلئے کچھ کم نہ تھیں لیکن اب تو انٹرنیٹ اور موبائل کی ایجاد اور ترقی نے تو گویا بے حیائی کے سارے بند کھولدیئے ہیں اور عفت وحیا اور غیرت و حمیت کا تو بس جنازہ ہی نکلا چاہتا ہے، ان کی بدولت اشاعتِ فاحشہ اور ارتکابِ فاحشہ کا ایسا مظاہرہ ہو رہا کہ مشاہداتی طور پر یوں محسوس ہونے لگا ہے کہ گویا دنیا پوری کی پوری ''حسن وعشق کی منڈی'' میں تبدیل ہوگئی ہے، گھر بیٹھے دور ونزدیک کے بکھیروں اور کسی کی نگرانی ورکاوٹ کے خوف کے جھمیلوں سے بے نیاز ہوکر عشق و عاشقی فرمایئے اور زندگی کے مزے لوٹئے، پوری کی پوری نسل تباہی کے دہانے پر کھڑی ہے اور انسانی سماج بس اپنی تباہی کے دن گن رہا ہے، فالامان والحفیظ۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مغربی تہذیب

آثار ونتائج

مغرب نے فطرت سے بغاوت کرتے ہوئے آزادی اور مساوات مرد وزن کے نام پر جس حیوانی وبہیمی طرز زندگی کو اپنایا اور فروغ دیا اس کا لازمی تقاضا تھا کہ وہ مصائب ومشکلات کے لامتناہی سلسلہ میں جکڑ جائے اور فطرت سے بغاوت کی سزا کے طور پر اس پر مختلف اور گوناگوں قسم کی ابتلاء اور آزمائشوں کا سیلاب امنڈ آئے، ذیل میں ہم بعض ان بڑے مصائب کا ذکر کررہے ہیں جن سے مغرب فطرت سے بغاوت کے نتیجہ میں بری طرح دوچار ہورہا ہے اور جن سے دوچار ہونا ہر اس معاشرہ کا نصیبہ ہے جو اس قسم کے طرز زندگی کو اپنا شعار بنائے، ان مصائب کو ہم دو بنیادی عناوین کے تحت نقل کرتے ہیں، ا۔ خاندان کی تباہی وبربادی اور ۲۔ سماج ومعاشرہ کی تباہی وبربادی۔

خاندانی نظام کی تباہی وبربادی:

یہ تباہی کئی عناوین سے مغرب کیلئے مقدر ہورہی ہے۔

ا۔ طلاقوں کی کثرت:

مغرب کی تمامتر دلچسپی کا مرکز چونکہ شہوانی آزادی اور آزادانہ طور پر شہوانی اور جنسی خواہشات کی تسکین ہے اسلئے اولاً وہاں لوگوں کی ایک بڑی تعداد خود کو نکاح کی قید میں لانا ہی نہیں چاہتی اور اگر نکاح کی یہ قید قبول بھی کی جاتی ہے تو اس کے پس پشت بھی کچھ الگ ہی قسم کے جذبات کارفرما ہوتے ہیں؟ ممتاز فرانسیسی عالم عمرانیات پول بیو

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

روکی کتاب Towards Moral Bankrupty کا یہ اقتباس ملاحظہ فرمائیے:

''۱۹۱۷ء میں سین (Siene) کی عدالت دیوانی کے سامنے ایک عورت نے بیان دیا کہ میں نے شادی کے وقت ہی اپنے شوہر کو اس بات سے آگاہ کر دیا تھا کہ اس شادی سے میرا مقصد صرف یہ ہے کہ ہمارے قبل از نکاح آزادانہ تعلقات سے جو بچے پیدا ہوئے ہیں ان کو ''حلالی'' بنا دیا جائے، باقی رہی یہ بات کہ میں اس کے ساتھ بیوی بن کر زندگی گزاروں تو یہ نہ اس وقت میرے ذہن میں تھی نہ اب ہے، اسی بنا پر جس روز شادی ہوئی اسی روز ساڑھے پانچ بجے میں اپنے شوہر سے الگ ہوگئی اور آج تک اس سے نہیں ملی کیونکہ میں فرائض زوجیت ادا کرنے کی کوئی نیت نہ رکھتی تھی'' [1]

بیور کے مطابق پیرس کے ایک مشہور کالج کے پرنسپل نے اس سے بیان کیا:

''عموماً نوجوان نکاح میں صرف یہ مقصد پیش نظر رکھتے ہیں کہ گھر پر بھی ایک داشتہ کی خدمات حاصل کرلیں، دس بارہ سال تک وہ ہر طرف آزادانہ مزے چکھتے پھرتے ہیں، پھر ایک وقت آتا ہے کہ اس قسم کی بے ضابطہ آوارہ زندگی سے تھک کر وہ ایک عورت سے شادی کر لیتے ہیں تاکہ گھر کی آسائش بھی کسی حد تک بہم پہنچے اور آزادانہ ذواقی کا لطف بھی حاصل کیا جاتا رہے'' [2]

واضح سی بات ہے کہ اس قسم کے جذبات کے ساتھ جو نکاح اور رشتۂ ازدواج وجود میں آئے اسے استقرار اور پائیداری کیونکر نصیب ہوسکتی ہے؟ چنانچہ بیشتر نکاح کا انجام کچھ ویسا ہی ہوتا ہے جیسا کہ آپ نے یہاں پہلے اقتباس میں ملاحظہ فرمایا،

---

[1] مذکورہ کتاب ص ۵۵ بحوالہ پردہ ص ۷۰

[2] مذکورہ کتاب ص ۵۶ بحوالۂ سابق

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مغرب میں طلاق کی کثرت کی جو صورتحال ہے اسے واضح کرتے ہوئے کسی نے کہا کہ مغرب میں جتنے نکاح ہوتے ہیں اس سے کہیں زیادہ طلاقیں واقع ہوتی ہیں، امریکی میگزین نیوز ویک نے مئی ۱۹۷۸ء میں اپنے ایک جائزہ کے نتائج شائع کئے تھے، اس کے مطابق امریکہ میں تقریباً نصف نکاح طلاق پر ختم ہوتے ہیں، مغربی ممالک میں وقوع طلاق کی شرح پر ایک نظر ڈالئے:

ممالک	سال	جو شادیاں ہوئیں	طلاق کے اعداد و شمار
ڈنمارک	۱۹۸۵ء	۵۸۳۷۸	۲۹،۳۲۲
	۱۹۸۸ء	۳۲۰۸۰	۱۴۷۱۷
	۱۹۸۹ء	۳۰۸۹۴	۱۵۱۵۲
آسٹریلیا	۱۹۹۰ء	۱۱۶۹۴۵	۴۲۶۳۵
امریکہ	۱۹۸۰	۲۳۹۰،۲۵۲	۱۱۸۹۰۰۰
	۱۹۸۹ء	۲۴۹۱۲۳۶	۱۰۰۷۵۷۸
	۱۹۹۰ء	۲۱۶۲۰۰۰	۱۱۱۷۰۰۰
سوئزرلینڈ	۱۹۸۸ء	۴۵۷۰۰	۱۲۷۰۰
	۱۹۹۰	۴۶۶۰۳	۱۳۱۸۳
ناروے	۱۹۸۶ء	۲۰۵۱۳	۷۸۹۱
	۱۹۸۸ء	۲۱۷۴۴	۸۷۷۲ [1]

یہ مغرب کے انتہائی ترقی یافتہ ممالک کی طلاق کی صورتحال ہے دیگر ملکوں کا حال اس سے کچھ بھی مختلف نہیں ہے، مجلّہ حضارۃ الاسلام شمارہ ۱۹۶۱ء ص ۳۶۵ کے مطابق:

''سوئیڈن کے ایک اعداد و شمار میں بتایا گیا ہے کہ ہر سات شادیوں میں سے ایک کا انجام طلاق ہوتا ہے، اسی طرح ناروے میں ہر چھ

---

[1] The State man year Book1992-93 Edited by Brian Hunter بحوالہ خاتون اسلام از وحید الدین خان

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شادیوں میں ایک طلاق پر ختم ہوتی ہے"[1]

اور طلاقوں کی کثرت کا لازمی نتیجہ خاندان کی تباہی ہے۔

۲۔اسقاط حمل اور قتل اولاد:

ایسے معاشرہ میں جہاں عورت و مرد کے تعلقات کی بنیاد شہوت رانی کے سوا کچھ نہ ہو اولاد کی پیدائش اور پھر ان کی پرورش ونگرانی اور تربیت ونگہداشت کی ذمہ داریاں ایک بوجھ اور دردسر ہی ہوسکتی ہیں، چنانچہ مغرب میں اولاً اس بات کی پوری کوشش ہوتی ہے کہ مرد وعورت کے تعلق کا نتیجہ ظاہر ہی نہ ہو یعنی حمل ہی نہ ٹھہرے اور اس کے لئے تمام جدید ایجادات ووسائل کا سہارا لیا جاتا ہے، لیکن اگر غلطی ولاپرواہی سے ایسا نہ ہو پایا اور حمل ٹھہر گیا تو پھر اس سے جان چھڑانے کی خاطر انسانیت سوز حرکتوں کا ارتکاب کیا جاتا ہے، یا تو حمل ساقط کردیا جاتا ہے، جیسا کہ ایک قدیم رپورٹ کے مطابق امریکہ میں روزانہ چار ہزار حمل ساقط ہوتے ہیں، ۱۹۷۳ء میں سپریم کورٹ کی طرف سے اسقاط حمل کو غیر قانونی قرار دیئے جانے کے بعد سالانہ پندرہ لاکھ حمل کا اسقاط ہوتا رہا ہے.... امریکہ میں ہر بیس سیکنڈ کے بعد اسقاط حمل کی ایک واردات ہوتی ہے، لندن کے ایک رسالہ نے لکھا تھا کہ اپریل ۱۹۸۵ء کسٹم حکام نے فرانس اور سوئزرلینڈ کی سرحد کے قریب چھاپا مار کر منجمد جنین سے بھرا ہوا ایک ٹرک پکڑ لیا، ان سے بیوٹی کریم بنائی جاتی تھی۔ [2]

یا پھر بچے کو پیدا ہونے کے بعد مادرانہ مامتا کے فطری جذبات کا جنازہ نکالتے ہوئے انتہائی بے دردی کے ساتھ موت کے حوالے کردیا جاتا ہے، جج لنڈسے کے مطابق امریکہ میں ہر سال ہزارہا بچے پیدا ہوتے ہی قتل کردیئے جاتے ہیں۔[3]

نیوجرسی کے ایک اسکول کی طالبہ نے محفل رقص کے دوران اسکول کے ریسٹ روم

---

[1] خاتون اسلام از ڈاکٹر ازہری ص ۲۲۰، مطبوعہ بنارس

[2] روزنامہ جنگ لاہور، ۷ رمئی ۱۹۸۵ء بحوالہ اسلام عورت اور جدید سائنس ص ۲۶۳

[3] پردہ ص ۸۶

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں بچے کو جنم دیا اور اسے وہیں کچرے دان میں پھینک کر رقص کی تقریب میں شامل ہوگئی۔ ۱

فروری ۱۹۱۸ء میں لوار کی عدالت میں دو لڑکیاں اپنے بچوں کے قتل کے الزام میں پیش ہوئیں اور دونوں بری کر دی گئیں، ایک لڑکی نے اپنے بچے کو پانی میں ڈبو کر ہلاک کر دیا تھا، اس کے ایک بچے کی پرورش رشتے دار کر رہے تھے اور دوسرے بچے کی پرورش کیلئے بھی وہ آمادہ تھے، مگر پھر بھی اس لڑکی نے یہی فیصلہ کیا کہ اس ناخواندہ مہمان کو جیتا نہ چھوڑے، دوسری لڑکی نے اپنے بچے کا گلا کاٹ کر مارا لیکن اس میں زندگی کی کچھ رمق باقی تھی تو دیوار پر مار کر اس کا سر پھوڑ دیا.....اسی سال مارچ میں سینی کی عدالت کے سامنے ایک رقاصہ پیش ہوئی جس نے اپنے بچے کی زبان حلق سے کھینچنے کی کوشش کی اور اس کا گلا کاٹ ڈالا۔ ۲

اس سلسلے میں بے رحمی اور سنگدلی اس حد کو پہونچ گئی ہے کہ پول بیورو کے مطابق:

''ایک مرتبہ ایک عورت کا چھ ماہ کا بچہ مر گیا تو اس کی لاش کو سامنے رکھ کر خوشی کے مارے ناچی اور گائی اور اپنے ہمسایوں کو کہتی پھری کہ اب ہم دوسرا بچہ نہ ہونے دیں گے، مجھے اور میرے شوہر کو اس بچے کی موت سے بڑا اطمینان ہوا ہے، دیکھو تو سہی ایک بچہ کیا چیز ہوتا ہے؟ ہر وقت روں روں کرتا رہتا ہے گندگی پھیلاتا ہے اور آدمی کو کبھی اس سے نجات نصیب نہیں ہوتی'' ۳

اس صورتحال کا نتیجہ ہے کہ مغرب میں پیدائش کی شرح انتہائی روبہ زوال ہے، ایک یورپین لکھتا ہے:

''گزشتہ دس سالوں میں بہت سے یورپی ملکوں میں پیدائش کی شرح

---

۱ اردو نیوز جدہ ۹ راگست ۱۹۹۷ء بحوالہ غیرت کا فقدان ص ۲۰۵

۲ پردہ ص: ۹۸

۳ Towards Moral Bankrupty ص: ۵۷ بحوالہ پردہ ص: ۳۷

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بالکل گھٹ گئی ہے، یہانتک کہ بعض ممالک میں وفات کی شرح، پیدائش کی شرح سے بڑھکر ہے .....مثال کے طور پر گزشتہ دس سالوں میں برطانیہ میں پیدائش کی شرح میں تیس فیصد کمی آئی ہے'' [1]

مختلف مغربی ممالک میں ۱۸۷۶ء سے ۱۹۷۵ء تک پیدائش کی شرح کچھ اس طرح ہے:

مغربی جرمنی	٪۷۴
انگلینڈ	٪۶۵
بلجیم	٪۶۲
سویڈن	٪۵۵
فرانس	٪۳۵ [2]

۳۔ غیر شادی شدہ ماؤں اور حرامی اولاد کی کثرت:

آزادانہ شہوت رانی کا لازمی نتیجہ غیر شادی شدہ ماؤں اور حرامی بچوں کی کثرت ہے، امریکہ میں دس میں سے چار لڑکیاں اٹھارہ سال کی ہونے سے پہلے حاملہ ہوتی ہیں، ہر سال دس لاکھ سے زائد لڑکیاں حاملہ ہوتی ہیں جن کی عمریں پندرہ سال سے زیادہ نہیں ہوتیں۔ [3]

برطانیہ کی طبی سوسائٹی کے رسالہ نے ایک مضمون اسکولوں میں زیر تعلیم لڑکیوں کے حمل سے متعلق شائع کیا تھا اس میں مذکور ہے کہ اسکولوں کی غیر شادی شدہ ۱۶ تا ۱۹ سال تک کی لڑکیاں اس وقت طبی اور سماجی تنظیمات کیلئے ایک بڑا چیلنج ہیں، پچاس کی دہائی کے نصف میں انگلینڈ اور ویلز میں سولہ سال سے کم عمر میں حاملہ ہونے والی

---

[1] Population Decline in Europe, page:7,8 بحوالہ التدابیر الواقیۃ من الزنا ص ۶۵

[2] Population Decline in Europe page:23 بحوالہ سابق ص ۶۶

[3] ہفت روزہ ''غزوہ'' ۱۲ر رجب ۱۴۲۳ھ بحوالہ غیرت کا فقدان ص ۲۸۵

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طالبات کی تعداد تقریباً دو سو تک پہنچ گئی تھی، ایک اعداد و شمار میں بتایا گیا ہے کہ مذکورہ سال میں قانونی طور پر اسقاط حمل کے تین ہزار نوے واقعات درج کئے گئے، جبکہ غیر قانونی حمل کی تعداد ۴۸۳۳ تھی۔ ۱۹۷۵ء میں بغیر شادی شدہ ماں بننے والی طالبات کی تعداد ۳۵۲۶ تھی۔[1]

لندن کی سولہ سال سے کم عمر کی لڑکیاں جنہیں فحاشی کے کاروبار میں پولیس نے وارننگ دی تھی، ان کی تعداد میں ۱۹۹۰ء کے مقابلہ میں گزشتہ سال (۱۹۹۲ء) ۳۵ فیصد کا اضافہ ہوا ہے، ہوم آفس کے مطابق بعض علاقوں میں لڑکیوں کی تعداد میں خوفناک اضافہ ہوا ہے، ویسٹ شائر، مانچسٹر اور کلیولینڈ میں یہ تعداد ۸۰ فیصد بڑھی ہے رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ اسکول کی جو لڑکیاں اپنا جسم فروخت کرتی ہیں، ان کی تعداد میں کمی ہونی چاہئے تھی لیکن ایسا محض اسلئے نہیں ہوا کہ پولیس انہیں سوشل سروسز کے محکمے کے پاس بھیجنے کے بجائے تنبیہ کر کے چھوڑ دیتی ہے۔[2]

امریکہ میں ۱۹۹۱ء میں بارہ لاکھ ناجائز بچے پیدا ہوئے، کل پیدا ہونے والے بچوں میں ناجائز بچوں کی تعداد ۳۰ فیصد رہی، سیاہ فام ناجائز بچے ۳۲ فیصد پیدا ہوئے اور سفید فام ۲۳ فیصد۔[3]

اقوام متحدہ کی ایک رپورٹ میں بتایا گیا ہے کہ بعض ملکوں میں ناجائز بچوں کا تناسب تیس فیصد تک پہنچ گیا ہے۔[4]

پیری گیلموٹ (Pierre Guilmot) لکھتا ہے کہ:

''سویڈن میں ۱۹۷۲ء ہر چار بچے میں سے ایک بچہ حرامی پیدا ہوتا ہے، اگر ان بچوں کا شمار کیا جائے جو ایسے مرد و عورت سے پیدا ہوتے ہیں جو

---

[1] المجمع العاری ص ۴۲ بحوالہ خاتون اسلام ص ۱۳۱، از ازہری

[2] ''جنگ'' ۶ راگست ۱۹۹۳ء

[3] بیدار ڈائجسٹ ۱۹۹۶ء ص ۲۱، ۲۲

[4] المرأۃ بین الفقہ والقانون ص ۲۴۱

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رشتۂ ازدواج کے بغیر ایک ساتھ زندگی گزارتے ہیں تو ان (حرامی بچوں) کا تناسب حلالی بچوں سے بڑھ جائے گا، آئس لینڈ میں بھی ہر چار بچے میں سے ایک بچہ حرامی ہوتا ہے''[1]

دونوں عالمی جنگوں کے درمیان فرانس میں ناجائز بچوں کی تعداد پچاس فیصد تک پہنچ گئی تھی۔[2]

ڈاکٹر از ولڈشوارز کے مطابق:

''ایک عام اعداد وشمار کے مطابق انگلینڈ میں سالانہ ۸۰ ہزار عورتیں ناجائز بچوں کو جنم دیتی ہیں، یعنی تقریباً تینتیس فیصد بچے حرامی پیدا ہوتے ہیں'' [3]

سماج کی تباہی:

جس معاشرہ میں خاندان تباہ ہو وہاں سماج کی آبادی اور ترقی کی توقع کس طرح کی جاسکتی ہے؟ مغربی سماج آج متعدد عناوین سے تباہی اور بربادی کے دہانے پر کھڑا ہے، آیئے عبرت کی غرض سے ان عناوین پر ایک سرسری نگاہ ڈالتے ہیں۔

۱۔ فواحش اور جنسی جرائم کی کثرت:

جس سماج اور معاشرہ میں ہر طرف شہوانی جذبات کو بھڑکانے والے مناظر ہوں اور پوری کی پوری فضا شہوت رانیوں سے لبریز اور جنسی آلودگیوں سے معمور ہو، اس میں جذبات کا قابو سے باہر ہوجانا فطری بات ہے اور یہ بے قابو جذبات آدمی کے ذہن ودماغ کو جرائم اور تشدد ہی کی طرف لے جانے کے موجب ہونگے، چنانچہ یہ ان

---

[1] Population Decline in Europe بحوالہ التدابیر الواقیۃ من الزنا ص ۵۱

[2] الاسلام عقیدۃ وشریعۃ للشیخ محمود شلتوت ص ۱۹۳، بحوالۂ سابق ص ۵۱

[3] The philosophy of sex، بحوالۂ سابق

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بے قابو جذبات ہی کا شاخسانہ ہے کہ مغربی معاشرے فواحش اور جنسی جرائم کی آماجگاہ بن گئے ہیں اور جنسی تشدد، اغواء اور عصمت ریزی کے واقعات کی کثرت نے ان کی چولیں ہلا کر رکھدی ہیں، مغرب میں یا تو عزتیں لٹائی جاتی ہیں یا لوٹ لی جاتی ہیں۔

امریکہ میں ہر آٹھ سکنڈ کے بعد ایک نوجوان لڑکی کا اغواء ہوتا ہے، ۱۹۷۷ء میں اغواء کے کل ۶۳۰۲۲ واردات پیش آئے۔[1]

واشنگٹن پوسٹ کے ایک کالم نگار تھامس نے لکھا تھا کہ نوجوان لڑکیوں کی عصمت دری کے واقعات امریکہ میں خطرناک حد تک پہنچ چکے ہیں، امریکہ کی گیارہ ریاستوں میں ریسرچ اسٹڈی کی گئی اس ریسرچ کے بعد جو اعداد و شمار سامنے آئے ہیں، ان کے مطابق عصمت دری کی شکار ۵۰ فیصد خواتین کی عمر ۱۸ سال سے کم ہے اور ۲۵ فیصد تو ۱۲ سال سے بھی کم عمر کی بچیاں ہیں، ریسرچ کرنے والوں کا کہنا ہے کہ بچوں کے خلاف جنسی جرائم کی تعداد معلوم کرنا بہت مشکل ہے، کیونکہ اکثر واقعات کی رپورٹ نہیں ہوتی یا پھر بیشتر واقعات میں گھر کے افراد، رشتے دار یا دوست ملوث ہوتے ہیں۔[2]

امریکی وزارتِ عدل نے ایک بیان جاری کیا تھا کہ امریکہ کے اندر روزانہ ۱۹۰۰ عورتیں جنسی ہوس کا شکار ہوتی ہیں، امریکہ میں ۲۰ فیصد لڑکیاں اپنے باپوں کی جنسی ہوس کا نشانہ بنتی ہیں جبکہ ۲۶ فیصد اپنے قریبی رشتہ داروں کے ذریعہ، ۵۱ فیصد دوستوں اور جان پہچان کے لوگوں کی ہوس کا شکار بنتی ہیں اور ۴ فیصد لڑکیاں نامعلوم اشخاص کی ہوس پرستی کا نشانہ بنتی ہیں۔[3]

۱۹۹۰ء میں امریکہ میں چھ لاکھ عورتوں کی آبروریزی کی گئی۔[4]

نیوز ویک کے ۱۶ر جولائی ۱۹۹۰ء کے شمارے میں ایک مضمون اس عنوان سے

---

[1] Crime in the United State 1977 بحوالہ التد ابیر الوقیۃ من الزنا ص ۷۰

[2] بیدار ڈائجسٹ ستمبر ۱۹۹۶ء ص ۹۰ بحوالہ عورت اسلام اور جدید سائنس ص ۲۰۰

[3] الجدران المتصدعۃ عبدالناصر بن عبدالمنعم غیرت کا فقدان ص ۲۰۷

[4] نوائے وقت ۳۰ دسمبر ۱۹۹۱ء بحوالہ غیرت کا فقدان ص ۲۰۹ مطبوعہ دار الکتب السلفیہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صرف دس سال کی تھی''[1]

مغرب کی شہوت پرستی کا نتیجہ ہے کہ والدین کو بچوں کی دیکھ ریکھ اور تربیت کیلئے فرصت ہی نہیں رہتی، یوں شفقت وتربیت سے محروم بچے مجرمانہ ذہنیت کے حامل بن جاتے ہیں اوران کی شخصیت منفی طرز عمل کے سانچے میں ڈھل جاتی ہے، ایک پورپین لکھتا ہے:

''بچوں سے متعلق پچھلی جنگ کے تجربات نے یہ ثابت کیا ہے کہ جو بچہ متعدد دایاؤں کی نگرانی میں پرورش پاتا ہے اس کی شخصیت ٹوٹ جاتی ہے اور بکھر کر رہ جاتی ہے، اس میں محبت اور تعاون کے جذبات نہیں پنپ پاتے''[2]

اسی طرح ڈاکٹر نیکول کہتے ہیں:

''یہ ناجائز بچے عموما ان کیلئے مخصوص اداروں یا اجنبی فیملیوں میں پرورش پاتے ہیں، اسلئے ان میں شخصی پیچیدگیاں اور نفسیاتی انحرافات جنم لے لیتی ہیں''[3]

ذہنی اور نفسیاتی انحرافات سے دوچار ان بچوں کے بعض کارنامے ملاحظہ فرمائیے:

ایک خبر کے مطابق امریکی اسکولوں کے اہلکاروں نے اس بات کا مطالبہ کیا ہے کہ چھوٹے بچوں کو ڈبہ کاٹنے والے چاقو نہ بیچے جائیں کیونکہ یہ چاقو ہتھیار کے طور پر استعمال ہو سکتے ہیں اوران کی وجہ سے اسکولوں میں تشدد کے واقعات میں غیر معمولی اضافہ ہوا ہے حالیہ اعداد وشمار کے مطابق امریکی اسکولوں میں ہونے والے جرائم میں ۳۰ فیصد اضافہ ہوا ہے، نیو یارک کے اسکول چانسلر رامن کورنائن اسکولوں میں چاقو لانے پر پابندی یا تحفظ فراہم کرنے کی خواہشمند ہیں، کارٹن نے بتایا کہ انہوں نے پچھلے چند سالوں میں طلبہ سے

---

[1] پردہ ص ۷۶

[2] العدالۃ الاجتماعیۃ فی الاسلام ص ۶۶

[3] الامراض الجنسیۃ ص ۸۸

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایسے ۷۸۲ چاقو پکڑے ہیں، جبکہ ۴۵ آتشیں ہتھیار بھی طلبہ سے ملے ہیں، ان چاقوؤں کے بارے میں ایک خاص بات یہ ہے کہ دھات کے آلات کی نشاندہی کرنے والے آلات جو عام طور پر نیو یارک کے اسکولوں میں لگائے گئے ہیں، یہ آلات بھی ان چاقوؤں کی نشاندہی نہیں کر سکتے اور بچے اپنی بیلٹوں میں چھپا کر یہ چاقو اسکول لے جاتے ہیں، تعلیمی حکام کا کہنا ہے کہ پچھلے سال کے دوران اسکولوں میں جرائم کے ۸۳۳۳ واقعات ہوئے ہیں اور یہ وارداتیں کنڈر گارٹن سے لے کر اعلیٰ کلاسوں تک ہوئیں، اسکولوں میں ہونے والے جرائم میں چوری، زنا، جسمانی تشدد کی وارداتیں شامل ہیں، اسی صورت حال سے تنگ آ کر ۳۸ پرنسپل احتجاجاً قبل از وقت مستعفی ہو چکے ہیں۔[1]

ایک رپورٹ کے مطابق جرمنی کے ایک تہائی بچے اب مسلح ہو کر درسگاہوں میں آتے ہیں، برلن پولیس کے مطابق شہر میں ہونے والے ۴۵ فیصد تشدد کے جرائم ۱۴ سے ۱۸ سال تک کی عمر کے بچے کرتے ہیں جبکہ پانچ فیصد جرائم ۱۴ سال سے بھی کم عمر کے بچے کرتے ہیں، برطانوی رپورٹ کے مطابق برطانوی بچے تیرہ سال کی عمر میں شراب نوشی شروع کر دیتے ہیں جبکہ پندرہ سال کی عمر میں ان بچوں کی چوتھائی تعداد منشیات کا استعمال شروع کر دیتی ہے، ان منشیات میں سب سے زیادہ استعمال چرس کا ہوتا ہے، لڑکوں میں ۲۸ فیصد چرسی ہوتے ہیں جبکہ لڑکیوں میں چرس نوشی کی شرح ۲۱.۷ فیصد ہے، رپورٹ کے مطابق یہ معصوم مجرم والدین کی عدم توجہی کے باعث اپنا زیادہ وقت ٹی وی کے سامنے گزارنے پر مجبور ہیں۔[2]

گلاسگو آئرشائر کا ایک دس سالہ بچہ مقامی ایجوکیشن کونسل کیلئے دردسر بن گیا، یہ بچہ جس کا نام قانونی وجوہات کی بنا پر صیغۂ راز میں رکھا گیا تھا، اس کو اسکول میں اپنی ساتھی طالبہ پر جنسی حملہ کرنے کے الزام میں ایک دوسرے اسکول میں ٹرانسفر کر دیا گیا تھا، لیکن جب نئے اسکول کے بچوں کے والدین کو اس بچے کی اپنے اسکول میں آمد کا علم ہوا تو

---

[1] بیدار ڈائجسٹ ستمبر ۱۹۹۵ء ص ۳۶ بحوالہ عورت، اسلام اور جدید سائنس ص ۲۱۳

[2] بیدار ڈائجسٹ جون ۱۹۹۵ء ص ۳۷ بحوالۂ سابق ص: ۲۰۱

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انہوں نے اپنے اجلاس منعقد کر کے اس پر شدید احتجاج کیا اور مقامی ممبر پارلیمنٹ اور ایجوکیشن اتھارٹی کو اس تمام مسئلہ کا نئے سرے سے جائزہ لینے کیلئے خطوط لکھے۔[1]

نیویورک پولیس نے جو اعداد وشمار شائع کئے ہیں ان کے مطابق ۱۹۶۳ء میں اس شہر میں تئیس ہزار نوجوانوں کو ہیروئین اور دیگر نشہ آور اشیاء کا عادی پایا گیا، جبکہ اصل تعداد لاکھ کے قریب تھی، تئیس ہزار کو پولیس نے رجسٹرڈ کیا تھا، نیویارک کے ہنٹر اسکول میں طلبہ کی نصف تعداد میری جوانا (Marijuana) کا استعمال کرتی ہے اور اس کا استعمال زیادہ خطرناک نشے کے آغاز کی علامت ہوتا ہے۔[2]

۵۔ دماغی اور جسمانی امراض ومصائب کی مار:

تشدد وجرائم کی کثرت، گھریلو زندگی اور فیملی لائف کے سکون سے محرومی اور چہارسو پھیلے شہوت پسندانہ اور خودغرضانہ ماحول اور مناظر نے مغربی اقوام وافراد کو مختلف قسم کے ذہنی، نفسیاتی اور جسمانی امراض اور عوارض کا شکار بنادیا ہے۔

الف: دماغی اور نفسیاتی امراض:

جہاں تک دماغی اور نفسیاتی عوارض کی بات ہے تو اس کی کثرت کا یہ عالم ہے کہ ایک پرانے سروے کے مطابق امریکہ میں ہر ہزار میں چار افراد نفسیاتی اور دماغی امراض کے ہسپتالوں میں داخل ہیں، نیویارک اسٹیٹ میں دماغی ہسپتالوں میں داخل ہونے والے مریضوں کی تعداد ۵۵ فی ہزار ہے اور تمام امریکی ہسپتالوں میں نصف بستر دماغی امراض کے مریضوں کے استعمال میں آتے ہیں، ہالی ووڈ میں دماغی امراض کے مریضوں کی تعداد دنیا کے کسی بھی شہر سے زیادہ ہے۔

امریکی پبلک ہیلتھ سروس نے ۱۹۷۸ء میں ایک سرکاری رپورٹ شائع کی تھی، اس کے مطابق ہر پانچواں امریکی شدید ذہنی واعصابی صدمے کا شکار ہے، یا اس کے قریب پہنچنے والا ہے، اس نتیجے کی بنیاد شواہد اور تجزیئے ہیں، ۱۹۔۷۹ سال کی عمر کے بالغ

---

[1] جنگ لندن ۱۱/ اکتوبر ۱۹۹۳ء

[2] مشرق ومغرب کی کشمکش ص ۱۳۰

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امریکیوں کا تجزیہ کیا گیا تو ان کی تعداد لاکھوں میں تھی اور یہ گیارہ کروڑ دس لاکھ امریکیوں کے نمائندے تھے، ۱۹۷۷ء میں تین کروڑ انیس لاکھ مریضوں کا ذہنی علاج ہوا۔[1]

ایک امریکی اخبار کے مطابق امریکی وفاقی حکومت کے ایک سروے میں یہ بات پائی گئی کہ ہر پانچ امریکیوں میں سے ایک کا دماغ خراب ہونے کے سائنسی ثبوت موجود ہیں، ایک دوسری خبر کے مطابق ساڑھے چار کروڑ امریکی دماغی امراض میں مبتلا ہیں۔[2]

بی بی سی کی ایک پرانی رپورٹ کے مطابق اس وقت امریکہ میں ۲۰ لاکھ نوجوان ایسے ہیں جو اپنے جسم کو زخمی کر کے سکون حاصل کرتے ہیں، ان میں سے ۹۹ فیصد لڑکیاں ہیں، ماہرین کے مطابق نوجوانوں کی یہ عادت شدید مایوسی اور ڈپریشن کے باعث ہے۔[3]

ب: خودکشی کا روز افزوں رجحان:

ذہنی امراض، غیر معمولی ڈیپریشن اور سخت قسم کی نفسیاتی پیچیدگیوں کا نتیجہ ہے کہ امریکہ اور دیگر مغربی ممالک کی اچھی خاصی آبادی زندگی سے بیزار اور آخری چارۂ کار کے طور پر خودکشی کا راستہ اپنانے پر مجبور ہے۔

۱۹۶۸ء میں عالمی ادارۂ صحت نے مختلف ممالک کے درمیان خودکشی کی شرح کے تناسب کے گوشوارے جنیوا سے شائع کئے، اس فہرست میں پہلی آٹھ پوزیشنیں، مغربی جرمنی، آسٹریا، کینیڈا، ڈنمارک، فن لینڈ، ہنگری، سویڈن اور سوئزرلینڈ نے حاصل کیں۔

ان آٹھ ممالک میں مردوں کی اموات کی تیسری بڑی وجہ خودکشی ہے جن کی عمر ۱۵ اور ۲۵ سال کے درمیان تھی۔[4]

۱۹۸۵ء کے اعداد و شمار کے مطابق ہر دو منٹ کے بعد ایک امریکی خودکشی کی کوشش

---

[1] عورت اسلام اور جدید سائنس ص ۱۹۹

[2] روزنامہ خبریں پاکستان ۵ مئی ۱۹۹۳ء

[3] نوائے وقت لاہور ۱۹ اگست ۱۹۹۷ء بحوالہ نکاح کے مسائل ص ۲۱

[4] عورت، اسلام اور جدید سائنس ص: ۱۹۹

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرتا ہے اور ہر گھنٹہ کے بعد ایک کامیاب ہو جاتا ہے، اس طرح تیرہ سال سے لے کر تیس سال کی عمر میں ہر سال پانچ ہزار امریکی نوجوان اپنے ہاتھوں زندگی جیسی قیمتی متاع کا گلا گھونٹ دیتے ہیں۔[1]

ہفتہ وار ٹائم (شمارہ ۲۳/ مارچ ۱۹۸۷ء) نے امریکہ کے بارے میں ایک رپورٹ شائع کی تھی جس کا عنوان تھا ''بچوں کی خودکشی'' اس رپورٹ میں دکھایا گیا تھا کہ امریکہ میں ۱۰ سال اور ۲۰ سال کے درمیان کی عمر کے نوجوانوں میں خودکشی کے واقعات تیزی سے بڑھ رہے ہیں، ۱۹۵۰ء کے مقابلہ میں یہ تعداد تین گنا زیادہ ہوگئی ہے، ۱۹۸۵ء میں ایک لاکھ آبادی پر ساٹھ نوجوانوں (اور اتنے ہی بڑوں) نے خودکشی کی۔[2]

امریکہ میں خودکشی کس قدر عام ہے اس کا اندازہ اس بات سے کرنا چاہئے کہ ایک شخص ڈیرک ہمفری نے ''خودکشی کے آسان طریقے'' کے عنوان سے کتاب لکھی جو وہاں ہاتھوں ہاتھ بک گئی اور چند ہی دنوں میں اس کی ۴۱ ہزار جلدیں فروخت ہوگئیں۔[3]

برطانیہ کی صورتحال امریکہ سے کچھ زیادہ مختلف نہیں ہے، روزانہ وہاں کم از کم ۸۳ افراد خودکشی کر لیتے ہیں اور ہر اڑھائی منٹ بعد ایک آدمی خودکشی کی کوشش کرتا ہے۔

روس میں بھی خودکشی کا تناسب بہت زیادہ ہے، صرف قفقاز کے روسی علاقے میں سالانہ دس لاکھ افراد خودکشی کرنے کی کوشش کرتے ہیں جن میں ساٹھ ہزار افراد کامیاب ہو جاتے ہیں جبکہ شمالی قفاز کے علاقے میں جہاں مسلمانوں کی اکثریت ہے خودکشی کا تناسب نہ کے برابر ہے۔[4]

جاپان ایشیاء کا خوشحال ترین ملک ہے، اس کی صنعتی ترقی پوری دنیا کیلئے قابل رشک ہے اور اس کی شرح تعلیم سو فیصد کے قریب ہے لیکن تعلیم وصنعت کی اس ترقی

---

[1] عورت، اسلام اور جدید سائنس ص ۲۶۵

[2] خاتون اسلام از وحید الدین خان

[3] روزنامہ ''پاکستان'' ۸/ اگست ۱۹۹۱ء

[4] سہ روزہ دعوت دہلی ۱۰ نومبر ۱۹۹۷ء

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے باوجود وہاں کی صورتحال یہ ہے کہ ایک سعودی اخبار کے مطابق ۱۹۸۳ء میں ۲۵۲۰۴ جاپانیوں نے خودکشی کی جن میں ۱۱۸۷۱ مرد اور ۸۰۸۶ خواتین تھیں۔[1]

ظاہر ہے کہ ترقی یافتہ ملکوں کے نوجوانوں میں خودکشی کے اس بڑھتے رجحان کی بڑی اور بنیادی وجہ ان کی اپنے سرپرستوں کی دیکھ ریکھ سے محرومی اور خاندان کے زیر سایہ میسر آنے والی شفقت وتربیت اور سکون وراحت سے دوری ہے، یہ صورتحال ان کے اندر طرح طرح کی ذہنی پیچیدگیاں اور ذہنی الجھنیں پیدا کردیتی ہے جو بعض اوقات انہیں خودکشی تک پہنچادیتی ہیں۔

امراض خبیثہ کی لعنت:

آزادانہ شہوت پرستی کے نتیجہ میں جو مصیبتیں اہل مغرب پر مسلط ہوگئی ہیں ان میں مختلف قسم کی خبیث اور موذی ومہلک جسمانی بیماریوں کی لعنت بھی ہے۔

یہ بیماریاں جریان، آتشک اور سوزاک وغیرہ جنسی بیماریاں ہیں، ڈاکٹر بیجلر اور ڈاکٹر موریل کہتے ہیں:

> ''آتشک اور سوزاک کی بیماری بنیادی طور پر آزادانہ جنسی تعلقات کا نتیجہ ہے''[2]

اس مرض کی خطرناکی کے سلسلے میں ایک امریکی جنرل سرجن ڈاکٹر تھامس لکھتا ہے:

> ''یہ مرض پولیو سے سوگنا زیادہ خطرناک ہے اور اس کا خطرہ امریکہ میں کینسر کے خطرہ سے بھی بڑھکر ہے، یہانتک کہ ہر چار میں سے ایک شخص ڈائرکٹ یا ان ڈائرکٹ اس مرض کی وجہ سے لقمۂ اجل بن رہا ہے''[3]

بہت پہلے کے ایک اندازے کے مطابق امریکہ کی تقریبا ۹۰ فیصدی آبادی ان

---

[1] روزنامہ جنگ لاہور ۲۰/اگست ۱۹۸۶ء

[2] الامراض الجنسیۃ از ڈاکٹر نبیل صبحی ص ۹ بحوالہ التد ابیر الواقیۃ من الزنا ص ۴۴

[3] التد ابیر الواقیۃ من الزنا ص ۴۸

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امراض سے متاثر ہے، انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا سے معلوم ہوتا ہے کہ وہاں کے دواخانوں میں اوسطاً ہر سال آتشک کے دولاکھ اور سوزاک کے ایک لاکھ ۶۰ ہزار مریضوں کا علاج کیا جاتا ہے، ۶۵ دواخانے صرف انہی امراض کیلئے مخصوص ہیں (اب تو اور بھی اضافہ ہوا ہوگا)، سرکاری دواخانوں سے زیادہ پرائیویٹ ڈاکٹروں کی طرف رجوع کیا جاتا ہے، ان کے پاس آتشک کے ۶۱ فیصد اور سوزاک کے ۸۹ فیصد مریض جاتے ہیں۔

تیس اور چالیس ہزار کے درمیان بچوں کی اموات صرف موروثی آتشک کی بدولت ہوتی ہیں، دق کے سوا بقیہ تمام امراض سے جتنی موتیں واقع ہوتی ہیں، ان سب سے زیادہ تعداد ان اموات کی ہے جو صرف آتشک کی بدولت ہوتی ہیں۔[1]

۱۹۹۷ء میں ڈنمارک میں ہونے والی میڈیکل کانفرنس میں یہ انکشاف کیا گیا کہ دنیا میں ہر سال سولہ کروڑ تیس لاکھ افراد سوزاک اور آتشک میں مبتلا ہوتے ہیں، ترقی یافتہ ممالک میں عورتوں کی اموات کی دوسری بڑی وجہ آتشک اور سوزاک ہی ہے۔[2]

اسی طرح امریکہ میں سیلان (جریان) کے مریضوں کی تعداد سالانہ ایک ملین ہے جبکہ انگلینڈ میں اس مرض کے متاثرین کی تعداد ۱۹۵۴ء میں ۶ ۳۵ ۷ تھی، ۱۹۶۲ء میں یہ تعداد ۳۵۴۳۸ تک پہنچ گئی۔[3]

۱۹۷۵ء میں برطانیہ کے ہسپتالوں میں جنسی امراض کی تعداد ۴ لاکھ ۳۰ ہزار نوٹ کی گئی جن میں سے ایک لاکھ ۶۰ ہزار عورتیں اور ۲ لاکھ ۷۰ ہزار مرد تھے۔[4]

یہ تو قدیم امراض ہیں، قدرت کی طرف سے اہل مغرب اور ان کے نقش قدم پر چلنے والوں پر ایک نئی اور تقریباً لاعلاج بیماری مسلط کر دی گئی، یہ نئی بیماری ایڈز AIDS (Acquired Immu Deficiency Syndrome) کی بیماری ہے

---

[1] پردہ ص ۸۲

[2] نوائے وقت لاہور ۷/ اگست ۱۹۹۷ء بحوالہ نکاح کے مسائل ص ۱۹

[3] الامراض الجنسیۃ ص ۱۳، ۱۷ بحوالہ التدابیر الواقیۃ من الزنا ص ۴۵۔۴۶

[4] الامراض الجنسیۃ از ڈاکٹر سیف الدین شاہین ص ۴۳ بحوالہ نکاح کے مسائل ص ۱۹

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جس کا انکشاف سب سے پہلے ۱۹۸۱ء میں لاس اینجلس کے سنٹر فار ڈیزیز کنٹرول نے کیا تھا جہاں لواطت کرنے والے مردوں میں ایک بہت ہی غیر معمولی قسم کا نمونیہ (PCP) کا پتہ چلا، ان مریضوں میں کوتاہ دمی، خشک کھانسی، تیز تیز سینہ میں درد اور سانس میں تکلیف تھی، انہی دنوں نیویارک اور لاس اینجلس میں لواطت کرنے والے مردوں میں جلد کے شدید کینسر کی رپورٹ ملی، ڈاکٹر ابوالحیات اشرف لکھتے ہیں کہ:

''امریکہ کا یہ شہر لاس اینجلس ہی وہ مقام ہے جہاں دنیا میں سب سے پہلے لواطت کرنے والوں نے اپنی انجمن بنائی تھی اور مرض ایڈس کا انکشاف بھی یہیں ہوا''[1]

اس مرض کا آغاز جیسا کہ گزشتہ سطور میں گزرا امریکہ کے ایک شہر سے ہوا لیکن دنیا کے دوسرے ممالک میں بھی یہ تیزی سے پھیل گیا۔

تقریباً بیس سال پہلے امریکہ میں ایڈز کے مریضوں کی تعداد ایک کروڑ پچاس لاکھ ہے جبکہ افریقہ میں ایک محتاط اندازے کے مطابق یہ تعداد سات کروڑ پچاس لاکھ تک پہنچ چکی ہے۔[2]

امریکہ اس بیماری کے علاج پر ہر سال چار ارب ۳۰ کروڑ ڈالر خرچ کر رہا ہے۔[3]

برازیل میں یہ وبا اس قدر عام ہے کہ روزانہ چار افراد ایڈز کی وجہ سے مر رہے ہیں۔[4]

عالمی ادارۂ صحت کے مطابق مشرق میں سب سے زیادہ مریض تھائی لینڈ میں ہیں، اس کے بعد اس فہرست میں ہندوستان بھی شامل ہو گیا، اگر اس مغربیت کو نہ روکا گیا تو خدشہ ہے کہ آئندہ چند دہائیوں میں ہندوستان میں ایچ آئی وی کے شکار مریضوں کی تعداد ۶۰ لاکھ تک پہنچ جائے گی۔[5]

عالمی تنظیم برائے صحت (W.H.O) کی رپورٹ کے مطابق ترقی یافتہ ممالک کو

---

[1] مردود اقوام ص ۱۱۷
[2] روزنامہ تکبیر ۱۰ اکتوبر ۱۹۹۲ بحوالہ نکاح کے مسائل ص ۱۹
[3] جنگ لاہور ۱۶ دسمبر ۱۹۹۲ء
[4] نوائے وقت ۱۶ دسمبر ۱۹۹۲ء
[5] مردود اقوام ص ۱۱۸

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صرف ایڈز سے بچنے کیلئے ڈیڑھ ارب ڈالر سالانہ خرچ کرنے پڑیں گے۔[1]

طبی طور پر ایڈز کا سب سے بڑا سبب مردوں کی ہم جنسی Homo sexuality ہے اور پیچھے کے راستے کی مباشرت anal intercourse ہے، چنانچہ اسی مناسبت سے اسے ''ہم جنسوں کا طاعون'' (Gay plague) کے دوسرے نام سے بھی یاد کیا جاتا ہے۔[2]

ڈاکٹر ابوالحیات اشرف لکھتے ہیں:

''ایڈز ایسی ہی بدچلنی (ہم جنسی، ناجائز اور غیر فطری طور پر خواہشات نفس کی تکمیل) کے ذریعہ پھیلنے والی ایک بیماری ہے جس کی دریافت پیرس کے Dr.Levagemantagnur اور امریکہ کے Dr. Robert Galle نے ایک نوجوان کی طبی جانچ کے دوران کی تھی، جراثیموں کا ایک گروپ جسے طبی اصطلاح میں ایچ آئی وی (HIV) کہا جاتا ہے، انسان کے جسم میں داخل ہوکر آہستہ آہستہ اپنی قوت اور تعداد میں اضافہ کرتا رہتا ہے، اس عمل کے دوران ایک منزل ایسی بھی آجاتی ہے جب انسانی جسم کی قوت مدافعت جواب دے جاتی ہے اور مرض اپنی پوری قوت وتوانائی کے ساتھ غالب آجاتا ہے اور دفاعی نظام کو درہم برہم کردیتا ہے''

دوسری جگہ تحریر فرماتے ہیں:

''ایڈس کے زہریلے مادے انسان کے جسم کے محافظ ٹی ۴ خلیوں (T4 CELLS) پر حملہ آور ہوتے ہیں، ان خلیوں پر قابض ہوکر ان کے فعل کو معطل کردیتے ہیں جس سے جسم کی قوت مدافعت کم ہونے لگتی ہے،

---

[1] اعکاظ عربی روزنامہ جدہ ۸ جون ۱۹۹۳ء بحوالہ نکاح کے مسائل ص ۱۹

[2] Sex education for...page:133.139 بحوالہ اسلام کا نظریہ جنس ص ۳۴۳

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اعضاء کی ساخت میں بے ترتیبی پیدا ہو جاتی ہے، مرکزی نظام عصبی میں بگاڑ آ جاتا ہے، فعل دماغ پہلے پراگندہ ہوتا ہے پھر بالکلیہ معطل ہو جاتا ہے، ابتداء میں تھکاوٹ، بخار، ورم غدود اور سر درد ہوتا ہے، اس کے ختم ہوتے ہی بغل میں گلٹی (Arm pilt)، ناک کے اندرونی حصہ میں گانٹھ اور جنگھاسہ پر ورم نمودار ہوتا ہے، جسم پر سیاہ دھبے، منہ میں چھالے، زبان کی لعاب دار جھلیوں میں سفید داغ اور رگوں میں گلٹیاں نمودار ہوتی ہیں، مرض کے آخری حصے میں بعض وقت جسم کی جلد گل کر جھڑنے لگتی ہے گوشت اور چربی عریاں ہو جاتی ہیں اور آنکھیں بہہ جاتی ہیں، اس مرض کے مریض کی عمر زیادہ سے زیادہ دو سال ہوتی ہے اسی لئے کہا جاتا ہے کہ موت کا دوسرا نام ایڈس ہے''۔[1]

امریکی سائنسداں ڈاکٹر اسٹریکر نے ایڈز پر اپنا ایک تحقیقی مقالہ شائع کیا ہے جس میں اس نے لکھا ہے کہ دنیا کی تمام حکومتوں کو ایڈز کے بارے میں سنجیدگی سے غور کرنا چاہئے ورنہ اکیسویں صدی میں ایڈز کے سبب بہت کم انسان باقی رہ جائیں گے جو حکومت کرنے کے قابل ہوں گے۔[2]

ٹائمز آف انڈیا مارچ ۱۹۸۷ء نے ''ایڈز روکو'' کے عنوان کے تحت ایک امریکی رپورٹ شائع کی تھی اس میں بتایا گیا تھا کہ امریکہ کی حکومت نے اپنے شہریوں کو بعض تدبیروں کے اختیار کرنے کا مشورہ دیا ہے جن کے ذریعہ وہ ایڈز کی مہلک بیماری سے بچ سکتے ہیں، ان تدبیروں میں سب سے زیادہ خاص تدبیر جنسی پرہیز ہے۔[3]

☆.....☆.....☆.....☆.....☆

---

[1] مرد و اقوام ص ۱۱۷۔۱۱۸

[2] روزنامہ تکبیر ۱۰ اکتوبر ۱۹۹۲ بحوالہ نکاح کے مسائل ص ۱۹

[3] عورت، اسلام اور جدید سائنس ص ۲۲۵

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حرف آخر

گزشتہ صفحات میں مغربی تہذیب کے حوالہ سے جو مکروہ مناظر آپ کے سامنے آئے وہ انتہائی کراہیت کے ساتھ محض اس لئے پیش کئے گئے تاکہ ہم ان کی بنیاد پر غور کرسکیں کہ کیا ہم اپنے سماج اور معاشرہ میں بھی اس قسم کے مناظر دیکھنا پسند کریں گے؟ اگر نہیں تو پھر نظر دوڑایئے اور دیکھئے کہ کہیں ہمارے گھروں میں ان مناظر تک پہنچانے والے اسباب اور وسائل کی رسائی تو نہیں ہورہی ہے؟ دیکھئے:

۱۔ کہیں آپ خود اور آپ کے افراد خانہ فحش لٹریچر، گندے اخبارات ورسائل کے مطالعہ سے تو شغف نہیں رکھتے؟

۲۔ آپ کے گھر میں اگر ٹی وی ہے تو کیا اس کے فحش اور بے حیائی پر مبنی پروگرامز اور مناظر (سیریلز، فلمیں اور بے حیائی پر مبنی دیگر (نام نہاد ثقافتی) پروگرامز) آپ کے ذہن ودماغ اور آپ کے گھر کے ماحول کو پراگندہ تو نہیں کررہے ہیں اور ان کے راستے سے آپ کی غیرت وحمیت اور آپ کے اہل وعیال کی شرم وحیا کا جنازہ تو نہیں نکل رہا ہے؟

۳۔ آپ نے جدید ذرائع ابلاغ سے مستفید ہونے کیلئے اپنے گھر اور آفس کو کمپیوٹر اور انٹرنیٹ سے سجا رکھا ہے تو کہیں ان کے واسطے سے تخریب پسندوں اور اخلاق دشمنوں کے سائٹس آپ کے اور آپ کی اولاد تک اپنی رسائی بنانے میں کامیاب تو نہیں ہورہے ہیں؟ آپ کی اولاد فیس بک وغیرہ کے راستے سے کہیں کسی سے اپنی حیا اور دین کا سودا کرنے میں تو نہیں مصروف ہے؟

۴۔ آپ کے بچے اور بچیوں کے ہاتھ میں موبائل تو نہیں؟ اگر ہے تو جائزہ لیجئے کہ اس کا استعمال کس انداز سے ہورہا ہے؟ کہیں یہ موبائل دور کو قریب، ناآشنا کو آشنا اور ناخوب کو خوب بنانے کا ذریعہ تو نہیں بن رہا ہے؟

۵۔ آپ کے گھر کی خواتین اور جوان بیٹیاں اور بہنیں کہیں شرعی لباس اور اسلامی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حجاب کا منہ تو نہیں چڑا رہی ہیں اور آپ اس پر بے غیرتی کا نمونہ بن کر خاموش تماشائی تو نہیں بنے بیٹھے ہیں؟

۶۔آپ کے بچے اور بچیاں دین بیزار عصری اسکولوں میں تعلیم تو نہیں پا رہے ہیں؟ اگر ہاں تو کبھی آپ نے جائزہ لیا کہ انہیں ماڈرن ایجوکیشن اور کلچرل پروگرام وغیرہ کے نام پر کن چیزوں کی تعلیم دی جا رہی ہے اور آئندہ کی دینی اور سماجی زندگی میں اس کے کیا ثمرات اور نتائج سامنے آسکتے ہیں؟

۷۔آپ کا گھریلو ماحول غیر محرم رشتہ داروں کے ساتھ اختلاط کا تو نہیں؟ اسی طرح آپ کے بچے اور بچیاں مخلوط درسگاہوں میں تعلیم تو نہیں پا رہے ہیں یا مخلوط اداروں میں نوکری تو نہیں کر رہے ہیں؟ اگر ہاں تو کیا آپ نے سوچا کہ دینی، اخلاقی اور ذہنی اعتبار سے آپ کی نسل اور معاشرے پر اس کے کیا کچھ مضر اور خطرناک اثرات مرتب ہو سکتے ہیں اور ہو رہے ہیں؟

۸۔آپ کی اولاد (بچے یا بچیاں) تعلیم کے حصول کیلئے گھر سے نکلتی ہے، کیا آپ زحمت کرتے ہیں کہ ذرا گھر سے باہر ان کی حرکتوں اور ان کے تعلقات و روابط کا جائزہ لے لیا جائے؟

۹۔آپ کے گھر میں آپ کے بچے اور بچیاں شادی کی عمر کو تو نہیں پہنچ رہی ہیں؟ اگر ہاں، تو آپ ان کی شادی کے سلسلے میں دانستہ طور پر تاخیر سے کام تو نہیں لے رہے ہیں؟

۱۰۔مسلم سماج کو آج نکاح اور شادی کے حوالے سے طرح طرح کی خرافات و رسومات اور بیجا قسم کے اسراف اور فضول خرچیوں نے اپنے نرغے میں لے رکھا ہے اور ان کی وجہ سے نکاح کا انعقاد عملاً مشکل سے مشکل تر ہو گیا ہے، ظاہر ہے کہ نکاح کے مشکل ہونے کا مطلب اس کے سوا کچھ نہیں کہ زنا آسان ہو جائے، غور کیجئے کہ نکاح کو مشکل بنانے کے جرم میں ہماری حصہ داری بھی تو نہیں ہے؟

اگر ان میں سے کوئی بات بھی ہے تو پھر ہم تسلیم کریں یا نہ کریں یہ مناظر ہمارے گھروں کو اور ہمارے سماج کو بس دستک دینے ہی والے ہیں، (بلکہ دستک دے رہے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں گو کہ عمومی انداز میں نہیں) آپ گزشتہ اسلامی تعلیمات کی روشنی میں غور کر لیجئے کہ امت مسلمہ کے ایک فرد کی حیثیت سے آپ کی کیا ذمہ داری بنتی ہے اور آپ اپنے رب کے حضور کس حالت میں پیش ہونگے؟ یاد رکھئے مغرب کو ان مناظر تک پہنچانے والے ان جیسے ہی اسباب ہیں جیسا کہ آپ نے گزشتہ صفحات میں ملاحظہ کیا، مزید ذرا عبرت کی نگاہ سے مندرجہ ذیل اقتباس پڑھ لیجئے اور بس، ایک امریکن رسالہ لکھتا ہے:

''تین شیطانی قوتیں ہیں جن کی تثلیث آج ہماری دنیا پر چھا گئی ہے اور تینوں ایک جہنم تیار کرنے میں مشغول ہیں۔ فحش لٹریچر جو جنگ عظیم کے بعد حیرت انگیز رفتار کے ساتھ اپنی بے شرمی اور کثرت اشاعت میں بڑھتا چلا جارہا ہے۔ متحرک تصویریں جو شہوانی محبت کے جذبات کو نہ صرف بھڑکاتی ہیں بلکہ عملی سبق بھی دیتی ہیں۔ عورتوں کا گرا ہوا اخلاقی معیار جو ان کے لباس اور بسا اوقات ان کی برہنگی اور سگریٹ کے روز افزوں استعمال اور مردوں کے ساتھ ان کے ہر قید و امتیاز سے نا آشنا اختلاط کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے۔ یہ تین چیزیں ہمارے ہاں بڑھتی چلی جارہی ہیں اور ان کا نتیجہ مسیحی تہذیب و معاشرت کا زوال اور آخر کار تباہی ہے۔ اگر ان کو روکا نہ گیا تو ہماری تاریخ بھی روم اور ان دوسری قوموں کے مماثل ہوگی جن کو یہی نفس پرستی اور شہوانیت ان کی شراب اور عورتوں اور ناچ رنگ مست فنا کے گھاٹ اتار چکی ہے''

x=xx÷xx-xx-x

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مؤلف ایک نظر میں

نام: محمد ساجد اسید ندوی

ولدیت: محمد حسین عرف محمد اسید

تاریخ پیدائش: ۲۰ر دسمبر ۱۹۷۹ء

مقام پیدائش: مدھواپٹی، مدھوبنی بہار (ہند)

ابتدائی تعلیم: مدرسہ اسلامیہ، رگھے پورہ ونبٹولی، پوسٹ برہا، ضلع مدھوبنی۔

تکمیل حفظ قرآن مجید: دارالقرآن مدرسہ عظمتیہ، لوئر چیت پور روڈ، کلکتہ۔

ثانویہ (مولوی): مرکزی دارالعلوم جامعہ سلفیہ بنارس/جامعہ مصباح العلوم، جھوم پورہ اڑیسہ۔

عالمیت: دارالعلوم ندوۃ العلماء، لکھنؤ، یوپی۔

فضیلت: جامعہ اسلامیہ فیض عام مئوناتھ بھنجن، یوپی۔

گزشتہ خدمات ومشاغل:

۱۔ امامت وخطابت، مسجد اہل حدیث کٹرہ بازار، بھدوہی یوپی (تقریباً آٹھ ماہ)

۲۔ پیام محمد ﷺ ایجوکیشنل اینڈ ویلفیئر سوسائٹی، بھدوہی کا قیام (بھدوہی کے چند رفقاء کے ساتھ) اور خدمت بحیثیت داعی وترجمان۔ (تقریباً سات سال مارچ ۲۰۰۳ تا جون ۲۰۱۰ء)

۳۔ خطیب مسجد اہل حدیث بازار سردار خاں، بھدوہی (تقریباً چھ سال)

۴۔ مدرس معہد علوم الحدیث، وادی حدیث، حیدرآباد (ایک سال)

موجودہ مصروفیات اور ذمہ داریاں:

۱۔ امام وخطیب مسجد تقوی ٹولی چوکی، حیدرآباد (جولائی ۲۰۱۰ تا حال)

۲۔ مدرس ونائب ناظم جامعہ حفصہ رضی اللہ عنہا السلفیۃ للبنات، قلعہ گولکنڈہ حیدرآباد۔

۳۔ مدیر مجلّہ ''نور المصباح'' جھوم پورہ، اڑیسہ۔

۴۔ ناظم ''الادارۃ السلفیہ للبحوث الاسلامیہ'' ٹولی چوکی حیدرآباد۔

۵۔ مدیر ماہنامہ ''نوائے سلف'' حیدرآباد۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۶۔ پروپرائٹر فیضی بکڈپو، ٹولی چوکی حیدرآباد۔

تالیفات:

۱۔ باتیں سعادت وکامرانی کی (اسلامی کوئز، ۵۰۰ سے زائد سوالات وجوابات کا مجموعہ، پانچویں مرتبہ اضافہ وتصحیح کے ساتھ زیرطبع)

۲۔ غیبت یا دونوں جہاں کی مصیبت؟ (تصحیح واضافہ کے ساتھ تیسری مرتبہ زیرطبع)

۳۔ بدعت اور اس کی تباہ کاریاں (اضافوں کے ساتھ دوسری مرتبہ جلد ہی منظرعام پر)

۴۔ سیرت رسول ﷺ کوئز (دو حصے، مطبوع)

۵۔ سلفی نصاب دینیات (بچوں کی ابتدائی دینی تعلیم کیلئے۔ مطبوع)

۶۔ کتاب وسنت پر عمل کا محفوظ راستہ تقلید یا تحقیق؟ (مطبوع)

۷۔ فقہ کے چالیس اسباق (مطبوع)

۸۔ پاکیزہ نسل اور صالح معاشرہ کیوں اور کیسے؟ (مطبوع)

۹۔ عقیدۂ ختم نبوت، فتنۂ قادیانیت اور جماعت اہل حدیث (زیرطبع)

۱۰۔ علامہ ثناء اللہ امرتسری کون اور کیا تھے؟ از مولانا صفی الرحمٰن مبارکپوری (تقدیم و اضافہ جات، مطبوع)

۱۱۔ مولانا صفی الرحمٰن مبارکپوری کی سنہری تحریریں (جمع وتقدیم، مطبوع)

۱۲۔ اختلافی مسائل اور ان کا حل از عبدالخبیر اسلم (تقدیم واضافہ جات)

عربی سے اردو ترجمے:

۱۔ طہارت، صلاۃ اور جنازہ از علامہ محمد بن صالح العثیمینؒ (ترجمہ مع اضافہ جات)

۲۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے سلسلے میں اہل سنت کا عقیدہ (ترجمہ وتقدیم، مطبوع)

۳۔ قبروں کی پوجا اسلام سے پہلے اور اسلام کے بعد (ترجمہ دمعۃ علی التوحید، مطبوع)

۴۔ سلفی دعوت کیا ہے؟ (ترجمہ ھذہ دعوتنا از علامہ البانیؒ، مطبوع)

۵۔ شرح العقیدۃ الواسطیۃ للہراس از جاوید اختر عمری (مراجعہ وتقدیم)

===÷===

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

مؤلف کی کچھ دیگر قلمی کاوشیں

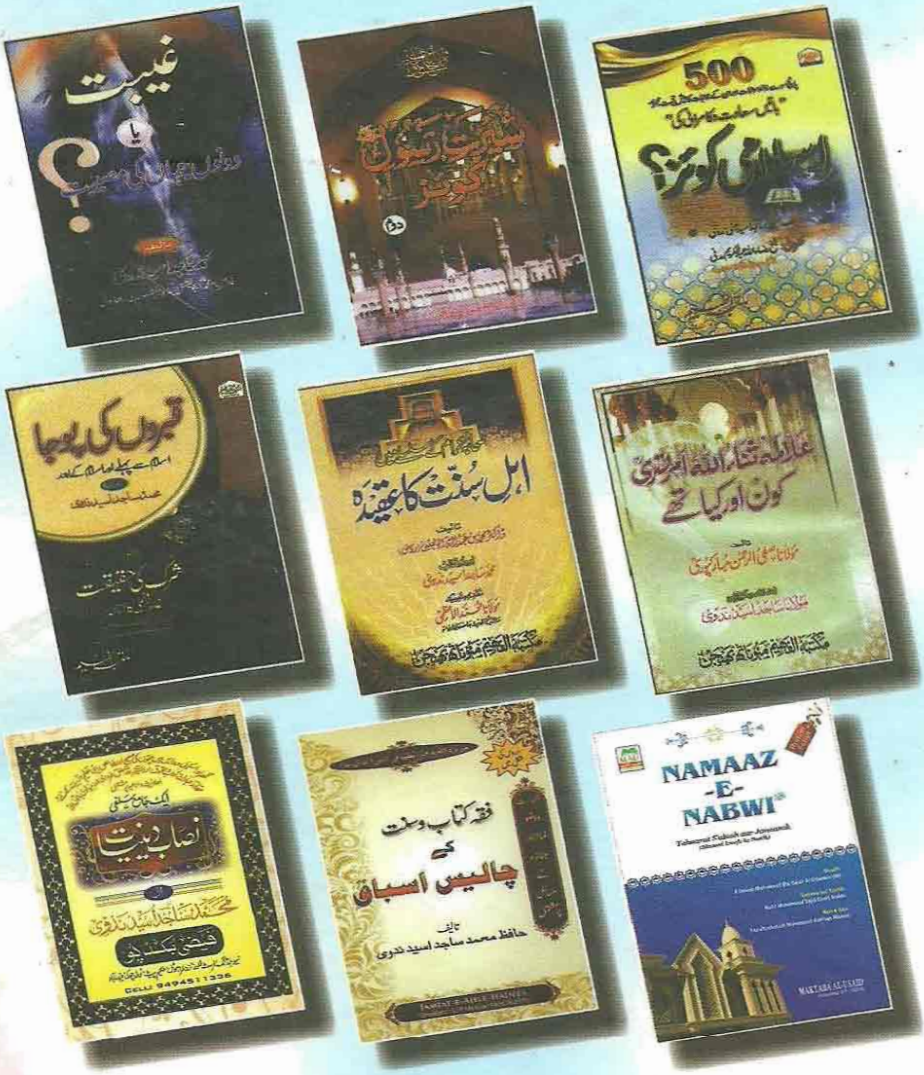

Distributor :

FAIZI BOOK DEPOT

H. No. 9-4-57/12/10, 1st Floor Opp. Limra Hotel, Hakeempet Rd,
Tolichowki, Hyderabad-8 (A.P.) Email : arqamtarique2@gmail.com

Cell : 8985740592, 8125925335, 9494511336